

لمس جنون

رائٹر زرناب چاند

ہر طرف رنگ و بو کا سیلاب تھا پان سگریٹ اور شراب کی ملی جلی بدبو اس کے
نہنوں سے ٹکرائی تو اسے ابکائی سی آئی وہ جلدی سے واش روم کی طرف بھاگی
پانچ منٹ بعد نڈھال سی وہ باہر آئی جگہ جگہ گندگی تھی کمرے میں ایک سنگل
بیڈ کے علاوہ کچھ نہیں تھا

دیوار پر ماڈلز کی آدھ ننگی تصویریں چسپاں تھی انہیں دیکھ کر اسے نئے سرے
سے رونا آنے لگا وہ اپنے جسم کو اپنے بازوؤں سے ڈھانپنے کی کوشش کرنے
لگی۔۔۔ اس کے جسم پر کپڑے کے نام پر ایک دوپٹے کے سوا کچھ نہ تھا

اسے یہاں بند دودن ہو گئے تھے وہ نہیں جانتی تھی اس کا قصور کیا تھا لیکن یہ سزا
اسے پاگل کرنے کے لیے کافی تھی

اس نے اپنے باپ کو اپنی آنکھوں کے سامنے مرتے دیکھا تھا

اس کا جسم اور چہرے پر نیل کے نشان تھے اس نے ان دودنوں میں وہ ظلم
برداشت کئے تھے جو اپنی زندگی کے اٹھارہ سالوں میں نہیں کئے۔۔۔ اسے
کپڑوں سے محروم کر کے ڈنڈے سے بہت بری طرح مارا گیا تھا۔۔۔

اس کے جسم کا کوئی حصہ ایسا نہیں تھا جہاں دردنا ہو۔۔۔

وہ اللہ سے انگنت اپنے لیے موت کی دعا مانگ چکی تھی۔۔۔

۔۔۔ لیکن شاید ابھی اس کا دنیا میں وقت باقی تھا

۔۔۔ باہر سے اچانک پولیس سائرن اور گولیوں کی آواز آنے لگی

وہ جو پہلے ہی ڈر سے مرنے کے قریب تھی یہ سب برداشت نہیں کر پائی اور لہرا
کر زمین پر گر گئی

اس کے جسم سے جگہ جگہ سے خون رسنے لگا۔۔۔ وہ بے یاروں مددگار اس
گندے سے کمرے کے فرش پر پڑی تھی۔۔۔



تم دونوں اوپر جاؤ اور الطاف تم نیچے تمام کمرے چیک کرو
فرحانہ تم ساری لڑکیوں کو الگ گاڑی میں محفوظ مقام پر لے جاؤ ان کو تھانے
مت لے کر جانا۔۔۔

اور رشید ان تمام بے غیرتوں کو تم تھانے لے کر جاؤ کوئی ایک بندہ بھی نہیں بچنا
۔۔۔ چاہیے

وہ اپنی ٹیم کو ہدایت دیتا خود بھی آگے بڑھ کر ایک ایک کمرہ چیک کرنے لگا۔۔

ابھی وہ ایک کمرے میں گھسا ہی تھا کہ سامنے ایک لڑکی برہنہ حالت میں پڑی
نظر آئی ایک دم اس نے اپنا چہرہ موڑ لیا

اس کے چہرے پر پسینہ آگیا اس نے جلدی سے دروازہ بند کیا اور چاروں طرف
نظر دوڑائی اسے صوفے پر ایک بیڈ شیٹ نظر آئی

وہ جلدی آگے بڑھا وہ بیڈ شیٹ اٹھائی
اور دروازہ کھول کر کمرے میں داخل ہو گیا اس نے دوبارہ اس لڑکی پر نظر
ڈالنے کی غلطی نہیں کی

اس نے بنا دیکھے اس لڑکی کے اوپر چادر ڈال دی

-- اب اس کا پورا جسم چادر سے ڈھکا ہوا تھا

صرف چہرہ نظر آرہا تھا گلابی ہونٹ چھوٹی سی ناک بند آنکھوں پر مڑی ہوئی
پلکوں کا سایہ وہ ایک بے تحاشہ حسن کی مالک تھی توڑی پر خم اسے اور خوبصورت
---- بنارہا تھا

لیکن سامنے بھی آدم خانزادہ تھا جس نے کبھی خوبصورتی سے متاثر ہونا سیکھا ہی
نہیں تھا وہ اپنے فرض اور فیملی کے لیے جان دینے والا انسان تھا۔۔۔

اس نے لڑکی کا گال تھپتھپایا اٹھو لڑکی ہیلو اٹھو
لیکن اس کے چہرے پر جنبش بھی نہیں ہوئی۔۔۔
اس نے اپنی ٹیم کو جلدی سے جگہ کلئیر ہونے پر وہاں سے نکلنے کی ہدایت دی
پھر چادر اچھے سے اس لڑکی کے گرد لپیٹ کر اسے بازوؤں میں اٹھالیا اب اس کا
چہرہ بھی نظر نہیں آرہا تھا

جس حالت میں وہ تھی اتنا تو وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ لڑکی اپنی مرضی سے یہاں نہیں
تھی اس لیے وہ اس لڑکی کو ذاتی طور پر خود گھر پہنچانا چاہتا تھا

--- وہ اسے لئے باہر نکلا تو جگہ بالکل کلیر تھی

بس الطاف اس کے انتظار میں کھڑا تھا وہ اپنے بوس کی گود موجود لڑکی کو دیکھ کر
--- حیران ہوا

سر یہ کون ہے۔۔۔ اسے شکل تو نظر نہیں آرہی تھی لیکن اس وجود کے قد کاٹھ
کو دیکھ کر اس نے اندازا لگایا وہ کوئی لڑکی ہے۔۔۔

الطاف یہ جو کوئی بھی ہے میں دیکھ لوں گا تم تھانے پہنچو میں بھی بیس منٹ میں
--- پہنچ رہا ہوں

اس نے الطاف کو جواب دیتے اس وجود کو پیچھے اپنی جیب میں لٹایا اور خود آکر
ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ کر گاڑی زن سے بھگالے گیا۔۔۔



یہ لڑکی میرے ہاتھوں سے نکلتی جا رہی ہے میں تمہیں بتا رہی ہوں کہ اب میں
بلکل اسکی مردانہ عادتیں برداشت نہیں کرونگی ارے مردوں کے کرنے والے
کام بھی یہی کر رہی ہے کوئی فرق رہ گیا ہے اس لڑکی اور اس گھر کے لڑکوں
میں اگر یہی حرکتیں رہی تو دیکھنا کوئی بھی اچھا رشتہ نہیں آئے گا۔۔۔ پھر بیٹھ
۔۔۔ کے سجا کر رکھنا اپنی بہن کو

وہ غصے میں اپنے بیٹے سے اپنی ہی بیٹی کی شکایتیں لگا رہی تھی۔۔۔
جب کے آدم خانزادہ مسکرا کر ان کی باتیں سن رہا تھا گود میں اس کی ایک سالہ
بیٹی بھی تھی جو اپنے باپ کی بیروڈ
کے ساتھ کھیل رہی تھی

جبکہ وہ مسکراتے ہوئے اپنی ماں کی شکایتیں سن رہا تھا

آدم۔۔۔ انہوں نے غصے میں اسے پکارا جو سنجیدگی سے لینے کے بجائے انہیں
زچ کرنے کے لیے مسکرا رہا تھا

جی ماں جان۔۔۔ اس نے اپنی مسکراہٹ روکی۔۔۔

تم میری بات کو سنجیدگی سے لو گے یا نہیں۔۔۔ فروا بیگم نے اب کے سنجیدگی
سے پوچھا۔۔۔

یار ماں جان آپ کیوں پریشان ہوتی ہیں آپ کو اپنی اولاد ہر بھروسہ ہونا چاہیے
اور ویسے بھی جزا میری بہن ہے وہ کبھی بھی کچھ بھی ایسا نہیں کرے گی جس سے
آپ کی یا اس خاندان کی بھی عزت پر آنچ آئے سوڈونٹ وری

میں اسے سمجھاؤں گا کہ اب آپ کو شکایت کا موقع نادے

اس نے منت کو بیڈ پر لٹایا اور اپنی ماں کو کندھوں سے تھام کر بٹھایا۔۔۔

فروا بیگم نے اپنے جوان بیٹے کی طرف دیکھا جس کا خوبصورتی میں کوئی ثانی نہیں
تھا چہ فٹ ایک انچ کا قد گندمی رنگت پر سچی خوبصورت مونچھیں اور ہلکی بےیر ڈ
جن کا رنگ بھی قدرتی براؤن تھا ہیزل براؤن آنکھیں بالکل فروا بیگم جیسی ان
۔۔۔ کے دل سے بے ساختہ ماشاء اللہ

بس ایک غلط فیصلے نے اس کو بہت سنجیدہ بنادیا تھا وہ صرف اپنی بیٹی کے لیے
مسکراتا تھا۔۔۔

فروا بیگم نے اسکے ماتھے سے بال ہٹا کر اس کے ماتھے پر بوسہ دیا اور منت کو گود
میں اٹھالیا



کمرے سے چیخوں کی آواز باہر تک آرہی تھی لیکن وہ باہر بیٹھا سکون سے
صوفے پر پیچھے سر گرائے ٹانگ پر ٹانگ رکھے بیٹھا تھا چہ فٹ دو انچ کا لمبا چوڑا
شخص کسرتی جسامت بلیک پیٹ کے ساتھ بلیک ہی ٹی شرٹ پہنے اسٹائلش

مونچھیں اور بئیر ڈکھڑی مغرور ناک پر اثار آنکھیں جیسے بہت راز دفن ہوں
ان آنکھوں میں وہ بہت وجیہہ تھا خوبصورتی میں وہ شخص بہت امیر تھا
آہستہ آہستہ یہ آواز مدھم ہوتی گئی چند سیکنڈ بعد اپنے سامنے کسی کے رکنے کو
محسوس کیا۔۔

اس نے آنکھیں کھولیں تو اس کی ہیزل براؤن چمکتی آنکھیں واضح ہوئی
سامنے اس کا آدمی فرجاد محسوس مسکراہٹ کے ساتھ کھڑا تھا۔۔ وہ سمجھ گیا
گنگناتے ہوئے وہ کھڑا ہوا اور اسی کمرے کی طرف بڑھ گیا جہاں سے چیخوں کی
آواز آرہی تھی فرجاد اس کے پیچھے ہی تھا

وہ کمرے میں داخل ہو گیا اپنے بھاری قدم اٹھاتے وہ ان دونوں کی طرف بڑھا
جو کچھ دیر پہلے تک زندہ تھے اب خون میں لت پت زمین پر پڑے تھے آنکھیں
۔۔۔ باہر کو ابلی ہوئی تھی

فرجاد انکو اٹھواؤ اور یہ روم مجھے ایک گھنٹے میں بالکل صاف چاہیے یا رتمہیں پتہ
--- ہے خون خرابہ دیکھ میرا دل خراب ہوتا ہے
وہ اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتا اسے ہدایت دیتا وہاں سے نکل گیا۔۔۔



ارے میرا شوہر محنت سے کماتا ہے اتنا ہی شوق ہے تو جاؤ خود کماؤ اور اپنے باپ کا
علاج کرواؤ ہم نے کوئی ٹھیکہ نہیں لے رکھا کہ تم باپ بیٹی کو پالیں۔۔۔۔۔ صحن
کے بچوں بیچ وہ عورت کمر پہ ہاتھ رکھے چیخ رہی تھی
لیکن تائی امی اس گھر پر بابا کا بھی حصہ ہے اور بابا نے اپنی تمام جمع پونجی تایا جان
کے دبئی جاتے وقت ان کو دے

چٹاخ

چٹاخ

اس سے پہلے کہ وہ اپنی بات مکمل کرتی ان کے ہاتھ کے بھاری تھپڑ اسے اپنے
گال پر ہے درپے محسوس ہوئے

اس کے گال پر پانچ انگلیوں کے نشان ایک ساتھ چپ گئے

ارے تیری ہمت کیسے ہوئی حصہ مانگنے کی تیرا باپ دو سال سے ناکارہ ہو گیا ہے
تم باپ بیٹی کو کھلایا پلایا کونسا حصہ مانگ رہی ہو۔۔

تائی جان اسے بالوں سے پکڑ کر بولی وہ تو ابھی تھپڑ سے ہی نہیں سنبھلی تھی کہ
بالوں میں سخت گرفت سے ہل بھی نہیں پائی
امی کیا کر رہی ہیں چھوڑیں عقیدت کو۔۔

پیچھے سے اسی کی ہم عمر لڑکی اپنی ماں سے اسے چھڑوا رہی تھی۔۔۔

تائی امی نے اس کے بال چھوڑے اور غصے میں اسے دھکا دیا

اور کمرے میں چلی گئی۔۔۔

وہ جلدی سے اس کے پاس آئی اور اسے اٹھا کر چیئر پہ بٹھایا

یار تم کیوں امی کو غصہ دلاتی ہو جب جانتی ہو تمہاری باتوں کا ان پر کوئی اثر نہیں
ہو گا لٹا وہ تم پر ہاتھ اٹھائیں گی۔۔۔۔۔ ثمرانے اسے سمجھانے کی کوشش کی۔۔

تو کیا کروں تم مجھے بتاؤ بابا کی حالت دن بدن بگڑتی جا رہی ہے اور میں اپنے باپ کے لیے کچھ نہیں کر پا رہی

میں بہت بری بیٹی ہوں بہت بری وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی ثمرانے اسے

۔۔۔ گلے سے لگا لیا سہارا پاتے ہی وہ اور رونے لگی

فیاض صاحب اور ایاز صاحب دو بھائی تھے۔۔

فیاض صاحب اور رقیہ بیگم کے تین بچے تھے ایک بیٹی شادی شدہ تھی اس سے

چھوٹا ستائیس سال کا بیٹا احمد اور سب سے چھوٹی شہزادی انیس سال کی تھی

ایاز صاحب کی ایک ہی بیٹی تھی عقیدت انیس سال کی چھ سال پہلے ہی ان کی بیوی کا انتقال ہو گیا تھا انہوں نے اپنی بیٹی کو کبھی کسی چیز کی کمی نہیں ہونے دی بہت محبت سے پالا ان کی کپڑوں کی دکان تھی جس سے اچھا گزر بسر ہو رہا تھا لیکن دو سال پہلے ان کی بیماری نے ان کی کمر توڑ دی

ان کے دونوں گردے فیل ہو گئے تھے انہیں اپنے علاج کے لیے دکان بچنی پڑی لیکن بیماری ایسی تھی کہ دن بدن وہ کمزور ہوتے جا رہے تھے اور ڈاکٹرز بھی ناامید ہو گئے تھے۔۔۔

جزا جزا جزا

چاروں طرف سے جزا کے نام کا شور تھا

بلیو جینز کے ساتھ یلو کلر کی کرتی پہنے بلیک اسٹالر کو مفلر کی طرح گلے میں لپیٹے
بالوں کو پانی ٹیل کئے وائٹ جاگرز پہنے وہ ایک لڑکے کو بری طرح مار رہی تھی
چہرہ بلیک ماسک سے ڈھکا ہوا تھا

تمہاری ہمت کیسے ہوئی لڑکی کو چھیڑنے کی تم جیسوں بے غیرتوں کی وجہ سے
مائیں اپنی بیٹیوں کو اکیلے نہیں نکلنے دیتی اس نے اپنی جینز کی پاکٹ سے ایک
چھوٹی سی تیز چھری نکالی جس کا سائز تین انچ کے برابر تھا
وہ ہمیشہ اپنی سیفٹی کے لیے اپنے پاس رکھتی تھی

جزانے وہ چھری اس لڑکے کی آنکھوں کے آگے لہرائی
وہ لڑکا گھبرا کر بھاگنے لگا

لیکن اس نے ٹانگ سے پکڑ کر اسے کھینچا کہ وہ دوبارہ اس کے سامنے آگیا

مجھے معاف کر دو آج کے بعد کبھی کسی لڑکی کو نہیں چھیڑوں گا پلینز مجھے معاف

کر دو وہ لڑکا ہاتھ جوڑے اس سے معافی مانگنے لگا

جزانے کالر سے پکڑ کر اس لڑکے کو ایک لڑکی کے سامنے دھکا دیا

معافی مانگنی ہے تو اس سے مانگو۔۔۔۔۔ وہ لڑکا اس لڑکی کے آگے ہاتھ جوڑے

لگا۔۔۔۔۔

وہ لڑکی گھبرا کر اثبات میں سر ہلا کر پیچھے ہو گئی۔۔۔

اور یہ لاسٹ وارننگ ہے دوبارہ تم نے کسی لڑکی کو چھیڑنے کی کوشش کی تو

جزا خانزادہ دوسری بار وارننگ نہیں دیتی گوٹ اٹ۔۔۔ انگلی دکھا کر اس لڑکے

کو وارن کیا اور اپنے بالوں کو جھٹک کر مڑی زمین سے اپنا بیگ اٹھایا اور چل دی

لڑکیاں تو لڑکیاں لڑکے بھی اس پٹاخہ کو آنکھیں پھاڑے دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔



وہ اس لڑکی کو لئے اپنے فلیٹ پر آگیا تھا اسے ایک کمرے میں لا کر بیڈ پر لٹایا اسے
لے تو آیا تھا اب وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا اسے کیا کرنا چاہیے کیونکہ جب تک وہ ہوش
میں نہیں آجاتی اس کے گھر کا ایڈریس معلوم کرنا مشکل تھا

اس نے جلدی سے ایک کال ملائی۔۔۔ جو دوسری ہی بیل پر اٹھالی گئی

اس نے ایک دو باتیں کی پھر اسے آنے کا کہہ کر کال کاٹ دی
اور باہر آکر صوفے پر بیٹھ کر اس کا انتظار کرنے لگا

پانچ منٹ ہی گزرے تھے کہ دروازے پر بیل بجی اسے پتہ تھا کون ہے اس
لیے دروازہ کھول دیا۔۔۔

تھینک گاڈ یار فری تم آگئی اپنا ایک سوٹ لائی ہونا
اس نے دروازہ کھولنے کے ساتھ پوچھا۔۔۔

ہاں لائی ہوں کہاں ہے وہ لڑکی اور آدم تم مجھے یہ بتاؤ آج سے پہلے تو تم اس طرح
۔۔۔ کسی کو یہاں نہیں لے کر آئے آج کیوں لائے ہو
فری نے مشکوک نظروں سے اسے دیکھتے پوچھا۔۔۔

یار یہ سب میں تمہیں بعد میں بتاؤں گا مجھے ابھی جانا ہے جب تک میں نہیں آ
جاتا تم یہی رہنا اور اسے چیلنج کروا کے اس کا چیک اپ کر لینا میں چلتا ہوں
بائے۔۔۔

وہ جلدی میں اسے حکم دے کر چلا گیا شاید اس کے سوالوں سے بچنے کا یہی
طریقہ تھا

یہ ایک چھوٹا سا اپارٹمنٹ تھا جس کے دو ہی کمرے تھے چھوٹا سا ٹوی لاؤنج تھا
جہاں ایل شپ ایک صوفہ تھا

وہ قدم قدم چلتی آدم کے بیڈ روم میں آئی بیڈ پر سفید چادر میں لپٹی لڑکی کو دیکھا
اس کی حالت دیکھ کر اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آیا اتنے زخم ایک لڑکی کے
جسم پر جس کی عمر مشکل سے سترہ اٹھارہ سال سے زیادہ نہیں تھی

اسے بہت افسوس ہوا

لباس سے تو وہ پہلے ہی محروم تھی فری نے جلدی سے اسے کپڑے پہنائے اور
ٹاول گیل کر کے اس کا چہرہ صاف کیا
جلدی سے اس کا چیک اپ کر کے کال۔ کر کے میڈیسن اور ڈرپ منگوائی
اسے ڈرپ لگا کر کچن میں چلی گئی تاکہ کچھ لائٹ سا بنا سکے

سو پ بنا کر جب وہ کمرے میں آئی تو وہ لڑکی آنکھیں کھولے چھت کو گھورنے
میں مصروف تھی

ہیلو پیاری لڑکی فری نے اس کے پاس جا کر اسے پکارا لیکن
اس نے کوئی جواب نہیں دیا

فری کو حیرت ہوئی کیا اس نے سنا نہیں
فری نے دوبارہ پکارا تب بھی اس لڑکی میں کوئی جنبش نہیں ہوئی
فری کو تشویش ہوئی اس نے دھیرے سے اس بازو پر ہاتھ رکھا
بچ چھوڑو چھوڑو مجھے پلینز مجھے مت مارو امی امی بچاؤ پلینز چھوڑ مجھے ہاتھ مت لگاؤ
وہ پاگلوں کی طرح خود کو چھڑانے لگی ہاتھ سے ڈرپ نکال کے پھینک دی کبھی
اپنے ہاتھ صاف کرتی تو کبھی اپنے بال نوچتی وہ کوئی پاگل ہی لگ رہی تھی

فری کو چند سیکنڈ لگے تھے پورے معاملے کو سمجھنے میں

وہ ایک ڈاکٹر تھی کئی بار اس طرح کے پیشنٹ آچکے تھے اس کے پاس جو بہت
برے ٹراما سے گزرے تھے

اس نے جلدی سے اس لڑکی کو پکڑ کر قابو کیا
اور نیند کا انجیکشن اسکے بازو میں انجیکٹ کیا

تھوڑی ہی دیر میں وہ غنودگی میں جانے لگی۔۔۔ فری نے اسے آرام سے بیڈ پر
لٹایا اور کمرے سے باہر آگئی

اور آدم کا انتظار کرنے لگی۔۔۔

اسے یہ بہت پیچیدہ معاملہ لگ رہا تھا۔۔۔



سر معاف کر دیجیئے آئندہ میں کبھی یہ غلطی نہیں کروں گا مجھے نوکری سے مت
نکالئیے وہ شخص اپنے باس کے آگے گڑ گڑا رہا تھا

رشید صاحب ان کو باہر کاراستہ دکھائیں اور ان کا جو بھی حساب بنتا ہے کر
دیکھئے۔۔۔۔

Novelistan

میرے کام کے ساتھ دھوکا کرنے والو کو میں دوسرا موقع نہیں دیتا۔۔۔۔
۔۔ وہ کہہ کر اپنی فائنل پر جھک گیا

رشید صاحب اس آدمی کا ہاتھ پکڑے زبردستی باہر لے گیا

چھوڑ مجھے سر سے بات کرنے دو۔۔ وہ اپنے آپ کو چھڑانے کی کوشش کرنے

لگا۔۔۔

پاگل ہو گئے ہو شکر کرو انہوں نے تمہارے خلاف ایف آئی آر درج نہیں

۔۔۔ کروائی صرف تمہاری عمر اور تمہارے معصوم بچوں کا سوچ کر

۔۔۔ تم نے کیسے ان کے ساتھ دھوکا کیا

ان کی محنت تم صرف چند پیسوں کے لیے کسی اور کے حوالے کرنے چلے تھے

شرم آنی چاہیے تمہیں رشید صاحب نے اس آدمی کو اچھی خاصی جھاڑ پلائی

۔۔۔۔

تو وہ بھی شرمندہ ہو گیا۔۔۔۔

وہ میٹنگ میں مصروف تھا کہ گھر سے کال آنے لگی وہ سب کو اسکیز کر کے باہر
--- نکل گیا اور سائیڈ پر ہو کر کال اٹھائی

اسلام علیکم امی۔۔۔ اس نے کال اٹھاتے ہی سلامتی بھیجی۔۔

وعلیکم السلام عرش کہاں ہو تم ابھی تک گھر کیوں نہیں آئے میں کب سے تیار ہو
کر تمہارا انتظار کر رہی ہوں۔۔۔۔ سجدہ بیگم نے چھوٹے ہی سوال کیا۔۔

Novelistan

یار امی ایک میٹنگ میں بزی ہوں تھوڑی دیر تک آ جاؤں گا آپ پلیز سالار کے
--- ساتھ چلی جائیں نا امی پلیز

آخر میں اس نے ریکوسٹ کی سجدہ بیگم نے کچھ بھی کہے بغیر کھٹاک سے فون بند
--- کر دیا۔۔۔۔۔ وہ سمجھ گیا تھا آج اس کی خیر نہیں

اس نے ایک نظر فون کو دیکھا اور مسکرا کر کوٹ کے جیب میں ڈالا اور اندر چلا
گیا

--- اب اسے گھر جا کر اپنی ماں کو بھی منانا تھا

--- فیروز خانزادہ ایک جانا مانا بزنس مین تھا

ان کے تین بیٹے تھے

-- سہیل راحیل اور روحیل

سہیل کی شادی فروا بیگم سے ہوئی جن کے دو بچے ہیں بڑا بیٹا آدم جو پولیس فورس میں ہے جس کی عمر بتیس سال ہے وہ اپنی جو ب کے ساتھ ساتھ اپنے خاندانی بزنس کو بھی دیکھتا تھا اور بیٹی جزا جو اسٹوڈنٹ ہے جس کی عمر بیس سال ہے۔۔۔۔

ان سے چھوٹا راحیل جن کی شادی شاہین بیگم سے ہوئی جن کے تین بچے ہیں ایک بیٹی فریحہ آدم کی ہم عمر جو پیشے کے لحاظ سے ڈاکٹر ہے اور شادی شدہ ہے اور بیٹا سالار جو بزنس میں ہے عمر انتیس سال۔۔۔ اس سے چھوٹی آیت تھی۔۔۔ جو میڈیکل کالج میں تھرڈ ایئر کی اسٹوڈنٹ تھی۔۔۔ عمر اکیس سال۔۔۔

سب سے چھوٹے روحیل جن کی شادی سجدہ بیگم سے ہوئی ان کا صرف ایک ہی بیٹا ہے عرش۔۔۔۔

آٹھ سال پہلے ایک شادی سے آتے ہوئے فیروز خانزادہ سہیل خانزادہ را حیل
خانزادہ روحیل خانزادہ اور شاہین بیگم کی گاڑی کا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا جس کے
نتیجے میں وہ سب ہی جان کی بازی ہار گئے۔۔۔ وہ وقت حویلی والوں کے لیے کسی
قیامت سے کم نہ تھا وقت کا کام ہے گزرنا زخم پوری طرح بھرتو ناسکے لیکن وقت
کے ساتھ مند مل ہو گئے۔۔۔۔



میری مانو تم اس لڑکی کو اس کی فیملی کے حوالے کر دو شاید یہ جلدی اسٹیبیل ہو
جائیں ان کے ساتھ کیونکہ جس طرح کا بیہو اس لڑکی نے کیا اس سے یہ بات تو
صاف ہے اس پر بہت زیادہ تشدد کیا گیا ہے

اس کا پورا جسم زخموں سے چور ہے۔۔۔۔۔۔۔۔
فری اس کے سامنے بیٹھی اسے افسوس سے بتا رہی تھی

جبکہ آدم کی آنکھوں میں وہ ایک لمحہ لہرایا
جب اس نے پہلی بار اسے دیکھا اس نے سختی سے اپنا سر جھٹکا وہ مٹھیاں بھینچ لی

۔۔۔۔۔
اتنی چھوٹی لڑکی نے پتہ نہیں کیسے برداشت کیا یہ سب
فری کی آواز پر وہ ہوش میں آیا

یار وہ ایک بار ہوش میں آجائے تو پوچھتے ہیں نا لیکن تم جانتی ہو اسے اکیلا نہیں
چھوڑ سکتے اس حالت میں تم اریب کو اپنے ساتھ یہاں لے آؤ کل تک یہاں رک
جاؤ مجھے گھر جانا ہو گا یا ر پھر کل کرتے ہیں کچھ۔۔۔۔

آدم نے اسے دیکھتے ہوئے جیسے آرڈر دیا۔۔۔۔۔
۔۔۔ فری نے اسے گھور کر دیکھا میرا ایک عدد شوہر بھی ہے اگر تمہیں یاد ہو تو
ہاں تو۔۔۔۔۔ آدم نے نا سمجھی سے پوچھا
تو ان سے پر میشن کون لے گا اب کے فری نے سنجیدگی سے پوچھا

ہاہاویری فنی جیسے مجھے تو پتہ ہی نہیں کہ تم اس سے کتنا ڈرتی ہو۔۔۔۔۔ اس نے
جیسے مزاق اڑایا اور نکل گیا پیچھے سے فری نے اسے کشن اٹھا کر مارا اور اپنے پیر
پٹکے۔۔۔۔۔



فری احد سے پر میشن لے کر اریب کو اپنے ساتھ لے آئی تھی اریب اٹھتے ہی
اپنی دادی کے پاس چلا گیا تھا

فریحہ کافلیٹ بھی اسی بلڈنگ میں تھا احد بھی اسی کی طرح ڈاکٹر تھا ان کا ایک بیٹا
تھا پانچ سال کا اریب فری کے سسرال میں ایک ساس ہی تھی وہ بہت پر سکون
زندگی گزار رہی تھی وہ ہاسپٹل میں جوب کرنے کے بجائے اپنا ایک پرائیویٹ
کلینک چلا رہی تھی۔۔۔۔۔

آدم اس کا ہم عمر ہونے کے ساتھ اس کا بیسٹ فرینڈ بھی تھا انہوں نے بچپن اور
جوانی کا ہر وقت ساتھ گزارا تھا
اس لیے وہ ایک دوسرے کے ساتھ بہت فرینک تھے۔۔۔

وہ صبح جب اٹھی تھی تب وہ لڑکی جاگ رہی تھی لیکن اس نے کچھ بھی کہنا
مناسب نہیں سمجھا۔۔۔



وہ اٹھی فریش ہوئی پھر اس کے کمرے میں آگئی
پیاری لڑکی جاگ گئی کیا اس نے اس کے پاس کھڑے ہو کر اسے پکارا
وہ لڑکی اسے خوفزدہ نظروں سے دیکھنے لگی۔۔۔۔ فری اس کی نظریں سمجھ گئی
اس لیے جلدی سے بولی۔۔۔

میں ڈاکٹر فریحہ ہوں تمہیں گھبرانے کی ضرورت نہیں تم بالکل سیف ہو۔۔۔

۔۔۔ اور تمہارا نام کیا ہے پیاری لڑکی اس نے ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے پوچھا

م میں میرا نام شش شفا ہے۔۔۔۔۔ اٹکتے ہوئے اس نے اپنا نام بتایا

ماشاء اللہ بہت پیارا نام ہے ویسے تمہاری عمر کیا ہے شفا۔۔

۔۔ فری نے شاپر سے اس کے لیے سامان نکالتے ہوئے پوچھا

میں میں اٹھارہ سال کی ہوں۔۔۔ میں کہاں۔۔۔ ہوں مجھے یہاں کون لایا؟

پوچھتے ہوئے اس کی آنکھوں میں ڈروا ضح دیکھا جاسکتا تھا۔۔

فکر مت کرو شفا تم بالکل ٹھیک ہو یہاں کوئی نہیں آسکتا

پہلے تم جا کر فریش ہو جاؤ وہ ایک سادہ سالان کا سوٹ اس کی طرف بڑھاتے
ہوئے بولی گرم پانی سے نہانا تا کہ باڈی پین کم ہو جائے۔۔۔
۔۔۔ فری کہتے ہوئے کمرے سے نکل گئی

کل کے مقابلے میں آج وہ نارمل نظر آرہی تھی۔۔۔

اس کے جانے کے بعد اس نے پورے کمرے میں نظر دوڑائی یہ ایک بہت
خوبصورت کمراتھا صاف ستھرا بیڈ کے بلکل سامنے ایک بڑی سی ایل سی ڈی لگی
تھی لیفٹ سائیڈ پر ایک ڈریسنگ ٹیبل اور رائٹ سائیڈ پر ایک بک شیلف جہاں
پر بہت ساری کتابیں سلیقے سے سیٹ تھی۔۔۔

اس نے ایک نظر اپنے حلیے پر ڈالی وہ لان کے سوٹ میں تھی شاید اس لڑکی نے
۔۔۔ اس کو چنچ کر وایا تھا۔۔۔ اسے بے انتہا شرمندگی ہوئی

وہ اٹھی اور سوٹ ہاتھ میں لے کر واش روم کی طرف بڑھ گئی۔۔۔۔
کمرے کی طرح واش روم بھی بہت خوبصورت اور صاف ستھرا تھا
اس وقت اسے کوئی خوبصورتی متاثر نہیں کر رہی تھی
اسے صرف اپنا باپ یاد آرہا تھا۔۔۔۔ جسے ظالموں نے اس کی آنکھوں کے
سامنے قتل کر دیا تھا۔۔۔۔
۔۔۔ بہت دیر تک وہ واش روم میں بیٹھ کر روتی رہی
Novelistan
کچھ دیر بعد فری اس کے لیے سوپ اور سینڈوچ لے کر کمرے میں داخل ہوئی
اور انتظار کرنے لگی۔۔۔۔

تھوڑی دیر بعد وہ نہا کر واش روم سے باہر نکلی فریجہ کا سوٹ اسے بہت کھلا لگ رہا
تھا گھبرائی گھبرائی سی وہ اس کے پاس آئی۔۔۔

فری نے اسے ہاتھ پکڑ کر بٹھایا سب سے پہلے ناشتہ کرو باقی باتیں ہم بعد میں
کریں گے۔۔۔

ناشتہ دیکھتے ہی شفا کی آنکھوں میں آنسوؤں آگئے وہ تین دن سے بھوکی تھی اس
نے جلدی سے ایک سینڈوچ اٹھالی اور جلدی جلدی کھانے لگی۔۔۔ اس کا دل
تشکر کے احساس سے بھر گیا۔۔۔

فری اس کی حالت کے پیش نظر وہاں سے اٹھ کر چلی گئی تاکہ وہ آرام سے کھا
سکے۔۔۔ اس نے پانچ منٹ میں سارہ کھانا ختم کیا اور سکون سے آنکھیں بند
کر لی۔۔۔۔

سچ کہتے بھوک انسان کی سب سے بڑی کمزوری ہے انسان اسی پیٹ کے لیے تو
--- بڑے بڑے گناہ کر جاتے ہیں



میں آپ سے پیار کرتی ہوں۔۔۔ پلیز مجھے شادی کر لیں۔۔۔ وہ لڑکی اس
--- کے سامنے دوزانوں بیٹھی اپنی محبت کی بھیک مانگ رہی تھی

وہ بے حس بنا سے دیکھتا رہا دو قدم چلتا اس کے پاس آیا اور جھکا اس لڑکی کا بازو
پکڑ کر اٹھایا۔۔۔

تم اگر دنیا کی آخری لڑکی بھی ہوئی تب بھی میں تم جیسی لڑکی سے شادی کبھی
نہیں کروں گا۔۔۔ اس کی آنکھوں میں سامنے موجود لڑکی کے لیے حقارت کے
----- سوا کچھ نہ تھا

----- یہ سالار کیا کر رہے ہو یہاں اندھیرے میں
----- پیچھے سے عرش نے آکر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تو وہ ہوش میں آیا
کچھ نہیں تو سنا کہاں بڑی تھا مجھے پھنسا کر۔۔۔ چھوٹی امی نے بہت خوار کیا مجھے
مارکیٹ میں آئندہ میری توبہ جو میں کسی لیڈیز کو مارکیٹ لے کر جاؤں
اس نے عرش کو گدی سے پکڑ کر دبایا۔۔۔۔۔

ابے کمینے چھوڑ کیا بچے کی جان لے گا کیا ابھی تو مجھے دلہا بننا ہے تجھے چاچا بنانا ہے
اپنی ماں کو دادی بنانا ہے اپنی بیوی۔۔۔۔۔ اس سے پہلے کے اس کی دہائیاں
سالار کے کان پکاتی اس نے زور سے ایک تھپڑ اس کی پیٹھ پہ مارا
اور وہاں سے بھاگ گیا

سالار کے بچے میں تجھے گنجا کر دو نگا تو میرے ہاتھ لگ
وہ دونوں بھاگ رہے تھے سالار آگے آگے اور عرش اس کے پیچھے تھا
دنیا کے سامنے سنجیدہ اور کھڑوس نظر آنے والے وہ دونوں جب ایک دوسرے
کے ساتھ ہوتے تھے تو بالکل چھوٹے بچوں کی طرح ایک دوسرے کو تنگ کرتے
تھے ایک دوسرے میں جان بستی تھی ان کی اگر ایک کو ہلکا سا بخار بھی ہو جائے
تو دوسرا پوری رات جاگتے گزار دیتا تھا۔۔۔

عرش خانزادہ سحر انگیز شخصیت کا مالک تھا اس کی پرسنلٹی میں ایک ٹھہراؤ تھا قد کاٹھ میں سارے خانزادے ہی امیر تھے چھ فٹ ایک انچ کا قد جیل سے سیٹ کئے ہوئے بال ہلکی بئیر ڈگالوں میں پڑتا گھڑا اسے بہت منفرد بناتا تھا۔۔۔۔

کیا ہو رہا ہے یہاں۔۔۔۔۔ نا جانے وہ کب تک بھاگتے آدم کی گھمبیر آواز پر دونوں کے قدم رکے دونوں نے ایک دوسرے کو کھا جانے والی نظر سے دیکھا۔۔۔۔

Novelistan

دونوں شرافت سے میرے کمرے میں آؤ کچھ بات کرنی ہے۔۔۔۔ وہ ان کو حکم دیتا گھر کے اندر بڑھ گیا۔۔۔۔ وہ شاید ابھی ڈیوٹی سے لوٹا تھا۔۔۔۔

پچھے دونوں شرافت سے اس کے پیچھے بڑھ گئے۔۔۔۔۔

کل رات تم کہاں تھے سالار-----

آدم پولیس یونیفارم میں ان کے سامنے ٹانگ پر ٹانگ رکھے بیٹھا سنجیدگی سے

سالار سے پوچھ رہا تھا

عرش نے بھی سالار کی طرف دیکھا جو معصوم شکل بنائے

ان کے سامنے بیٹھا تھا

میں کل تھوڑا کلب گیا تھا بھائی بور ہو گیا تھاروز روز کی میٹنگ سے۔۔۔ اس نے

مسکین شکل بنا کر آدم کو جواب دیا جو اسے گہری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔

عرش نے مسکراہٹ دبائی کیونکہ ایک وہی تو حقیقت سے واقف تھا۔۔۔

فہد ملک والی ڈیل کا کیا بنا۔۔۔۔۔ اب اس کا رخ عرش کی طرف تھا۔۔۔۔۔ وہ
اپنی ڈیوٹی کے ساتھ ساتھ اپنے خاندانی بزنس کو بھی دیکھتا تھا۔۔۔۔۔

جی بھائی ساری فائنل پریزینٹیشن ریڈی ہے کل ان کے ساتھ میٹنگ ہے انشاء
اللہ یہ ڈیل ہمیں ہی ملے گی عرش سنجیدگی سے اسے بتانے لگا۔۔۔۔۔
ہممم۔۔۔۔۔ آئی نو ایسا ہی ہو گا۔۔۔۔۔

اب جاؤ اپنے کمرے میں آرام کرو۔۔۔۔۔
Novelistan



وہ فری کے کال کرنے پر دوپہر میں فلیٹ پر گیا تھا جس طرح وہ لڑکی کھانا کھا رہی تھی دروازے سے باہر کھڑا وہ دیکھ رہا تھا اس کی حالت دیکھ آدم کا دل کٹ کر رہ گیا تھا وہ جزا اور آیت سے بھی چھوٹی تھی

تھوڑی دیر بعد آدم خانزادہ سفید شلوار قمیض پہنے سنجیدگی سے اس کے کمرے میں موجود تھا

شفا خوںزادہ سی فری سے لگ کر بیٹھی تھی۔۔۔ شفا بچے گھبرانے کی ضرورت نہیں یہ میرا بھائی ہے یہ پولیس والا ہے یہی تمہیں لے کر آیا تھا۔۔۔۔

اس کی بات پر شفا کی آنکھیں حیرانگی سے پھٹی کی پھٹی رہ گئی۔۔۔ اس کا مطلب وہ اسے برہنہ حالت میں دیکھ چکا تھا اس کا دل کیا زمین پھٹے اور اس میں سما جائے۔۔۔۔ شرمندگی سے اس کی آنکھوں میں آنسوؤں روا ہو گئے۔۔۔۔ فریحہ اس کے چہرے کا ہر اتار چڑھاؤ سمجھ رہی تھی۔۔۔

شفاب تم اپنے گھر کا ایڈریس بتاؤ ہم تمہیں تمہارے گھر صحیح سلامت چھوڑ کر
آئیں گے۔۔۔۔

فری نے اسے حوصلہ دیا لیکن گھر کے نام پر وہ ہچکیوں سے رونے لگی۔۔۔۔ فری
نے اس کا ہاتھ تھام کر دبایا

ناجانے کیوں اس لڑکی کی آنکھوں میں آنسوؤں آدم سے برداشت نہیں ہو رہے
تھے



مم میرا ک کوئی گھر نہیں۔۔۔۔۔ وہ ہچکیوں کے درمیان بولی۔۔۔۔

کوئی تو گھر ہو گا جہاں آپ رہتی تھی پہلے۔۔۔۔ اب کے آدم خانزادہ نے
سنجیدگی سے پوچھا اس کی گہری آنکھیں اس کی ایک حرکت کو نوٹ کر رہی
تھی۔۔۔

میری اب ابو کو میرے سامنے مار دیا۔۔۔ وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی میرا
کوئی نہیں میں اکیلی رہ گئی میرے سوتیلے ماموں نے مجھے کھوٹے میں بیچ دیا ان
ان لوگوں نے مجھ مجھے بہت مارا مجھے درد دہور ہا ابھی تک وہ ہچکیوں میں انہیں
سب بتاتی چلی گئی۔۔۔۔۔ آدم خانزادہ کو اچانک گھٹن کا احساس ہونے لگا اس
نے زور سے آنکھیں میچی تو وہی لمحہ دوبارہ اسے اپنی آنکھوں کے سامنے لہراتا
نظر آیا

دو دن سے تو وہ آنکھیں بند کرتے ہوئے بھی ڈر رہا تھا ناچاہتے ہوئے بھی وہ سب
۔۔۔۔۔ اسے یاد آرہا تھا

فری نے تڑپ کر شفا کو سینے میں بھینچ لیا وہ خود بھی تو یتیم تھی اس نے بھی اپنے
ماں باپ کو کھویا تھا۔۔۔۔

آدم خانزادہ وہاں سے اٹھ کر جانے لگا کہ ایک آواز پر اس کے قدم زنجیر ہوئے
اس نے بے یقینی سے مڑ کر دیکھا۔۔۔

آپ مجھ سے نکاح کر لیں وہ نظریں جھکائے اس سے اپنے لیے پناہ مانگ رہی
تھی۔۔۔

میں بہت اک اکیلی ہوں م میری عزت اور ر جان دونوں محفوظ نہیں ہیں پلیز
پلیز مجھے اپنی پناہ میں لے لیں م میں ایک کونے میں پڑی رہو نگی بس مج مجھے
---- یہاں رکھ لیں

فری نے حیران کن نظروں سے اس چھوٹی سی لڑکی کو دیکھا جو یہ الفاظ ادا کرتے
----- ہوئے بھی تھر تھر کانپ رہی تھی
آدم بنا کچھ کہے کمرے سے کیا فلیٹ سے بھی نکلتا چلا گیا

شفامایوسی سے وہاں بیٹھتی چلی گئی اس نے اپنے لیے پناہ مانگی تھی۔۔۔۔ کیونکہ
اس جہنم سے نکال کر لانے والا وہی شخص تھا۔۔۔۔ اس نے پہلی بار اس شخص کو
دیکھا تھا لیکن اس شخص کی آنکھوں میں اس کے لیے ہوس کے بجائے عزت
دیکھی تھی اس نے ان تین دنوں میں جتنی غلاظت مردوں کی نظر میں دیکھی

تھی اس کے بعد آدم اسے فرشتے سے کم نہیں لگا وہ بس ایک چھت چاہتی تھی وہ
دنیا میں اکیلے سروائیو کرنے سے ڈرتی تھی وہ جانتی تھی اگر وہ اس محفوظ مقام
سے نکلی تو اس کی عزت محفوظ نہیں رہے گی۔۔۔

فری آگے بڑھی اور اسے تھام کر بیڈ پر بٹھایا
پلیز آپ مجھے یہاں سے مت نکالیں مجھے بھی مار دیں گے وہ لوگ میری عزت محفوظ
نہیں ہے باہر پلیز مجھے بچالیں میں کہیں جانا نہیں چاہتی م میں سارا کام کروں گی
۔۔۔ می ایک کونے میں پڑی رہو گی پلیز مجھے مت نکالیں

شفا اس وقت اتنی ڈری ہوئی تھی اسے خود نہیں پتہ تھا وہ کیا کہہ رہی ہے۔۔۔
فری کو اس لڑکی پر ترس آیا اسے ساتھ لگا کر پیٹھ سہلانے لگی۔۔۔

ہم تمہیں کہیں نہیں بھیجیں گے فکر مت کرو ریلیکس بس سب ٹھیک ہے
---- وہ اسے تسلی دینے لگی

ابھی وہ تیار ہو کر آفس کے لیے نکل رہا تھا کہ ----

اس کے پاس سے گزر کر جزا خان زادہ اسے پوری طرح اگنور کر کے پوری شان
سے جا کر اپنی بائیک پر بیٹھی اور بائیک ہوا میں اڑاتی ہوئی نکل گئی پیچھے سے اسے
بڑی امی کی آواز باہر تک آتی سنائی دی۔۔۔ جو جزا کو اس کی حرکتوں پر سلواتیں
سنارہی تھی

وہ بھی سر جھٹک کر اپنی گاڑی میں بیٹھا اور نکل گیا
ابھی وہ آدھے راستے میں تھا اسے اپنے بندے کی کال آئی

ٹھیک ہے تم اسے وہاں رکھو اچھے سے خاطر داری کرو میں دو گھنٹے سے میں فری
--- ہو کر آتا ہوں

وہ آفس پہنچا تو عرش اسی کا انتظار کر رہا تھا

دونوں میٹنگ روم میں چلے گئے۔۔۔

میٹنگ کے بعد سب ایک دوسرے کو مبارک باد دے رہے تھے یہ ڈیل بھی
خانزادہ انڈسٹریز کو ملی تھی۔۔۔

سالار عرش کو ایک مخصوص اشارہ کرتا وہاں سے نکل گیا

عرش نے سمجھ کر سر ہلایا



وہ جب سے آیا تھا اپنے کمرے کے ونڈو پہ کھڑا کسی گہری سوچ میں تھا اپنی پہلی
شادی کی ناکامی کے بعد وہ دوبارہ شادی کا سوچنا بھی نہیں چاہتا تھا
اب اس کی زندگی کا مقصد صرف اپنی فیملی اور منت کا خیال رکھنا تھا لیکن اس
لڑکی کا ایک ہی جملہ اسے ہتھوڑے کی طرح لگ رہا تھا۔۔۔۔۔

آپ مجھ سے نکاح کر لیں وہ نظریں جھکائے اس سے اپنے لیے پناہ مانگ رہی تھی
میں بہت اک اکیلی ہوں م میری عزت اور رجان دونوں محفوظ نہیں ہیں پلیز
پلیز مجھے اپنی پناہ میں لے لیں میں ایک کونے میں پڑی رہو گی بس مج مجھے
۔۔۔۔۔ یہاں رکھ لیں

اس کے کانوں میں بار بار وہی الفاظ گونج رہے تھے جو اس لڑکی نے کہے تھے

..... اس نے سختی سے آنکھیں میچی وہ کم از کم بھی اس چودہ پندرہ سال چھوٹی تھی

آنکھیں بند کرتے ہی وہی نازک لمحہ اس کی آنکھوں میں لہرایا

اس نے غصے سے پاس ٹیبل پر پڑا اس ہاتھ مار کر گرا دیا وہ چاہ کر بھی وہ لمحہ بھول

... نہیں پارہا تھا

کاش اس دن میں اس کمرے میں گیا ہی نہیں ہوتا اللہ مجھے معاف کر دے

Novelistan

رات کے تین بج رہے تھے وہ واش روم گیا اور وضو کر کے جائے نماز پر بیٹھ

... گیا



آج پھر کمرے میں وہی چیخ و پکار مچی تھی
آہستہ آہستہ وہ چیخ عجیب و غریب آواز میں بدلتی جا رہی تھی

آج بھی وہ باہر بیٹھا صوفے پر سر گرائے ان آواز سے سکون حاصل کر رہا تھا
اور فرجاد اس کمرے کے باہر کھڑا ان آوازوں کے ختم ہونے کا انتظار کر رہا تھا
تھوڑی دیر بعد آواز مدھم پڑتی گئی اور پھر بلکل ختم ہو گئی

Novelistan

... سر ہو گیا کام..... فرجاد اس کے پاس آکر بولا

ہممم اس کی آنکھیں چمکی اور وہ اٹھا اپنے بھاری قدم اٹھاتا اس کمرے میں داخل
ہو گیا۔۔۔۔۔

یار فرجاد آج بڑی گندی بدبو آرہی ہے مزا نہیں آیا زرا جلدی صاف کرواؤ یہ
سب..... وہ بڑے دوستانہ انداز میں فرجاد کو بولتا نکل گیا
باہر نکل کر اس نے دیکھا تو فون بج رہا تھا اس پر چمکتا نام دیکھ وہ سمجھ گیا آج اس
کی خیر نہیں۔۔۔۔۔ جلدی سے فون سوچ آف کر تاجیب میں ڈال کے وہاں
سے نکل گیا۔۔۔



وہ صبح پولیس یونیفارم میں تیار سناشتے کی ٹیبل پر آیا جہاں فروا بیگم سجدہ بیگم
عرش اور جزا بیٹھے ناشتے میں اس کا انتظار کر رہے تھے۔۔۔۔۔
..... جزا منت کو ٹیبل پر بٹھائے کھیل رہی تھی

جبکہ آیت آج بھی غائب تھی کیونکہ اس کی کلاس ایوننگ شفٹ کی تھی اس لیے وہ آرام سے اپنی نیند پوری کر کے اٹھتی تھی۔۔۔
اس نے سب کو سلام کیا اور جزا کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ کر منت کو اٹھالیا اور اسے پیار کرنے لگا۔۔۔۔



ملازمہ ٹیبل پر ناشتہ لگا رہی تھی۔۔۔

آدم بیٹا طبیعت ٹھیک ہے تمہاری آنکھیں کیوں لال ہو رہی ہیں سجدہ بیگم نے اس کی سرخ آنکھوں کو دیکھ کر فکر مندی سے پوچھا
جی چھوٹی امی طبیعت بالکل ٹھیک ہے بس ایک کیس پر کام کر رہا ہوں اسلئے رات
۔۔۔ دیر سے سویا تھا آدم نے سادے سے لہجے میں ان کو جواب دیا
۔۔۔ باقی سب بھی اسکی طرف دیکھ رہے تھے

اچھا اب تم اچھے سے ناشتہ کرو اور وہاں جا کر تھوڑا آرام کر لینا چھٹی تو تم کرو گے
نہیں۔۔۔

۔۔۔ فروا بیگم نے اس کی گود سے منت کو لیتے ہوئے کہا
۔۔۔ جی امی آپ فکر مت کریں میں ٹھیک ہوں

سب ناشتہ کرنے لگے۔۔۔
عرش سالار سے کہو اپنے جتنے بھی فضول کام ہیں وہ دن میں کر کے رات گھر میں
گزارا کریں ورنہ میں اس کی عمر کا بھی لحاظ نہیں کروں گا۔۔۔ آدم نے اسپاٹ
۔۔۔ انداز سے عرش سے کہا

۔۔۔۔ جزا امی کو زرا شکایت کا موقع کم دو میں اب تمہاری کوئی شکایت ناسنوں
دونوں سے کہتا وہ منت کے ماتھے پر بوسہ دے کر وہاں نکل گیا۔۔۔۔
جزا نے شکایتی نظروں سے فروا بیگم کو دیکھا

انہوں نے اسکی طرف سے رخ پھیر لیا۔۔۔

۔۔۔ عرش اور سجدہ بیگم نے مسکراہٹ دبائی

ہنس لیں بھائی آپ بھی وہ غصہ میں عرش کو بولتی اپنا بیگ اٹھاتی باہر چلی گئی۔۔۔



سر آج رات کو بھی ایک لاش ملی اسے بھی بالکل اسی طریقے سے مارا گیا جیسے
پچھلی دولاشوں کو ان تینوں کی ہی پہچان بہت مشکل ہے چہرہ پہچان میں نہیں آرہا

۔۔۔

وہ اپنے کیمین میں بیٹھا تھا الطاف اسے رپورٹ دینے لگا
ہممم پتہ کرو شہر میں کہاں کہاں مسنگ کمپلین ہوئی ہیں

اور جہاں سے یہ لاشیں ملی ہیں تینوں جگہ کی آس پاس
کی فوٹج چیک کرو۔۔۔

جی سر الطاف کہتا اسے کہتا نکل گیا۔۔۔

اس نے فری کو کال ملائی
ہاں کہاں ہو تم۔۔۔۔۔ اس نے کال اٹھاتے ہی سوال کیا۔۔۔

میں اپنے گھر ہوں اور کہاں ہونا ہے۔۔۔۔۔ اس نے بھی اسی کے انداز میں
جواب دیا۔۔۔

کیا مطلب ہے تمہارا اس لڑکی کے ساتھ کون ہے کیا تم نے اسے اکیلا چھوڑ دیا
ہے یا۔۔۔۔۔ آدم خانزادہ نے فکر مندی سے پوچھا

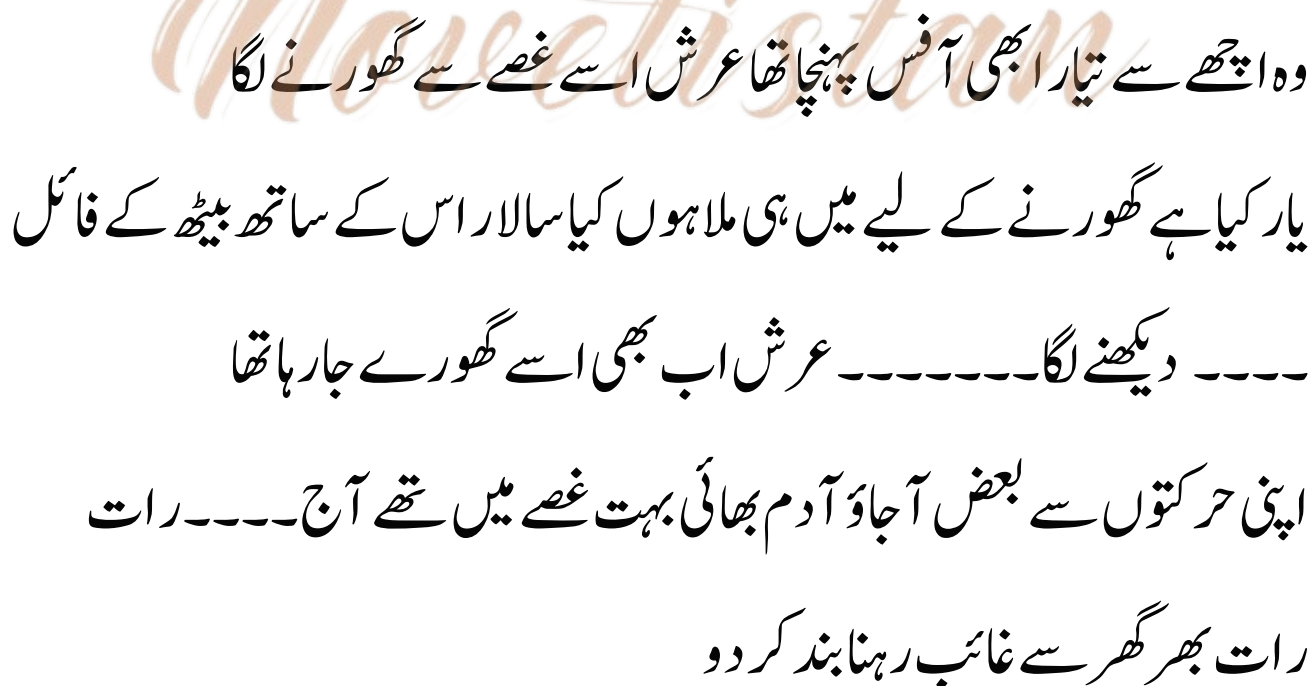
یار امی کی طبیعت تھوڑی خراب ہو گئی تھی تو میں اس وجہ سے صبح سے گھر آئی
ہوں اور وہ بھی ٹھیک ہے اب

لیکن تم زرا آؤ ٹائم نکال کر توبات کرتے ہیں۔۔۔۔۔ فری نے کہا
ٹھیک ہے میں آتا ہوں شام تک اللہ حافظ۔۔۔۔۔

اس نے کال کاٹ دی اور وہاں سے نکل گیا
اس نے سوچ لیا تھا وہ اس لڑکی کو کسی محفوظ مقام پر پہنچا دے گا لیکن دوبارہ
شادی جیسی غلطی نہیں کرے گا



الطاف کہاں ہے آفس سے نکل کر اس نے اپنے کانسٹیبل سے پوچھا
سروہ پاس ہی مال کے سامنے ایک لڑکی کا ایکسیڈنٹ ہوا ہے تو الطاف سروہاں گئے
ہیں



کیونکہ انہوں نے کہا ہے اب وہ تمہاری عمر کا بھی لحاظ نہیں کریں گے۔۔۔۔

عرش نے۔۔۔ آدم کی کہی بات اس کے گوش گزار دی

او کے باس جو حکم آپ دونوں کا مسکرا کر اس نے اپنی سیکرٹری کو کافی لانے کا کہا

۔۔۔ عرش نے اس کی لاپرواہی پر دانت بھینچے

اچھا میری ایک کلائنٹ کے ساتھ میٹنگ ہے تم کافی انجوائے کرو دو گھنٹے تک آتا

ہوں میں عرش اسے کہتا فائنل اٹھائے نکل گیا

میٹنگ بہت اچھی تھی ابھی وہ ریسٹورنٹ سے نکلا تھا کہ ایک جگہ پر کچھ جوان

لڑکے اور بچے جمع تھے اسے دور سے ہی کوئی زمین پر پڑا نظر آیا

پاس جا کر دیکھا تو ایک لڑکی بلیک آباے میں بے ہوش پڑی

تھی چہرے پر نکاب تھا صرف اس کی بند آنکھیں نظر آرہی تھی دوائی کا ایک
شاہر زمین پر اس کے پاس پڑا تھا

بچے حیران پریشان سے دیکھ رہے تھے اور کچھ لڑکے اس بے ہوش لڑکی کی مدد
کے بجائے اسے عجیب نظروں سے دیکھ رہے تھے

اسے ان لڑکوں پر بہت غصہ آیا وہ آگے بڑھا اور گھٹنوں کے بل بیٹھ کر اس لڑکی
کو آواز دینے لگا۔۔۔

۔۔۔ ہیلو اٹھیں آپ لیکن وہ ہوش میں نہیں آئی

Novelistan

ہٹیں آپ سب یہاں سے جائیں تماشہ دیکھنے کھڑے ہو جاتے

ہیں عرش نے ان لڑکوں کو سرد لہجے میں کہا اور اس لڑکی کو اٹھا کر گاڑی میں ڈالا

اور اسپتال کی طرف گاڑی موڑ دی

سربی پی لو ہونے کی وجہ سے یہ بے ہوش ہو گئی تھی میں نے میڈیسن لکھ دی ہیں
اب ان کی طبیعت بہتر ہے آپ انہیں لے جاسکتے ہیں۔۔۔۔ ڈاکٹر فرو فیشنل
انداز میں کہہ کر چلے گئے وہ بھی اٹھ کر اس لڑکی کے پاس آگیا جو ہوش میں آکر
حیرانی سے اپنے ارد گرد نظر دوڑا رہی تھی اب اس کا نقاب چہرے پر نہیں تھا

عرش کی اس پر نظر پڑی تو ایک پل کو وہ بھی تھم گیا لیکن دوسرے ہی پل اپنے
نظروں کا زاویہ بدل گیا کیونکہ وہ ایک باپردہ لڑکی تھی اور وہ اسے اپنی نظروں
سے میلا نہیں کر سکتا تھا
کوئی اتنا خوبصورت کیسے ہو سکتا تھا بڑی بڑی سیاہ گلاب آنکھیں چھوٹی سی مغرور
ناک چھوٹے باریک سے گلابی ہونٹ بھرے بھرے سے گال رائٹ گال پر تل

۔۔۔۔ وہ بے انتہا خوبصورت تھی

اس نے نظری گھمائی اور پہلے دروازے پر دستک دی تاکہ وہ پردہ کر لے
دستک ہر عقیدت نے نظر اٹھا کر دروازے کی طرف دیکھا اور جلدی سے
دوپٹے سے پردہ کر لیا وہ سمجھی کوئی ڈاکٹر ہے

میں آجاؤں اسے خاموش پا کر عرش نے دوبارہ پکارا
ج جی جی آجائیں۔۔۔۔۔ عقیدت نے اٹک اٹک کر جواب دیا
اسلام علیکم جی میں عرش خانزادہ ہوں آپ مجھے راستے میں بے ہوش ملی تھی تو
میں آپ کو ہاسپٹل لے آیا ڈاکٹر نے بتایا کہ اب آپ بہتر ہیں تو اپنا ایڈریس
بتائیں میں آپ کو چھوڑ دیتا ہوں عرش نے اسے دیکھنے سے گریز کیا

م میری دوائی کہاں ہے میرے ہاتھ میں ایک دوائی کا شاپر تھا وہ کہاں ہے
----- عقیدت کو اس وقت صرف اپنے بابا کی دوائی کی فکر تھی باقی اس نے
کسی بات پر غور نہیں کیا

جی آئی ایم ریلی سوری اکیجلی وہ شاپر میں اٹھانا بھوک گیا۔۔۔۔۔ عرش نے اس
کے چہرے پر پریشانی دیکھ کر جلدی سے معزرت کی مبادا وہ رونے ہی نا لگ
جائے

اور اگلے ہی لمحے اس کی رونے کی آواز پر جب اس نے نظر اٹھا کر دیکھا تو ان
خوبصورت آنکھوں میں بے تحاشہ موٹے موٹے آنسو تھے
عرش کو لگا اس نے نظر نہیں ہٹائی تو وہ ان آنکھوں میں ڈوب جائے گا اس نے
جلدی سے نظریں پھیر لی

آپ پلینز مجھے اس جگہ پر چھوڑ دیں جہاں میں بے ہوش ہوئی تھی میرے بابا کی
دوائیاں وہی رہ گئی اگر مجھے وہ دوائیاں نہیں ملی تو میرا بہت نقصان ہو جائے گا
عقیدت کی بھرائی ہوئی آواز پر اس نے حیرت سے اس لڑکی کو دیکھا۔۔۔۔۔
آپ مجھے بتائیں کون سی دوائی تھی ہم یہاں اسٹور سے لے لیتے ہیں اس نے جیسے
حل بتایا

ن نہیں میرے پاس پیسے نہیں ہیں میں نے بہت مشکل سے وہ دوائیاں لی تھی
۔۔۔۔۔ اس نے جیسے بہت پریشانی سے بتایا۔۔۔۔۔

ارے میں آپ سے پیسے نہیں مانگ رہا میں صرف آپ سے اتنا کہہ رہا آپ کی
طبیعت ٹھیک نہیں ہے اور ویسے بھی وہاں وہ دوائیاں اب تک کوئی اٹھا چکا ہو گا
اس لئے جانے کا کوئی فائدہ نہیں۔۔۔۔۔ عرش نے اسے سمجھانے کی کوشش
کی

نہ نہیں مجھے دوائی چاہیے میرے بابا کے لیے بہت ضروری ہے عقیدت نے بیڈ سے اٹھتے باہر جانا۔ چاہا عرش جلدی سے اس کے پیچھے آیا۔۔۔ اس نے سوائے سالار کے اتنی باتیں کبھی کسی سے نہیں کی تھی نا جانے کیوں اس لڑکی سے کر رہا تھا

اچھا سنیں آپ کو دوائی چاہیے نامل جائیں گی آپ مجھ سے پیسے نہیں لینا چاہتی لیکن ادھار تولے سکتی ہیں ناجب آپ کے پاس آئے دے دیجئے گا کوئی جلدی نہیں

لیکن اس وقت آپ بھی جانتی ہیں وہاں جانے کا فائدہ نہیں تو میری بات ماننے کے علاوہ اور کوئی آپشن نہیں آپ کے بابا کی دوائی کا سوال ہے۔۔۔۔۔ وہ اس کے پیچھے چلتے ہوئے بول رہا تھا

عقیدت کے چلتے پاؤں رکے ہاں وہ سچ کہہ رہا تھا اسے وہ دوائی نہیں ملے گی لیکن بابا کو دوائی کھلانا بھی ضروری تھا وہ محلے کی آنٹی سے پیسے ادھار کر کے آئی تھی

لیکن آپ مجھے ادھار کیوں دینا چاہتے اگر میں بھاگ گئی تو۔۔۔
اس نے مشکوک نظروں سے عرش کو دیکھا۔۔۔۔

دیکھو آدم میں تمہاری بہن ہوں اور میں تمہیں کسی مشکل میں نہیں دیکھ سکتی

۔۔۔۔۔

اور ناہم اس لڑکی کو حقیقت جاننے کے بعد کہیں بھیج سکتے ہیں یہ دنیا کی لڑکی
کے لئے نہیں ہے وہ خوبصورت ہونے کے ساتھ ساتھ معصوم بھی ہے اور

ضروری نہیں اگر وہ لڑکی ایک بار اس گندگی سے بچ گئی ہے تو دوبارہ بھی بچ

جائے گی۔۔۔۔۔ اور ناہم بنا کسی رشتے کے اسے مزید یہاں رکھ سکتے ہیں سب

جانتے ہیں یہ تمہارا فلیٹ ہے آج کچھ نہیں کہ رہے کل کو لوگ آکر سوال کریں

گے تو ہم کیا جواب دیں گے۔۔۔۔۔

اس لئے یہی بہتر ہے اس کو خالی ہاتھ مت لوٹاؤ اس سے نکاح کر کے اس کی
پوری طرح حفاظت کرو۔۔۔۔

فری اس کے سامنے بیٹھ کر اسے سمجھا رہی تھی اور آدم سنجیدگی سے اس کی بات
سن رہا تھا۔۔۔۔

تم جانتی ہو میں الگ ٹائپ کا بندہ ہوں اور وہ مجھ سے بہت زیادہ چھوٹی ہے میری
زندگی میں کسی کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے اور اگر فرض کرو میں اگر اسکو
پروٹیکٹ کرنے کے لیے اس سے نکاح کر بھی لوں۔۔۔ پھر بھی میں اسے وہ
۔۔۔۔ محبت نہیں دے سکتا جو ایک لڑکی اپنے ہسبینڈ سے ڈیزر و کرتی ہے
وہ پریشانی سے بولا کیونکہ کہیں نا کہیں وہ اس بات کو سمجھتا تھا کہ بنارشتے کہ وہ
اسے نہیں رکھ سکتا اور نا وہ اسے اس کے حال پر چھوڑ سکتا تھا۔۔۔۔

اس کا بھی ایک ہی حل ہے تم ایک بار شفا کو ہر بات سے آگاہ کر دو اگر وہ پھر بھی
نکاح کے لیے راضی ہو جائے تو تمہارے پاس انکار کی کوئی وجہ نہیں بچتی۔۔۔
۔۔۔ فری نے اسے مشورہ دیا۔۔۔ اور آدم کو بھی یہ بات صحیح لگی
میں اسے بلا کر لاتی ہوں۔۔۔ فری اٹھ کر چلی گئی۔۔۔
وہ خود ایک بار اس سے بات کرنا چاہتا تھا۔۔۔
پھر وہ جو فیصلہ کرتی اسے قبول ہوتا۔۔۔
تھوڑی دیر بعد خود کو ایک بڑے سے دوپٹے میں کور کئے وہ گھبرائی ہوئی سی فری
۔۔۔ کے ساتھ باہر آئی
آدم نے اس پر سے نظریں ہٹالیں۔۔۔
شفا تم یہاں بیٹھو میں آدم کے لئے چائے بنا کر لاتی ہوں۔۔۔ فری انکو اکیلے
بات کرنے کا موقع دیتی وہاں سے چلی گئی۔۔۔

وہ گھبرا کر یہاں وہاں دیکھنے لگی۔۔۔۔ پتہ نہیں اب وہ اس سے کیا بات کرنے
والا تھا کیا وہ اسے یہاں سے جانے کا کہے گا۔۔۔۔ یہ سوچ آتے ہی وہ اپنے
ہاتھوں کو بری طرح مسلنے لگی۔۔۔۔

آدم اس کی طرف نا دیکھ کر بھی اس کی ایک ایک حرکت کا بغور معائنہ کر رہا
تھا۔۔۔۔

آپ یہاں بیٹھیں پلیز مجھے کچھ بات کرنی ہے پھر نکلنا ہے۔۔۔۔ جب دس
منٹ تک وہ نہیں بیٹھی تو مجبوراً آدم خانزادہ نے اسے مخاطب کر کے صوفے کی
طرف اشارہ کیا۔۔۔۔

جی جی وہ جلدی سے پاس ہی رکھے صوفے پر بیٹھ گئی۔۔۔

میں گھما پھرا کر بات کرنے کا عادی نہیں اس لیے آپ سے سیدھی بات کرنے
آیا ہوں۔۔۔

آپ نے مجھ سے پناہ کا سوال کیا تھا۔۔۔ اس بارے میں میں نے بہت سوچا۔۔۔۔۔۔ آدم نے رک کر اس کے چہرے کی طرف دیکھا جہاں گھبراہٹ صاف تھی۔۔۔ اور آنکھیں ایسی تھی جیسے کسی بھی وقت چھلک پڑیں گی۔۔۔۔۔

اس سے پہلے کہ ہم کوئی فیصلہ کریں میں اپنے بارے میں آپ کو سب بتانا چاہتا ہوں۔۔۔

میری عمر بتیس سال ہے اور میں ایک شادی شدہ انسان ہوں میری ایک بیٹی بھی ہے ایک سال کی مگر میری وائف اب نہیں ہیں میرے ساتھ۔۔۔۔۔

میری زندگی میں میری فیملی کی بہت اہمیت ہے میں اپنی خوشی سے زیادہ اپنی فیملی

--- کی خوشی آگے رکھتا ہوں

اور آگے بھی رکھوں گا۔۔۔۔

اور اگر آپ یہ سب جاننے کے بعد بھی مجھ سے نکاح کرنا چاہتی ہیں۔۔۔ وعدہ

--- کرتا ہوں آپ کی خواہشات پوری کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑونگا

اور آپ کو میرے گھر میں وہی محبت اور عزت ملے گی جو ایک بہو کا حق ہے

Novelistan

لیکن شاید میں آپ کو سوائے عزت کے کچھ نادے سکوں لیکن آپ کی حفاظت

اپنی جان سے بڑھ کر کروں گا۔۔۔

اس نے ایک نظر شفا کو دیکھا اب اسکے چہرے پر پریشانی کی جگہ اطمینان

تھا۔۔۔۔

مجھے آپ سے سوائے ایک چیز کے کچھ نہیں چاہیے۔۔۔۔۔ آدم نے دوبارہ سلسلہ
کلام جوڑا۔۔۔

۔۔۔۔۔ شفا نے سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا
میں چاہتا ہوں کہ آپ میری بیٹی کو ایک ماں کی طرح پیار کریں۔۔۔۔۔ صرف پیار
۔۔۔۔۔ باقی اس کے کام کرنے کے لیے گھر میں بہت سارے لوگ ہیں

ج جی میں۔۔۔۔۔ ابھی وہ کچھ کہتی کہ وہ دوبارہ بول اٹھا۔۔۔۔۔

Novelistan

ہاں اگر آپ نکاح کے بجائے صرف ایک سہارا چاہتی ہیں تو میرا یہ فلیٹ ہمیشہ
خالی رہتا ہے آپ کو آپ کی ضرورت کی ہر چیز مل جائے گی۔۔۔۔۔
۔۔۔۔۔ میں یہاں نہیں آؤں گا آپ پوری زندگی یہاں آرام سے رہ سکتی ہیں

فریحہ کافلیٹ بھی اسی بلڈنگ میں ہے آپ آرام سے یہاں رہ سکتی ہیں۔۔ آپ
۔۔۔ کو گھبرانے کی ضرورت نہیں

آپ اچھے سے سوچ لیں اور اپنا جواب فری کو بتا دیجیے گا۔۔۔
وہ اسے تحمل سے کہہ کر وہاں سے جانے لگا۔۔۔

مجھے تب قبول ہے۔۔۔ اس سے پہلے کہ وہ جاتا شفا کی آواز پر رکا اسے لگا تھا
وہ انکار کر دے گی۔۔۔

لیکن اس کے اقرار پر اسے حیرانگی ہوئی۔۔۔
وہ دو قدم چل کر اس سے کچھ فاصلے پر رک گیا۔۔۔

لیکن میرے نکاح میں آنے کے بعد آپ چاہ کر بھی مجھ سے چھٹکارا حاصل نہیں
کر پائیں گی۔۔۔۔۔ آدم نے اسے ڈرانے کی کوشش کی۔۔۔
میں اس رشتے کو تاحیات نبھاؤں گی۔۔۔ اس نے پختہ لہجے میں اسے یقین
۔۔۔۔۔ دہانی کروائی

وہ بس کسی بھی طرح خود کو محفوظ کرنا چاہتی تھی اور آدم کو دیکھ کر اسے یقین ہو
۔۔۔۔۔ گیا تھا وہ ہر طرح سے ایک مضبوط انسان ہے

Novelistan

۔۔۔ ٹھیک ہے تیاری کر لیجئے گا صبح دس بجے گاڑی آجائے گی۔۔۔ آپ کو لینے
وہ کہہ کر اپنے مضبوط قدم اٹھاتا وہاں سے نکل گیا۔۔۔۔
شفا کتنی ہی دیر اس جگہ کو دیکھتی رہی۔۔۔۔

کیا دنیا میں ایسے مرد بھی موجود تھے اس نے تو اپنی زندگی کے اٹھارہ سالوں میں
مردوں کو سوائے مفاد پرست اور ہوس پرست مردوں کے علاوہ کوئی مخلص
مرد پایا ہی نہیں تھا سوائے اپنے باپ کے۔۔۔۔۔



بتائیں آپ میری مدد کیوں کر ناچاہتے ہیں۔۔۔۔۔ اس نے عرش خانزادہ کی
آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر پوچھا۔۔۔۔۔ وہ ایک بہادر لڑکی تھی کسی جوان
لڑکے کا بنا مفاد کے مدد کرنا اسے کچھ ہضم نہیں ہوا۔۔۔۔۔

عرش اس کی آنکھوں میں موجود شک کو اچھے سے پہچان گیا۔۔۔۔۔

دیکھیں آپ مجھے غلط مت سمجھیں۔۔۔۔ میں صرف آپ کی مدد کرنا چاہتا
۔۔۔۔ ہوں۔۔۔۔ اور کوئی بات نہیں

میں آپ کو میڈیسن دلا دیتا ہوں جب آپ کے پاس پیسے آجائے آپ اس
ایڈریس پر آکر کسی کو بھی وہ پیسے دے کر جاسکتی ہیں۔۔۔۔ مجھے مل جائیں گے

۔۔۔۔
اس نے جلدی سے اس لڑکی کی غلط فہمی دور کی۔۔۔۔ اور اپنا کارڈ نکال کر اس کی
طرف بڑھایا۔۔۔۔

عقیدت نے کچھ سوچ کر وہ کارڈ تھام لیا وہ کسی کمپنی کا کارڈ تھا۔۔۔۔

کیا آپ کی کمپنی میں مجھے جاب مل سکتی ہے۔۔۔۔ اس نے دھیرے سے
پوچھا۔۔۔۔

کہیں نا کہیں وہ ضرور تمند تھی تو وہ یہاں اپنی اکڑ نہیں دکھا سکتی تھی۔۔۔۔

آپ کی تعلیم کتنی ہے؟..... اس کے سوال پر عقیدت نے شرمندگی سے
اسے دیکھا۔۔۔



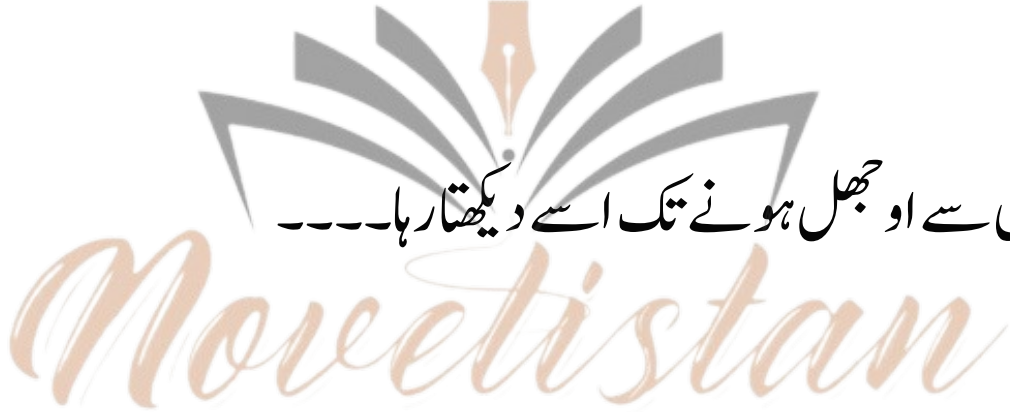
جی جی میں نے صرف انٹر کیا ہے۔۔۔۔ وہ دھیرے سے منمنائی۔۔۔

ٹھیک ہے آپ منڈے کو آفس آ جانا پھر دیکھ لیں گے۔۔۔۔ وہ کہہ کر فارمیسی

کی طرف بڑھ گیا اور اس سے پوچھ کر اس کو میڈیسن دلائی۔۔۔۔

بہت شکریہ میں آپ کا ایک ایک روپیہ آپ کو واپس لوٹا دوں
گی۔۔۔۔ عقیدت نے تشکر کے احساس سے کہا۔۔۔۔
اٹس اوکے۔۔۔۔ میں آپ کو چھوڑ دیتا ہوں۔۔۔۔ عرش نے اسے آفر
کی۔۔۔۔

نہیں بس میں خود چلی جاؤں گی تھینکس۔۔۔۔ وہ کہہ کر آگے بڑھ گئی۔۔۔۔



وہ نظروں سے اوجھل ہونے تک اسے دیکھتا رہا۔۔۔۔



۔۔۔۔ بڑی امی مجھے جلدی سے ناشتہ دیں مجھے یار میں آج لیٹ ہو گئی ہوں

وہ آندھی طوفان بنی جلدی سے نیچے آئی ایک ہاتھ پر بیگ تھا اور دوسرے ہاتھ پر
جوتے پکڑے وہ دھپ سے کرسی پر بیٹھی۔۔۔

۔۔۔۔ فروا بیگم نے جلدی سے اس کے سامنے ناشتہ رکھا

اس نے ایک دونوالے جلدی جلدی منہ میں ٹھونسے اور جوتے پہنے بیگ اٹھا کر
بھاگنے لگی۔۔۔۔

فروا بیگم نے اسے گھور کر دیکھا۔۔۔۔ جلدی اٹھ جایا کرو آیت یہ کیا طریقہ ہے
ناشتہ کرنے کا۔۔۔۔

سوری نابڑی امی شام میں ڈانٹ لینا وہ انکا گال چومتی
باہر بھاگ گئی۔۔۔۔۔



امی مجھے کچھ بات کرنی ہے۔۔۔۔

سب لاؤنج میں بیٹھ کر چائے پی رہے تھے آدم نے فروا بیگم کو مخاطب کیا
۔۔۔۔ جو آیت کے بالوں میں تیل لگا رہی تھی۔۔۔۔

ہممم بولو۔۔۔ فروا بیگم نے مصروف سے انداز میں کہا۔۔۔
میں شادی کرنا چاہتا ہوں۔۔۔۔ بم تھا کہ پہاڑ جو اس نے سبکے سروں پر گرایا
تھا۔۔۔۔

۔۔ اس کی بات پر سب نے حیرانی سے اس کی طرف دیکھا

-

سچ میں آدم تم سچ کہہ رہے ہو؟..... سب سے پہلے سجدہ بیگم نے بے یقینی سے
پوچھا۔۔۔۔

جی چھوٹی امی۔۔۔۔۔ آدم نے سنجیدگی سے جواب دیا۔۔۔۔۔

تم نے دل خوش کر دیا ہمارا میں کل ہی رشتہ والی کو بولتی ہوں کوئی اچھی سی لڑکی

ڈھونڈ کے دیں۔۔۔۔۔ فروا بیگم آیت کو چھوڑتی اٹھی اور آدم کا ماتھا چوم

لیا۔۔۔۔۔

باقی سب کے چہرے پر بھی خوشی تھی

ویسے لگتا نہیں بھائی آپ کو اتنی زحمت دیں گے۔۔۔۔۔ سالار کی بڑبڑاہٹ

عرش اور آدم نے بخوبی سنی تھی۔۔۔۔۔

سجدہ بیگم اور فروا بیگم نے نا سمجھی سے اس کی طرف دیکھا

اس نے نظریں اٹھا کر آدم کو دیکھا اس کی آنکھوں میں ایسا کچھ تھا کہ اسے اپنے

بولنے پر افسوس ہوا۔۔۔۔۔

کچھ نہیں میں تو مزاق کر رہا تھا۔۔۔ اس نے جلدی سے اپنی جان بچائی

میں کل نکاح کرنا چاہتا ہوں امی اگر آپ دونوں اجازت دیں تو میں کل فری کو
بول کے ان کو بلوالتا ہوں۔۔۔ مجھے امید ہے وہ آپ سب کو پسند آئے گی

۔۔۔ اس نے فروا بیگم کا ہاتھ تھام کر محبت سے کہا۔۔۔

ارے بیٹا ہمارے لیے اس سے خوشی کی کیا بات ہوگی کہ تم اپنی زندگی میں آگے
بڑھ جاؤ اور ہمیشہ خوش رہو اور اگر تم نے لڑکی پسند کی ہوگی تو یقیناً اچھی ہی
ہوگی۔۔۔۔۔

۔۔۔ فروا بیگم نے اپنے بیٹے کو خوشی سے اپنے ساتھ لگایا

یہ شادی نہیں ہو سکتی۔۔۔۔۔ آیت نے غصے سے کہا۔۔۔۔۔

کیوں نہیں ہو سکتی۔۔۔۔۔ سوال کرنے والا عرش تھا۔۔۔۔۔

کیونکہ ایک دن میں شادی کون کرتا ہے نامہندی نامایوں ڈھولکی کچھ بھی نہیں
اور سب سے بڑی بات ہماری شاپنگ کے بغیر کیسے ہو سکتی ہے شادی۔۔۔ آیت
تورونے والی ہو گئی۔۔۔۔

بھئی مجھے نہیں پتہ بھائی ایک ہفتہ لیٹ کریں شادی مجھے شاپنگ کرنی ہے
۔۔۔ وہ جلدی سے آدم کا ہاتھ پکڑ کر بولی۔۔۔۔
میرا بچہ لیکن بھائی کی مجبوری سمجھو باقی سب شوق آپ عرش اور سالار کی شادی
میں پورے کرنا۔۔۔۔۔
۔۔۔ ہاں شاپنگ میں آپ کو کروا سکتا ہوں۔۔ آدم نے التجاء کی

ہمم ٹھیک ہے آپ کے لیے اتنا تو کر ہی سکتی ہوں لیکن شاپنگ میری مرضی کی
۔۔۔ ہونی چاہیے۔۔۔۔۔ آیت نے کچھ دیر سو کر کہا

او کے ڈن۔۔۔۔۔ آپ جاؤ جزا اور منت کو بھی لے کر آؤ میں باہر گاڑی میں
انتظار کر رہا ہوں۔۔۔۔۔ آدم کہہ کر باہر نکل گیا اور
وہ منت اور جزا کے کمرے کی طرف بھاگی۔۔۔۔۔

اب تم دونوں اٹھو اور کل کی تیاری کرو تمہارے بڑے بھائی کی شادی
ہے۔۔۔۔۔ سجدہ بیگم نے دونوں کو جھڑکا جو لیلیا مجنوں کی طرح ایک
دوسرے کے کان میں گھسے ہوئے تھے۔۔۔۔۔
وہ دونوں کھسیانی ہو کر اٹھ گئے۔۔۔۔۔



وہ جزا اور آیت کو لئے مال آیا تھا۔۔۔۔۔ منت سوئی ہوئی تھی اسلئے وہ فروا بیگم
کے پاس ہی رہ گئی۔۔۔۔۔

جزا نے پہلے تو خوب غصہ دکھایا لیکن آدم کے منانے پر جلد ہی مان گئی۔۔۔۔۔
سب سے پہلے ان دونوں نے اپنی اپنی شاپنگ کی۔۔۔۔۔ پھر منت کے لئے بھی
ڈھیر ساری شاپنگ کی۔۔۔۔۔ اسکے بعد جزا اور آیت نے ہی شفا کے لیے نکاح کا
جوڑا پسند کیا۔۔۔۔۔ اور کچھ ضرورت کی کچھ چیزیں لے کر وہ رات گئے گھر لوٹ
اے۔۔۔۔۔



صبح سے ہی گھر میں خوب رونق لگی ہوئی تھی فروا بیگم نے اپنے کچھ قریبی رشتے
--- داروں کو بھی مدعو کیا تھا

وہ تو گھر کا بدلہ ہوا نقشہ ہی حیرت سے دیکھ رہا تھا
جسے اس کے بھائیوں نے کچھ ہی گھنٹوں میں ایک خوبصورت میرج ہال کی شکل
--- دے دی تھی

Novelistan

کہاں ہو تم وہ منت کو سینے پر لٹائے سالار کو کال کرنے لگا۔۔۔ جو فریجہ اور شفا کو
لینے گیا تھا۔۔۔

بس راستے میں ہے ہم آرہے ہیں بھائی بس کچھ گھنٹے مزید صبر کر لیں۔۔۔

اس کی شرارت بھری آواز سن کر آدم نے فون بند کر دیا اور منت سے کھیلنے لگا

---- کیا اس کا فیصلہ صحیح تھا وہ گہرے از طراب میں تھا

یہ فیصلہ صرف شفا کو پناہ دینے کے لیے نہیں تھا بلکہ وہ اپنی بیٹی کی زندگی سے بن

---- ماں کی بچی کا لقب بھی ہٹانا چاہتا تھا

اس لیے اس نے یہ فیصلہ کیا تھا۔۔۔

فری کے ساتھ گھبرا ئی ہوئی وہ ان کے سامنے کھڑی تھی۔۔۔

جبکہ اریب سالار کے ساتھ جا چکا تھا۔۔۔

اس کی عمر اور اس کے چہرے پر زخموں کے نشان دیکھ کر ان کو بہت دکھ اور

افسوس ہوا۔۔۔ لیکن انہوں نے کچھ بھی پوچھنا مناسب نہیں سمجھا۔۔۔۔

فروا بیگم نے آگے بڑھ کر اسے گلے سے لگا لیا۔۔۔۔۔ فری نے اس کا سجدہ بیگم
۔۔۔۔۔ اور فروا بیگم سے تعارف کروایا

فری آپ ان کو اوپر لے جاؤ میں کچھ کھانے کے لیے بھجوا دیتی ہوں۔۔۔ سجدہ
۔۔۔ بیگم انہیں اوپر بھیج کر کچن میں چلی گئی

۔۔۔ فروا بیگم بھی پریشانی ان کے چہرے پر
سجدہ تمہیں کچھ عجیب نہیں لگا ایک تو لڑکی کتنی کم عمر ہے اور تو اور اس کے
چہرے پر نشان دیکھے تم نے کس طرح اس معصوم پر کسی نے تشدد
۔۔۔ کیا ہو گا۔۔۔۔۔ وہ پریشانی سے بولیں

ہاں بھابھی لگ تو مجھے بھی ایسا ہی رہا لیکن اگر آدم نے نکاح کا سوچا ہے تو کچھ بہتر
۔۔۔ ہی سوچا ہو گا آپ پریشان نا ہوں۔۔۔ اور اچھے سے بس تیاری کریں

سجدہ بیگم نے انہیں بے فکر کیا۔۔۔۔۔ تو وہ بھی ساری سوچوں پس پشت ڈال کر
۔۔۔۔۔ تیاری کرنے لگیں



آپی مجھے ڈر لگ رہا ہے بہت۔۔۔۔۔ شفا پریشان سی فری کے پاس بیٹھی ہاتھ موں
کو آپس میں مسل رہی تھی۔۔۔۔۔

Novelistan

ارے ڈرنے کی کیا بات ہے لڑکی شوہر تمہارا ایس ایچ او ہے تم بھی بہادر بنو
میرے بھائی کے ساتھ کوئی کمزور لڑکی ہمیں نہیں چاہیے۔۔۔۔۔ فری نے اسے
جھڑکا۔۔۔۔۔

کہاں ہیں ہماری بھابھی۔۔۔۔۔ جزا اور آیت ایک لڑکی کے ساتھ سامانوں کا ڈھیر
۔۔۔۔۔ اٹھائے روم میں داخل ہوئی تو وہی تھم گئیں

خود پر ان دونوں لڑکیوں کی ایکسرے کرتی نگاہیں دیکھ
۔۔۔۔۔ وہ فری کے پیچھے چپ گئی

کل تک وہ کتنے آرام سے نکاح کی بات کر رہی تھی آج جب دن آیا تو گھبراہٹ
۔۔۔۔۔ سے اس کی جان نکل رہی تھی

۔۔۔۔۔ یہ کون ہے آپ۔۔۔۔۔ سب سے پہلے جزا آندرائی اور حیرانگی سے پوچھا
۔۔۔۔۔ آیت بھی ملازمہ سے سامان رکھوا کر ان کے پاس آگئی

یہ ہے ہماری بھابھی آدم کی ہونے والی بیوی۔۔۔ فری نے اسے اپنے پیچھے سے
نکال کر ان کے سامنے کرتے ہوئے کہا۔۔۔

کیا ااااا۔۔۔۔۔ دونوں کی چیخ ایک ساتھ نکلی تو اس نے جلدی سے گھبرا کر
اپنے چہرے کو ہاتھوں سے چھپا لیا۔۔۔

کان کیوں پھاڑ رہی ہو تم دونوں فری نے ان کو گھور کر دیکھا۔۔۔
یہ چھوٹی سی بچی ہماری بھابھی ہیں۔۔۔۔۔ جزا کی حیرت سے بھرپور آواز سن کر
۔۔۔ اس کی آنکھوں میں بے ساختہ آنسو آگئے

۔۔۔۔۔ فری نے دونوں کو غصے سے گھورا
آہ میسیپی کتنی پیاری ہیں یار آیت نے فوراً اسکے گال چوم ڈالے وہ تو شرم سے
سرخ کندھاری ہو گئی۔۔۔۔۔

شرم کرو آیت بھابھی ہیں تمہاری زرا دور رہو۔۔۔۔ فری نے اسے شرم دلانے
کی کوشش کی۔۔۔۔

بہت پیاری ہیں آپ جزا نے بھی اسے پیار سے گلے لگایا تو اسکے اندر کا ڈر تھوڑا سا
کم ہوا۔۔۔۔

جاؤ تم دونوں اپنے روم میں اور تیار ہو جاؤ۔۔۔۔۔ مجھے شفا کو تیار کرنے
دو۔۔۔۔

فری نے ان دونوں کو باہر بھیجتا کہ وہ تھوڑی ایزی ہو جائے



بھائی ویسے کافی چھوٹی نہیں ہیں آپ سے وہ لڑکی۔۔۔۔۔ سالار منت کو اٹھاتے

ہوئے بولا جو اسے آتے دیکھ اپنے دونوں بازوؤں پھیلا چکی تھی۔۔۔

آدم خانزادہ نے وارڈروب سے اپنا سوٹ نکالتے ہوئے اپنی گھورتی نگاہوں سے

اسے دیکھا۔۔۔۔۔

میرا مطلب بھابھی۔۔۔۔۔ اس نے فوراً درستی کی۔۔۔۔۔

ہممم تم جاؤ منت کو امی کو دوا سے بھوک لگی ہے۔۔۔۔۔ وہ اسے کہتا و اشروم کی

طرف بڑھ گیا۔۔۔۔۔

جی لے جاتا ہوں میں اپنی منو کو وہ منت کو اٹھائے نکل گیا۔۔۔

بھائی من۔۔۔۔۔ اچھی وہ جملہ مکمل کرتی کہ کمرے سے نکلتے سالار سے بری

طرح ٹکرائی۔۔۔۔۔ اس سے پہلے کہ وہ گرتی سالار نے اس کا بازو پکڑ کر اسے

گرنے سے روکا۔۔۔

وہ ریڈ کلر کے پلازوشٹ میں ہلکا سا میک اپ کئے بالوں کو کھلا چھوڑے لائٹ
سی جیولری پہنے بے انتہا حسین لگ رہی تھی۔۔۔

جیسے ہی جزاہوش میں آئی اپنا بازو سالار کی گرفت میں دیکھ آنکھوں میں
۔۔۔ شرارے ڈور گئے

غصہ سے اس نے اپنا بازو چھڑا لیا۔۔۔ آئینہ مجھے سوفٹ کی دوری میں رہیے
گا۔۔۔ انگلی اٹھا کر اسے وارن کرتی وہ تن فن کرتی نکل گئی۔۔۔
سالار نے بہت مشکل سے ضبط کیا اور اپنے چہرے پر ہاتھ پھیر کر ایک گہری
سانس لی اور خود بھی نیچے کی طرف بڑھ گیا۔۔۔



خانزادہ مینشن کو ہر طرف رنگ برنگی برقی قمتوں اور پھولوں سے سجایا گیا تھا
سالار خانزادہ اور عرش خانزادہ نے کچھ ہی گھنٹوں میں اس سادہ سی نکاح کی
تقریب کو بہت خوبصورتی سے سجایا تھا۔۔۔۔

بہت عرصے بعد آدم نے آگے بڑھنے کا فیصلہ کیا تھا۔۔۔ اور اس خوشی سب
بہت دھوم دھام سے منانا چاہتے تھے۔۔۔

رات آٹھ بجے کا وقت تھا سارے مہمان آچکے تھے مولوی صاحب بھی دلہا
دلہن کے انتظار میں بیٹھے تھے۔۔۔

آدم خانزادہ وائٹ کلف لگے شلوار قمیض پہنے آستین کو کہنیوں تک فولڈ کئے
ہاتھ پر مہنگے برانڈ کی گھڑی پہنے پیروں پر بلیک پشاوری سینڈل پہنے اپنے سرخ
وسفید رنگت کے ساتھ

--- اس کے چہرے پر ایک ٹھہراؤ تھا

Novelistan

اگلی

چھوٹی امی انہیں روم میں رہنے دیں میں چاہتا ہوں ان کا نکاح وہی ہو۔۔۔۔۔
آدم کی گھمبیر بھاری آواز پر سجدہ بیگم اور فروا بیگم نے ایک دوسرے کو دیکھا
۔۔۔۔۔ پھر کچھ سوچ کر وہ اندر چلی گئی۔۔۔۔۔

سالار اور عرش بھی مولوی صاحب کو لئے اندر بڑھ گئے۔۔۔۔۔

آپی مجھے مجھے بہت ڈر لگ رہا میں نے باہر نہیں جانا پلیز وہاں بہت سارے لوگ
ہونگے وہ اپنی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو لئے فری سے التجاء کرنے
لگی۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ جزا اور آیت اسے حیرانگی سے دیکھنے لگی

اسکن کلر کے شرارے میں بھاری زیورات پہنے میک کئے وہ اپنی معصومیت کے
ساتھ بیت پیاری لگ رہی تھی۔۔۔۔۔

ابھی سے ان کا یہ حال تھا شادی کے بعد یہ اتنی چھوٹی اور معصوم سی لڑکی بھائی
کے ساتھ کیسے گزارا کرے گی۔۔۔۔

۔ کیونکہ بھائی کتنے نڈر اور سنجیدہ مزاج کے ہیں اور بڑی بات وہ ایک ایسی اچھی او
ہیں ہر وقت مار دھاڑا نکا کام ہے یہ تو پہلے دن ہی کوچ کر جائیں گی۔۔۔۔

جزا آیت کے کان میں گھسی بولی۔۔۔۔
ہمم کہہ تو تم ٹھیک رہی لیکن اب کیا ہی ہو سکتا ہے دونوں نے کچھ سوچ کر ہی
فیصلہ کیا ہو گا۔۔۔۔ آیت نے بھی سرگوشی کی۔۔۔۔

شفا باہر تو جانا ہو گا ورنہ نکاح کیسے ہو گا۔۔۔۔ وہاں صرف خاندان کے کچھ
۔۔۔۔ لوگ ہیں بس باہر کا کوئی نہیں

لیکن۔۔۔۔ ابھی وہ کچھ کہتی کہ سجدہ بیگم اور فروا بیگم کچھ خاندان کی عورتوں
۔۔۔۔ کے ساتھ کمرے میں داخل ہوئیں

لڑکیوں جلدی سے بیٹھ جاؤ مولوی صاحب کمرے میں آرہے ہیں۔۔۔۔ سجدہ
بیگم کی آواز پر فری نے شکر کی سانس لی اور اسے بیڈ پر بٹھا کر اس کے اوپر ریڈ
کلر کا ایک کا مدار دوپٹہ ڈال دیا۔۔۔۔

جو فروا بیگم کا خاندانی دوپٹہ تھا۔۔۔۔


اس کے ہاتھ پاؤں بری طرح کانپ رہے تھے اسے اس وقت شدت سے اپنا
باپ یاد آرہا تھا جو اس کو بچانے کے لیے اپنی جان کی بازی ہار گئے تھے۔۔۔۔
۔۔۔۔ مولوی صاحب بیڈ کے سامنے صوفے پر بیٹھ گئے

---- فروا بیگم اور سجدہ بیگم شفا کے دائیں بائیں بیٹھ گئیں

کچھ عورتیں صوفے پر بیٹھ گئیں اور لڑکیاں ساری اچھے سے دوپٹہ سر پر جما کر
آس پاس کھڑی ہو گئی۔۔۔

سالار نے ایک نظر اٹھا کر دوپٹے کے ہالے میں اس کا خوبصورت چہرہ دیکھا جزا
کی بھی نظر اس پر پڑی تو دونوں نے فوراً سے نظریں پھیر لیں۔۔۔۔ ایک
کی آنکھوں میں نفرت تھی تو دوسرے کی آنکھوں میں افسوس۔۔۔۔

شفا ولد اشفاق احمد آپ کا نکاح آدم خانزادہ ولد سہیل خانزادہ کے ساتھ سکھ

؟؟؟؟ رائج الوقت تیس لاکھ طے پایا ہے کیا آپ کو قبول ہے

مولوی صاحب کے پوچھنے پر اس نے گھبرا کر ساتھ بیٹھی فروا بیگم کا ہاتھ پکڑ

لیا۔۔۔۔

بیٹا بولو گھبراؤ نہیں ہم سب ہیں نا آپ کے ساتھ۔۔۔۔ انہوں نے پیار سے اس
۔۔۔ کا ہاتھ تھپتھپایا

مولوی صاحب کے دوبارہ پوچھنے پر اس نے کپکپاتے لہجے میں قبول کہا اسی طرح
تین بار قبول کہنے پر مولوی صاحب اس سے سائین کروا کر اٹھ کر آدم کے پاس
چلے گئے۔۔۔۔

آدم خانزادہ ولد سہیل خانزادہ آپ کا نکاح شفا ولد اشفاق کے ساتھ تیس لاکھ
سکہ رائج الوقت طے پایا ہے کیا آپ کو قبول ہے؟۔۔۔۔
مولوی صاحب کے پوچھنے پر اس نے اپنی بیٹی کو دیکھا جو فروا بیگم کے گود میں
تھی۔۔۔ اور مسکراتی ہوئی اسی کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

۔۔۔ قبول ہے
قبول ہے

قبول ہے۔۔۔۔

قبول و ایجاب کا مرحلہ طے پایا تو مبارک باد کا شور اٹھا۔۔۔۔ اس کے بعد کھانے کا دور چلا تو وہ فروا بیگم سے منت کو لے کر باہر نکل گیا۔۔۔۔

وہ فلحال کچھ دیر صرف اپنی بیٹی کے ساتھ وقت گزارنا چاہتا تھا۔۔۔۔

وہ مختلف سوچوں میں الجھا ہوا تھا۔۔۔۔ سب سے زیادہ فکر اسے اس بات کی تھی کہ اس نے کہیں نا انصافی تو نہیں کر دی۔۔۔۔

۔۔۔ وہ اس کے لیے سالار یا عرش کا بھی انتخاب کر سکتا تھا

اور وہ یہ بات بھی جانتا تھا کہ وہ کبھی بھی اس کے فیصلے سے اختلاف نہیں

کرتے۔۔۔۔ اور شفا کو بھی صرف ایک مضبوط سہارا ہی چاہیے تھا چاہے وہ کوئی

۔۔۔۔ بھی ہوتا

پھر کیوں اس نے شفا سے خود نکاح کیا۔۔۔۔

پہ پپ پ۔۔۔۔ وہ نا جانے کتنی دیر سوچوں میں الجھا رہتا

--- جب منت نے اس کی بئیر ڈ کو پکڑ کر کھینچا

شاید اس کے ہوتے ہوئے اس کے باپ کا کسی اور کو سوچنا اسے پسند نہیں آیا
تھا۔۔۔۔

آدم نے مسکرا کر اپنی پرنس کو دیکھا۔۔۔ جو منہ بسورے اسے ہی دیکھ رہی
تھی۔۔۔۔

اوہ میری پرنس ناراض ہو گئی۔۔۔ وہ اسکو گد گد آنے لگا۔۔۔۔
منت کی کھکھلاہٹ پورے گارڈن میں میں گونجنے لگی۔۔۔۔ اور ساتھ آدم کا
قہقہہ بھی کا شامل تھا۔۔۔۔



---- ایسے کھڑی ہوں بھا بھی اور دوپٹہ ایسے پکڑیں
آیت کب سے اس کی مختلف اینگل سے پیکرز بنا رہی تھی اب تو وہ تھک گئی تھی
لیکن بولنے کی ہمت نہیں کر پائی۔۔۔۔ وہ کسی کٹ پتلی کی طرح اس کے کہنے پر
الگ الگ پوز دے رہی تھی۔۔۔

اور جزامرے سے لیٹی اسکے ایکسپریشن نوٹ کر رہی تھی جو کبھی بھی رودے
گی۔۔۔۔

لڑکیوں جان چھوڑا اب اس کی اور یہ کونسا بھاگے جا رہی ہے یہی رہے گی اب
۔۔۔ سکون سے بیٹھو کھانا کھا لو تم سب

فری کھانے کا ٹرے اٹھائے کمرے میں داخل ہوئی اور شفا کی شکل دیکھ دونوں کو
اچھی خاصی ڈانٹ پلائی۔۔۔۔

وہ دونوں چپ چاپ اس پر ترس کھاتی کھانے کے لیے بیٹھ گئے ساتھ اسے بھی
بٹھالیا۔۔۔

ان کا رویہ دیکھ تھوڑا بہت اس کا ڈر بھی ختم ہو گیا۔۔۔۔

کھانے کے بعد وہ تینوں اسے آدم کے روم میں چھوڑنے آئی تھی۔۔۔۔
کمرے کا فسوں خیز ماحول دیکھ اسے اپنے ہاتھوں میں پسینہ نکلتا محسوس ہوا۔۔۔۔
۔۔۔۔۔ باقی تینوں کی آنکھیں بھی کھلی کی کھلی رہ گئی
گلاب کی پتیوں سے بیڈ تک راستہ بنایا ہوا تھا اور بیڈ پر
۔۔۔۔۔ بچی سفید چادر پھولوں سے ڈھکی ہوئی تھی
کمرے میں جگہ جگہ کینڈل سیٹ کئے ہوئے تھے۔۔۔۔۔ بیڈ کے چاروں طرف
سفید نیٹ کی جالی تھی۔۔۔۔۔
۔۔۔۔۔ وہ ایک مکمل رومینٹک سا ماحول کریٹ کر رہا تھا

کمرے کا حال دیکھ فری تو بہت اچھے سے سمجھ گئی یہ کس کا کام ہے کیونکہ آدم
سے اسے اس طرح کی کسی کی چیز کی امید نہیں تھی۔۔۔۔

اس نے آگے بڑھ کر لائٹ جلائی۔۔۔۔ تاکہ جو آنکھیں پھاڑے دیکھ رہے
تھے وہ ہوش میں آجائے۔۔۔۔

ادھر آؤ تم یہاں بیٹھو فریجہ نے اسے تھام کر بیڈ پر بٹھایا جو گھبرا کر کمرے کی
ایک ایک چیز کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔

آیت اور جزا قدموں کی آواز پر جلدی سے دروازے کے باہر کھڑی ہو
گئی۔۔۔۔

دیکھو شفا نکاح بھلے تم نے جس بھی نیت سے کیا ہو یہ بات کبھی مت بھولنا کہ
اب تم آدم کی بیوی ہو اور وہ تم پر ہر طرح کا حق رکھتا ہے اور تم بھی اس پر پورا
حق رکھتی ہو۔۔۔۔۔ اپنی پوری کوشش کرنا اس رشتے کو کامیاب کرنے کی انشاء
اللہ ایک دن تم دونوں کے دل میں اللہ محبت بھی ڈال دے گا۔۔۔۔۔
فری اسے بہت اچھے سے سمجھا کر چلی گئی۔۔۔۔۔

بھائی کچھ تو دیں۔۔۔۔۔ جزا اور آیت نے آدم کو روکا جو ان کو گیٹ کے باہر
کھڑے دیکھ واپس جا رہا تھا اور اس نے صاف انکار کر دیا تھا ان کو کچھ بھی دینے
سے۔۔۔۔۔

منت اب بھی اس کی گود میں سوئی ہوئی تھی۔۔۔۔۔

انکی شکلیں دیکھ اسے رحم آگیا۔۔۔۔ اور وہ جیب سے چند نوٹ نکال کر انکے
حوالے کر گیا۔۔۔۔ اور اندر جانے لگا۔۔۔۔
۔۔۔۔۔ پیسے ملتے ہی وہ دونوں خوشی سے وہاں سے ہٹ گئیں

کہاں۔۔۔۔ ایک عدد بہن میں بھی ہوں تمہاری جلدی سے میرے حصے کے
نکالوں پھر جانا اندر جانا فریجہ اس کا راستہ روک کے کھڑی ہو گئی۔۔۔۔

نکلو کوئی پیسے نہیں۔۔۔۔۔ ورنہ مجھے کوئی جلدی نہیں اندر جانے کی میں تو کہیں
اور بھی اپنا ٹھکانہ بنالوں گا۔۔۔۔ آدم نے بھی سنجیدگی سے جواب دیا۔۔۔۔

اس نے گھور کر آدم کو دیکھا اور آگے بڑھ کر منت کو اس کی گود سے لے
لیا۔۔۔۔

بس آج کے لئے اسے میرے پاس چھوڑ جاؤ کل سے اپنے ساتھ رکھنا میں نہیں
روکوں گی۔۔۔۔

آدم اس کی بات کا مطلب اچھے سے سمجھ گیا اس لیے بنا کوئی بحث کیے اندر بڑھ گیا۔۔۔۔۔

جہاں اس کی نئی نویلی دلہن اس کا انتظار کر رہی تھی۔۔

--- کمرے کا ماحول دیکھ کچھ پل کے لیے وہ بھی فریز ہو گیا تھا

لیکن جلد ہی اس نے خود کو سنبھال لیا وہ بیڈ کے بیچ بیچ گھونگھٹ اوڑھے بیٹھی

----- تھی

وہ خاموشی سے اپنے بھاری قدم اٹھاتا اور ڈروب کی طرف
بڑھ گیا اور اپنا سادہ سا سوٹ نکالتا۔۔۔۔۔ واش روم میں گھس گیا۔۔۔۔

جب وہ فریش ہو کر آیاتب بھی وہ ایسے ہی بیٹھی تھی آدم کو ایک دم غصہ آیا

جب اس رشتے کی حقیقت سے واقف تھی پھر اس طرح روایتی دلہنوں کی طرح
بیٹھنے کا کیا تک بنتا تھا۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ وہ بیڈ پر جا کر لیٹ بیٹھ گیا اور سائیڈ ڈرار سے ایک باکس نکالا
اس کے بیٹھنے پر شفا خود میں سمٹ گئی۔۔۔۔۔

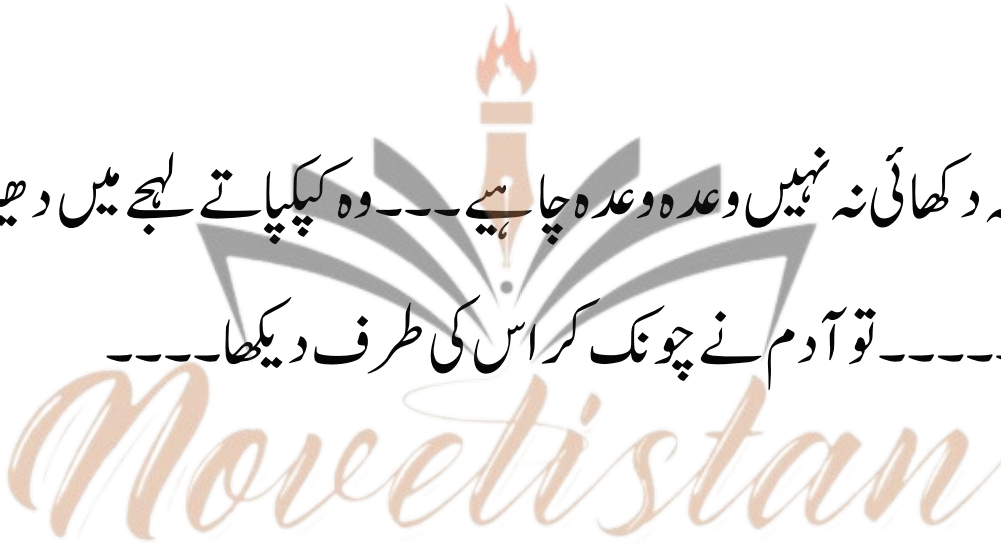
یہ آپ کی منہ دکھائی۔۔۔۔۔ اس نے وہ باکس شفا کی طرف بڑھایا
۔۔۔۔۔ لیکن گھونگھٹ الٹنے کی ضرورت اب بھی محسوس نہیں کی۔۔۔۔۔
اس کی بھاری آواز پر اس نے گھونگھٹ خود ہی الٹ دیا۔۔۔۔۔ اور آدم کو دیکھنے
لگی۔۔۔۔۔

اس کے گھونگھٹ الٹتے ہی آدم کی نظر اس کے چہرے پر پڑی تو پلٹنا بھول گئیں

اس کے لال رنگ سے رنگے ہونٹ اسے بری طرح اڑیکٹ کر گئے۔۔۔۔۔ لیکن
وہ بھی آدم خانزادہ تھا سوتے ہوئے بھی اپنے دماغ کو جگائے رکھنا اچھے سے جانتا

تھا۔۔۔۔۔

مج مجھے منہ دکھائی نہ نہیں وعدہ وعدہ چاہیے۔۔۔۔۔ وہ کپکپاتے لہجے میں دھیرے
سے بولی۔۔۔۔۔ تو آدم نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔۔۔۔۔



کیسا وعدہ۔۔۔۔۔ اس نے ایک آئبر واچکائی۔۔۔۔۔

میں اپ اپنے ابو کے قاتل کو سلاخوں کے پیچھے دیکھنا چاہتی ہوں۔۔۔۔۔ میں
ان کو سخت سے سخت سزا دلوانا چاہتی ہوں۔۔۔۔۔ اور ان سب کے لئے مج مجھے
۔۔۔۔۔ آپ کی مدد چاہیے

وہ سرخ روئی روئی امید بھری آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔۔۔
آدم کو اس پر ترس آیا اس نے شفا کا ہاتھ پورے حق سے تھاما اس کا چھوٹا سا ہاتھ
آدم کے ہاتھوں میں چھپ سے گئے۔۔۔۔۔
۔۔۔۔۔ آدم کا لمس اپنے ہاتھوں میں محسوس کر کے وہ عجیب کیفیت کا شکار ہوئی
میں وعدہ کرتا ہوں آپ کے مجرموں کو جب تک کیفر کردار تک نا پہنچا دوں میں
۔۔۔۔۔ سکون سے نہیں بیٹھوں گا

آج سے یہ میری ذمہ داری ہے آپ ہر فکر سے آزاد ہو جائیں۔۔۔۔۔

آپ جا کر چینیج کر لیں رات بہت ہو گئی ہے۔۔۔۔

آدم اسے اپنے ہونے کا مان بخش کر سیدھا ہو کر روٹ بدل کر لیٹ گیا۔۔۔۔

آدمے گھنٹے د بعد وہ بنا چینیج کئے ہی واپس آ گئی۔۔۔ اور کشمکش میں وہی کھڑی ہو گئی۔۔۔۔

آدم خانزادہ آنکھیں بند کئے بہت دیر تک اگنور کرتا رہا لیکن جب وہ نہیں بولی تو آنکھیں کھول کے اسے دیکھا تو وہ بیڈ کے پاس کھڑی تذبذب کا شکار اپنے ہاتھوں کو آپس میں مسلنے میں مصروف تھی۔۔۔۔۔

کیا ہوا آپ نے چینیج کیوں نہیں کیا ابھی تک۔۔۔۔ اس نے نرمی سے پوچھا۔۔

وہ میرے پاس کپڑے نہیں ہیں۔۔۔۔۔ وہ دھیرے سے منمننائی جو آدم

خانزادہ بمشکل ہی سن پایا۔۔۔۔

وارڈروب میں چیک کیا آپ نے۔۔۔۔۔ آدم نے اسے پیچھے اشارہ کیا۔۔۔۔

--- نہ نہیں وہ میں کپڑے لائی ہی نہیں اپنے ساتھ۔۔۔۔۔ وہ شرمندہ ہوئی
آپ کی ہر چیز اس کمرے میں موجود ہے جا کر آپ چینیج کر کے بیڈ پر آ کر
خاموشی سے سو جائے مجھے نیند آرہی ہے۔۔۔۔۔
وہ سنجیدگی سے کہتا خود پر کمفرٹ ڈالتا کروٹ بدل گیا۔۔۔۔۔

وہ ایک نظر اسے دیکھتی وارڈ روب تک گئی وہاں اس کی ضرورت کی ہر چیز تھی
۔۔۔۔۔ اسے بے انتہا شرمندگی ہوئی
وہ ایک چور نظر اس پر ڈالتی اپنے کپڑے اٹھاتی واش روم کی طرف بڑھ
گئی۔۔۔۔۔

تھوڑی دیر بعد واپس آئی اور ڈرتے ڈرتے آرام سے بیڈ کے ایک کونے میں
سمٹ کر لیٹ گئی۔۔۔۔۔

دن بھر کی تھکاوٹ کی وجہ سے نیند کب اس پر مہربان ہوئی اسے پتہ ہی نہیں چلا

رات چار بجے وہ گہری نیند میں سویا ہوا تھا جب اپنے پاس موبائل کے بجنے کی

----- آواز پر نیند میں ہی متلاشی ہاتھوں سے فون کو ٹٹولا

موبائل ہاتھ آتے ہی اسے اپنے سینے پر کسی وجود کا احساس ہوا۔-----

اس کی نیند بھک سے اڑی۔۔۔۔۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر سائیڈ لیمپ آن

کیا۔۔۔۔۔

اس کی پہلی نظر ان خوبصورت گلابی پیروں پر پڑی جو اس کے سینے پر تھے۔۔۔

اور اس کے ایک پاؤں پر بندھا کالا دھاگا ایسا لگ رہا تھا جیسے ان پیروں کی

حفاظت کے لیے ہو۔۔۔

وہ خود آڑھی تر چھی لیٹی اس سے کمفرٹر چھین کر اپنے آدھے وجود کو چھپا چکی
تھی۔۔۔

لبے گھنے بکھرے ہوئے بالوں نے اس کا چہرہ چھپایا ہوا تھا۔۔

وہ بڑی شان سے اس کے سینے پر اپنی ٹانگیں پھیلائے۔۔۔ اپنا سر دوسری سائیڈ
پر رکھے سکون سے سو رہی تھی۔۔۔

وہ شاید سردی کی وجہ اس کے اندر گھسنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ یا شاید وہ
ایسے ہی سونے کی عادی تھی۔۔۔

اسی چڑ تو بہت ہوئی۔۔۔ لیکن کچھ کہنے کے بجائے

اس نے آرام سے ان پیروں کو اپنے سینے سے ہٹایا اور فون اٹھاتا بالکنی میں چلا
گیا۔۔۔۔۔

اسی نمبر پر کال ملائی جہاں سے کال آرہی تھی نا جانے دوسری طرف کیا کہا گیا
--- وہ عجلت میں اندر آیا اور اپنا یونیفارم اٹھاتا واشروم چلا گیا
اگلے دس منٹ میں وہ تیار ہو کر اپنا موبائل اور گاڑی کی چابی اٹھائے کمرے سے
نکل گیا۔۔۔



---- وہ ڈریسنگ کے سامنے کھڑی بالوں میں برش پھیر رہی تھی
وہ جب سو کر اٹھی تو آدم کمرے میں نہیں تھا وہ جلدی سے تیار ہو کر کسی کا انتظار
کرنے لگی تاکہ وہ نیچے جاسکے۔۔۔

دروازہ ناک ہوا تو اس نے دروازہ کھولا سامنے آیت کھڑی تھی۔۔۔ اس نے
جھجک کر راستہ دیا تو اندر آگئی۔۔۔

ماشاء اللہ بہت پیاری لگ رہی ہیں بھابھی۔۔۔ آیت نے
اس کے لال رنگ کے شیفون کے فرائ میں کھلتے رنگ کو دیکھ تعریف کی۔۔۔
۔۔۔ اس کی تعریف پر شفا کے گال سرخ ہو گئے
بھائی کہاں ہیں۔۔۔ آیت نے کمرے میں چاروں طرف نظر دوڑائی کمرے کی
سجاوٹ ابھی تک ویسی ہی تھی لیکن کمرہ بالکل صاف تھا شاید اس نے صبح صفا کی
کی تھی۔۔۔۔۔

وہ پتہ نہیں مجھے۔۔۔۔۔ وہ آہستہ آواز میں بولی۔۔۔

کیوں رات کو تو وہ ہمارے سامنے کمرے میں آئے تھے۔۔۔۔ آیت نے حیرانگی
سے پوچھا۔۔۔

جی لیکن وہ صبح کمرے میں نہیں تھے۔۔۔۔ وہ جھجک کر بولی۔۔۔
اچھا ہو سکتا ہے ڈیوٹی پر چلے گئے ہوں آپ کے اٹھنے سے پہلے چلیں بڑی امی بلا
۔۔۔ رہی ہیں ناشتے کے لئے نیچے چلیں
وہ شفا کو لئے نیچے چلی گئی۔۔۔۔



آدم اور سالار کے علاو سب ہی ناشتے کی ٹیبل پر بیٹھے تھے۔۔۔
۔۔۔ اسے آتا دیکھ سب کے چہرے پر مسکراہٹ تھی
فروا بیگم نے اسے اپنے ساتھ والی کرسی پر بٹھایا تو وہ بھی سب کو سلام کرتی بیٹھ
گئی۔۔۔۔

عرش کو دیکھ اسے گھبراہٹ ہونے لگی جو موبائل میں مصروف نظر آ رہا تھا لیکن
اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ فری نے بہت اچھے سے نوٹ کی اور سمجھ بھی
گئی۔۔۔

اس نے دھیرے سے اس کا ہاتھ دبایا۔۔۔ تو شفا نے چونک کر ان کی طرف
دیکھا۔۔

۔۔۔۔۔ ریلکس عرش میرا بھائی ہے

انہوں نے سرگوشی میں کہا تو وہ بھی خود کو کمپوز کرتی سامنے جزا کی گود میں
موجود چھوٹی سی بچی کو دیکھنے لگی۔۔۔۔۔ اس کی آنکھیں خوبخو آدم کی طرح
پرکشش تھیں۔۔۔۔۔ بچی اسے دیکھ کر مسکرانے لگی۔۔۔۔۔ بچی کی مسکراہٹ دیکھ
اسکے چہرے پر بھی مسکراہٹ بکھر گئی۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ تو منت نے کھکھلا کر اپنے بازو اس کی طرف پھیلائے

شفا نے اٹھ کر جلدی سے اسے گود میں اٹھا لیا۔۔۔۔۔
سب اس کی یہ بچکانہ حرکتیں دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

امی دیکھا آپ نے بے وفا لڑکی نئی ماما کے آتے ہی مجھ سے منہ موڑ گئی۔۔۔۔۔
جزا کے ڈرامائی انداز میں کہنے پر سب نے شفا کا ریکشن دیکھنے کے لیے اس کی
طرف دیکھا۔۔۔۔۔

شفا کا مسکراتا چہرہ دیکھ سب کا دل مطمئن ہو گیا۔۔۔۔۔

شفا بچے ناشتہ کروا سے مجھے دے دو۔۔۔۔۔ فروا بیگم نے منت کو اس سے لینے کی
کوشش کی تو منت نے اس کے کندھے میں منہ چھپا لیا جس کا مطلب تھا اسے شفا
کے پاس رہنا ہے۔۔۔۔۔

آنٹی میں اس کو اپنے پاس رکھ لوں۔۔۔ اس نے ڈرتے ڈرتے پوچھا کہ کہیں وہ
براناام جائیں۔۔۔۔

ٹھیک ہے لیکن میں تمہاری آنٹی نہیں آدم کی طرح تم بھی مجھے امی کہا کرو آج
سے میں تمہاری بھی ماں ہوں۔۔۔۔ انہوں نے محبت سے اس کی طرف دیکھ کر
کہا۔۔۔۔ تو اس کی آنکھیں نم ہو گئیں لیکن اس نے جلدی سے خود پر قابو پایا
۔۔۔۔۔
اور ناشتہ کرنے لگی۔۔۔۔

ناشتہ کے بعد جزا اپنے یونیورسٹی چلی گئی۔۔۔۔ اور آیت اور فری اس کے ساتھ
باہر گارڈن میں چہل قدمی کرنے چلے گئے۔۔۔۔

باہر کین کی چیئر پر بیٹھی ادھر ادھر کی باتیں کر رہی تھیں۔۔۔۔ جب کہ شفا
کبھی ان کی طرف دیکھتی کبھی منت کے ساتھ کھیلنے لگتی۔۔۔۔

گاڑی کی آواز پر سب نے مڑ کر دیکھا تو آدم تھا جو جلدی میں اندر کی طرف بڑھ
گیا۔۔۔۔

۔۔۔۔ شفا جاؤ جا کر آدم سے پوچھو کچھ چاہیے تو نہیں

میں جاؤں۔۔۔۔ اس نے نا سمجھی سے دوبارہ پوچھا۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔ ہاں شوہر ہے تمہارا تو تم ہی پوچھو گی جاؤ شاہاب

فری کے کہنے پر ناچار وہ اٹھ کر اندر بڑھ گئی۔۔۔۔ وہ آہستہ آہستہ کمرے میں

داخل ہوئی تو وہ بلیک شرٹ کے اوپر بلیک لیڈر کی جیکٹ میں بلیک ہی جینز پہنے

اپنی گن اور والٹ اٹھا رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

شاید وہ صرف چلیج کرنے آیا تھا اس کے ہاتھ میں گن دیکھ شفا کو گبھراہٹ ہوئی

اس کو کمرے میں داخل ہوتا دیکھ وہ اپنے بھاری قدم اٹھاتا اس کی طرف بڑھنے
لگا۔۔۔ شفا نے اسے اپنی طرف آتا دیکھ سٹیٹا کر دو قدم پیچھے لئے۔۔۔

لیکن وہ اپنے بھاری قدم اٹھاتا اس کے پاس آیا اور جھک کر منت کے گال پر
بوسہ دیا۔۔۔

شفا نے اسے اپنے اتنے پاس دیکھ اپنی سانسیں روک لی۔۔۔ اور سختی سے
۔۔۔ آنکھیں میچ لیں

آدم نے سر اٹھا کر اسے دیکھا تو وہ لال رنگ کے سوٹ میں خود بھی پوری طرح
سرخ ہو رہی تھی۔۔۔۔۔

وہ اسے دیکھتا رہا کتنی معصوم تھی وہ لڑکی اس کی توڑی پر موجود خم اسے بہت
خوبصورت بناتا تھا۔۔۔۔

اس نے زرا سا جھک کر اس کے توڑی کے خم کو ہلکا سا چھوا اور اس کی گود سے
۔۔۔۔ منت کو لیتا بیڈ پر بیٹھ گیا۔۔۔۔ یہ ایک بے اختیاری میں کیا گیا عمل تھا

آدم کے لمس پر اس کا دل اتنے زوروں سے دھڑکا کہ اسے خبر ہی نہیں ہوئی
کب آدم نے منت کو اٹھایا کب وہ دور ہوا
۔۔۔۔ وہ وہی سٹل پچھٹی پچھٹی آنکھوں سے کھڑی رہی

آدم نے ایک نظر اسے دیکھا جس کا چہرہ ایسا ہو گیا تھا جیسے جسم کا سارا خون
چہرے پر جمع ہو گیا ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ایک کپ چائے منگوادیں
گی۔۔۔۔ اسنے شفا کی حالت کو دیکھ اسے پکارا

اس کے پکارنے پر شفا جلدی سے نیچے بھاگی اور سامنے سے آتی سجدہ بیگم سے
ٹکرا گئی۔۔۔ انہوں نے اسے تھام کر گرنے سے بچایا۔۔۔۔۔

کیا ہوا بیٹا ٹھیک ہو تم انہوں نے پریشانی سے پوچھا جسے دیکھ ایسا لگ رہا تھا جیسے
بہت ڈر گئی ہو۔۔۔۔۔

جی جی مہ میں ٹھیک ہوں بالکل مجھے کیا ہوا۔۔۔۔۔ اس نے زبردستی مسکرا نے کی
کوشش کی۔۔۔۔۔

وہ انکو چائے چاہئے میں بنالوں۔۔۔۔۔ ان کی گہری نظروں کو خود پر جمے دیکھ
اس نے جلدی سے پوچھا۔۔۔۔۔

ہاں بنا لو بیٹا اس میں پوچھنے کی کیا بات ہے آج سے یہ گھر تمہارا بھی تم جو چاہے کر
سکتی ہو۔۔۔۔۔

جی۔۔۔۔۔ وہ کچن میں گئی

جب وہ چائے بنا کر کمرے میں آئی تو آدم منت کے ساتھ پیار کرنے میں
مصروف تھا۔۔

اس نے چائے سامنے ٹیبل پر رکھی اور خود باہر جانے لگی۔۔۔

رکیں منت کو بھی لے جائیں ان کو امی کے پاس چھوڑ کے آپ آرام کر لیجئے
گا۔۔۔

اس نے منت کو شفا کے حوالے کیا۔۔۔۔ تو وہ منت کو لے کر نکل گئی۔۔۔۔ چہرہ
اب بھی سرخ تھا۔۔۔

پیچھے آدم نے دو گھونٹ چائے کے لئے اور خود بھی نکل گیا۔۔۔۔ کیونکہ اسے
ارجنٹ پہنچنا تھا اور منت کی وجہ سے وہ لیٹ ہو گیا۔۔۔



۔۔۔ وہ بھاگتے ہوئے بار بار پیچھے مڑ کر دیکھ رہی تھی
دو لڑکے اتنی ہی تیزی سے اس کے پیچھے بھاگ رہے تھے۔۔۔

اللہ جی بس آج بچالیں پھر کبھی بھی اکیلی نہیں نکلوں گی۔۔۔۔۔ وہ روتے ہوئے
۔۔۔ اللہ سے فریاد کر رہی تھی

آج وہ اپنی کلاس کے بعد آدم سے پوچھ کر ایک فرینڈ کی برتھڈے پر آئی تھی
ڈرائیور کو اس نے خود منع کیا تھا کہ وہ خود آجائے گی لیکن وہ جس گاڑی میں
بیٹھی وہ بیچ راستے میں خراب ہو گئی اور اس کا فون بھی دوست کے گھر رہ گیا ورنہ
وہ گھر سے کسی کو فون کر کے بلا لیتی روڈ بہت سنسان تھا وہ کسی گاڑی کا انتظار
کرنے لگی۔۔۔۔۔

لیکن دور دور تک کوئی گاڑی نظر نہیں آئی۔۔۔۔۔ اس نے چادر کو خود پر اچھے
سے لپیٹ لیا۔۔۔

اور آگے بڑھنے لگی یہ سوچ کر کہ راستے میں کوئی نا کوئی گاڑی مل جائے گی۔۔۔

ابھی دو قدم بڑھی ہی تھی کہ کسی نے اس کی چادر پکڑ لی۔۔۔

مڑ کر دیکھا تو دو آوارہ ٹائپ لڑکے تھے۔۔۔۔۔ جو نشے میں دھت لگ رہے تھے

۔۔۔۔۔ آیت نے بنا آگے پیچھے دیکھے اس کو دھکا دیا اور دوڑ لگا دی۔۔۔۔۔

وہ لڑکے بھی اس کے پیچھے بھاگنے لگے۔۔۔۔۔

اس نے ایک بار پھر پیچھے مڑ کر دیکھا تو اب وہ لڑکے نظر نہیں آرہے تھے لیکن

ان کے قدموں کی آواز وہ اب بھی سن سکتی تھی۔۔۔۔۔

سامنے ایک گاڑی نظر آئی جس کا دروازہ کھلا تھا وہ بنا سوچے سمجھے اندر گھس گئی

۔۔۔۔۔ اور دروازہ بند کر دیا۔۔

سیٹ سے ٹیک لگا کر آنکھیں بند کر کے گہرے گہرے سانس لینے
لگی۔۔۔۔۔ چادر تو اس کی راستے میں ہی گر گئی اب صرف ایک دوپٹہ تھا
۔۔۔۔۔ جو اس نے اپنی مٹھیوں میں سختی سے بھینچ رکھی تھی۔۔۔۔۔
پانچ منٹ تک اس نے کوئی حرکت نہیں کی اسے عجیب سی اسمیل اور خود پر کسی
کی نظریں محسوس ہونے لگی۔۔۔۔۔
اس نے جھٹ سے آنکھیں کھول کے پیچھے دیکھا تو اس کی اوپر کی سانس اوپر اور
نیچے کی نیچے رہ گئی۔۔۔۔۔



کسرتی جسامت پر بلیک جینز اور بلیک ہی ہڈی پہنے ایک ہاتھ میں سگریٹ پکڑے
دوسرے ہاتھ میں خون سے سنی ہوئی چمکتی چھری لئے وہ ایک وجاہت سے
بھرپور شخص تھا جو اپنی خمار آلود نگاہوں سے اسے ہی دلچسپی سے دیکھ رہا
تھا۔۔۔۔۔

اس سے پہلے کہ آیت چیخنے کے لئے اپنا منہ کھولتی وہ پھرتی سے اس کے منہ پر
ہاتھ رکھ کر اس کی چیخ کا گلا گھونٹ چکا تھا۔۔۔۔۔ آیت کی آنکھیں باہر کو ابل
۔۔۔ گئیں

سگریٹ اور خون کی ملی جلی بو اسے اپنی نیتھوں سے ٹکراتی محسوس ہوئی۔۔۔۔۔

وہ جس بے باک نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا آیت کو لگا وہ یہیں ڈھے جائے
گی۔۔۔۔۔

وہ پوری طرح اس لڑکی خوفزدہ آنکھوں میں ڈوب چکا تھا

۔۔۔۔۔ وہ مزید اس کے قریب آیا

اس سے پہلے کہ وہ کوئی گستاخی کرتا وہ اسی کے ہاتھ میں جھول گئی۔۔۔۔۔

ڈسکسٹنگ۔۔۔۔۔ وہ بد مزہ ہوتا باہر نکل آیا۔۔۔۔۔

اور موبائل نکال کر ایک کال ملائی کچھ باتیں کر کے وہ ڈرائیونگ سیٹ پر آکر بیٹھ گیا۔۔۔۔۔

سیٹ بیلٹ باندھنے کے لیے وہ اس پر جھک گیا۔۔۔۔۔

اس لڑکی کی خوشبو اسے بہت مدہوش کر رہا تھا۔۔۔۔۔ اس نے ایک لمبی سانس لے کر آیت کی خوشبو کو اپنی سانسوں میں اتارا اور سیٹ بیلٹ باندھ کر دور ہو گیا۔۔۔۔۔



اور گاڑی روڈ پر ڈال دی۔۔۔۔۔

وہ سیدھا اسے لئے ہسپتال سے تھوڑی دوری پر رکا جہاں فرجاد پہلے سے ہی ہانیہ (فرجاد کی وائف) کے ساتھ کھڑا تھا۔۔۔۔۔

وہ گاڑی سائیڈ پر روکتا گاڑی سے نکلا اور فرجاد سے گاڑی کی چابی لیتا دوسری
گاڑی میں بیٹھتا بنا پیچھے دیکھے زن سے گاڑی بھگالے گیا۔۔۔۔۔
مجھے نہیں لگتا سرنے کچھ غلط کیا ہو گا۔۔۔۔۔ ہانیہ نے آیت کو دیکھتے کہا

۔۔۔۔۔

کچھ بھی ہو لیکن کسی لڑکی کو اندھیری رات میں اس طرح لانا مجھے بالکل پسند نہیں
آیا۔۔۔

فرجاد اسے کہتا گاڑی میں بیٹھ گیا اور ہسپتال کے سامنے روکی نرس کی مدد سے
آیت کو اسٹریچر میں ڈالا اور اندر بڑھ گیا۔۔۔۔۔



دس بج رہے ہیں کہاں چلی گئی آیت ابھی تک آئی کیوں نہیں

اس نے تو آٹھ بجے تک آنے کا کہا تھا کہاں رہ گئی مجھے ٹینشن ہو رہی ہے

فروا بیگم دروازے میں چکر لگاتی پریشان ہو رہی تھی۔۔۔۔

امی میں کہہ رہی ہوں نا مجھے جانے دیں اگر وہ اپنی دوست کے گھر سے نکل گئی

ہیں تو اب تک پہنچی کیوں نہیں۔۔۔۔۔ جزا بار بار اس کا فون ٹرائے کرتے

ہوئے بولی جو سوئچ آف تھا۔۔۔

نہیں تم بیٹھو سالار کو فون کر کے بتاؤ۔۔۔۔۔ ڈرائیور کو بھی اس نے آنے سے منع

کر دیا میری بچی ٹھیک ہو بس۔۔۔۔

سجدہ بیگم اور شفا بھی پریشانی سے دروازے کی طرف دیکھنے لگی۔۔۔۔۔ فریجہ شام

کو ہی واپس جا چکی تھی۔۔۔

جزانے سالار کو فون کرنے کے بجائے عرش کو فون کر کے سب بتا دیا
---- سالار بھی اس کے ساتھ تھا۔۔

دونوں پریشان ہو گئے۔۔۔۔۔ اور جہاں جہاں اس کے ہونے کی امید تھی
وہاں ڈھونڈنے لگے۔۔۔۔۔
انہوں نے آدم کو بھی انفارم کیا۔۔۔
ابھی وہ اس کے ہسپتال پتہ کرنے آئے تھے کہ وہ کتنے بجے نکلی لیکن اسے
اسٹریچر میں لیٹے دیکھ دونوں اس کی طرف بھاگے۔۔۔

آیت کیا ہوا ہے کون ہو تم سالار نے فرجاد کا گریبان پکڑ لیا جو اسٹریچر دھکیل کر
ایمر جنسی کے اندر لے جا رہا تھا۔۔

دیکھیے پہلے ہاتھ ہٹائیں میں بتاتا ہوں آپ کو۔۔۔۔۔ فرجاد نے سکون سے اپنا

گریبان اس کے ہاتھ سے چھڑایا۔۔۔۔۔

عرش نے سالار کو پیچھے کیا۔۔۔۔۔

عرش نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔۔۔۔۔

یہ میری وائف ہیں ہم اپنے سسرال سے آرہے تھے ہمیں یہ راستے میں ہمیں

۔۔۔۔۔ بے ہوش ملی تو میری وائف اور میں ان کو اسپتال لے آئیں

Novelistan

۔۔۔۔۔ باقی باتیں آپ ان کے ہوش میں آنے کے بعد پوچھ سکتے ہیں

اس سے پہلے کہ سالار اس کو مارنے بڑھتا۔۔۔۔۔ ڈاکٹر کے آنے پر پیچھے ہو

گیا۔۔۔۔۔

ارے یہ تو آیت ہے میری اسٹوڈنٹ اس کو کیا ہوا ہے
آپ ان کو چیک کریں کیا ہوا ہے جلدی بتائیں سالار بے چینی سے بولا۔۔۔۔

پریشانی کی کوئی بات نہیں یہ شاید کسی وجہ سے بہت زیادہ خوفزدہ ہو گئی ہے اس
لیے بے ہوش ہو گئی۔۔۔۔

باقی میں میڈیسن وغیرہ لکھ دیتی ہوں پریشان مت ہوں تھوڑی دیر تک ہوش آ
جائے گا۔۔۔۔

۔۔۔۔ ڈاکٹر کہہ کر اندر بڑھ گئی
او کے پھر ہم چلتے ہیں۔۔۔۔ چلو ہانی۔۔۔۔ فرجاد عرش کو بول کر جانے لگا
۔۔۔۔

جب تک میری بہن کو ہوش نہیں آ جاتا آپ لوگ کہیں نہیں جاسکتے۔۔۔۔

سالاران کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا۔۔۔۔۔ اسے کسی پر یقین نہیں تھا اگر اس کی بہن اس حالت میں ملی تھی تو ضرور اس کے ساتھ کوئی حادثہ ہوا تھا ورنہ اتنی کمزور وہ ہر گز نہیں تھی۔۔۔۔۔

او کے فائن۔۔۔۔۔ فرجاد کو بھی بحث کرنا مناسب نہیں لگا اور ویسے بھی اس نے کچھ نہیں کیا تھا دوسرا اس نے اسے اس لڑکی کی تمام انفارمیشن لے کر جانے کا کہا تھا۔۔۔۔۔



آدھے گھنٹے بعد اسے ہوش آ گیا تھا۔۔۔۔۔ اور اپنے سامنے اپنے بھائیوں کو دیکھ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔۔۔۔ آدم بھی بھاگتے ہوئے سامنے سے آیا اور اسے سینے سے لگا لیا۔۔۔۔۔

چندہ بس رونا بند کرو بتاؤ کیا ہوا ہے۔۔۔۔ آدم نے اسے پیار سے پچکارا عرش اور
سالار بھی بے چینی سے اس کے بولنے کا انتظار کرنے لگے۔۔۔۔
بھائی۔۔۔۔ وہ وہ کچھ کچھ آوارہ لڑکے میرے پیچھے پڑ گئے تھے میں وہاں سے
بھاگ نکلی پھر پھر مجھ کچھ یاد نہیں۔۔۔۔ وہ کہتے ہی آدم کے سینے میں منہ چھپا
گئی۔۔۔۔

اس نے دوسرے آدمی کے بارے میں نہیں بتایا ورنہ اس کے بھائی اینٹ سے
اینٹ بجا دیتے اور وہ اپنی وجہ سے کوئی بھی مسئلہ نہیں چاہتی تھی۔۔۔۔

ان کو جانتی ہو۔۔۔۔۔ عرش نے کب سے کھڑے فرجاد اور ہانیہ کی طرف
۔۔۔۔ اشارہ کر کے پوچھا

--- اس نے نظریں اٹھا کر ان دونوں کو دیکھا اور نفی میں سر ہلادیا
میرا نام ہانیہ ہے اور آپ ہمیں راستے میں بے ہوش ملی تو میں اپنے ہسینڈ کے
ساتھ آپ کو یہاں لے آئی۔۔۔ اب کیسی طبیعت ہے آپ کی ہانیہ نے آگے
بڑھتے اس سے پوچھا۔۔۔

بہت شکریہ آپ کا آپ نے میری مدد کی۔۔۔ آیت نے مسکرا کر ان کا شکریہ
ادا کیا۔۔۔

Novelistan

کچھ دیر بعد وہ دونوں اپنے راستے نکل گئے اور آیت بھی اپنے تینوں بھائیوں کے
ساتھ گھر آگئی۔۔۔۔

سجدہ بیگم اور فروا بیگم نے کتنی ہی دیر آیت کو سینے سے لگائے رکھا۔۔۔۔۔

شفا ایک کونے میں کھڑی نم آنکھوں سے انہیں دیکھنے لگی۔۔۔۔۔ اسے زندگی
میں کبھی ماں کا پیار محسوس ہی نہیں ہوا اور اب جب وہ اس طرح پیار دیکھ رہی
۔۔۔۔۔ تھی اس کا دل عجیب کیفیت کا شکار تھا
آدم عرش اور سالار تینوں ہی صوفے پر بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔۔۔

مجھے تم جگہ بتاؤ میں ان لڑکوں کو چھوڑوں گی نہیں جزا کا غصہ سے برا حال
تھا۔۔۔۔۔

یہ سب کرنے کے لیے ہم ہیں تمہیں کہیں جانے کی ضرورت نہیں
۔۔۔۔۔ سالار نے بنا اسے دیکھے سرسراتے لہجے میں کہا

مجھے کیا کرنا ہے میں اچھے سے جانتی ہوں آپ مجھے۔۔۔۔۔

جزا کس لہجے میں بات کر رہی ہو تم سالار سے مت بھولو بڑا بھائی ہے تمہارا اس
کی بات ماننا تم پر بھی فرض ہے
--- آئندہ تمہیں اس لہجے میں بات کرتے نادیکھوں میں

آدم نے جس قدر ناگواری سے کہا جزا کی آنکھیں شرمندگی سے نم ہو گئیں
اور وہ بھاگتے ہوئے اپنے کمرے میں چلی گئی۔۔۔۔
باقی سب کو بھی جزا کی حرکت ناگوار گزری تھی پچھلے دو سال سے اس کا رویہ
سالار کے ساتھ ایسا ہی تھا۔۔۔۔

لیکن اس نے کبھی بڑوں کے سامنے اس سے اس لہجے میں بات نہیں کی تھی۔۔۔

شفانے ایک نظر آدم کو دیکھا۔۔۔۔۔ جس سرخ چہرے سے اسی راستے کو دیکھ
رہا تھا جہاں سے جزا گئی تھی۔۔۔۔۔

امی کھانا لگوائیں بھوک لگی ہے۔۔۔۔۔ آدم نے فروا بیگم سے کہا تو فروا بیگم کے
پیچھے شفا بھی چلی گئی ان کی مدد کرنے۔۔۔۔۔

رات ایک بجے سب نے کھانا کھایا اور اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے۔۔۔۔۔
آدم سیدھا اپنے کمرے سے ملحقہ اسٹڈی روم میں چلا گیا۔۔۔۔۔
۔۔۔۔۔ شفا بھی فروا بیگم سے منتیں کر کے سوئی ہوئی منت کو اپنے ساتھ لے گئی
جب وہ کمرے آئی تو آدم کمرے میں نہیں تھا وہ شکر ادا کرتی۔۔۔۔۔ منت کو بیڈ
پر لٹا کر خود بھی اس کے ساتھ لیٹ گئی۔۔۔۔۔ اور کمفرٹ دونوں پر ڈال کے
۔۔۔۔۔ آنکھیں موند لیں

جب وہ اپنا کام مکمل کر تا کرے میں آیا تو اپنے بیڈ کی حالت دیکھ کر اس نے
تاسف سے سر ہلایا۔۔۔۔۔

میں دوسروں سے کیا بولوں جب میری اپنی ہی بیٹی کی حرکتیں ایسی ہیں تو

۔۔۔۔۔

وہ کہتا بیڈ کی طرف بڑھ گیا جہاں بیڈ میں
منت اپنے دونوں پاؤں شفا کے سر پر گرائے سکون سے سو رہی تھی۔۔۔۔۔ جبکہ
شفا کی پوزیشن ایسی تھی کہ وہ الٹی لیٹی ہوئی تھی اور آج اس کا چہرہ پورا کمفرٹ میں
۔۔۔۔۔ چھپا ہوا تھا جبکہ ٹراؤزر کی بے ترتیبی دیکھ اسے غصہ آیا

لیکن اس کی نظر شفا کی رائٹ سائیڈ کے پنڈلی پر رک گئی جہاں گھنٹے سے تھوڑا سا
نیچے ایک گہرا زخم تھا جو ابھی تک بھرا نہیں تھا۔۔۔۔۔

اس نے پہلے منت کو اٹھایا پھر کمرے میں موجود بے بی کاٹ میں لٹا دیا۔۔۔۔

۔۔۔۔ پھر ڈرار میں سے فرسٹ ایڈ باکس نکالتا بیڈ پر بیٹھ گیا

ہاں وہ اسے محبت نہیں دے سکتا تھا مگر اس کا خیال رکھنا خود پر فرض کر لیا

تھا۔۔۔۔

اس نے باکس میں سے آنٹنٹ نکالی اور انگلیوں کے پوروں میں لے کر آرام
آرام سے اس کے زخم پر لگانے لگا۔۔۔۔

Novelistan

۔۔۔ وہ اتنی آہستگی سے اپنا کام کر رہا تھا کہ شفا کو نیند میں احساس ہی نہیں ہوسکا

اپنا کام ختم کرتا وہ ہاتھ دھونے واش روم چلا گیا پھر واپس آکر بنا اسے جگائے

بہت مشکل سے اپنے لئے جگہ بنائی

از کی خواہش صرف اپنی بیٹی کے لیے ایک ماں کی تھی لیکن اسے نہیں پتہ تھا اس
کی زندگی میں ایک اور بچی کا اضافہ ہو جائے گا۔۔۔۔۔
خود پر افسوس کرتا وہ آنکھیں موند گیا۔۔۔۔۔



سرخ سفید رنگت اس پر اس کی نیلی آنکھوں پر سایہ فگن گھنی پلکیں جو آنکھیں
بڑی کرنے پر ایسی تھی جیسے رقص کر رہی ہوں باریک گلابی ہونٹ کسی کا بھی
ایمان ڈھکھا سکتی تھی اور شاید وہ خود بھی کچھ کر جاتا اگر وہ بے ہوش ناہوتی
تو۔۔۔۔۔

وہ جب سے لوٹا تھا جنوری کے سرد موسم میں کھلے آسمان تلے بیٹھے اسی کو سوچے

---- جارہا تھا

اس کی زندگی میں بہت سی لڑکیاں آئی تھیں لیکن وہ کبھی اتنا بے تاب کبھی نہیں

ہوا۔۔۔۔۔

بہت بری بات ہے جانم۔۔۔۔۔ تمہیں کوئی حق نہیں اس طرح بالاج شاہ کے

---- خیالوں میں بنا اجازت آنے کا

---- اس کی سزا تو تمہیں مل کر رہے گی

وہ خیالوں میں اتنا گم تھا کہ اسے اپنے فون کے بجنے کا احساس ہی نہیں ہوا جو کب سے بج بج کر خود ہی بند ہو گیا۔۔۔۔۔

سر پیچھے سے فرجاد نے اسے آواز دی وہ پچھلے ایک گھنٹے سے بالاج کو کال کر رہا تھا لیکن اس کے کال نا اٹھانے پر مجبوراً اسے یہاں آنا پڑا تھا۔۔۔

بالاج نے اسے مڑ کر سر دنگا ہوں سے دیکھا۔۔۔۔۔

آئی ایم سوری سر لیکن آپ نے کہا تھا میم کے بارے میں آپ کو ایک گھنٹے میں

۔۔۔۔۔ ساری انفارمیشن دوں

۔۔۔ اس نے جلدی سے کہا مبادہ وہ اٹھ کر اسے ہی نا لگا دے

بالاج شاہ کے ہونٹوں پر ایک پراسرار مسکراہٹ بکھر گئی۔۔۔

اچھا میرے یار چلو بتاؤ کیا کیا پتہ چلا

وہ قدم قدم چل کر اس کے پاس آیا اور دوستانہ انداز میں اس کندھے پر بازو

پھیلا دیئے۔۔۔۔۔ وہ ایسا ہی تھا پل میں بیسٹ توپل میں دوست۔۔۔۔۔

پھر جیسے جیسے فرجاد اسے بتاتا گیا اس کی آنکھوں کی چمک میں اضافہ ہوتا

گیا۔۔۔۔۔



اے لڑکی رات کی گھسی ابھی تک کمرے سے نکلی کیوں نہیں کہاں مر گئی ہو،

کام چور، ہڈ حرام لڑکی مفت کی روٹیاں توڑنا بس کوئی کام مت کرنا منحوس

ماری۔۔۔۔۔

تائی امی کی کاٹ دار آواز پورے محلے میں گونج رہی تھی۔۔۔۔ کیونکہ وہ ایک
۔۔۔ چھوٹا سا محلہ تھا جہاں سارے گھر ایک دوسرے سے ملے ہوئے تھے
عقیدت جو ابھی مشکل سے دو گھنٹے پہلے سوئی تھی کیونکہ پوری رات بابا کی
طبیعت خراب تھی۔۔۔۔

تائی امی کی آواز پر بمشکل آپنی آنکھیں مسلتی اٹھی۔۔۔۔
غصہ تو اسے بہت تھا لیکن مجبور تھی اپنے بھوڑے باپ کو کہاں لے کر جاتی
۔۔۔۔

جی تائی امی وہ دروازہ کھول کے ان کے سامنے آئی۔۔۔۔ سو جھی آنکھیں نیند کی
کمی اور رونے کی وجہ سے سرخ ہو رہی تھیں۔۔۔۔ لیکن کاش کسی کو احساس
ہوتا۔۔۔۔

کچن کا کام تمہاری ماں آکر کرے گی صبح کے ساتھ بچ رہے ہیں اور تم بستر پر پڑی
نیند کے مزے لے رہی ہو۔۔۔۔

تائی امی نے اپنی زبان کے جوہر دکھائے تو اس نے مشکل سے خود پر ضبط
کیا۔۔۔۔

سامنے کھڑی شکل کیا دیکھ رہی ہو دفع ہو جاؤ جا کر ناشتہ بناؤ انہوں نے حکمیہ لہجہ
اختیار کیا۔۔۔۔

وہ کل بھی اس کمپنی میں جانے والی تھی مگر گھر کے کام کی وجہ سے جانا سکی لیکن
آج اس کا وہاں جانے کا ارادہ تھا۔۔۔۔ تاکہ وہ اس آدمی کا قرضہ بھی اتار
سکے۔۔۔۔

اور اپنے باپ کے لیے کچھ پیسے کما سکے۔۔۔۔

وہ جلدی سے کچن میں چلی گئی۔۔۔۔ کیونکہ وہ جانتی تھی بنا کام کئے اس کا یہاں
سے نکل پانا ممکن تھا۔۔۔۔

نفرت کرتی ہوں میں تم سے نفرت تمہاری وجہ سے آج میرے بھائی نے مجھے
سب کے سامنے ڈانٹا تمہیں معاف نہیں کروں گی میں سالار خانزادہ کبھی بھی
تمہیں معاف نہیں کروں گی۔۔۔۔

۔۔۔۔ جزا غصے سے اپنے کمرے کا حشر بگاڑ چکی تھی

۔۔۔۔ پوری رات اس کی آنکھوں پر کٹی تھی

۔۔۔۔۔ کوئی نہیں جانتا تھا اس لڑکی نے کیا کچھ برداشت کیا تھا

دوسری طرف سالار اپنے کمرے کے ٹیرس پر ٹھنڈ میں بیٹھا پوری رات

سگریٹ پھونکتا رہا۔۔۔۔

اس نے کبھی نہیں چاہا تھا کہ وہ اس سے نفرت کرے لیکن حالات ایسے بن گئے
کہ اسے یہ سب کرنا پڑا اور آج تک وہ اس کی نفرت برداشت کر رہا تھا



وہ اس پر جھکا اس کے چہرے کو بہت عجیب نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔ وہ
آہستہ آہستہ اس کے قریب اس کے ہونٹوں پر لب رکھنے لگا۔۔۔۔۔
۔۔۔ نہ نہیں وہ اچانک چیخ مارتے ہوئے اٹھی

سینے سے اس کا چہرہ نثر ابرو تھا اس کے ساتھ سوئی فروا بیگم گھبرا کر اٹھی اور اس کی حالت دیکھ کر اسے سینے سے لگالیا۔۔۔۔۔

کیا ہوا آیت بیٹا ٹھیک ہو۔۔۔۔۔ انہوں نے پریشانی سے پوچھا۔۔۔۔۔

وہ وہ بڑبری امی وہ میرے پاس آرہا ہے وہ۔۔۔۔۔

وہ گھبراتے ہوئے ان کے سینے میں چھپنے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔۔۔

کوئی نہیں ہے آیت بیٹا کوئی نہیں بس گھبراؤ نہیں میں ہوں نابیٹا کوئی برا خوب
۔۔۔ دیکھ ہو گا تم نے بھول جاؤ

وہ اسے سینے سے لگائے بہلانے لگی۔۔۔۔۔ تھوڑی دیر بعد وہ

۔۔۔۔۔ وہ انکے سینے سے لگی نیند کی وادیوں میں اتر گئی

فروا بیگم بھی اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتی سونے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔۔۔

انہوں نے آیت سالار اور عرش کو اپنے بچوں سے کم پیار نہیں کیا تھا۔۔۔۔
انہوں نے کبھی ان کے بچے فرق نہیں رکھا آج بھی آیت کی طبیعت کی وجہ سے
انہوں نے آیت کو اپنے ساتھ سلایا تھا۔۔۔۔



کسی کے بازو پکڑ کر کھینچنے پر آدم کی آنکھ کھلی تو شفا آنکھیں بند کئے اس کا بازو
پکڑے اسے کھینچ رہی تھی۔۔۔۔ اور خود پچھلی دوراتوں کی طرح آڑی تر چھی
لیٹی تھی۔۔۔

آدم خانزادہ پہلے تو سمجھ نہیں پایا کہ وہ ایسا کیوں کر رہی ہے لیکن اچانک دماغ میں
کلک ہوا تو اس کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ آگئی۔۔۔۔

وہ اٹھا اور سوئی ہوئی منت کو لا کر بیچ میں لٹا دیا اور خود بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر

----- بیٹھ گیا

---- وہ صرف دیکھنا چاہتا تھا کہ وہ کرتی کیا ہے

شفانے دوبارہ بستر ٹٹولا منت کو پا کر اس کی کمر پر ہاتھ ڈال کر اپنے پاس کیا اور نیند

----- میں ہی اپنے سینے پر لٹا کر اس کے اوپر ہاتھ رکھ گئی

آدم خانزادہ کو اس چھوٹی لڑکی کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ اس کا پتھر دل بہت زور

سے ڈھڑکا۔۔۔۔۔

اس نے گھڑی پر ٹائم دیکھا تو رات کے چھ بج رہی تھی وہ نماز کی نیت سے دوبارہ

----- اٹھ گیا



[illegible]

بھابھی کل آپ سے میں نے بات کی تھی آپ نے بتایا آدم کو
--- سجدہ بیگم نے آدم کو دیکھتے فروا بیگم سے پوچھا

نہیں سجدہ کل اتنا کچھ ہو گیا ٹائم ہی نہیں ملا بات کرنے کا تم بتا دو اسے۔۔۔ فروا

۔۔۔ بیگم منت کو فیڈر پلاتے ہوئے بولیں

تب تک جزا اپنا ناشتہ مکمل کرتی سب کو اللہ حافظ کرتی
یونی کے لئے نکل گئی۔۔۔۔

آدم سوالیہ نظروں سے سجدہ بیگم کو دیکھنے لگا باقی سب خاموشی سے اپنا ناشتہ
کرنے لگے۔۔۔۔

شفا بھی کل کے نسبت آج کمفرٹبل ہو کر بیٹھی تھی اتنا تو وہ ان دو دنوں میں
اچھے سے جان گئی تھی کہ خاندانہ ہاؤس کے مردوں میں عورتوں کا احترام بہت
ہے۔۔۔۔

آدم رحمان بھائی نے ارمان کے لیے جزا کے رشتے کی بات کی ہے اور وہ آج شام
اس حوالے سے آنا بھی چاہ رہے ہیں تم کیا کہتے ہو اس بارے میں ارمان کو تو تم
جانتے ہو۔۔۔۔۔

۔۔۔۔ سجدہ بیگم نے کہتے ہی آدم کو سوالیہ نظروں سے دیکھا

کاش کوئی اس وقت سالار کی طرف دیکھ لیتا۔۔۔۔ تو اس بات کو کرنے کے
بارے میں سوچتا بھی نہیں مگر اس وقت سب ہی سالار اور آدم کی طرف متوجہ
تھے۔۔۔۔

ٹھیک ہے ارمان اچھا لڑکا ہے آپ امی سے پوچھ کے بلا لیجئے باقی بعد میں دیکھ لیں
گے وہ جو اس کا آخری گھونٹ لے کر منت کے ماتھ پر بوسہ دیتا اٹھ گیا۔۔۔۔
سالار کو لگا کسی نے پگھلا ہوا سیسہ اس کے کانوں میں انڈھیل دیا ہو۔۔۔۔
اس کے چہرہ خطرناک حد تک لال ہو گیا تھا۔۔۔۔۔
عرش کی نظر اس پر پڑی تو حیرت سے اس کو دیکھنے لگا جو ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچے
ظبط کے آخری مراحل میں تھا۔۔۔۔

عرش نے پریشانی سے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تو سالار نے
۔۔۔۔۔ چونک کر اسے دیکھا

عرش کی حیرت اور پریشانی سے کھلی آنکھیں دیکھ اس نے پل میں خود کو سنبھال
لیا ----

چلو لیٹ ہو رہے ہیں ہم سالار اٹھتا سب کو اللہ حافظ کہتا نکل گیا۔۔۔۔۔
عرش بھی پریشان سے اس کے پیچھے نکلا لیکن تب تک سالار اپنی گاڑی لئے نکل
چکا تھا ---

وہ بھی آفس کے لیے نکل گیا۔۔۔۔۔




سرایک لڑکی آئی ہے وہ کہہ رہی ہے آپ نے بلایا ہے انہیں جاب کے لیے

_____ کہا

لیا

۔ اور وہ آفس بھی نہیں آیا تھا پوچھنے پر بتایا کہ وہ دوستوں کے

ۛ

لیکن وہ جانتا تھا ضرور کوئی بات ہے۔۔۔ جو وہ نہیں جانتا تھا۔۔۔

تھوڑی دیر بعد دروازے پر دستک ہوئی۔۔۔

عرش کے اجازت دینے پر وہ آہستہ قدم اٹھاتی اندر داخل ہوئی وہ پوری شان
سے سامنے بیٹھالپ ٹاپ پر کام کر رہا تھا اس کی طرف دیکھنے کی زحمت نہیں
کی۔۔۔۔

بیٹھئے آپ۔۔۔۔ عرش نے بنا دیکھے اسے چیئر کی طرف اشارہ کیا۔۔۔۔۔
وہ خاموشی سے ایک چیئر پر بیٹھ گئی۔۔۔۔۔
پانچ منٹ تک وہ کچھ نہیں بولا اور عقیدت کنفیوز سی اپنے ہاتھ میں موجود فائل کو
۔۔۔۔۔ سختی سے پکڑے بار بار اپنا حجاب ٹھیک کرنے لگتی
جی مس۔۔۔۔۔ اپنی فائل دیکھتے۔۔۔۔۔ پانچ منٹ بعد وہ لیپ ٹاپ بند کرتا پوری
طرح اس کی طرف متوجہ ہوا
آج بھی وہ بلیک آباے میں حجاب لئے اس کے سامنے تھی۔۔۔۔۔

کچھ پل کو وہ ان خوبصورت آنکھوں میں مسمرا کر رہا تھا اور فوراً ہی خود کو سنبھال لیا

عقیدت نے اپنی فائل اس کی طرف بڑھائی۔۔۔ وہ جانتی تھی اسکی تعلیم کم ہے
لیکن وہ اسے پہلے ہی یہ بات بتا چکی تھی پھر بھی اس نے عقیدت کو اگر بلایا تھا تو
ضرور اسے جاب مل جاتی۔۔۔۔ لیکن اس نے اپنے دل میں اللہ کا ورد جاری
رکھا۔۔۔۔

تو مس عقیدت کو ایفیکشن آپ کی کم ہے بٹ گریڈ تو آپ کا بہت اچھا ہے اور
۔۔۔ آپ نے آئی ٹی کا کورس بھی کیا ہوا ہے

ہماری کمپنی میں ایک سیکرٹری کی ویکنسی ہے لیکن چونکہ آپ پردہ کرتی ہیں تو یہ
جاب آپ کے لیے تھوڑی مشکل ہوگی۔۔۔۔

اس نے بول کر ایک نظر عقیدت کو دیکھا۔۔۔۔ جس کی آنکھوں کی جلتی جو تھ
۔۔۔۔ بجھ گئی تھی

لیکن ہماری لیڈیز اور کر کی انچارج کے لئے بھی ہمیں ایک اسسٹنٹ کی ضرورت
ہے مجھے امید ہے آپ اس جاب کو پوری ایمانداری سے نبھائیں گی۔۔۔۔۔
عرش کی دوسری بات نے اس کی آنکھوں کی چمک بڑھادی تھی۔۔۔۔
تھینک یو سر میں اپنی پوری توجہ اور دل سے اپنا کام کروں گی۔۔۔۔۔ اس نے
تشکر سے کہا۔۔۔۔۔
آپ باہر جا کر میرے سیکرٹری سے مل لیجئے وہ آپ کو کام اور سیلری سب سمجھا
دیں گے۔۔۔۔۔

عرش اسے کہتا دوبارہ اپنے لیپ ٹاپ پر جھک گیا۔۔۔۔۔

عقیدت اس کا شکریہ ادا کرتی باہر چلی گئی۔۔۔۔۔



وہ مہمانوں کی وجہ سے آج جلدی گھر آگیا تھا آدم جب کمرے میں داخل ہوا تو وہ بیڈ کے نیچے کاؤچ پر کھلونے بکھرائے منت کے ساتھ کھینے میں مصروف تھی گلابی رنگ کے کاٹن کے سوٹ میں کھلے بالوں کے ساتھ وہ گلابی گڑیا لگ رہی تھی۔۔۔۔۔ چہرے پر زخموں کے نشان اب بھی تھے مگر ہلکے ہو گئے تھے

آدم کو اپنی بیٹی چھوٹی سی گلابی فراک میں بالکل اس کے ساتھ اس کا حصہ لگی۔۔۔۔۔

وہ دونوں خود میں گم ایک دوسرے کے ساتھ کھینے میں اس قدر بزی تھے اس کے آنے کی خبر ہی نہیں ہوئی آدم نے بھی ان کو ڈسٹرب کرنا مناسب نہیں لگا

وہ اپنا موبائل اور گن ڈریسنگ ٹیبل پر رکھتا اسٹڈی میں گھس گیا۔۔۔۔ دروازہ بند
۔۔۔۔ ہونے کی آواز پر شفا نے مڑ کر دیکھا

اسے حیرت ہوئی اس وقت کون ہو سکتا ہے اور اسے پتہ کیسے نہیں چلا وہ اٹھی اور
آہستہ آہستہ قدم بڑھاتی اسٹڈی کہ دروازے کے پاس گئی۔۔۔۔ اس نے دستک
کے لیے ہاتھ رکھا ہی تھا کہ آدم نے اچانک دروازہ کھولا تو وہ لہرا کر اس پر
گری۔۔۔۔

آدم نے اسے کمر سے تھام کر گرنے سے بچایا۔۔۔۔

شفا نے درد سے ایک سسکی لی۔۔۔۔ آدم نے جلدی سے اس کی کمر سے ہاتھ ہٹا
.... لیا۔۔۔ اور حیرت سے اسے دیکھا جو درد سے آنکھیں میچ گئی تھیں

--- آریو او کے طبیعت ٹھیک ہے آپ کی اس نے فکر مندی سے پوچھا
شفاف نے درد کی شدت سے ہونٹ بھینچے آنسو بھری آنکھوں سے اسے دیکھا

اسے لمحہ لگا تھا سمجھنے میں آدم دو قدم اس کے پاس آیا اور اسے بنا کچھ سمجھنے کا
موقع دیئے گھما کر دیوار سے لگایا اور اس کی قمیض پکڑ کر کمر سے تھوڑا اوپر
کیا۔۔۔۔

شفاجو پہلے ہی درد میں تھی گھبرا کر مڑنے کی کوشش کی جسے آدم خانزادہ نے
۔۔۔۔ ناکام بنادیا اور غور سے اس کی کمر میں موجود زخم کو دیکھنے لگا

اس کی پتلی سی نازک کمر پر ایک بہت بڑا جلنے کا نشان تھا جو ابھی تک بھرا نہیں تھا
بلکہ شاید نہانے کی وجہ سے پانی لگ کر اور خراب ہو گیا تھا۔۔۔۔
آدم نے انگلیوں کے پوروں سے اس کی کمر کو چھوا۔۔۔۔

---- شفا کو اپنے جسم پر چیونٹیاں ریختی محسوس ہوئی

سائیں پلینز---- اس نے تڑپ کر پکارا---- مگر وہ کہاں ہوش میں تھا وہ جھکا
اور اس کی کمر پر موجود زخموں کے نشان پر لب رکھنے لگا----

اچانک منت کی رونے کی آواز پر وہ ہوش میں آیا اور اسے چھوڑ کر دور
ہوا----

شفا بھاگتی ہوئی اسٹڈی سے نکلی اور منت کو اٹھاتی کمرے سے ہی بھاگ گئی----

وہ ایسا تو نہیں تھا وہ کیسے اتنا بے اختیار ہو رہا تھا کل کی شرمندگی ابھی کم نہیں ہوئی
---- تھی اور وہ دوسری حرکت کرنے چلا تھا

اس نے خود پر خوب لعنت ملامت کی اور کپڑے اٹھائے واش روم میں گھس
گیا۔۔۔۔۔



کیا ہوا سالار آج گھر نہیں جانا کیا۔۔۔۔۔ وہ آنکھیں موندے
اس کے کیبن میں اس کی چیئر پر بیٹھا تھا وہ اپنے پیشٹ سے فارغ ہو کر اس کے
۔۔۔ پاس بیٹھی اس سے پوچھنے لگی
نہیں۔۔۔۔۔ اس نے یک لفظی جواب دیا۔۔۔
مگر کیوں۔۔۔۔۔ فری نے دوبارہ پوچھا تو وہ آنکھیں کھولے اسے دیکھنے
لگا۔۔۔۔۔

آپی دم گھٹنے لگا ہے میرا مجھے ایسا لگ رہا کہ میری زندگی آہستہ آہستہ ہاتھوں سے پھسلتی جا رہی ہے۔۔۔۔۔ اس کے لہجے میں اتنا درد اور تکلیف تھی کہ اس نے بے ساختہ اپنے بھائی کو گلے لگالیا۔۔۔۔۔

وہ اتنا کمزور تو کبھی نہیں تھا آج ایسا کیا ہوا تھا کہ وہ ایسی باتیں کر رہا تھا۔۔۔۔۔

شام میں گھر میں بہت گہما گہمی تھی۔۔۔۔۔ جزا کو دیکھنے سجدہ بیگم کے بھائی کی فیملی آنے والی تھی۔۔۔۔۔

مختلف قسم کے پکوانوں کی خوشبو کچن میں پھیلی ہوئی تھی۔۔۔۔۔

عرش بھی جلدی آگیا تھا آفس سے۔۔۔۔۔

جزا کی یونی سے واپس آنے پر فروا بیگم نے اس سے پوچھا۔۔۔۔۔

جس پر اس نے مشرقی لڑکیوں کی طرح خاموشی سے سر جھکا دیا تھا۔۔۔۔۔ یہ تو

وہی جانتی تھی کہ وہ یہ سب کیوں کر رہی تھی۔۔۔۔۔

موقع کی مناسبت سے اس نے پیار اس ایک لیمن کلر کے شیفون کا ہلکا کام والا
سوٹ پہنا اور ہلکا پھلکا تیار ہو کر آیت کے ساتھ لاؤنج میں آگئی تھی جہاں گھر
والوں کے ساتھ۔۔۔۔۔ سجدہ بیگم کے بھائی بھابی اپنے بیٹے کے بیٹھے ہوئے
تھے۔۔۔۔۔

اس نے آگے بڑھ کر سلام کیا تو وہاں موجود سب لوگ ان کی طرف متوجہ ہو
گئے۔۔۔۔۔

مسز رحمان نے جزا کو اپنے پاس بٹھایا۔۔۔۔۔ تو وہ بھی بے تاثر چہرے کے ساتھ
خاموشی سے بیٹھ گئی۔۔۔۔۔

ان کے بالکل سامنے والے صوفے پر آدم اور عرش کے ساتھ ارمان اور رحمان
صاحب بیٹھے تھے۔۔۔۔۔

اس نے جزا کو ایک نظر دیکھا اور آدم سے بات کرنے لگا۔۔۔۔۔

آیت بھی ان کے ساتھ وہیں بیٹھ گئی۔۔۔۔۔

آدم کی نظریں کب سے منت اور شفا کو ڈھونڈ رہی تھی مگر وہ تھی کہ اس کے سامنے آنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔۔۔ یہاں مہمان بھی اس کے بارے میں پوچھ چکے تھے۔۔۔

وہ اس گھر کی بڑی بہو تھی وہ چاہتا تھا اس کی بیوی کو ایک بڑی بہو کی حیثیت سے سب جانے۔۔۔۔

ارمان کے فون پر کال آنے پر وہ معذرت کرتا وہاں سے نکل گیا۔۔۔۔۔
آدم بھی اپنی ماں سے کچھ کہہ کر اٹھا اور کمرے میں آ گیا۔۔۔۔۔ وہ جب کمرے میں داخل ہوا تو وہ وہاں بھی نہیں تھی۔۔۔۔

وہ غصے سے کھولتا دوبارہ نیچے آیا تو وہ فروا بیگم کے ساتھ منت کو اٹھائے بیٹھی تھی۔۔۔

یعنی وہ اس کے وہاں سے جانے کا انتظار کر رہی تھی۔۔۔۔

وہ بھی نیچے آکر رحمان صاحب کے ساتھ بیٹھ گیا۔۔۔۔ اس کے بیٹھنے پر شفا نے
چور نظروں سے اسے دیکھا۔۔۔۔ لیکن اسے اپنی باتوں میں مگن دیکھ کر وہ بھی
آرام سے بیٹھ گئی۔۔۔۔

۔۔۔ کچھ دیر بعد ڈنر کر کے مہمان جا چکے تھے۔۔۔ انہیں جزا بہت پسند آئی تھی
جزا بھی اٹھ کر اپنے روم میں آگئی۔۔۔ اور بستر پر ڈھے گئی۔۔۔ آنسو آنکھوں
سے نکل کر گالوں پر بہنے لگے۔۔۔۔۔
کاش وہ بتا سکتی کسی اور کی نظریں خود پر اسے کسی تیزاب کی طرح محسوس ہوئی
تھی۔۔۔۔



آدم بیٹا تمہیں کیسے لگے سب لوگ۔۔۔۔۔ فروا بیگم اس سے پوچھنے لگی
۔۔۔۔۔ سب اچھے لگے مجھے امی لیکن ایک بار جزا سے پوچھ لیجیو گا پھر ہی بات
۔۔۔۔۔ آگے بڑھائیں گے
میں نے بات کی تھی اس سے لیکن اسے کوئی مسئلہ نہیں ہے فروا بیگم نے اسے
بتایا۔۔۔۔۔

اچھا امی رات دس بجے تک نکلنا ہے مجھے ایک ہفتے کے لیے مجھے اسلام آباد جانا
ہے پھر واپسی پر چلتے ہیں ہم ان کی طرف۔۔۔۔۔ اس نے شفا کو چائے لاتے
ہوئے دیکھ کر کہا۔۔۔۔۔
چلو ٹھیک ہے تم جانے سے پہلے کچھ دیر آرام کر لینا۔۔۔۔۔ میں زرا نماز پڑھ
لوں۔۔۔۔۔ وہ آدم کو ہدایت دیتی اٹھ کر اندر چلی گئی۔۔۔۔۔
شفا بھی اسکے آگے چائے رکھ کر جانے لگی۔۔۔۔۔

بیٹھیں کچھ بات کرنی ہے آپ سے آدم کے پکارنے پر وہ اس کے سامنے والی
چیئر پر سمٹ کر بیٹھ گئی۔۔۔

آپ کو یہاں کوئی پریشانی تو نہیں وہ چائے کا آپ لیتے شفا کی طرف دیکھتے ہوئے
پوچھنے لگا۔۔۔۔

نہ نہیں میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔۔۔ وہ دھیمی آواز میں بولی۔۔۔۔

گڈ یہ آپ کا گھر ہے آپ جیسے چاہیں رہیں کوئی روک ٹوک نہیں کسی بھی چیز کی
۔۔۔ ضرورت ہو آپ بے جھجک مجھے کہہ سکتی ہیں

آدم کی بھاری گھمبیر آواز اس کی سماعتوں سے ٹکرائی۔۔۔۔ تو اس کے دل نے
ایک بیٹ مس کی۔۔۔۔

۔۔۔۔ وہ دونوں اس وقت باہر لان میں کھلے آسمان تلے کین کی چیئر پر بیٹھے تھے
ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں بہت بھلی معلوم ہو رہی تھی۔۔۔۔

دونوں کے بیچ خاموشی کا دورانیہ طویل ہونے لگا۔۔۔۔۔ آدم چائے پیتے ہوئے
۔۔۔۔۔ کسی خیالی دنیا میں گم تھا تو شفا ناچاہ کر بھی بار بار اسے دیکھنے پر مجبور
مزید ٹھنڈ بڑی تو شفا نے اپنے دونوں بازوؤں خود کے گرد لپیٹ لئے۔۔۔۔۔
آدم نے اس کی طرف دیکھا تو اپنی لا پرواہی کا احساس ہوا۔۔۔۔۔
اٹھیں روم میں چلتے ہیں یہاں بہت ٹھنڈ ہے آپ کی طبیعت خراب ہو جائے گی
وہ اس کا ہاتھ پکڑتا اٹھا اور اندر بڑھ گیا۔۔۔۔۔
۔۔۔۔۔ شفا کی نظریں آدم کے ہاتھ میں چھپے اپنے چھوٹے سے ہاتھ پر تھی
نا جانے کیوں وہ اب خود کو بہت محفوظ سمجھنے لگی تھی اب ہر ڈر کہیں جاسویا تھا اگر
کچھ تھا تو بس اتنا کہ
۔۔۔۔۔ اسے اپنے بابا کے قاتل کو سزا دلانی ہے
کمرے میں آکر وہ الماری کی طرف بڑھ گیا اور اپنی ضرورت کا سامان پیک
۔۔۔۔۔ کرنے لگا

--- شفا نے حیرانی سے اسے دیکھا۔۔۔ آپ کہیں جارہے ہیں
ہاں میں ایک ہفتے کے لئے اسلام آباد جا رہا ہوں وہ اپنا بیگ رکھ کر اس کے پاس
آیا۔۔۔۔

یہاں سب لوگ آپ کا بہت خیال رکھیں گے آپ بھی اپنا خیال رکھیے گا اور
--- منت کا بھی

وہ جھک کر اس کے ماتھے پر بوسہ دیتا بنا کچھ کہے اپنا بیگ اٹھائے کمرے سے نکل
گیا۔۔۔۔

وہ کتنی ہی دیر اس کے لمس میں کھوئی رہی اچانک بھاگ کر کھڑکی کے پاس کھڑی
ہو گئی جہاں سے پورچ کا سارا ایریا نظر آتا تھا۔۔۔۔

ہونٹوں پر ایک دھیمی اور شرمیلی سی مسکراہٹ تھی۔۔۔

آدم سب سے ملتا باہر اپنی گاڑی کی طرف آیا۔۔۔۔۔ خود پر کسی کی نظروں کا
ارتکاز محسوس کر اس نے گاڑی کی سائنڈ مرر سے اپنے کمرے کی ونڈ کی طرف
دیکھا تو

وہ گلابی دوپٹے کے ہالے میں وہاں کھڑی اسے ہی دیکھ رہی۔۔۔
آدم گاڑی میں بیٹھا اور زن سے گاڑی بھگالے گیا۔۔۔۔



سریہی ہیں وہ دونوں جو اس رات میڈم کا پیچھا کر رہے تھے۔۔۔۔۔
۔۔۔ فرجاد دو لوگوں کو کالر سے پکڑے اس کے سامنے کھڑا تھا
اور بالاج شاہ سامنے صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ رکھے بیٹھا ان ہی لوگوں کو دیکھ رہا
تھا جو شکل سے ہی آوارہ بد معاش لگ رہے تھے۔۔۔۔۔

چھوڑو ہمیں جانتے نہیں ہو کون ہیں ہم۔۔۔۔۔ اگر ہمارے بھائی کو پتہ چلانا وہ
زندہ گھاڑ دے گا تم دونوں کو اس لیے بھلائی اسی میں ہے چپ چاپ ہمیں چھوڑ
دو۔۔۔۔۔

ان میں اسے ایک اپنی باتوں سے انہیں ڈرانے لگا۔۔۔۔۔

بالاج شاہ کے ایک اشارے پر فرجاد انہیں کھینچتا ہوا کمرے میں لے گیا اور ڈور
باہر سے لاک کر دیا۔۔۔۔۔

Novelistan

۔۔۔ اچانک ان کی چیخوں کی آواز سے پورا کمرہ گونجنے لگا

ان کی چیخوں کے ساتھ ساتھ بالاج شاہ کے چہرے پر مسکراہٹ بکھرتی چلی
گئی۔۔۔۔۔

وہ جارحانہ تیور لئے اس کی طرف بڑھا اور اس کا بازو پکڑ کر اپنی طرف موڑا

تم سمجھتی کیا ہو خود کو ہاں کیا کرنا چاہ رہی ہو تم تمہاری ہمت کیسے ہوئی مہمانوں
کے سامنے جانے کی۔۔۔۔

وہ اس وقت اتنا غصے میں تھا کہ بس سب تہس نہس کر دے۔۔۔۔

کیوں آپ کو کس بات کی تکلیف ہو رہی ہے۔۔۔۔ کہیں دل تو نہیں آگیا مجھ
جیسی گھٹیا لڑکی پر۔۔۔۔

اس کے لفظوں سے زیادہ اس کے لہجے نے جو تکلیف سالار خان زادہ کو دی کاش وہ
ظالم سمجھ پاتی۔۔۔

اسے لگا وہ مزید کچھ دیر وہاں کھڑا رہا تو اپنا ضبط کھودے گا۔۔۔۔

۔۔۔۔ آنکھیں لہو چھلکانے لگی تھیں

وہ جس طرح سے آیا تھا اسی طرح سے کچن سے نکلتا چلا گیا۔۔۔۔

وہ بھی جزا خانزادہ تھی اس نے سوچ لیا تھا اگر سالار خانزادہ کو تکلیف دینے ک
--- کے لئے اسے ارمان سے شادی بھی کرنی پڑی تو وہ ضرور کرے گی



آدم اور سالار کو گئے ہوئے آج ہفتہ ہو گیا تھا ان دنوں شفا گھر والوں کے اور
قریب ہو گئی تھی۔۔۔۔۔ منت تو اٹھتے بیٹھتے بس اسی کے پاس جانے کی کوشش
کرتی۔۔۔۔۔ اور شفا کا خود کارویہ بھی منت کے ساتھ سگی ماؤں کی طرح ہی
تھا۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ سب اس سے بہت خوش تھے

اس پورے ہفتے آیت نے اپنی طبیعت کی وجہ سے ہسپتال جانے کے بجائے

۔۔۔۔۔ اونٹلاؤن کلاس لی تھی

اس دن کے بعد عرش کی عقیدت سے ملاقات نہیں ہو سکی مگر اسے اس کے کام
ہے حوالے سے انفارمیشن ملتی رہتی تھی۔۔۔ وہ ایک بہت محنتی لڑکی تھی۔۔۔
سب سکون سے چل رہا تھا سب مطمئن تھے آنے والے طوفان سے بے
خبر۔۔۔



۔۔۔ آیت بیگ اٹھاتی بھاگتی ہوئی نیچے آئی
بھائی۔۔۔ عرش کو روم سے نکلتے دیکھ وہ جلدی سے اس کے پاس آئی۔۔۔
ہممم وہ موبائل میں مصروف سا اس کی طرف متوجہ ہوا۔
۔۔۔ وہ بھائی آج میری وین چلی گئی ہے پلیز مجھے ہسپتال چھوڑ دیں

آیت اسکے پیچھے پیچھے تھی۔۔۔۔۔ عرش نے مڑ کر اسے گھور کر دیکھا۔۔۔۔۔
تمہارا روز کا ہے یہ جلدی کیوں نہیں اٹھتی تم۔۔۔۔۔ عرش نے مصنوعی غصے سے
۔۔۔۔۔ کہا

اچھا ناب جلدی اٹھو گی پکا لیکن ابھی تو چھوڑ دیں میرا لیکچر مس ہو جائے
۔۔۔۔۔ گا

عرش کو بھی اس پر ترس آ گیا اس لیے اسے چھوڑنے چلا گیا۔۔۔۔۔
وہ جیسے ہی اسپتال میں داخل ہوئی کسی سے بہت بری طرح ٹکرائی مگر اس کے
گرنے سے پہلے ہی سامنے والا اسے سنبھال چکا تھا۔۔۔۔۔
آیت نے جب نظریں اٹھا کر سامنے دیکھا تو اس کی آنکھیں خطرناک حد تک
پھیل گئی۔۔۔۔۔

وہ اپنی دادی کو اسپتال لے کر آیا تھا مگر سامنے سے بھاگ کر آتی آیت سے بری
طرح ٹکرا گیا۔۔۔۔

اگر وہ اسے بروقت تھام نالیتا تو ضرور زمین بوس ہو جاتی۔۔۔۔

آنکھیں کیا گھر پر چھوڑ کر آئی ہو۔۔۔ جو ہر وقت تمہیں میرے ہی سامنے آنا
پڑتا ہے۔۔۔۔ وہ اسے کھڑا کرتا سر دلچے میں بولا تھا۔۔۔۔

آپ اندھے ہیں جو سامنے سے آتی اتنی بڑی لڑکی آپ کو دکھائی نہیں
دی۔۔۔ اس نے انگلی سے خود کی طرف اشارہ کر کے اس کی آنکھوں میں
آنکھیں ڈال کر کہا۔۔۔۔

۔۔۔۔ او وہ بھگی بلی شیرنی بھی بن گئی انٹر سٹنگ
وہ اسے اوپر سے نیچے تک بے باک نظروں سے دیکھتا اس کو پچھلی ملاقات کا
حوالہ دے گیا۔۔۔۔

آیت کا دل کیا اس کا سر پھاڑ دے اور شاید وہ کر بھی جاتی مگر سامنے اپنی کلاس کی
لڑکیوں کو دیکھتے اسے بھاڑ میں پھینکتی ان کی طرف بھاگ گئی۔۔۔۔
وہ بھی وارڈ کی طرف بڑھ گیا جہاں اس کی دادی ایڈمٹ تھی۔۔۔۔
کہاں تھے تم ہر جگہ غائب ہو جاتے ہو بالاج۔۔۔۔ اس کے روم میں داخل
..... ہوتے ہی اماں جان خفا سی بولی

میری پیاری اماں جان میں ڈاکٹر سے بات کرنے گیا تھا کیوں پریشان ہوتی ہیں
آپ۔۔۔ وہ ان کے بیڈ کے پاس چئیر کھینچ کے بیٹھتے ہوئے ان کا ہاتھ تھام کر
بولا۔۔۔۔۔

ہفتے ہفتے بعد تم شکل دکھاتے ہو اگر یہ بڑھیا اتنی ہی بوجھ ہو گئی ہے تو نکال کے باہر
۔۔۔ کر دو کیونکہ تمہارے بغیر اتنے بڑے گھر میں مجھے نہیں رہنا

وہ منہ بناتی بات کرتے ہوئے اتنی کیوٹ لگی کہ بالاج نے زور سے ان کے گال
---- چوم لئے

چل ہٹ لڑکے۔۔۔ دور رہ یہ سار اپیار اپنی بیوی کو دکھانا۔۔۔

اماں جان نے اسے پرے جھٹکا۔۔۔۔۔
ہائے سوچ رہا ہوں ایک عدد بیوی کا اضافہ کر ہی لوں وہ مسکراتے ہوئے پیچھے ہو
کر بیٹھ گیا۔۔۔

اماں جان نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔۔۔ تم سچ کہہ رہے ہو۔۔ انہوں نے
یقین دہانی چاہی۔۔۔

نہیں میں مزاق کر رہا ہوں۔۔۔ اس نے سنجیدگی سے بول کر پل میں ان کی
خوشی پر پانی پھیر دیا۔۔۔

اماں جان اس سے منہ پھیر کر بیٹھ گئیں۔۔۔۔ ان کی بس ایک
خواہش تھی کہ ان کے پوتے کا گھر بس جائے۔۔۔۔ مگر وہ تھا کہ مانگی نہیں رہا
تھا۔۔۔۔



آدم کے جانے کے دوسرے ہی دن فریحہ آدم کے کہنے پر اس کا زخم دیکھ کر
اسے کچھ ٹیبلٹ اور آئٹمنٹ وغیرہ دے کر گئی تھی۔۔۔
وہ شخص کچھ ہی دنوں میں اپنے لیے اس کے دل میں وہ مقام بنا چکا تھا جو آج تک
اس نے کسی کو نہیں دیا۔۔۔۔

آج آدم نے واپس آنا تھا اور سجدہ بیگم نے اسے تیار ہونے بھیجا تھا ان کا کہنا تھا
شوہر کے لئے تیار ہونا بھی بیوی پر فرض ہے۔۔۔

وہ نیلے رنگ کے سوٹ میں ہلکا سا تیار ہو کر خود کو آئینے میں دیکھنے لگی۔۔۔۔
یہ رنگ اس پر بہت کھل رہا تھا۔۔۔

وہ اچھے سے دوپٹہ خود پر پھیلا کر باہر نکل آئی
شفا کی نظر سب سے پہلے آدم پر پڑی جو عین اسی وقت گھر میں داخل ہوا تھا
Novelistan

۔۔۔۔ چہرے پر تھکاوٹ رف ساحلیہ اور بال کچھ بکھرے بکھرے سے تھے
۔۔۔ آنکھیں شاید نیند کی کمی کی وجہ سے لال ہو رہی تھیں

اور اسی وقت آدم کی نظر بھی اس پر پڑی۔۔۔۔

نظروں کا ملنا کیا تھا کہ شفا کا دل اچانک سے بہت بری طرح ڈھڑکا۔۔۔

آیت جو پیچھے سے آئی تھی شفا کو سیڑھیوں پر جمے دیکھ حیرت سے دیکھا اور پھر
سامنے دیکھا جہاں سے آدم امی کی طرف جا رہا تھا۔۔۔۔

اس کے ہونٹ اووو کے شپ میں کھلے۔۔۔۔

وہ شفا کو کہنی مارتی آنکھ ونگ کر گئی۔۔۔۔ اوہو بھا بھی جی

۔۔۔۔ بھائی کو دیکھنے میں گم ہیں تبھی تو ہمارے آنے کی خبر ہی نہیں ہوئی

اس کے شرارت سے کہنے پر شفا نے اسے دیکھا اور جب بات سمجھ آئی اس کے
گال لال ٹماڑ ہو گئے۔۔۔۔

آیت اس کا ہاتھ پکڑے پیچھے بڑھ گئی جہاں سب بیٹھے تھے۔۔۔۔

ان دونوں نے آگے بڑھ کر سب کو سلام کیا۔۔۔۔ تو ایک نظر آدم نے شفا کو
دیکھا جو بہت زور سے نظر آرہی تھی۔۔۔۔

دوبارہ امی کی طرف متوجہ ہو گیا۔۔۔۔

آیت تو ان کے ساتھ ہی بیٹھ گئی جبکہ وہ وہی ایک سائیڈ پر ہو کر کھڑی ہو گئی

بھا بھی آپ کھڑی کیوں ہیں بیٹھ جائیں نا۔۔۔۔۔ عرش جو کب سے اسے کھڑا دیکھ
رہا تھا بولے بنا نہیں رہ سکا۔۔۔۔۔

ن نہیں بھائی میں ٹھیک ہوں۔۔۔۔۔ وہ دھیرے سے بولی۔۔۔۔۔ سب کی خود پر
محسوس کر کے وہ کنفیوز ہو گئی تھی۔۔۔۔۔ اور اپنے دونوں ہاتھوں کو آپس میں
مسلنے لگی۔۔۔۔۔

آدم خانزادہ نے نے بغور اُسے دیکھا جو کچھ شرمندہ اور اور کنفیوز تھی۔۔۔۔۔ اور
بار بار چہرے چہرے پر آنے والے بالوں کو پیچھے کر رہی تھی۔۔۔۔۔

شفا بیٹھ جائیں آپ۔۔۔۔۔ آدم کی بھاری گھمبیر آواز پر اس نے آدم کی طرف
دیکھا اس کو خود کی طرف دیکھتا پا کر جلدی سے جزا کے پاس بیٹھ گئی جو خود
خاموشی سے سب کے ساتھ بیٹھی تھی۔۔۔۔۔

عرش سالار کے ساتھ کیا مسئلہ ہے۔۔۔۔۔

بھائی وہ اپنے ایک دوست کے ساتھ پاکستان ٹور پر گیا ہے اگلے ہفتے تک
آجائے گا۔۔۔۔۔ عرش کی بات پر آدم نے پرسوج نظروں سے اسے دیکھا
۔۔۔۔۔ جیسے اسے اس کی بات پر یقین ناہو۔۔۔۔۔

چھوٹی امی آپ رحمان انکل کو انفارم کر دیجئے گا کل ہمان کی طرف جائیں
۔۔۔۔۔ گے۔۔۔۔۔ آدم نے سجدہ بیگم کو مخاطب کر کے کہا تو
جزا کی گرفت اپنی شرٹ پر سخت ہوئی۔۔۔۔۔
ٹھیک ہے بیٹا۔۔۔۔۔

ٹھیک ہے امی میں فریش ہونے جا رہا ہوں۔۔۔۔ شفا آپ میرے کپڑے نکال
دیں پلیز۔۔۔۔

وہ فروا بیگم کے ساتھ شفا کو بولتا اوپر کمرے کی طرف بڑھ گیا۔۔۔۔۔
شفا بھی آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی کمرے کی طرف بڑھ گئی۔۔۔
وہ جب کمرے میں داخل ہوئی تو وہ بیڈ پر بیٹھا اس کا انتظار کر رہا تھا۔۔۔
وہ الماری کی طرف بڑھنے لگی۔۔۔
شفا۔۔۔۔۔ اس کی بھاری گھمبیر آواز پر شفا کے قدم تھمے۔۔۔۔۔
جی۔۔۔۔۔

آپ یہاں بیٹھے۔۔۔۔۔ وہ اسے اپنے پاس بیٹھنے کا اشارہ کر گیا۔۔۔
۔۔۔ اس کے چہرے پر چھائی سنجیدگی دیکھ وہ بھی گھبراتی ہوئی وہاں بیٹھ گئی

آپ کی ماں کہاں ہیں۔۔۔۔۔ اسے ہر گز بھی آدم سے اس سوال کی امید
نہیں تھی اس لئے وہ بے یقینی سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔

شفا آپ کی امی کہاں ہیں۔۔۔۔۔ مجھے سب سچ بتائیں تاکہ میں آپ کے ابو کو
۔۔۔ انصاف دلا سکوں

اس کے ہاتھوں کی کپکپاہٹ دیکھ آدم نے اسکا ہاتھ اپنے مضبوط ہاتھوں میں تھام
لیا۔۔۔۔۔

مجھے نہیں پتہ۔۔۔۔۔ مجھے بچپن سے میرے ابو نے پالا۔۔۔

وہ بہت مشکل سے اپنے آنسوؤں کو روکتی بولی۔۔۔۔۔

آپ سچ کہہ رہی ہیں۔۔۔۔۔ نا جانے کیوں آدم کو اس کی بات پر یقین نہیں آیا

۔۔۔

آپ آپ مجھ پر شک مت کریں پلیز میں بل بالکل سچ کہہ رہی ہو پلیز یقین کریں
--- وہ جس طرح منتیں کر رہی تھی
آدم حیرت سے اسے دیکھنے لگا۔---



--- اسے امریکہ جانا تھا۔۔۔ پاکستان سے وہ ہمیشہ کے لیے چلے جانا چاہتا تھا
وہ اسے کسی اور کا ہوتا دیکھ سکتا تھا نا خود اس سے شادی کر سکتا تھا۔۔۔ جس
طرح وہ مطمئن نظر آرہی تھی اپنے رشتے پر اس بات نے اسکا اتنا دماغ خراب کر
دیا تھا کہ وہ سب تہس نہس کر دیاں چاہتا تھا
مگر اینڈ ٹائم پر عرش نے اسے روک دیا۔۔ اور آج وہ کراچی کے بجائے لاہور
میں مٹر گشت کر رہا تھا۔۔۔

وہ خود اپنی فیلینگز سمجھنے سے قاصر تھا۔۔۔ مگر وہ جزا کو کسی اور کے ساتھ
برداشت کرنے کی ہمت نہیں رکھتا تھا اس لیے وہ سب سے دور آ گیا تھا۔۔۔
پچھلے پورے ہفتے سے اس نے اپنا نمبر بند کیا ہوا تھا سوائے عرش کے کوئی نہیں
جانتا تھا کہ وہ کہاں ہے۔۔۔ اسے ایک پل سکون نہیں تھا اسے لگا اسکا سر پھٹ
جائے گا۔۔۔

ایک ایک لمحہ جو انہوں نے ساتھ گزارے تھے سب آنکھوں کے سامنے چلنے
لگا۔۔۔

کیسے وہ اس کے سامنے گھڑ گھڑائی تھی سب یاد آنے لگا۔۔۔
اس نے اندھیرے کمرے میں بیٹھ کر اپنا سر دونوں ہاتھوں میں تھام لیا۔۔۔۔

او کے ریکس ریکس مجھے یقین ہے آپ پر پریشان مت ہو آپ پلیز

---- میرے لیے ایک سوٹ نکال دیں میں فریش ہو جاتا ہوں ----

آدم خانزادہ اسے دیکھ کر پریشان ہو گیا تھا اس لیے باقی باتیں بعد پر چھوڑ کر اس کا دھیان بٹا گیا۔۔۔۔

آیت بھی خود کو کمپوز کرتی الماری کی طرف بڑھ گئی مگر اس کا دل بہت گھبرا گیا تھا وہ اپنی ماں کی حقیقت کبھی بھی آدم کے سامنے نہیں لانا چاہتی تھی۔۔۔۔

آدم ڈنر کے بعد کال آنے پر باہر چلا گیا تھا اور وہ اپنے کمرے میں آگئی تھی منت کو فروا بیگم نے اپنے پاس رکھ لیا تھا ان کا کہنا تھا کہ وہ آج منت کو ساتھ رکھنا چاہتی ہیں کیونکہ وہ اس کو بہت مس کرتی ہیں

وہ بھی بیڈ پر آکر لیٹ گئی اور گزری ہوئی زندگی کے بارے میں سوچنے لگی



امی آپ کہاں جا رہی ہیں۔۔۔۔ دس سال کی وہ بچی آدھی رات کو جب پانی پینے
اٹھی تو اپنی ماں کو تیار ہو کر جاتا دیکھ اس کے راستے میں حائل ہوئی۔۔۔۔
اس کی ماں نے ناگواری سے سر جھٹکا۔۔۔۔ راستے سے ہٹ میں پارٹی میں جا رہی
ہوں خبردار جو اپنے باپ کو بتایا تم نے
۔۔۔۔ وہ اسے ڈانٹتی گھر سے نکل گئی
پیچھے وہ اپنی ماں کو نظروں سے اوجھل ہونے تک دیکھتی رہی۔۔۔۔
یہی سلسلہ روز چلتا رہا اس کی ماں روز رات کو اس کے باپ کے کھانے میں نیند
کی دوائی ملا کر سبج دھج کر نکل جاتی۔۔۔۔ اور صبح نشے میں ٹھن واپس آتی۔۔۔۔
اس طرح مزید دو سال گزر گئے۔۔۔۔

کچھ دن بعد آہستہ آہستہ اشفاق صاحب کو بھی اپنی بیوی کے کرتوتوں کی بھنک لگ گئی۔۔۔

اس لئے وہ رات کو ان کا بنایا ہوا کھانا کھانے کے بجائے چھپا دیتے تھے۔۔
میں تمہیں جان سے مار دوں گا ہمت کیسے ہوئی تمہاری میرے نکاح میں ہوتے ہوئے میری عزت کو یوروندنے کی۔۔
اشفاق صاحب کی چیخ پر وہ گھبراتے ہوئی اٹھی۔۔

بابا کو کیا ہوا وہ تو اتنے پولائٹ رہتے ہیں وہ سوچتی ہوئی کمرے سے نکل آئی۔۔
ارے جا جا بڑی آئی تمہاری عزت تم سے شادی کر کے میری زندگی برباد ہو گئی ہے۔۔۔

۔۔ اس کے باپ کے ساتھ اس کی ماں کی آوازیں بھی باہر تک آنے لگی

صحیح کہا تم نے اگر میں ایک عزت دار انسان ہوتا تو تم جیسی طوائف سے کبھی
شادی نہیں کرتا ارے تمہیں ایک اچھی زندگی دینے کے لیے میں سب سے لڑ
گیا تم سے نکاح کیا عزت دی مگر تم تو ہو ہی گند کا ڈھیر عزت کی چار دیواری تمہیں
کہاں پسند آئے گی۔۔۔

اپنے باپ کی رندھی ہوئی آواز اسے بہت تکلیف دے رہی تھی اس وقت اسے
طوائف لفظ کا مطلب نہیں پتہ تھا مگر جیسے ہی وہ کمرے میں داخل ہوئی۔۔۔ اپنی
ماں کے ساتھ ایک غیر مرد کو انتہائی نازیبا حالت میں اپنی ماں کے ساتھ دیکھ اس
کے قدم پتھر ہو گئے تھے وہ بچی تھی مگر وہ آندھی اور بہرہ نہیں تھی جو ان سب
کا مطلب نا سمجھ سکے۔۔۔

اس کا باپ دروازے کی طرف پیٹھ دے کھڑی تھی جبکہ اس کی ماں نائٹی پہنے
صوفے پر بیٹھی تھی جو اس کا جسم چھپانے کے بجائے اس کے نشیب و فراز واضح کر
رہے تھے۔۔

جبکہ اس کا ماموں جو اس کی ماں کا کزن تھا وہ بناشرٹ
پہنے کمبل اوڑھے بیٹھا مزے سے اس کے ماں باپ کی لڑائی دیکھ رہا تھا۔۔

سب سے پہلی نظر شفا پر اس کی ماں کی پڑی۔۔ لیکن ان کی آنکھوں میں ڈرتو
دور کی بات شرمندگی کا تاثر بھی نہیں تھا۔۔

قدموں کی آواز پر اشفاق صاحب نے مڑ کر دیکھا تو ان کے پیروں تلے زمین
نکل گئی۔۔۔ جو بھی تھا وہ اپنی بیٹی کے سامنے اسکی ماں کا سچ کبھی نہیں لانا چاہتے
تھے۔۔۔

وہ دو قدم چل کر گئے اور اپنی بیٹی کا ہاتھ تھام کر نکلنے لگے۔۔۔

اشفاق تم مجھے طلاق دوا بھی کہ ابھی میں تمہارے اس جہنم میں نہیں رہنا چاہتی
Novelistan

وہ اٹھتی ہوئی اپنے شوہر کے سامنے آئی اور بنا بیٹی کا لحاظ کئے اشفاق صاحب کا
۔۔۔ گریبان پکڑ لیا

گریبان چھوڑو میرا۔۔۔ اشفاق صاحب نے اس کے ہاتھ کالر سے ہٹا کر دور
جھٹکا۔۔۔

اور ایک زوردار تھپڑ اس کے چہرے پر دے مارا۔۔۔ اسکی ماں کا کزن وہی بیٹھے
بیٹھے گالیاں بکنے لگا۔۔۔

اشفاق صاحب نے اسے۔ وہی کھڑے کھڑے طلاق دے دی تھی۔۔۔
اسے اپنی ماں کے آخری الفاظ جو یاد تھے وہ یہ تھے کہ تم مجھے طوائف کا طعنہ
دے رہے ہو ایک دن تمہاری بیٹی کو
۔۔۔ اگر کوٹھے پر نہ بٹھایا تو میرا نام ریشماں نہیں

چھ چھوڑ چھوڑیں میرا دوپٹہ نہ نہیں پلیز مت مت کریں ابو ابو بچالیں۔۔۔ وہ
نیند میں خود کو ہی بار بار بچانے کی کوشش کر رہی تھی کبھی ہاتھ جھٹکتی تو کبھی اپنا
دوپٹہ پکڑ لیتی۔۔۔

آدم خانزادہ جو تھوڑی دیر پہلے ہی آکر لیٹا تھا اس کی بے چین آواز سن کر اٹھ گیا
۔۔ اور اس کو دیکھنے لگا

جو آج بھی آڑی تر چھی لیٹی نیند میں بہت بے چین نظر آرہی تھی۔۔۔۔
شفا اٹھیں آدم نے اسے اٹھانے کی کوشش کی مگر وہ اٹھنے کے بجائے اس میں
گھسنے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔۔

اس کے اس قدر پاس آنے پر شفا کی نرم گرم سانسیں اسکی گردن میں جذب
۔ ہوتی جارہی تھی

آدم خانزادہ کا اپنی دھڑکنوں پر قابو پانا مشکل ہو گیا۔۔۔۔ آخر مرد تھا اور اوپر
۔۔۔۔ سے وہ اس کے نکاح میں تھی

کب تک خود کو روک پاتا۔۔۔۔ آدم نے آرام سے اسے خود سے الگ کرنے کی
کوشش کی مگر وہ دور ہونے کے بجائے مزید اس سے لپٹ گئی جیسے اگر اس سے
الگ ہوئی تو کوئی لے جائے گا۔۔۔

اسکا نازک وجود اور اس کی خوشبو اس قدر دلفریب اور سحر انگیز تھی کہ آدم کا

---- دل کی سب چھوڑ چھاڑ کر بے ایمانی کر جائے

آنکھوں میں خمار کی سرخیاں غضب ناک تھیں۔۔۔۔۔

مگر وہ آدم خانزادہ تھا اسے صبر کرنا اور خود پر قابو پانا آتا۔۔۔۔۔ اس کی شخصیت

۔۔۔ میں ایک۔ ٹھہراؤ تھا جو ہر کسی کو اس کا گرویدہ کر دیتا تھا

آدم نے اب کی بار اسے خود سے دور کرنے کے بجائے اپنے سینے میں بھینچ لیا تھا

وہ اس کا شوہر تھا اور اس کا فرض تھا ضرورت کے وقت اپنی بیوی کے ساتھ

رہے۔۔۔۔۔



آدھی رات کو دروازہ بجنے کی آواز پر وہ اٹھی گھڑی میں ٹائم دیکھا تو رات کے تین بج رہے تھے اس نے ایک نظر دوسری چارپائی پر سوئے اپنے باپ پر ڈالی جو دوائیوں کے زیر اثر سو رہے تھے۔۔۔ اس کے باپ کے علاج کا خرچہ کمپنی اٹھا رہی تھی یہ ان کی پالیسی تھی جس ور کر کے چھ منٹہ کمپلیٹ ہو جاتے اس کی فیملی کا سارا میڈیکل فری ہو جاتا تھا مگر وہ بہت زیادہ ضرورت مند تھی اس وجہ سے اس کی کارکردگی دیکھ کر اس کو یہ ریلیف دی گئی تھی۔۔۔۔۔

اس نے دروازہ کھولا تو سامنے اس کا کزن کھڑا تھا سرخ آنکھوں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔

جی احمد بھائی اس نے دوپٹہ خود پر پھیلا کر سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔۔۔۔۔
مجھے کھانا دو۔۔۔ وہ بولتے ہوئے اسے سر سے پاؤں تک دیکھنے لگا۔۔۔۔۔

ناجانے کیوں اس کے لہجے سے عقیدت کونشے میں ٹھن لگا۔۔۔ اسرجن نظروں
۔۔۔ سے وہ اسے دیکھ رہا تھا وہ اچھے سے سمجھتی تھی

دیکھیں آپ جا کر تائی امی سے کہیں میں سونے جا رہی وہ کہتے ہی جلدی سے
کمرے کا دروازہ بند کر کے اندر چلی گئی۔۔۔

باہر سے بہت دیر تک اسے احمد کی گالیوں کی آوازیں آنے لگی۔۔۔ مگر وہ اپنی
عزت پر کوئی رسک نہیں لے سکتی تھی۔۔۔

صبح جب وہ اٹھ کر کمرے سے نکلی تو پچن میں گھستے ہی پڑنے والے تھپڑنے اس
کے چودہ طبق روشن کر دیئے تھے۔۔۔

اس نے تائی امی کو حیرانگی سے دیکھا۔۔۔۔

ارے نافرمان احسان فراموش لڑکی جب احمد نے تم سے کھانا مانگا دیا کیوں نہیں
۔۔۔ تمہارا باپ آکر دیتا کیا

تائی امی اپنے منہ سے زہرا گلنے لگی۔۔۔۔ اس کا گال پورا سن ہو گیا تھا اور

۔۔۔۔ آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئی

میں نوکر نہیں ہوں کسی کی۔۔۔۔۔ وہ کہہ کر واپس جانے لگی مگر تائی امی نے

پیچھے سے اسے اتنے زور سے دھکا دیا کہ وہ جا کر صحن میں پڑے پھتر پر

گری۔۔۔

آنکھ کے اوپر سے تیزی سے خون بہہ کر اسکی آنکھ اور گالوں پر بہنے لگا۔۔۔۔

عقیدت بیٹا کیا ہوا ہے ٹھیک ہو تم کمرے سے آیا صاحب بھاگتے ہوئے آئے

۔۔۔ اور اسے کندھے سے پکڑ کر اٹھایا

۔۔۔۔ اس کے چہرے پر ہر خون دیکھ کر ان کی سانسیں رک گئیں

ابو۔۔۔ میں۔۔۔ ٹھیک ہوں۔۔۔ وہ رک رک کر ان کو تسلی دینے کو بولی۔۔۔

اتنے میں ثمرہ کمرے سے نکل کر اس کی طرف آئی اور دوپٹہ سے اس کا خون

روکنے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔۔ جو بیت تیزی سے بہہ رہا تھا۔۔۔

شمرہ اور آیاز صاحب اسے گلی میں ایک نرس رہتی تھی اس کے پاس لے کر گئی
اور وہاں سے پٹی وغیرہ کروا کر لائے۔۔۔

آیاز صاحب غصے سے کمرے سے نکلے اور تائی امی کے کمرے میں جا کر دروازہ
بجانے لگے۔۔۔۔

آپ کی ہمت کیسے ہوئی میری بیٹی پر ہاتھ اٹھانے کی وہ کوئی لاوارث نہیں ہے
۔۔۔۔۔ وہ انگلی اٹھا کر ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر چبا چبا کر
بولے۔۔۔۔۔

ارے میاں تمہاری بیٹی ہی نہیں تم بھی لاوارث ہو اپنی بیٹی کی طرح تم بھی مفت
کی روٹیاں توڑ رہی ہو۔۔۔

وہ بھی کہاں چپ رہنے والی تھی۔۔۔۔

یہ میرا گھر ہے اس پر میرا بھی اتنا ہی حصہ ہے جتنا بھائی صاحب کا وہ پھولتی
سانسوں سے بولے۔۔۔

ارے میاں جاؤ جاؤ نکلویہاں سے سرنا کھاؤ میرا وہ انتہائی بد تمیزی کا مظاہرہ کرتی
واپس کمرے میں جا کر دروازہ بند کر گئی۔۔۔۔

آیا صاحب غصے سے کھولتے واپس کمرے میں آگئے جہاں عقیدت کے ساتھ
ثمرہ بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔

۔۔۔ وہ دونوں ہی باہر ہوتی ساری باتیں سن چکی تھیں
ثمرہ بچاری اپنی ماں کی وجہ سے شرمندہ ہو گئی۔۔۔۔ اور اٹھ کر وہاں سے چلی
گئی۔۔۔۔

ابو کیا ضرورت تھی آپ کو تائی امی سے بات کرنے کی۔۔۔ وہ آیا صاحب کا
ہاتھ تھامتے بولی جن کا چہرہ غصہ اور بے بسی سے لال ہو گیا تھا۔۔

میرا بچہ مجھے معاف کر دو میں زمرہ دار ہوں تمہاری ہر تکلیف کا۔۔۔۔ وہ عقیدت
کے سامنے سر جھکائے آنسو بہانے لگے۔۔۔۔

ابو پلیز مت کریں ایسا آپ دنیا کے سب سے اچھے ابو ہیں وہ تڑپ کر ان کے
سینے سے لگی۔۔۔۔

نہیں بیٹا کاش میں بھائی کی محبت میں اندھا نہیں ہو گیا ہوتا تو آج تمہارا حق کوئی
۔۔۔۔ اور نا کھارہا ہوتا مجھے معاف کر دو بیٹا مجھے معاف کر دو

اپنے باپ کی بے بسی دیکھ وہ نفی میں سر ہلاتی خود بھی ان کے ساتھ رونے
لگی۔۔۔۔

۔۔۔۔ دیکھو بیٹا یہ گھر تمہارا ہے مجھے کچھ ہو جائے تو

ابو پلیز ایسا مت کہیں۔۔۔۔ وہ تو اپنے باپ کی بات پر لرز کر رہ گئی۔۔۔۔

نہیں تم میری بات سنو میری بچی تم میرا بہادر بیٹا ہو کچھ بھی ہو جائے لیکن یہ گھر
مت چھوڑنا بیٹا کیونکہ یہی دیواریں تمہاری پناہ گاہ ہے

---- یہاں سے باہر لڑکیوں کا اکیلے جینا مشکل ہے

کسی پر کبھی بھروسہ مت کرنا بس اپنے محرم پر بھروسہ کرنا میرا بیٹا سمجھ رہی ہونا

--- تم میں کیا کہہ رہا ہوں

آیا ز صاحب نا جانے کیوں اتنے کیوں پریشان ہو گئے تھے وہ

انکو پر سکون کرنے کے لیے ان کی ہاں میں ہاں ملاتی گئی۔۔۔



آج سب ہی مصروف تھے گھر کی لڑکیوں کو چھوڑ کر سب ہی رحمان کی طرف جا

---- رہے تھے

---- عرش آفس سے سیدھا وہی آنے والا تھا

----- رحمان صاحب کے گھر میں ان کا بہت اچھا استقبال ہوا تھا

سب ہی بہت محبت سے پیش آئے تھے۔۔۔۔

خوشگوار ماحول میں وقت گزرنے کا احساس ہی نہیں ہوا

۔۔۔۔ وہ لوگ جلدی شادی کرنا چاہتے تھے

لیکن آدم نے سوچنے کا وقت لے کر بات کو فلحال کے ٹال دیا تھا کیونکہ وہ بنا جزا

کے منہ سے اقرار سننے کوئی بھی فیصلہ نہیں کر سکتا تھا۔۔۔

رات گئے وہ سب واپس آئے تھے۔۔۔۔

جزا آیت اور شفا لاؤنج میں بیٹھے ٹی وی دیکھنے میں مصروف تھے۔۔۔۔

ان سب کو واپس آتے دیکھ وہ تینوں ٹی وی بند کر کے سیدھے ہو کر بیٹھ

گئے۔۔۔۔

شفا اٹھ کر ان سب کے لیے پانی لے کر آئی۔۔۔

جزا۔۔۔۔ جی بھائی آدم کے پکارنے پر وہ سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔۔

سب اس کی طرف متوجہ تھے۔۔۔ اور سب ہی ایک بار اس کی رضامندی خود
سننا چاہتے تھے تاکہ دل میں کوئی ڈر نہ ہو۔۔۔

تمہارے لیے ارمان کا رشتہ آیا ہے اور تم یہ بات جانتی ہو اب تم مجھے یہ بتاؤ تم
۔۔۔ اس رشتے کے لیے راضی ہو یا نہیں

سب نے جزا کی طرف دیکھا۔۔۔

جیسے آپ سب کو ٹھیک لگے بھائی۔۔۔ اس نے سنجیدگی سے جواب دیا۔۔۔
زندگی تمہاری ہے ہم تم پر اپنا فیصلہ نہیں تھوپینگے اس لیے کمر افیصلہ چھوڑو تم اپنا
بتاؤ۔۔۔۔۔

مجھے کوئی اعتراض نہیں بھائی میں اس رشتے کے لیے راضی ہوں۔۔۔ جزا نے
ایک نظر سب کو دیکھا اور پورے اعتماد سے جواب دیا۔۔۔

خوش رہو ہمیشہ اس نے اٹھ کر جزا کو سینے سے لگا لیا۔۔۔

۔۔۔ عرش نے غور سے جزا کا چہرہ دیکھا جو ہر احساس سے عاری لگ رہا تھا

شفا کی نظریں آدم پر سے ہٹنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی جو ایک مکمل شخص تھا

ایک اچھا بیٹا اچھا بھائی اچھا باپ اور ایک اچھا شوہر تھا۔۔۔۔

اللہ تیرا لاکھ لاکھ شکر یہ تو نے اتنا اس شخص کو میرے نصیب میں لکھا

۔۔۔۔۔ اس کا چہرہ تشکر کے احساس سے کھل گیا تھا۔۔۔۔



ابو اٹھیں۔۔۔۔۔ صبح جب اس کی آنکھ کھلی تو درد کی شدت سے اس کا سر پھٹ

رہا تھا۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ لیکن گھڑی میں ٹائم دیکھتی وہ اٹھی اور جلدی سے فریش ہو کر آئی

معجزاتی طور پر صبح کے نوبختے کے باوجود تائی امی کے چیخنے کی۔ آوازیں نہیں
--- آرہی تھی

--- وہ آیاز صاحب کے پاس آئی اور ان کو آوازیں دینے لگی
ابو اٹھیں آپ کو میڈیسن لینی ہے۔---

اس نے دوبارہ ان کا بازو پکڑ کر ہلایا۔۔۔ مگر کچھ غلط ہونے کا احساس ات
شدت سے ہوا۔۔۔

اس نے کمبل کھینچ کر ان پر سے ہٹایا اور ان کی حالت دیکھ جو وہ چیخی تھوڑی ہی
--- دیر میں سارے گھر والے وہاں جمع ہو گئے

ابو نہیں ابو آپ مجھے چھوڑ کر نہیں جاسکتے ابو ابو میں مر جاؤں گی ابو نہیں آپ
--- نہیں چھوڑ کر جاسکتے مجھے

اس کی رونے آوازیں سن محلے کے سارے لوگ جمع ہو گئے تھے کوئی اسے تسلی
دے رہا تھا تو کوئی افسوس کر رہا تھا۔۔۔

آیاز صاحب کو دفنا دیا گیا تھا۔۔۔۔۔ جب ان کا جنازہ لے جایا گیا عقیدت وہی بے
ہوش ہو کر گر گئی تھی۔۔۔۔۔

محله کی کچھ خواتین شام تک وہاں رہی پھر اپنے اپنے گھروں کو چلی گئیں
۔۔۔۔۔ ایک ثمرہ ہی تھی جس کو اس کی تکلیف محسوس ہو رہی تھی

باقی سب اتنے خود غرض تھے کسی نے اسے سینے سے لگا کر تسلی دینا بھی ضروری
نہیں سمجھا۔۔۔

جب سے وہ ہوش میں آئی تھی رورو کر اس کا برا حال تھا۔۔۔
وہ اب تک یقین نہیں کر پارہی تھی کہ اس کے ابو اسے چھوڑ کر جاسکتے ہیں
عقیدت کچھ کھا کو ثمرہ کھانے کا ٹرے لئے اس کے سامنے بیٹھی۔۔۔

عقیدت نے کوئی جواب نہیں دیا وہ بس خاموشی سے اسے دیکھتی رہی۔۔۔۔۔
عقیدت کھانا۔۔۔۔۔ اسے لگا شاید اس نے سنا نہیں اس لئے دوبارہ پکارا



کہاں ہو تم۔۔۔۔۔ وہ اپنے کین میں بیٹھا کب سے سالار کو کال کر رہا تھا جو آخر پچیسویں کال پر اس نے اٹھالی۔۔۔

بھائی میں دوستوں کے ساتھ ہوں کچھ دنوں تک آ جاؤں گا۔۔۔ اس نے دھیرے سے کہا۔۔۔

سالار مجھے کوئی بات نہیں سنی مجھے تم گھر میں چاہیے ہو جزا کی ڈیٹ فکس کرنے کا سوچ رہے ہیں ہم جلدی گھر آدم اسے سنا کر فون بند کر گیا۔۔۔۔۔

سرے آئی کم ان۔۔۔۔۔ الطاف دروازے پر کھڑے ہو کر پوچھنے لگا

۔۔۔۔۔ کم ان

سر یہ ڈیٹیلز ہیں ان دونوں کی جن کو آپ نے ڈھونڈنے کو کہا تھا۔۔۔۔۔ الطاف
نے ایک فائل اسکی طرف بڑھائی جسے اس نے تھامنے کے بجائے الطاف کو گھور
کر دیکھا۔۔۔۔۔

مجھے ڈیٹیلز نہیں وہ دونوں لاک اپ میں چاہیے کہاں رکھا ہے بتاؤ۔۔۔۔۔ وہ اٹھ
۔۔۔۔۔ کر جانے لگا

لیکن سر ان دونوں کی ڈیٹھ ہو چکی ہے پانچ دن پہلے ہی۔۔۔۔۔
کیا۔۔۔۔۔ آدم نے رک کر حیرت سے پوچھا۔۔۔۔۔

جی سران دونوں کو بھی بلکل اسی طریقے سے مارا گیا ہے جیسے پچھلے چار لوگوں کو
پتہ نہیں کون ہے جو اس قدر بے رحمی سے لوگوں کو مار رہا ہے۔۔۔۔ الطاف
پریشانی سے بولا۔۔۔۔

پریشان تو آدم بھی ہو گیا تھا یہ پہلا کیس تھا جو لاکھ کوششوں کے باوجود بھی وہ
۔۔۔۔ حل نہیں کر پا رہا تھا

لیکن اب اس نے سوچ لیا تھا جب تک وہ اس کیس کو حل نہیں کر لے گا چین
سے نہیں بیٹھے گا۔۔۔۔



سر آپ نے جو ایک نیو لٹر کی رکھی تھی وہ پچھلے دو دنوں سے ایبسنٹ تھی آج ہم
نے کمپنی کی طرف سے ان کے دیئے گئے کانٹیکٹ نمبر پر رابطہ کیا تھا تو پتہ چلا ان
کے فادر کی ڈیٹھ ہو گئی ہے۔۔۔۔۔ رشید صاحب نے اس کو انفارم کیا۔۔۔۔۔

عرش کو لگا اس نے کچھ غلط سنا ہے۔۔۔۔۔ کو نسی لٹر کی بات کر رہے ہیں
آپ۔۔۔۔۔ اس نے ایک بار تصدیق چاہی۔۔
سر مس عقیدت آ یا ز کی بات کر رہا ہوں جو ابھی دس دن پہلے آپوٹینٹ ہوئی ہیں
۔۔۔۔۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔۔۔۔۔ اس کے منہ سے بے ساختہ نکلا۔۔
اچھا رشید صاحب آپ پلیز کسی لیڈی کو لے کر جائے گا ان کی طرف افسوس کے
لیے اور اگر کسی چیز کی ضرورت ہو تو مجھے لازمی بتائے گا۔۔۔۔۔

اس کی بات سن کر رشید صاحب جی سر کہہ کر باہر چلے گئے اور وہ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔۔۔۔

پتہ نہیں کیا حال ہوا ہو گا ان کا اپنے باپ کی دوائیوں کے لیے وہ کتنی پریشان تھی۔۔۔۔

میں نے اپنے بابا کو کھویا ہے میں اس تکلیف سے گزر چکا ہوں اللہ تو نے اسے یہ تکلیف کیوں دی۔۔۔۔

وہ آنکھیں بند کئے اللہ سے ہمکلام تھا۔۔۔۔ اس کا دل کر رہا تھا وہ اس کے پاس پہنچ جائے اور اس کے سارے غم خود میں چھپا لے مگر وہ اس کی عزت پر کوئی آنچ نہیں آنے دینا چاہتا تھا۔۔۔۔ نا وہ ایسا کوئی حق رکھتا تھا۔۔۔۔



فرجاد بیٹا بالاج کب تک آئے گا کچھ پتہ ہے تمہیں یہ لڑکانا جانے کا بتاتا ہے نا
آنے کا بتاتا ہے۔۔۔۔ اماں جان فرجاد کے ساتھ اسپتال چیک اپ کے لئے آئی
تھی ہانیہ بھی ان کے ساتھ تھی۔۔۔۔

جی اماں جان وہ کہہ رہے تھے دو دن تک واپس آئیں گے انکی ایک بہت ضروری
میٹنگ تھی اس لئے انہیں رکنپڑا
آیت جو سامنے سے کسی کے ساتھ بات کرتی ہوئی آرہی تھی
ہانیہ اور فرجاد کو دیکھ کر انکی طرف آگئی۔۔۔۔
ارے آپ دونوں کیسے ہیں آپ لوگ میں آیت یاد ہے اس دن آپ دونوں
۔۔۔ نے میری مدد کی تھی

سوری اس دن میں آپ کا شکریہ ادا نہیں کر پائی۔۔۔

بہت شکریہ آپ لوگوں کا پتہ نہیں آپ لوگ نہیں ہوتے تو میرا کیا ہوتا اس

رات----

وہ ہانیہ اور فرجاد سے بولی---- اماں جان حیرانی سے اس پیاری لڑکی کو دیکھنے

لگی---- جو بولتے ہوئے بہت پیاری لگ رہی تھی----

کوئی بات نہیں انسان ہی انسان کے کام آتا ہے----

ہانیہ کے کہنے پر اس نے مسکرا کر اماں جان کی طرف دیکھا جو اسے ہی غور سے

--- دیکھ رہے تھے

اسلام علیکم---- اس نے آگے بڑھ کر سلام کیا اور سوالیہ نظروں سے ہانیہ

کو دیکھا----

----- یہ ہماری دادی ہیں

اور اماں جان یہ آیت ہے اس دن یہ راستے میں بے ہوش ہو گئی تھی تو ہم ان کو
اسپتال لے کر آئے تھے۔۔۔۔ ہانیہ کے کہنے پر اماں جان نے مسکرا کر اس کے
سر پر ہاتھ رکھا۔۔۔۔

خوش رہو آباد رہو۔۔۔۔ اماں جان نے اسے دل سے دعا دی پھر تھوڑی دیر بعد
وہ اپنے اپنے راستے چلے گئے تھے۔۔۔۔



جزا کی شادی کی ڈیٹ فکس ہو گئی تھی۔۔۔۔۔ ایک ہفتے بعد اس کی شادی تھی
سب لوگ اسی تیاری میں مصروف تھے اس دوران آیت کی دوبارہ ہانیہ سے بات
ہو چکی تھی اور بہت حد تک ان کی اچھی دوستی بھی ہو گئی تھی۔۔۔۔

سالار ایک ہفتے پہلے ہی لوٹ آیا تھا۔۔۔۔ اس کا رویہ سب کے ساتھ نارمل تھا
۔۔۔۔ لیکن وہ پوری کوشش کرتا تھا کہ اس کا سامنا جزا سے ناہو

جزا بھی خود کو پتھر بنا کر اپنی شادی کی تیاری میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے
لگی۔۔۔۔

شفا بھی ان۔ سب کے ساتھ گھل مل گئی تھی اس کا زیادہ وقت منت کے ساتھ ہی
گزر رہا تھا اور وہ ایک بہو کے سارے فرائض بھی بخوبی نبھا رہی تھی گھر میں سب
کا رویہ ہی اس کے ساتھ بہت اچھا تھا۔۔۔۔

آدم خانزادہ کا زیادہ تر وقت باہر گزر رہا تھا وہ ایک کیس میں اتنا بڑی ہو گیا تھا
رات گئے گھر آتا تھا جب سب سو جاتے تھے۔۔۔ اور صبح سویرے ہی گھر سے
نکل جاتا تھا۔۔۔۔

آج بھی وہ دیر رات سے کمرے میں آیا تو وہ دونوں بیڈ پر مزے سے خواب
خرگوش کے مزے لے رہی تھیں۔۔۔۔

یہ ایک مکمل منظر تھا جسے دیکھ اس کے چہرے پر مسکراہٹ بکھر گئی۔۔۔۔
منت اور شفا دونوں کا ہی سونے کا انداز ایک جیسا تھا۔۔۔۔
وہ کپڑے نکال کر واش روم کا گیا کچھ دیر بعد جب فریش ہو کر آیا تو۔ نظر شفا کی
۔ لرزتی ہوئی پلکوں پر رک گئیں

اور ایسا روز ہی ہوتا تھا شاید وہ اس کے انتظار میں جاگتی تھی۔۔۔۔

کمبل ہٹا کر اسنے منت کو اٹھایا جو جزا کے سینے میں منہ دئے سو رہی
تھی۔۔۔۔۔ اسے بیڈ کے پاس رکھے بے بی کاٹ پر لٹا دیا۔۔۔۔۔

منت کو اٹھاتے ہوئے آدم خانزادہ کی انگلیوں نے اس کی گردن کو چھوا تو شفا نے
سختی سے آنکھیں میچ لیں جو آدم جیسے زیرک نگاہ رکھنے والے شخص کی نظروں
سے چھپی نہیں تھی۔۔۔۔۔

وہ آکر بیڈ پر اپنے سائیڈ آکر لیٹ گیا۔۔۔۔۔ اور ایک نظر اپنی بیوی کو
دیکھا۔۔۔۔۔ جو نا جانے کیوں خود میں سمٹی لیٹی تھی۔۔۔۔۔ اس کی یہ ادائیں آدم
خانزادہ کو دن بدن اس کا اسیر کر رہا تھا۔۔۔۔۔

جب اس سے مزید برداشت نہیں ہوا تو اچانک اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر کھینچ
کر اپنے پاس کر لیا۔۔۔۔۔

شفا جو اس کی نظریں اپنی پیٹھ پر محسوس کر رہی اس افتاد پر سٹپٹا کر آنکھیں کھول
----- گئی

اور پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی جو آنکھیں بند کئے اسے سختی سے خود
میں بھینچے لیٹا تھا۔۔۔۔

چھو چھوڑیں۔۔۔۔۔ اس کے گلے سے پھٹی پھٹی سی آواز نکلی۔۔۔۔
ششش آواز نا آئے مجھے سونے دیں اور خود بھی سو جائیں۔۔۔۔ آدم کی سرگوشی
اسے اپنے کانوں میں سنائی دی تو اس نے گھبرا کر جلدی سے اپنی آنکھیں موند
۔۔۔۔ لیں

وہ جو اپنے اندر بے چینی سی محسوس کر رہا تھا اسے سینے سے لگاتے ہی نیند کی سکون
وادیوں میں اترتا چلا گیا۔۔۔۔۔۔۔



تائی امی رحم کریں مجھ پر میں کہاں جاؤں گی میرا کوئی سہارا نہیں وہ روتے روتے
ان کی منتیں کر رہی تھی ثمرہ بھی بے بس سے دور کھڑی روئے جا رہی تھی
کیونکہ آج اس کی ماں اپنی ضد پوری کرنے کے لیے کسی بھی حد تک جاسکتی
تھی۔۔۔

Novelistan

دیکھ لڑکی تمہارے باپ کو مرے ابھی ایک مہینہ ہوا ہے میں تم پر ہاتھ نہیں اٹھانا
چاہتی مگر میں تمہیں اس گھر میں رکھ کر لوگوں کی باتیں نہیں سن سکتی اس لیے
شرافت سے یہاں سے نکل جاؤ۔۔۔۔

تائی امی انتہائی سفاکی سے بولی۔۔۔۔۔

مگر تائی امی یہ میرے ابو کا بھی گھر ہے میں اکیلی کہاں جاؤں گی۔۔۔۔۔ وہ ان کے
۔۔۔۔۔ پیر پکڑے بکھرے بالوں کے ساتھ فرش پر بیٹھی تھی

تمہارا باپ مر گیا تو تمہارا یہاں کچھ نہیں ہے۔۔۔۔۔ اور اگر تم یہاں رہنا چاہتی
ہو تو ایک ہی راستہ ہے تم احمد سے نکاح کر لو۔۔۔۔۔ ورنہ میرے گھر سے دفع ہو
۔۔۔۔۔ جاؤ

Novelistan

مگر مجھے نہیں۔۔۔۔۔ اس سے پہلے کہ وہ پھر کچھ کہتی۔۔۔۔۔ تائی امی کے بھاری
۔۔۔۔۔ ہاتھ کا تھپڑ اس کا منہ بند کر گیا

بار بار انکار کر کے تم میرا دماغ خراب کر رہی ہو اگر یہاں رہنا ہے نکاح کرو ورنہ
ابھی کے ابھی دفع ہو جاؤ۔۔۔۔۔

---- تائی امی اسے بالوں سے دبوچ کر بولیں

عقیدت کی حالت اس قدر قابل رحم تھی کہ ثمرہ دور کھڑی اس کی قسمت پر
آنسو بہانے لگی۔۔۔۔

ٹھیک ہے میں تیار ہوں۔۔۔۔ کچھ دیر بعد وہ بول کر لڑکھڑاتے قدموں سے اٹھ
کر اندر چلی گئی۔۔۔۔



---- تائی امی نے ایک نظر اپنی بیٹی کو دیکھ کر کہا اور اندر چلی گئی



سالار پر و بلم۔ کیا ہے مجھے تو بتاؤ کیوں تم اتنے پریشان رہنے لگے

ہو۔۔۔۔۔ سالار جب سے آیا تھا بلکل سنجیدہ ہو گیا تھا۔۔۔۔۔

وہ جو ہر وقت مستی مزاق کے موڈ میں رہتا تھا ایک دم بہت بدل گیا تھا۔

۔۔۔۔۔ تم بے وجہ پریشان ہو رہے ہو۔۔۔۔۔ یار ایسی کوئی بات نہیں

سرے آئی کم ان۔۔۔۔۔ رابیہ جو لیڈی ورکر کی انچارج تھی جن کی عمر لگ بگ

چالیس سال تھی وہ دروازے پر کھڑے ہو کر اجازت مانگنے لگی۔۔۔۔۔

Novelistan

یس کم ان وہ دونوں سیدھے ہو کر بیٹھ گئے۔۔۔۔۔

سر آپ سے کچھ بات کرنے تھی اگر آپ کی اجازت ہو تو۔۔۔۔۔

رابیہ نے ہچکچاتے ہوئے عرش سے اجازت چاہی۔۔۔۔۔

جی مس رابیہ بیٹھیں آپ بتائیں کیا بات ہے۔۔۔۔

سر مجھے مس عقیدت آواز کے بارے میں کچھ پرسنل بات کرنی تھی۔۔۔۔

عقیدت کے نام پر اس کا دل زور سے دھڑکا۔۔۔ وہ اپنے فادر کی ڈیتھ کے بعد
آفس نہیں آئی تھی مگر عرش کے کہنے پر رابیہ بہت بار اس سے ملنے جاچکی
تھی۔۔۔

سالار نے نا سمجھی سے عرش کی طرف دیکھا جو بہت بے چینی سے رابیہ کے
بولنے کا انتظار کر رہا تھا۔۔۔۔

سر ان سے کل جب میں ملنے گئی ان کی حالت بہت خراب تھی

ان کی تائی امی ان پر شادی کے لیے دباؤ ڈال رہی ہیں وہ بھی اپنے آوارہ اور
نشئی بیٹے سے مس عقیدت کے انکار پر وہ انکو گھر سے نکالنے کی دھمکی دے رہی
تھی۔۔۔۔

آج مجھے تھوڑی دیر پہلے ان کی کزن کی کال آئی تھی وہ کہہ رہی تھی مس
عقیدت نے شادی کے لیے ہاں کر دی ہے اور آج شام پانچ بجے ان کا نکاح ہے
۔۔۔۔

عرش کو لگا اس نے سننے میں غلطی کر دی ہے وہ تو بس اس کے غم سے نکلنے کا
انتظار کر رہا تھا پھر اپنی فیملی کو لے کر جاتا۔۔۔۔
اسے اپنے وجود میں دھماکے ہوتے محسوس ہوئے۔۔۔۔۔

سالار نے بہت غور سے اس کے بدلتے رنگوں کو دیکھا تھا وہ صرف ایک
ایمپلوئے کی شادی کا سن کر اتنا بے چین کیوں ہو گیا تھا۔۔۔۔۔
عرش کی زبان نے اس کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا۔۔۔۔۔

تو مس رابیہ یہ ان کا فیملی میٹر ہے ہم اس میں کیا کر سکتے ہیں۔۔۔۔۔ سالار
کے پوچھنے پر مس رابیہ نے ان کی طرف دیکھا ان کی آنکھیں نم تھیں۔۔۔۔۔

سالار کو یاد پڑتا تھا ان کو یہاں کام کرتے ہوئے پورے آٹھ سال ہو گئے تھے وہ
۔۔۔۔۔ ایک بہت پروفیشنل اور سنجیدہ خاتون تھیں

۔۔۔۔۔ ان کے آنکھوں میں آنسوؤں سالار کو کچھ سمجھ نہیں آئے
سر میں بس اتنا چاہتی ہوں اگر ہو سکے تو پلینز آپ لوگ ان کو اس بے جوڑ رشتے
۔۔۔۔۔ میں بندھنے سے بچالیں

میں بھی ان کی عمر کی تھی جب یہی سب کچھ میرے ساتھ ہوا تھا شادی کے بعد
دس سال میں نے تشدد سہا میرے دونوں بچے بھی میرے ساتھ پستے تھے میں
آپ کو بتا نہیں سکتی انسان خود کشی جیسا عمل کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔۔۔۔۔

اس کے بعد مجھے طلاق ہو گئی۔۔۔۔۔ اور میں آج اپنے بچوں کے ساتھ اکیلی
زندگی گزار رہی ہوں۔۔۔۔۔

Novelistan

میں نہیں چاہتی ایک اور رابیہ جنم لے ہر انسان اسٹرانگ نہیں ہوتا۔۔۔۔۔ جو یہ
سب برداشت کر جائے۔۔۔۔۔

اگر آپ لوگ تھوڑی مدد کر کے ان کو اس مشکل سے نکال سکتے ہیں تو پلیز نکال
لیں۔۔۔۔۔

وہ بھرائی ہوئی آواز میں ان سے ریکوسٹ کرتی وہاں سے نکل گئی۔۔۔۔۔
مجھے ان سے نکاح کرنا ہے آدم بھائی کو کال کرو۔۔۔۔۔ عرش کی بات پر اس نے
ایسی نظروں سے دیکھا جیسا کہہ رہا ہو پاگل تو نہیں ہو گئے۔۔۔۔۔
عرش نے اس کی نظروں کی پرواہ کئے بغیر آدم کو کال ملائی اور جلدی سے آفس
آنے کا کہا۔۔۔۔۔

تم پاگل ہو گئے ہو کیا یہ ہم دوسرے طریقے سے بھی تو ان کی مدد کر سکتے ہیں نا
صرف نکاح ہی ہر مسئلے کا حل نہیں ہوتا اور اگر کروانا ہی ہے تو تم ہی کیوں
کرو گے اتنے اچھے مرد تو اس کمپنی میں بھی ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سالار نے اسے غصے میں کہا۔۔۔۔۔ جو بہت زیادہ بے چین نظر آ رہا تھا۔۔۔۔۔

بکو اس مت کرو کسی اور کے ساتھ اس کا نام مت لو۔۔۔۔۔

--- عرش اس سے بھی زیادہ غصے سے دھاڑا

او کے ریلکس پانی پیو۔۔۔۔۔ عرش کی حالت دیکھ کر کوئی بچہ بھی سمجھ
جاتا۔۔۔۔۔ سالار نے اسے ریلکس کرنے کے لیے پانی کا گلاس دیا جو اس نے تھام
لیا اور تین گھونٹ میں ہی پورا گلاس ختم کر گیا۔۔۔۔۔
دس منٹ میں ہی آدم اس کے سامنے بیٹھا تھا۔۔۔۔۔
وہ تینوں خاندانوں کے اس وقت سر جوڑے بیٹھے تھے۔۔۔۔۔
بھائی وہ مجھے چاہئے کسی بھی حال میں۔۔۔۔۔ عرش اس وقت بے بسی کی انتہا پر
تھا۔۔۔۔۔

--- او کے چلتے ہیں مس رابیہ سے کہو ہمارے ساتھ چلیں

آدم خانزادہ ان کو بولتا باہر نکل گیا۔۔۔۔

پیچھے وہ تینوں بھی تھے۔۔۔

عصر کے نماز کے بعد وہ لوگ وہاں پہنچے تھے۔۔۔۔ ایک ساتھ تین گاڑیاں رکی تھیں۔۔۔۔ جو انہوں نے گلی چھوٹی ہونے کی وجہ سے باہر ہی روک دی تھیں

۔۔۔

آدم خانزادہ پولیس یونیفارم میں اپنی پوری شان کے ساتھ

۔۔۔۔ اپنی جیب سے اتر اٹھا

۔۔۔ اس کے پیچھے والی گاڑی سے عرش اور سالار اترے تھے

دونوں ہی فارمل ڈریس میں تیار تھے بلکل۔۔۔۔۔۔ اس وقت وہ تینوں

خانزادے ہی ایک سے بڑھ کر ایک لگ رہے تھے۔۔۔

---- ان کے پیچھے والی گاڑی سے رشید صاحب اور مس رابیہ نکلے
مس رابیہ آدم خانزادہ کے ساتھ آگے بڑھی اور دروازے پر دستک دی۔۔۔۔

دروازہ احمد نے کھولا۔۔۔۔ اپنے سامنے آدم کو دیکھ کر اس کی حالت وہی خراب
ہو گئی۔۔۔۔۔ کون نہیں جانتا تھا اکثر خبروں میں اس کی کارکردگی کی نیوز چلتی
رہتی تھی۔۔۔۔ اور وہ خود بھی تین بار اس کے تھانے میں بند ہو چکا تھا۔۔۔۔

پیچھے سے اس کی تائی امی بھی باہر آگئی تھی مس رابیہ کے ساتھ ایک پولیس
والے کو دیکھ وہ گھبرا گئی۔۔۔۔

لوگ اپنے اپنے گھروں سے جھانک جھانک کر ان کو دیکھ رہے تھے۔۔۔۔
کیا ہم اندر بیٹھ کر بات کر سکتے ہیں آدم نے احترام سے ان سے پوچھا۔۔۔۔

جی جی آجائیں۔۔۔۔۔ وہ راستہ دے کر سائیڈ پر ہو گئیں۔۔۔۔۔ مگر ایک ساتھ
تین اتنے امیر اور خوبصورت مردوں کو اندر آتے دیکھ
کمرے میں بیٹھے مہمان بھی باہر صحن میں آگئے تھے۔۔۔۔۔
پولیس کا نام سن کر عقیدت اور شمرہ بھی کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی۔۔۔۔۔
عرش خانزادہ کو اپنے گھر میں پولیس کے ساتھ دیکھ عقیدت ی سانسیں وہی تھم
۔۔۔۔۔ گئیں

وہ یہاں پولیس کیوں لے کر آئے تھے۔۔۔۔۔ اس نے بے ساختہ شمرہ کا ہاتھ پکڑ
لیا آنسو تو اتر سے گالوں پر بہنے لگے۔۔۔۔۔
اس میں مزید کچھ بھی برداشت کرنے کی ہمت نہیں تھی۔۔۔۔۔ وہ شاید اسے
دیئے گئے پیسے واپس لینے آیا تھا۔۔۔۔۔

ثمرہ ان کا مجھ پر بہت قرضہ ہے اس لئے وہ پولیس کے کر آئے ہیں پلیز مجھے چھپا
دو۔۔۔۔۔ وہ روتے ہوئے ثمرہ کا ہاتھ

۔۔۔۔۔ پکڑ کر منتیں کرنے لگی

جو خود حیران پریشان سی باہر کھڑے لوگوں کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔

آپ لوگ یہاں کیوں آئے ہیں۔۔۔۔۔ تائی امی پریشان سی آدم سے پوچھنے لگی

۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ مس عقیدت سے ملنا ہے ہمیں کیا ہماری بات ہو سکتی ہے

مس رابیہ آدم کے اشارے پر سب سے آگے آکر پوچھنے لگی۔۔۔۔۔

کیا کر دیا ہے اس منحوس نے کیا اب تک جو ہمارے سروں پر سوار رہی وہ کم تھا جو

۔۔۔۔۔ اب باہر بھی مصیبتیں کھڑی کر کے آئی ہے

تائی جان تو اس کو باہر سے ہی کوسنے لگی۔۔۔۔۔ احمد بھی اپنی ماں کی ہاں میں ہاں ملا

رہا تھا۔۔۔۔۔

عرش اور سالار تو حیرانی سے اس عورت کے زبان کے جوہر سننے لگے۔۔۔
جبکہ آدم کا تو اکثر ایسی عورتوں سے پالا پڑتا تھا اس لیے وہ زیادہ حیران نہیں
تھا۔۔۔

۔۔۔ کیا ہم اکیلے میں بات کر سکتے ہیں
آدم نے تائی امی سے کہا تو وہ بھی مصلحتاً اسے اشارہ کرتی اندر کمرے میں چلی
گئی۔۔۔
پیچھے عرش کھا جانے والی نظروں سے احمد کو گھورنے لگا۔۔۔ جو آنکھوں میں
۔۔۔ سرمہ لگائے سفید کپڑوں میں تیار کھڑا تھا
۔۔۔۔ احمد بیٹا مجھے دیر ہو رہی ہے کتنا ٹائم لگے گا نکاح ہو گا بھی یا نہیں

قاضی صاحب نکاح تو ہو گا وہ بھی تھوڑی دیر میں آپ بس تھوڑا صبر رکھیے
---- سالار نے مسکراتے ہوئے قاضی صاحب کے کندھے ہر ہاتھ رکھا اور
باہر بجھی چارپائی پر ٹانگ پر ٹانگ رکھے بیٹھ گیا۔----

---- وہاں موجود ہر انسان ان خاندانوں کو دیکھ دیکھ کر رشک کرنے لگے
میں آپ سے گھما پھرا کر بات نہیں کروں گا بات سیدھی ہے مس عقیدت نے
کمپنی کی کچھ پالیسی توڑی ہے انہوں نے آفس جوائن کرنے سے پہلے ایگریمنٹ
پیپر میں سائن کیا تھا جس پر وہ پوری نہیں اتری جس کی وجہ سے ہم ان پر کیس کر
سکتے ہیں اور جرمانے کے طور پر انہیں پانچ لاکھ روپیے ادا کرنے پڑیں گے
----- ہم نے سنا ہے آپ کے بیٹے کے ساتھ ان کا نکاح ہونے والا ہے تو
اس وجہ سے یہ سارے پیسے آپ کا بیٹا ہمیں جرمانے کے طور پر ادا کرے
-----گا

آدم کی باتوں نے تو ان کے سر پر بم پھوڑا تھا ان پر تو جیسے سکتہ طاری ہو گیا تھا

میرا بیٹا اس لڑکی سے کوئی نکاح نہیں کرے گا اسے یہاں سے لے جائیں جیل

---- میں ڈال دیں کچھ بھی کریں ہم لوگوں کا اس سے کوئی تعلق نہیں

تائی امی جس طرح سے پلٹی تھی آدم افسوس ہی کر سکتا تھا بس---- کیونکہ اگر

اس کی جگہ کوئی مرد ہو تا اب تک اس کے تھپڑ سے لال ہو چکا ہوتا۔۔۔

اگر آپ کے گھر سے ایک عورت کو پولیس لے گئی تو آپ کی بدنامی ہوگی اس

لیے میرے پاس دوسرا اوپشن بھی ہے جس سے آپ کی عزت بچ جائے

گی----

آدم کی بات پر وہ سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔

آپ مس عقیدت کا نکاح عرش خانزادہ سے کروادیں اس سے آپ کے
خاندان کی عزت بچ جائے گی دوسری سورت میں مس عقیدت کے ساتھ آپ
کا بیٹا بھی جیل جائے گا کیونکہ کچھ ثبوت تو اس کے خلاف میرے پاس بھی ہیں

آدم خانزادہ جس لہجے میں بولا تھا۔۔۔ تائی امی کو سوچنے کی ضرورت ہی نہیں
پڑی انکو اپنے بیٹے کو بچانے کے لیے اگر عقیدت کو مارنا بھی پڑتا تو وہ مار
دیتی۔۔۔

ٹھیک ہے میں راضی ہو جو دل میں آئے کریں لیکن اس مصیبت کو میرے گھر
سے لے جائیں

تائی جان کہتی باہر نکل گئی۔۔

اے لڑکی اٹھ نکاح ہے تمہارا لیکن میرے بیٹے سے نہیں اسی لڑکے سے جس کا تو
نے نقصان کیا۔۔۔۔

تائی امی آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے ایسی کوئی بات نہیں پلیز میرا یقین کریں وہ انکا
ہاتھ تھامنے لگی۔۔۔۔ جسے تائی امی نے بہت بری طرح جھٹکا اور دور کھڑی
ہو گئی۔۔۔۔



بڑی پارسابنی پھرتی ہے لیکن تیرا رنگ تو سب کو دکھ گیا۔۔ اس امیرزادے کو
بھی تو نے اپنے جسم کی نمائش سے پھنسا یا ہو گا تبھی تو تم سے نکاح کر رہا
ہے..... اور ویسے بھی ایسے امیرزادے زیادہ دیر اپنے ساتھ رکھتے نہیں استعمال
کر کے دل بھرنے پر چھوڑ دیں گے۔۔۔۔

تائی امی کی بات نے اسے اندر تک زخمی کیا تھا۔۔۔۔۔ مگر وہ کچھ نہیں
بولی۔۔۔۔۔

اس کے بعد کب نکاح ہوا کب وہ اس کو وہاں سے لے کر نکلا کچھ یاد نہیں رہا۔۔۔۔۔
وہ بس کسی روبوٹ کی طرح سب کے کہے پر عمل کرتی گئی۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ ہوش تو اسے تب آیا جب گاڑی ایک بڑے سے بنگلے کے پورچ میں رکی

رات کا اندھیرا ہر طرف پھیل رہا تھا۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ عرش نے دوسری طرف آکر عقیدت کا ہاتھ پکڑ کر باہر نکالا

اور اندر کی طرف بڑھ گیا۔۔۔۔۔

ساری خواتین تھوڑی دیر پہلے ہی شاپنگ سے لوٹی تھیں اس لیے سارا سامان

پھیلانے وہی بیٹھ گئیں۔۔۔۔۔ فری بھی آئی ہوئی تھی۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ عرش کو کسی لڑکی کا ہاتھ پکڑ کر آتا دیکھ سب حیرانگی سے کھڑے ہو گئے

سجدہ بیگم کی سب سے پہلی نظر عرش کے ہاتھ میں موجود اس لڑکی کے ہاتھ پر
پڑی تھی۔۔۔ وہ نا سمجھی سے
۔۔۔ فروا بیگم کو دیکھنے لگیں۔۔۔ جو خود بھی سمجھنے کی کوشش کر رہی تھیں

عرش آکر سجدہ بیگم کے سامنے رکا اور عقیدت کا ہاتھ چھوڑ کر ان کا ہاتھ تھام لیا

۔۔۔

امی پلیز میری بات دھیان سے سنئے گا پلیز مجھ سے ناراض مت

ہونا۔۔۔۔۔ اس نے پیر محبت سے ان کا ہاتھ تھام کر کہا جن کی نظریں عرش
۔۔۔ کے بجائے اس کے ساتھ کھڑی لڑکی پر تھیں

عرش کون ہے یہ۔۔۔۔

امی میں نے ان سے نکاح کیا ہے۔۔۔۔ اس نے سر جھکائے اپنی ماں کو
۔۔۔۔۔ کہا۔۔۔ عرش کے جواب پر وہ بے یقینی سے اس کو دیکھنے لگیں
عرش تم کیسی باتیں کر رہے ہو۔۔۔۔ تم ایسا کبھی نہیں کر سکتے یہ جو بھی ہے اسے
۔۔۔۔۔ چھوڑ کر آؤ اپنے گھر

سجدہ بیگم نے سنجیدگی سے کہا۔۔۔
۔۔۔ اس بچ سب پریشانی اور حیرانگی سے ان تینوں کو دیکھنے لگیں
عقیدت نے شرمندگی سے اپنی گردن مزید جھکالی۔۔۔
جزا پلیر ان کو میرے کمرے میں لے کر جاؤ۔۔ عرش نے سنجیدگی سے جزا کی
طرف دیکھ کر کہا۔۔۔

وہ جلدی سے آگے بڑھی اور اسے تھام کر چلنے لگی۔۔۔

عرش میں کسی شادی کو نہیں مانتی اسے ابھی کہ ابھی نکالوں کیونکہ تمہاری بیوی
اور اس گھر کی بہو صرف اور

ایشابنے گی۔۔۔۔

سجدہ بیگم نے عقیدت کی طرف نفرت سے دیکھ کر عرش سے کہا۔۔۔۔

۔۔۔۔ ان کی بات پر عقیدت کے چلتے قدموں کو بریک لگی

میری بات سمجھ نہیں آئی تم دونوں کو۔۔۔۔ عرش اتنے سرد لہجے میں بولا کہ جزا

جلدی سے اسے لے عرش کے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔۔۔۔

امی پلیز سمجھنے کی کوشش کریں۔۔۔۔ پلیز میری خاطر۔۔۔۔ وہ انکو صوفے پر

بٹھائے خود ان کے گھٹنوں کو پکڑ کر بیٹھ گیا۔۔۔۔

عرش مجھے تم سے یہ امید نہیں تھی۔۔۔ انہوں نے آنکھوں میں آنسو لئے
عرش کا چہرہ تھام کر کہا۔۔۔

امی یہ ضروری تھا میرے لیے پلیزان کو قبول کر لیں وہ بہت اچھی لڑکی
۔۔۔ ہے۔۔۔ اس نے سجدہ بیگم کو سمجھانے کی کوشش کی

نہیں اب تمہیں اپنی ماں اور اس لڑکی میں سے کسی ایک کو چننا ہو گا۔۔۔
جب اس لڑکی کو واپس چھوڑ آؤ تو آجانا میرے پاس۔۔۔ وہ عرش کا ہاتھ جھٹک
کر اٹھی اور اپنے کمرے میں جا کر دروازہ بند کر لیا۔۔۔

Novelistan

بڑی امی پلیزان کو سمجھائیں وہ لڑکی میری پسند ہے وہ فروا بیگم کے پاس بیٹھتا ان
۔۔۔ کا ہاتھ تھام کر کہنے لگا

عرش تم نے اتنا بڑا قدم کیوں اٹھایا تم جانتے تھے چھوٹی امی نے تمہارا رشتہ پہلے
ہی کر دیا تھا پھر کیوں۔۔۔۔۔ فری نے اس سے پوچھا۔۔۔۔۔
فری کے پوچھنے پر وہ انہیں ساری بات بتاتا گیا۔۔۔۔۔ آیت اور شفا بھی وہی بیٹھی
۔۔۔۔۔ تھیں

سب کچھ سن کر فروا بیگم کے پاس کوئی جواب ہی نہیں رہا۔۔۔۔۔
اچھا پریشان مت ہو۔۔۔۔۔ وہ ابھی ناراض ہے مگر جلدی سمجھ جائے گی تم منانے
کی کوشش کرو۔۔۔۔۔ فروا بیگم نے اسے تسلی دی تو وہ انکے سینے سے لگ
گیا۔۔۔۔۔
بیٹا جاؤ بھابھی کو دیکھو۔۔۔۔۔ فروا بیگم نے شفا اور آیت کو عقیدت کے پاس
بھیجا۔۔۔۔۔



بالاج۔۔۔۔ اماں جان نے صوفے پر بیٹھی اس کے بالوں میں اوٹلنگ کرتے
ہوئے پکارا۔۔۔

ہممم۔۔۔ وہ آنکھیں بند کیے نیچے پیٹھا تھا۔۔۔

بیٹاشادی کر لو۔۔۔ میری بھوڑی ہڈیوں میں جان نہیں رہی پتہ نہیں کب چلی
جاؤں۔۔۔۔ اماں جان نے اسے امونشن بلیک میل کرنے کی کوشش کی مگر
۔۔۔ سامنے بھی ان کا پوتا تھا

Novelistan

اوہ میری پیاری بے بی اتنی جلدی نہیں جان چھوڑنے والی آپ میری۔۔۔ اس
۔۔۔ لئے میری شادی کی فکر چھوڑ دیں

وہ مڑ کر ان کے دونوں گالوں کو چوم کر بولا۔۔۔

اماں جان نے اسکے کندھے پر ایک تھپڑ لگایا۔۔۔ تو وہ مسکرا کر دوبارہ ان کی
گود میں سر رکھ گیا۔۔۔



بھابھی پلینز تھوڑا سا تو کھالیجے آپ آیت کب سے اسے کھانا کھلانے کی کوشش
کر رہی تھی مگر وہ بے انتہار رو رہی تھی ان کے لئے اسے سنبھالنا مشکل ہو گیا
Novelistan

۔۔۔ اس کے ساتھ ساتھ شفا بھی رونے لگی
شفا تم جاؤ منت اٹھ گئی ہوگی۔۔۔۔ فری نے اسے روتے دیکھ کر وہاں سے بھیجنا
۔۔۔ ضروری سمجھا

تمہاری طبیعت خراب ہو جائے گی کچھ کھا لو پہلے فری نے اسے زبردستی دو تین
--- نوالے کھلائے

جو اس نے بڑی مشکل سے نگلا۔۔۔۔ فری نے اسے نیند کی گولی دی اور سب کو
--- اشارہ کرتی باہر نکل آئی

--- ان کے نکلتے ہی وہ تکیہ دبوچے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی
اور روتے روتے کب سو گئی اسے پتہ ہی نہیں چلا۔۔۔

وہ جب تھکا ہارا کمرے میں داخل ہوا تو وہ اسی کے بیڈ پر سوئی ہوئی تھی یہ احساس
بہت خوبصورت تھا مگر جس طرح کی ٹینشن چل رہی تھی وہ چاہ کر بھی خوش
--- نہیں ہو پا رہا تھا

ابھی تک وہ عقیدت سے بھی بات نہیں کر پایا تھا پتہ نہیں وہ ان سب کا کیا
--- مطلب سمجھ رہی تھی

وہ فریش ہو کر آیا اور وہی صوفے پر لیٹ کر آنکھوں پر بازو رکھ گیا۔۔۔۔۔
اس نے کبھی بھی نہیں چاہا تھا اپنی ماں کو تکلیف دے۔۔۔۔۔ لیکن انجانے میں وہ
یہ کر چکا تھا۔۔

وہ جانتا تھا اس کی ماں نے اپنی بھانجہ کو اس کے لیے پسند کیا تھا مگر اسے لگتا تھا کہ
وہ اپنے بیٹے کی خوشی کے لیے مان جائے گا۔۔۔۔۔
۔۔۔۔۔ پوری رات اس نے آنکھوں پر کاٹی تھی



کیوں رو رہی ہیں ٹھیک ہیں نا آپ۔۔۔۔۔ وہ جب کمرے میں آیا تو وہ صوفے پر
بیٹھی رو رہی تھی آدم تو اس کو روتے دیکھ پریشان ہو گیا اور اس کے پاس آکر
پریشانی سے پوچھنے لگا۔۔۔

شفا نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا آنکھیں رونے کی وجہ سے شدید لال اور سو جھی
ہوئی تھیں۔۔۔۔۔ لیمن اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔۔۔
کیا ہوا ہے۔۔۔۔۔ رو کیوں رہی ہیں آپ کسی نے کچھ کہا کیا؟"

آدم خانزادہ نے شفا کو روتے دیکھ اس کے گال پر ہاتھ رکھا۔۔۔
اچانک شفا اس کے بانہوں میں سما گئی اور اسے سختی سے پکڑے پھوٹ پھوٹ کر
رونے لگی۔۔۔۔۔

آدم تو تو اس کے یوں قریب آنے پر ہی تھم گیا تھا۔۔۔

۔۔۔۔۔ مجھے۔۔۔۔۔ اب۔۔۔۔۔ ابو کی یاد آرہی ہے۔۔۔۔۔ بہ بہت

۔۔۔۔۔ وہ بتا کر ہچکیوں سے رونے لگی

آدم نے اس کے گرد بازو باندھ لئے اور اسے مزید خود کے پاس کیا۔۔۔۔۔

شش روئیں مت وہ ہم سے زیادہ اچھی جگہ پر ہیں آپ کے رونے سے ان کو

---- تکلیف ہوگی ---- آپ بس ان کے لیے دعا کیا کریں

آدم نے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔۔۔

مگر مگر وہ مجھے بچاتے ہوئے قتل ہوئے ہیں۔۔۔۔۔ اگر میں نہیں ہوتی تو آج یہ

سب ناہوا ہوتا آج ابو زندہ ہوتے۔۔۔۔۔

---- مجھے وہ بہت یاد آتے ہیں



وہ چپ ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔۔۔۔۔

---- اور آدم کو اس کے آنسو اپنے سینے پر گرتے محسوس کر اپنا دل پگھلتا ہوا لگا

ان کی زندگی اتنی ہی تھی آپ خود کو الزام مت دیں۔۔۔۔۔ اور میں بہت قریب

ہوں آپ کے مقصد کے بہت جلد ان کے قاتلوں کو ان کے کئے کی سزا دلوا کر

رہوں گا۔۔۔۔۔

--- وعدہ کرتا ہوں

وہ اس کا سر اپنے سینے سے لگائے بولا۔۔۔

وہ ہچکیوں سے روتے روتے اسی کے سینے میں سو گئی۔۔۔

اس کی بھاری سانسیں محسوس کر کے آدم نے اس کا سر اپنے سینے سے

نکالا۔۔۔۔

۔۔۔ گالوں پر مٹے مٹے آنسوؤں کے نشان سرخ گال گھنی مڑی ہوئی پلکیں

توڑی پر پڑتا خم وہ کسی کو بھی اپنا دیوانہ بنا سکتی تھی۔۔۔۔

آدم کی نظریں بھٹکتے ہوئے۔۔۔ اس کے گردن سے ہوتے بیوٹی بون پر

پڑی۔۔۔۔

اس نے فوراً اپنی نظروں کا زاویہ بدلہ۔۔۔۔۔ اور اسے اٹھا کر بیڈ پر لٹایا جہاں
منت پہلے ہی تکیوں کے بیچ لیٹی نیند میں مگن تھی۔۔۔۔۔ ادم نے ان دونوں پر
کمبل ڈالا اور کمرے سے نکل گیا۔۔۔۔۔



وہ نیند میں تھی جب اسے اپنے چہرے پر ایک ناگوار سا لمس محسوس ہوا۔۔۔ مگر
وہ نیند کی اتنی پکی تھی کہ کروٹ بدل کر سو گئی۔۔۔۔۔
وہی لمس اسے دوبارہ اپنی گردن پر محسوس ہونے لگا۔۔۔۔۔
پچھلے دس منٹ سے اسے اپنے چہرے پر کچھ رینگتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔۔۔
مگر اب یہ احساس بہت بڑھ گیا تھا۔۔۔۔۔

اچانک اس نے جھٹ سے آنکھیں کھولیں تو خود پر جھکے انسان کو دیکھ اس کے منہ سے چیخ نکلتے نکلتے رہ گئی کیونکہ سامنے والے نے اس کے منہ پر سختی سے ہاتھ جمادیا تھا۔۔۔۔ کہ وہ پھڑ پھڑا کر رہ گئی۔۔۔۔

۔۔۔ تمہاری اس خوبصورتی نے میری راتوں کی نیندیں اڑادی ہے جب جب آنکھیں بند کرتا ہوں تمہارا ہی چہرہ نظر آتا ہے۔۔۔

وہ خمار آلود نگاہوں سے اس کے چہرے ہر ہر نقش کو غور سے دیکھتے بولا۔۔۔۔ آیت نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر دور دھکیلنے کی کوشش کی لیکن بالاج جیسے کسرتی جسامت والے شخص کو دور دھکیلنا اس کے بس میں نا تھا۔۔۔۔

اوکے اوکے میں ہاتھ ہٹا رہا ہوں لیکن اگر تم چیخی تو تمہارا ہی نقصان
ہے۔۔۔ تمہارے بھائی آدھی رات کو تمہارے ساتھ ایک غیر مرد کو دیکھ کر کیا
سوچیں گے یہ تم بہتر سمجھ سکتی ہو۔۔۔

وہ مزے سے اس کے منہ سے ہاتھ ہٹا کر بیڈ کر اوٹن سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔۔۔

آیت جلدی سے اٹھ کر دیوار سے لگ کر کھڑی ہو گئی آنکھیں ڈروہ گھبراہٹ
سے خطرناک حد تک پھیل گئیں

تتم کون ہو۔۔۔ یہاں کیسے آئے۔۔۔ وہ لڑکھڑاتے لہجے میں اس سے
پوچھنے لگی۔۔۔ مگر آواز اتنی دھیمی تھی کہ باہر ناجائے۔۔۔

اتنی جلدی بھول گئی مجھے۔۔۔۔۔ بالاج شاہ نے اپنی بے باک نظروں سے اسے
دیکھ کر کہا جو گلابی کلر کے نائٹ سوٹ میں بنادو پٹے کے غضب ڈھا رہی
تھی۔۔۔۔۔

کیا مطلب ہے آپ کی بات کا۔۔۔ اس نے بالاج کو دیکھتے کہا۔۔۔ ڈر سے اس کی
ٹانگیں کانپ رہی تھیں۔۔۔۔۔

کیا مطلب ہے آپ کی بات کا۔۔۔ اس نے بالاج کو دیکھتے کہا۔۔۔ ڈر سے اس کی
ٹانگیں کانپ رہی تھیں۔۔۔۔۔

تمہیں محسوس کرنا چاہتا ہوں یہاں آؤ۔۔۔۔۔ وہ جس قدر بے باکی سے بولا
تھا۔۔۔۔۔ آیت کا چہرہ خطرناک حد تک لال ہو گیا۔۔۔۔۔

گھٹیا انسان نکلو میرے کمرے سے ابھی کہ ابھی۔۔۔ آیت غصے سے چیخی۔۔۔
تو کیا میرے کمرے میں ملنے کا ارادہ ہے۔۔۔۔۔ اس نے سکون سے جواب
دیا اور اس کا لال چہرہ دیکھنے لگا۔۔۔۔

نا جانے کیوں اس کا غصے سے بھرا چہرہ اسے سکون دے رہا تھا۔۔۔۔

اچانک آیت وہی بیٹھ کر رونے لگی۔۔۔ اسے روتے دیکھ وہ اٹھا اور بنا کچھ کہے
کھڑکی کے راستے نکل گیا۔۔۔۔

اس کے جاتے ہی آیت اٹھی اور جلدی سے کھڑکی کے باہر دیکھا وہاں کوئی نہیں
تھا نا ہی کسی کا بھی وہاں چڑھنا آسان تھا۔۔۔۔


اس نے کھڑکی بند کی اور بیڈ پر کمرے میں خود کو چھپا لیا۔۔۔

اس کا جسم ابھی تک لرز رہا تھا۔۔۔۔ وہ۔۔۔ کیوں اسکے پیچھے

پڑ گیا تھا۔۔۔۔



پانچ دن بعد بھی گھر کا۔ ماحول بہت سوگوار تھا۔۔۔ مرد تو سارے اپنے اپنے
کام کی وجہ سے باہر ہوتے تھے۔۔۔



لیکن سجدہ بیگم ابھی تک عرش سے ناراض تھیں اور اپنی ضد پر قائم تھیں

--- جزا نے اسے کچھ کپڑے اور ضرورت کی چیزیں لا کر دی تھیں

کھانا بھی وہ کمرے میں لڑکیوں کے ساتھ کھاتے تھی۔۔۔۔۔ اور جو اسے نکاح کر کے لایا تھا وہ تو اسے نظر ہی نہیں آیا۔۔۔۔۔

آج جزا کا مایوں تھا۔۔۔۔۔ گھر میں خوب گہما گہمی تھی مرد سارے تیار یوں میں
مصروف تھے۔۔۔۔۔

وہ سب جزا کے کمرے میں تیار ہو رہی تھیں۔۔۔۔۔ آج عقیدت بھی ان کے
ساتھ تھی کیونکہ فروا بیگم اسے باہر نکل کر فنکشن میں شامل ہونے کا کہہ کر گئی
۔۔۔۔۔ تھیں

انہوں نے سجدہ بیگم کو بھی سمجھایا تھا کہ شادی والا گھر ہے بس اپنا رویہ نارمل
رکھے۔۔۔۔۔

جزا یلو شرارے میں سچی پھولوں کے زیورات پہنے بہت حسین لگ رہی تھی
لیکن خوشی اس کے چہرے ہر ڈھونڈنے سے بھی نہیں مل رہی تھی۔۔۔۔۔ سب
نے اس سے بارہا پوچھا۔۔۔۔۔

مگر وہ سب کو اپنی جھوٹی مسکراہٹ سے چپ کر دیتی۔۔۔۔۔

آیت اور عقیدت نے بالکل سیم گرین کلر کی ڈریسنگ کی تھی
عقیدت بہت گھبرائی ہوئی تھی۔۔۔۔۔ وہ جانتی تھی یہ اس کا عارضی ٹھکانہ
ہے۔۔۔۔۔

وہ کبھی بھی کسی کی زندگی میں انچاہی بن کر نہیں آنا چاہتی تھی۔۔۔۔۔
مگر قسمت نے اس کے ساتھ کچھ اور ہی کھیل کھیلا تھا۔۔۔۔۔
اس نے سوچ لیا تھا شادی کا ہنگامہ ختم ہوتے ہی وہ عرش سے بات کر کے یہاں
سے چلی جائے گی۔۔۔۔۔
مایوں کی رسم خانزادہ مینشن کے لان میں ہی تھی۔۔۔۔۔ پورے لان کو پھولوں
اور برقی قمقموں سے سجایا گیا تھا۔۔۔۔۔

حویلی کے لان میں ہی جزا کے لیے بہت خوبصورتی سے پھولوں سے ڈھکا ہوا
جھولا سیٹ کیا گیا تھا۔۔۔۔۔

آیت اور عقیدت جزا کو باہر لے کر آئی تھی اور جھولے میں بٹھا دیا۔۔۔

تم ٹھیک ہو۔۔۔۔۔ فری نے جزا سے پوچھا جس کا چہرہ تو اسپاٹ تھا لیکن آنکھیں

۔۔۔۔۔ طب سے لال ہو رہی تھیں

جی آپ میں ٹھیک ہوں۔۔۔۔۔ اس نے دھیرے سے جواب دیا اور سامنے دیکھا

۔۔۔۔۔

جہاں سالار خانزادہ سفید شلوار قمیض میں اپنی تمام وجاہت کے ساتھ کھڑا آیت

۔۔۔۔۔ سے بات کر رہا تھا

چہرے پر کسی قسم کا افسوس یا شرمندگی نہیں تھی۔۔۔۔۔ بلکہ ایک پرسکون

۔۔۔۔۔ مسکراہٹ تھی

۔۔۔۔۔ اسے اپنی آنکھوں میں مرچیں بھارتی محسوس ہوئی

اس نے سختی سے اپنی آنکھیں میچی اور جب کھولیں تو

تو ایک بھرپور مسکراہٹ اس کے ہونٹوں پر بھی تھی جسے دیکھنے والا ہر انسان کو
یہی لگتا کہ وہ اس شادی سے بہت خوش ہے۔۔۔۔

۔۔۔۔ شفا اور فری اس کے پاس ہی بیٹھی تھیں

مہمانوں کے آنے کے بعد مایوں کی رسم شروع ہوئی۔۔۔۔

عرش جو اسی طرف آ رہا تھا عقیدت کو ایک کونے میں کھڑا دیکھ۔۔۔ وہی جم
گیا۔۔۔۔

وہ جو ہمیشہ سے اسے نکاب میں دیکھتا آیا تھا
آج گرین کلر کے سوٹ میں ہلکا میک اپ کئے دوپٹہ کو حجاب اسٹائل میں باندھے
بے انتہا حسین لگ رہی تھی۔۔۔

وہ پچھلے ایک ہفتے سے اس کے سامنے نہیں گیا تھا کیونکہ سجدہ بیگم کا کہنا تھا کہ اگر
وہ نہیں چاہتا کہ وہ گھر چھوڑ کر جائیں۔۔۔

تو عرش کو انکی بات ماننی پڑے گی۔۔۔۔ جس پر سجدہ بیگم نے اس سے وعدہ لیا تھا
۔۔۔۔ کہ وہ جب تک اس لڑکی کو قبول نہیں کر لیتی

عرش اسکے پاس نہیں جائے گا۔۔۔

۔۔۔ ورنہ وہ بنا کسی کا لحاظ کئے یہ گھر چھوڑ جائیں گی

مجبوراً اسے سجدہ بیگم کی بات ماننی پڑی اسے یقین تھا عقیدت بہت جلد ان کا دل
۔۔۔ جیت لے گی

اس سے پہلے کہ وہ اس کی طرف بڑھتا فروا بیگم عقیدت کا ہاتھ تھامے اسٹیج پر
لے گئیں تھیں جہاں سب تھے۔۔۔

وہ بھی ان کی طرف بڑھ گیا۔۔۔۔

فروا بھا بھی یہ یہ بچی کون ہے۔۔۔۔۔ رحمان صاحب کی وائف نے عقیدت کو
دیکھ کر پوچھا جو ان سب کے بیچ کنفیوز سی کھڑی تھی۔۔۔

یہ۔۔۔۔ یہ جزا کی دوست ہے شادی میں شریک ہونے آئی ہے۔۔۔۔ فروا بیگم
سے پہلے جواب سجدہ بیگم نے دیا۔۔۔۔

سب نے حیرانگی سے ان کی طرف دیکھا۔۔۔۔ عقیدت نے شرمندگی سے
۔۔۔۔ اپنی گردن مزید جھکالی

عرش جو وہی آرہا تھا اپنی ماں کی بات سن کر وہی رک گیا اس کی ہمت نہیں تھی
کہ وہ عقیدت کا سامنا کر پاتا۔۔۔۔ ناہی سب کے سامنے اپنی ماں کو بے عزت کرنا
۔۔۔۔ چاہتا تھا

۔۔۔۔ اس نے سوچ لیا تھا وہ آج دو ٹوک انی سے بات کرے گا

کیا سوچ رہے ہو۔۔۔۔ پیچھے سے ایشانے آکر اس کے کندھے پر ہاتھ
رکھا۔۔۔۔

عرش نے جب اسے دیکھا تو ناگواری چہرے پر چھا گئی۔۔۔۔ اور بنا جواب دینے
وہاں سے نکل گیا۔۔۔

اس کا ایسا رویہ ایشا نے بخوبی محسوس کیا تھا۔۔۔۔

دو آنکھوں نے یہ منظر بہت غور سے دیکھا تھا عرش کی عقیدت کی طرف پیٹھ
تھی اس لئے وہ اس کا ریکشن نہیں دیکھ پایا مگر ایشا کا ہنس کر اس سے بات کرنا
۔۔۔۔ اس کی نظروں سے چھپا نہیں تھا۔۔۔۔

تھوڑی دیر بعد مایوں کی رسم ختم ہوئی تو سب اپنے اپنے کمروں کی طرف بڑھ
گئے تھے۔۔۔



وہ اپنے کمرے میں بیڈ کے پاس زمین پر بیٹھی گھٹنوں میں سر چھپائے بے آواز رو
۔۔۔۔ رہی تھیں

سب کے سامنے مضبوط نظر آنے والی لڑکی کتنی ازیت میں تھی یہ کوئی نہیں جانتا
----- تھا

دوسری طرف سالار سکندر اندھیرے کمرے میں کھڑکی کے پاس کھڑا گہری
--- سوچ میں مصروف تھا

جزا کے چہرے ہر مسکراہٹ سے اسے اپنا دل جلتا ہوا محسوس ہوا تھا اس کا دل کیا
--- سب تہس نہس کر دے مگر
--- یہ راستہ تو اس نے خود چنا تھا اپنے لئے اب شکایت کس سے کرتا
--- مگر یہ سب اس سے برداشت نہیں ہو رہا تھا



دو دن مصروفیت میں کیسے گزرے گئے پتہ ہی نہیں چلا آج جزا کی بارات
----- تھی

بارات کے فنکشن کا انتظام شہر کے بہترین بینکویٹ میں تھا۔۔۔ ہر چیز اعلیٰ معیار
کی تھی۔۔۔

اس فنکشن میں ان کے بزنس سرکل اور رشتے دار سب موجود تھے۔۔۔

آدم بلیک شلوار قمیض میں براؤن شال پہنے کمرے میں داخل ہوا تو۔۔۔ شفا
ڈارک بلیو کلر کا شرارہ پہنے دوپٹے کو شانے پر اچھے سے پھیلائے نفاست سے
۔۔۔ کئے میک اپ میں فروا بیگم کی دی ہوئی جیولری پہنے

اسے ٹھٹکنے پر مجبور کر گئی۔۔۔۔۔ وہ کچھ پریشان سی بے بیڈ پر منت کے ساتھ
بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ اسے کمرے میں آتا دیکھ وہ جلدی سے اٹھ کر اس کے
پاس آئی۔۔۔

منت کو بخار ہو رہا ہے بہت رو رہی تھی ابھی بہت مشکل سے سلایا ہے۔۔۔۔۔ وہ
پریشانی سے اسے بتانے لگی۔۔۔

آدم اسکی بات سن کر منت کی طرف بڑھا اس کے ماتھے کو چھو کر دیکھا تو واقع
اسے تیز بخار تھا۔۔۔۔۔

او کے پریشان مت ہوں۔۔۔۔۔ میں منت کو ہسپٹل لے جاتا ہوں۔۔۔

۔۔۔ آپ امی والوں کے ساتھ ہال چلی جانا۔۔۔۔۔ وہ منت کو اٹھائے چلنے لگا

نہ نہیں میں بھی آپ کے ساتھ چلوں گی پلیز۔۔۔ شفا جلدی سے اسکے پیچھے آئی

۔۔۔۔۔

شفا آپ پریشان ہو جائیں گی وہاں ویسے بھی پریشانی کی بات نہیں ہے پھر بھی
میں ایک بار ڈاکٹر کو دکھا دیتا ہوں۔۔۔ اگر فری یہاں ہوتی تو اسی کو دکھا دیتا

۔۔۔ اس نے سمجھانے کی کوشش کی۔۔۔

پلیز۔۔۔۔۔ وہ آنکھوں میں آنسو لئے بولی۔۔۔۔۔

اور آدم اسے مزید انکارنا کر سکا۔۔۔۔۔ وہ اسے لئے نیچے بڑھ گیا۔۔۔۔۔

گھر میں سب ہال کی طرف روانہ ہو چکے تھے۔۔۔۔

جزا دلہن کے لباس میں بت بنی برائڈل روم میں بیٹھی تھی۔۔۔ آیت اور
عقیدت بھی وہی موجود تھی۔۔۔

۔۔۔ فری سجدہ بیگم فروا بیگم مہمانوں کا استقبال کر رہی تھیں

جبکہ سالار غائب تھا۔۔۔۔ عرش نے اسے کئی کالز کی ہر بار اس کا یہی جواب تھا
کہ میں بس راستے میں ہوں۔۔۔۔

آدم بھی منت اور شفا کو لے کر سیدھے ہال میں آیا تھا۔۔۔
دو گھنٹے گزر چکے تھے مگر بات کا نام و نشان نہیں تھا

سجدہ بیگم رحمان صاحب کا نمبر ملانے لگی۔۔۔ جو مسلسل بند جا رہا تھا۔۔۔

۔۔۔۔ سب پریشان ہو گئے۔۔۔۔ کیا ہوا سجدہ کہاں رہ گئے یہ لوگ

فروا بیگم پریشانی سے بولی۔۔۔۔ فری نے بھی ان کی طرف دیکھا

پتہ نہیں بھا بھی۔۔۔۔۔ میں بھا بھی کو کال کرتی ہوں۔۔۔۔۔ وہ شرمندگی سے
کہہ کر کال کرنے لگی۔۔۔۔۔

آدم نے سجدہ بیگم کو دیکھا چہرے پر پریشانی صاف واضح تھی۔۔۔۔۔

اتنے میں اس کا موبائل بجنے لگا۔۔۔۔۔ رحمان صاحب کا فون دیکھ کر اس نے
جلدی سے کال اٹھائی۔۔۔۔۔

سب اس کی طرف متوجہ تھے۔۔۔۔۔

آپ کا دماغ ٹھیک ہے کس طرح کی بات کر رہے ہیں آپ۔۔۔۔۔ آدم کی دھاڑ
پر سب نے گھبرا کر اس کی طرف دیکھا۔۔۔۔۔

آپ کو اور آپ کے بیٹے کو ان سب کا حساب دینا ہو گا۔۔۔۔۔

اس نے کہہ کر کال کاٹ دی۔۔۔۔۔

اتنے میں سالار بھی وہاں پہنچ چکا تھا سرخ آنکھیں اس کی بہت واضح
تھی۔۔۔۔۔

آدم کا چہرہ غصے سے اس حد تک لال ہو رہا تھا سب کو کسی انہونی کا احساس
ہوا۔۔۔۔

آدم سب ٹھیک ہے نا۔۔۔۔۔ سب سے پہلے سجدہ بیگم سامنے آئی۔۔۔۔
چھوٹی امی آپ کے بھائی اور انکے بیٹے نے ہماری عزت کی دھجیاں اڑانے میں
۔۔۔۔ کوئی کسر نہیں چھوڑی

انکار کر دیا ہے انہوں نے بارات لانے سے کیونکہ ان کا بیٹا کل سے گھر سے

بھاگ گیا ہے۔۔۔۔۔ اس وقت اس کا بس چلتا تو وہ ارمان کو جان سے مار دیتا۔۔۔۔

فروا بیگم وہی کرنے والی تھی مگر پاس کھڑی فری نے انہیں تھام لیا۔۔۔۔

اب آپ لوگ بتائیں میں اپنی بہن کو اس بھری محفل میں بے عزت کر

دوں۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ یہ جو لوگ باہر بیٹھے ہیں اندازہ بھی ہے یہ کیا کیا باتیں بنائیں گے

اگر وہ راضی ہی نہیں تھا تو کیوں یہ رشتہ جوڑا انہوں نے

جان سے مار دوں گا میں اس انسان کو جو شخص آج میری

بہن کی رسوائی کا باعث بنا۔۔۔

وہ اس وقت بول نہیں چیخ رہا تھا مگر اس طرف کوئی نہیں تھا اس لئے باہر بیٹھے

۔۔۔۔۔ مہمانوں کو خبر نہیں ہوئی

امی اگر ارمان راضی نہیں تھا تو ان لوگوں نے ہم سے رشتہ کیوں مانگا۔۔۔ ہم

نہیں گئے تھے اپنی بہن کا رشتہ لے کر وہ خود آئے تھے۔۔۔۔۔ پھر یہ سب تماشہ

لگانے کی ضرورت کیا تھی۔۔۔

----- عرش بھی شدید غصے میں تھا

----- سالار بالکل خاموش تھا جیسے ٹہرا ہوا سمندر ہو

وہ سمجھ ہی نہیں پارہا تھا یہ سب کیا ہو رہا ہے۔-----

آدم میری بچی رل جائے گی۔۔۔۔۔ اگر اس کی شادی آج نہیں ہوئی تو لوگ
طرح طرح کی باتیں بنا سینگے کوئی رشتہ نہیں آئے گا اس سے کوئی شادی نہیں
کرے گا۔-----

جن کی بات نہیں آتی ان لڑکیوں سے کوئی شادی نہیں کرتا۔۔۔۔۔ فروا بیگم
رونے لگیں

----- سجدہ بیگم تو شرمندگی سے اپنا سر ہی نہیں اٹھا پارہی تھی

فری نے سالار کی طرف دیکھا۔۔۔۔۔ اور سالار کی نظریں بھی ان پر پڑھ چکی
تھی۔-----

----- فری کی نظروں نے بن کہے بھی سب کہہ دیا تھا

میں جزا سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔ سالار کی آواز پر وہاں سکوت چھا گیا
تھا۔۔۔۔۔

آدم اور عرش نے حیرانگی سے اسے دیکھا۔۔۔۔۔ کیونکہ وہ دونوں جانتے تھے کہ
انکی آپس میں بالکل نہیں بنتی۔۔۔۔۔

فروا بیگم نے تشکر سے اسے دیکھا اور اس کے پاس آکر اس کے سینے سے لگ
گئی۔۔۔۔۔

میں تمہارا یہ احسان زندگی بھر نہیں بھولوں گا سالار میرا بیٹا آج تم نے اپنی ماں کا
اپنا قرض دار بنا لیا ہے۔۔۔۔۔

فروا بیگم سالار کے سینے سے لگی بولنے لگی۔۔۔۔۔

بڑی امی پلیز مت کریں یار میں کوئی احسان نہیں کر رہا۔۔۔۔۔ اس نے مسکرا کر
۔۔۔۔۔ فروا بیگم کے آنسو پونچھے

آیت شفا عقیدت ان سب سے بے خبر فری کے کہنے پر جزا کو تھامے باہر لائی
اور اسٹیج پر بٹھا دیا۔۔۔۔۔ آدم اور فروا بیگم بھی اس کے ساتھ صوفے پر بیٹھ
۔۔۔۔۔ گئے

مولوی صاحب نے نکاح پڑھانا شروع کیا۔۔۔۔۔
۔۔۔ لڑکیاں حیرانگی سے دلہے کی تلاش میں نظریں دوڑانے لگیں
جزابت سہیل خانزادہ آپ کا نکاح سالار خانزادہ ولد راحیل خانزادہ کے ساتھ
سکہ رائج الوقت حق مہر پچاس لاکھ روپے طے پایا ہے کیا آپ کو یہ نکاح قبول
ہے۔۔۔۔۔

اسے لگا اس نے کچھ غلط سنا ہے۔۔۔۔۔ وہ خالی خالی نظروں سے سب کو دیکھنے
لگی۔۔۔۔۔

مولوی صاحب نے دوبارہ وہی الفاظ دورائے۔۔۔۔۔

اس نے سامنے نظر اٹھا کر دیکھا تو نظریں اس ظالم شخص سے ٹکرائیں جو بہت
اطمینان سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔

ن نہیں۔۔۔۔۔ بے ساختہ اس کے منہ سے نکلا

جزابت سہیل خانزادہ آپ کا نکاح سالار خانزادہ ولد راحیل خانزادہ کے ساتھ
سکہ رائج الوقت حق مہر پچاس لاکھ روپے طے پایا ہے کیا آپ کو یہ نکاح قبول
ہے۔۔۔۔۔

اسے لگا اس نے کچھ غلط سنا ہے۔۔۔۔۔ وہ خالی خالی نظروں سے سب کو دیکھنے
لگی۔۔۔۔۔

مولوی صاحب نے دوبارہ وہی الفاظ دورائے۔۔۔۔

اس نے سامنے نظر اٹھا کر دیکھا تو نظریں اس ظالم شخص سے ٹکرائیں جو بہت

اطمینان سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔

...ن نہیں۔۔۔۔۔ بے ساختہ اس کے منہ سے نکلا

اس کی آواز بہت دھیمی تھی جیسے خود سے بڑبڑائی ہو۔۔۔۔۔

لیکن ساتھ بیٹھی فروا بیگم نے سنی تھی۔۔۔۔۔

سب حیرت سے یہ منظر دیکھ رہے تھے مہمانوں میں بھی ہلکی ہلکی سرگوشیاں ہو رہی تھی۔۔۔

جزا بولو بیٹا مولوی صاحب کچھ پوچھ رہے ہیں۔۔۔۔۔ فروا بیگم نے جزا کا ہاتھ کو

۔۔۔۔۔ تھا ما اس نے بے یقینی سے ان کو دیکھا

۔۔۔۔۔ مگر امی۔۔۔۔۔ جزا مولوی صاحب کو جواب دو

--- آدم کی بھاری گھمبیر آواز پر اس نے اپنے بھائی کو دیکھا

جو پہلی بار التجا کرتی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

وہ کیسے اس انسان کو قبول کر لیتی جو اس کو دھتکار چکا تھا۔۔۔ یہ اس کی عزت
نفس کو بالکل گوارا نہ تھا۔۔۔۔

مگر سوال اس کے بھائی کی عزت کا تھا وہ کیسے اپنی انا کو اپنے بھائی کی عزت سے
۔۔۔ اوپر رکھتی

آنسو آنکھوں سے نکل کر گالوں پر بہنے لگے۔۔۔۔
قبول ہے۔۔۔۔ ناچاہتے ہوئے بھی وہ اس شخص کو قبول کر گئی۔۔۔۔

سالار جو اسے ہی دیکھ رہا تھا اور اس کے چہرے کے ہر اتار چڑھاؤ کو محسوس کر رہا
تھا۔۔۔ اس کے قبول ہے کہنے پر ایک گہری سانس لی۔۔۔۔ اور ٹیک لگا کر بیٹھ
گیا۔۔۔۔

اسی طرح تین بار قبول کہنے پر مولوی صاحب نے نکاح نامہ اس کے سامنے رکھا۔۔۔۔

نکاح نامے پر سائن کرتے ہوئے ایک باغی آنسو آنکھ سے نکل کر نکاح نامے پر گر گیا۔۔۔۔

آدم نے اسے سینے سے لگالیا۔۔۔۔

جزا کے بعد مولوی صاحب سالار کی طرف آئے اور اسی طرح قبول وہ ایجاب

۔۔۔۔ کے مراحل طے ہوئے

کچھ کے چہرے ہر اطمینان تھا تو کچھ کے چہرے پر پریشانی۔۔۔۔

نکاح کے بعد سالار اٹھ کر جزا کے پاس بیٹھ گیا۔۔۔۔

جس کا چہرہ اب اسپاٹ تھا۔۔۔۔

آیت تو خوشی سے پھولے نہیں سمار ہی تھی یہ اس کی بہت بڑی خواہش تھی جو
بن مانگے پوری ہو گئی تھی۔۔۔۔

عقیدت نے پورے ہفتے بعد عرش کو دیکھا تھا مگر اس سے نظریں ملنے پر عرش
نے اپنی نظروں کا زاویہ بدل لیا اور یہ بات عقیدت کے دل میں چھپی تھی۔۔۔
۔۔۔ مہمانوں کو رخصت کر کے وہ بھی اپنے گھر آ گئے تھے

جزا سالار کی گاڑی میں بالکل خاموشی سے بیٹھی تھی۔۔۔ اور سالار بہت سلو
ڈرائیو کر رہا تھا۔۔۔۔

کیا آپ گاڑی تیز چلا سکتے ہیں۔۔۔۔ جزا کی سنجیدگی بھری آواز پر اس نے جزا کی
طرف دیکھا جس کی نظریں باہر کی مناظر پر ٹکی تھی۔۔۔۔

۔۔ نہیں۔۔۔۔ سالار کا جواب بھی اتنا ہی اطمینان بھرا تھا

او کے فائن۔۔۔۔۔ وہ کہہ کر ابھی چلتی گاڑی کا دروازہ کھول کر کودتی کہ
۔۔۔ سالار نے اسے کھینچ کر اپنے پاس کیا اور جلدی سے بریک لگائی۔۔۔۔
وہ پوری طرح اس کے سینے سے لگی تھی۔۔۔۔۔

سالار کا ایک ہاتھ اس کی کمر پر تھا۔۔۔۔۔ اور دوسرا اس کے بازو پر۔۔۔۔۔
چھوڑیں مجھے۔۔۔۔۔ جزا نے سنجیدگی سے کہا۔۔۔۔۔

۔۔۔ جب کے سالار کی نظریں تو اس کے ہونٹوں پر ٹکی تھی
۔۔۔ جو سرخ رنگ سے رنگے اسکے ہوش اڑا رہے تھے
میں نے کہا مجھے چھوڑیں۔۔۔۔۔ اب کی بار آواز تھوڑی اونچی تھی۔۔۔۔۔

سالار ایک دم جھکا اور اس کے ہونٹوں کو اپنی قید میں لے لیا۔۔۔ اس سے پہلے
۔۔۔۔ کہ وہ اس کے ہونٹوں پر اپنا ستم دکھاتا

اچانک اپنے پیٹ میں کوئی نوکیلی سی چیز چھتی ہوئی محسوس ہوئی۔۔۔۔۔

سالار نے اس کے ہونٹوں کو آزاد کر کے نیچے اپنے پیٹ کی طرف دیکھا۔۔۔۔
جہاں ایک چھوٹی سی چھری جزا کے ہاتھ میں تھی اور اس نے وہ چھری اسے کے
پیٹ سے لگا رکھی تھی۔۔۔۔ کہ اگر وہ اپنی حد پار کرتا تو شاید وہ چھری اس کے
پیٹ میں گھونپ دیتی۔۔۔۔

سالار کے چہرے پر مسکراہٹ اپنی چھب دکھلا کر غائب ہو گئی۔۔۔۔
او کے پلینز مجھے ڈر لگ رہا ہے چھری دور کرو۔۔۔۔ میں گاڑی تیز چلاتا
ہوں۔۔۔ سالار اسے چھوڑ کر دور ہوا تو وہ بھی سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔۔۔۔
سالار نے گاڑی کی اسپیڈ بڑھا دی۔۔۔۔

جزا نے ایک نظر اس کو دیکھا جو ڈرنے کی ایکٹنگ کر رہا تھا۔۔۔۔ پھر ناگواری
سے اپنا رخ موڑ لیا۔۔۔۔

دس منٹ بعد جب وہ گھر لوٹے تو سب ہی آچکے تھے اور ان کا انتظار کر رہے
تھے۔۔۔۔

جزا بنانا پر ایک نظر ڈالے سیڑھیوں کی طرف بڑھنے لگی۔۔۔۔

فری شفا جاؤ بیٹا جزا کو سالار کے کمرے میں چھوڑ آؤ۔۔۔۔

فروا بیگم کی آواز پر وہ جھٹکے سے مڑی۔۔۔۔ اور سب کو دیکھا جو اسی کی طرف
دیکھ رہے تھے۔۔۔۔

سالار بھی ان کے ساتھ ہی بیٹھ گیا تھا مگر اس کی طرف نہیں دیکھا۔۔۔۔

مجھے نہیں جانا کسی کے بھی کمرے میں امی۔۔۔۔ میں اپنے کمرے میں جا رہی

ہوں۔۔۔۔ وہ بہت تحمل سے بولی یہ وہی جانتی تھی وہ کس طرح سے خود پر ضبط

کر رہی تھی۔۔۔۔۔

جزا بیٹا اب تمہاری شادی ہو چکی ہے۔۔۔۔۔ تم سالار کے کمرے میں ہی
رہو گی۔۔۔۔۔

فروا بیگم اس کے پاس آئیں اور دھیرے سے بولی۔۔۔۔۔

امی میں اس شادی کو نہیں مانتی آپ لوگوں نے جو کرنا تھا کر لیا اب میں وہ کروں
گی جو میرا دل کرے گا آپ۔ لوگوں کی عزت کی وجہ سے میں خاموش رہی اس
کا یہ مطلب نہیں میں اس انسان کے ساتھ ایک کمرے میں رہ لوں
گی۔۔۔۔۔ بہت جلد میں اس سے طلاق لے لوں گی۔۔۔۔۔
سب حیرانگی سے اس کی طرف دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ سالار کی آنکھیں شدت ضبط سے سرخ پڑھ گئیں

اتنا سننا تھا کہ فروا بیگم دھڑام سے زمین بوس ہو گئی۔۔۔۔۔

سب چیخ کر ان کی طرف بڑھے۔۔۔۔۔

امی امی۔۔۔۔ وہ بھی جلدی اس کا ہاتھ تھامنے لگی۔۔۔۔ جسے آدم نے دور کر

۔۔۔ کے فروا بیگم کو اپنی گود میں اٹھالیا تھا

اور ان کے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔۔۔

سب ان کے پیچھے بھاگے اور شفا وہی کھڑی رہ گئی۔۔۔۔

وہ جو کب سے ضبط کر رہی تھی وہی بیٹھتی پھوٹ پھوٹ کر رودی۔۔۔۔

کسی کی قدموں کی آواز پر وہ جلدی سے اٹھی اور سالار کے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔۔۔۔

۔۔۔ وہ کسی کے سامنے رو کر اپنے آپ کو کمزور ظاہر نہیں کرنا چاہتی تھی

وہ سیدھا واش روم میں گھسی اور وہی بیٹھتی چلی گئی۔۔۔۔ اپنا ایک ایک زیور نوچ

نوچ کے اتار کے پھینک دیا۔۔۔ کیوں میں ہر بار اس شخص کے سامنے بے بس

ہو جاتی ہوں میں کیسے بھول جاؤں اس نے میرے ساتھ کیا کیا تھا۔۔۔

مجھے اس تکلیف سے نکال لیں اللہ۔۔۔۔ وہ شخص مجھے بار بار دھتکار چکا ہے
۔۔۔۔ میں اس کے ساتھ نہیں رہ سکتی۔۔۔۔

تم سب جاؤ آرام کرو۔۔۔۔ بڑی امی ٹھیک ہیں۔۔۔۔ بس ٹینشن سے بے
ہوش ہو گئیں ہیں میں ان کے ساتھ ہی ہوں۔۔۔۔

فری نے بڑی امی کا چیک اپ کر کے سب کو بولا۔۔۔۔

سب نے سکون کی سانس لی۔۔۔۔

فری بیٹا تم جاؤ میں بھا بھی کے ساتھ رک جاتی ہوں تم تھکی ہوئی ہو
۔۔۔۔ سجدہ بیگم نے بیڈ پر بیٹھتے کہا۔۔۔۔

نہیں چھوٹی امی میں ٹھیک ہوں پلیر آپ لوگ سب جائیں روم میں آرام
۔۔۔۔ کریں

فری نے سب کو روم میں بھیج دیا۔۔۔۔

تم امی کا خیال رکھنا اوکے اور ضرورت پڑنے پر مجھے بلا لینا

---- آدم بھی کہتے ہوئے باہر نکل گیا

کمرے میں آیا تو شفا سادہ سا سوٹ پہنے شفا کو بازو پر لٹائے خود بھی لیٹی ہوئی
تھی ----

وہ بھی ڈریسنگ روم سے کپڑے بدل کر آیا اور صوفے پر سر پیچھے گرائے بیٹھ گیا

شفا اسکی ہر حرکت دیکھ رہی تھی ---- اسے ایک ہاتھ سے سر دباتے دیکھ وہ اٹھ
کر بیٹھی ----

میں آپ کا سر دبا دوں ---- اس نے جھجھکتے ہوئے پوچھا ----

آدم نے اس کی طرف دیکھا اور اٹھ کر اس کے پاس آکر اس کی گود میں سر رکھ
کر لیٹ گیا ----

یہ سب اتنی جلدی ہوا تھا کہ وہ سمجھ ہی نہیں پائی اور بوکھلا کر پیچھے ہونے کی
کوشش کی۔۔۔۔

۔۔۔۔ مگر آدم نے اس کا ہاتھ تھام کر اپنے بالوں میں رکھ لیا

۔ اس کے اتنے قریب آنے پر شفا کا دل تیزی سے دھڑکنے لگا۔۔۔۔

مگر وہ گھبراتے ہوئے اس کے سر کو آہستہ آہستہ دبانے لگی۔۔۔

اس کے لمس سے آدم خانزادہ کو سکون ملنے لگا۔۔۔۔۔ شفا کو آدم کی گرم

۔۔۔۔۔ سانسیں اپنے پیٹ میں محسوس ہونے لگی

سر دباتے دباتے دونوں کب نیند کی وادیوں میں اتر گئے پتہ ہی نہیں چلا

۔۔۔۔۔



سالار جب اپنے کمرے میں آیا تو واش روم سے اس کی رونے کی ہلکی ہلکی
آوازیں باہر تک آرہی تھیں۔۔۔۔۔

مگر وہ خود پر ضبط کرتا ادھر سے ادھر چکر لگانے لگا۔۔۔۔۔

تقریباً دس منٹ بعد جب وہ کمرے سے باہر نکلی تو اس کی حالت دیکھ سالار
خانزادہ کو خود پر بہت افسوس ہوا۔۔۔۔۔

مٹا مٹا سا میک اپ بکھرے بال بنا دوپٹے کا اس کا سراپا۔۔۔

۔۔۔۔۔ اس ٹھٹھکنے پر مجبور کر گیا

۔۔۔ جیسے ہی جزا کی نظر اس پر پڑی وہ جوالہ مکھی بنی آئی اور اس گریبان پکڑ لیا

دونوں ایک دوسرے کو خونخوار نظروں سے دیکھنے لگے۔۔۔۔۔

سالار نے ایک نظر اس کے ہاتھ پر ڈالی جو اس کے گریبان پر تھا۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ اور دوسری نظر اسپر ڈالی جو اسے ہی سرخ نظروں سے گھور رہی تھی

---- ہاتھ ہٹاؤ۔۔۔۔۔ سالار نے سرد لہجے میں کہا

مگر سامنے بھی جزا تھی جس نے ڈرنا کب کا چھوڑ دیا تھا۔۔۔۔۔ اس نے اپنی

گرفت اس کے گریبان پر مزید سخت کی۔۔۔۔۔

مجھے طلاق چاہیے۔۔۔۔۔ ابھی کہ ابھی۔۔۔۔۔ وہ بھی اس سے زیادہ سرد لہجے

میں بولی۔۔۔۔۔

مگر سالار کی برداشت یہی تک تھی وہ جھکا اور سختی سے اس کے ہونٹوں کو اپنی

۔۔۔۔۔ گرفت میں لے لیا

۔۔۔۔۔ اور اپنا تمام غصہ ان ہونٹوں پر اتارنے لگا

جزا نے اپنی پوری کوشش کی خود کو چھڑانے کی مگر سامنے گلی کا کوئی لفنگا نہیں

۔۔۔۔۔ بلکہ سالار خانزادہ تھا

ایک مضبوط انسان۔۔۔۔۔

وہ اپنا سارا غصہ اس پر نکال کر دور ہوا۔۔۔۔۔

جزا کا چہرہ شرم و غصے سے خطرناک حد تک لال ہو گیا تھا۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ اسے ہر گز سالار سے اس بے باکی کی امید نہیں تھی

اس نے غصے سے کمرے کی ساری چیزیں اٹھا کر پھینکنا شروع کر دی۔۔۔۔۔

سالار اسے روکے بنا اپنا نائٹ سوٹ لیتا و اشروم کی طرف بڑھ گیا۔۔۔۔۔

منت کے رونے پر دونوں کی آنکھ ایک ساتھ کھلی۔۔۔۔۔ آدم اپنے دونوں ہاتھ

اس کی کمر میں باندھے اس کی گود میں سر دئے لیٹا تھا۔۔۔۔۔

دونوں کی نظریں ملی تو شفا کا دل زور سے دھڑکا۔۔۔۔۔ اس نے جلدی سے اپنی

۔۔۔۔۔ نظروں کا زاویہ بدل

آدم بھی ہوش میں آیا وہ ابھی تک رات والی حالت میں بیٹھی تھی۔۔۔۔۔ وہ
آرام سے اس کی گود سے اٹھ گیا۔۔۔۔۔ اسے شرمندگی بھی ہوئی وہ پوری
۔۔۔۔۔ رات اس کی وجہ سے بیٹھی رہی

شفا کے کراہنے پر اس نے شفا کی طرف دیکھا جو اپنا پاؤں ہلانے کی کوشش کر
رہی تھی مگر پوری رات بیٹھے ہونے کی وجہ سے وہ اکڑ گیا تھا۔۔۔۔۔

آپ ٹھیک ہیں۔۔۔۔۔ اس نے شفا کا پاؤں پکڑے چیک کرتے کہا۔۔۔۔۔

نہیں پکڑیں پلیز مجھے اچھا نہیں لگ رہا۔۔۔۔۔ اس نے روتے روتے
کہا۔۔۔۔۔ ٹانگ میں اتنی شدت سے درد ہو رہا تھا کہ برداشت کرنا مشکل ہو گیا
۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ شش چپ رہیں آپ۔۔۔۔۔ آدم نے اس کو سیدھا کر کے لٹایا

منت جو رو رہی تھی اپنی ماں کو بھی روتے دیکھ بلکل چپ ہو کر ٹکڑ ٹکڑ دونوں کو
---- دیکھنے لگی

میں آ رہا ہوں ابھی آپ لیٹی رہیں۔۔۔۔۔ آدم منت کو اٹھاتا
 باہر نکل گیا۔۔۔۔۔

پانچ منٹ بعد واپس آیا دروازہ بند کر کے اس کے پاس بیڈ پر بیٹھ گیا۔۔۔۔۔

شفا سے ہی غور سے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔ لمبا چوڑا کسرتی جسامت والا وجیہہ
 شخص اللہ نے اس کے نصیب میں لکھا تھا۔۔۔۔۔ ظاہری خوبصورتی کے ساتھ
 ساتھ وہ بندہ دل کا بھی اتنا ہی خوبصورت تھا۔۔۔۔۔

آدم نے اس کی نظریں خود پر محسوس کر کے اسے دیکھ ایک اسمائل پاس کی
----- شفا نے گڑبڑا ہر ادھر ادھر دیکھا

عین اسی وقت آدم نے اس کا پاؤں پکڑ کر ایک جھٹکا دیا۔۔۔ مگر اس کی چیخ نکلنے
سے پہلے ہی وہ اس کے منہ پر ہاتھ رکھ چکا تھا۔۔۔۔۔
وہ دونوں اتنے پاس تھے کہ اس کی سانسیں شفا کو اپنے چہرے پر محسوس ہونے
لگی۔۔۔۔۔

وہ آدم کی آنکھوں میں اس قدر ڈوب چکی تھی کہ اسے احساس ہی نہیں ہوا وہ
کب جھکا اور ان آنکھوں کو چوم لیا۔۔۔۔۔

اپنی آنکھوں میں ایک نرم گرم سالمس محسوس کر کے اس نے سختی سے آنکھیں
---- بند کئے آدم کی شرٹ تھام لی

آدم خانزادہ آرام سے اس سے دور ہوا۔۔۔۔ اور واش روم میں گھس
گیا۔۔۔۔

اس کے جانے کے بعد شفا نے آنکھیں کھولی اور اپنا پاؤں ہلا کر دیکھا تو اب درد
بہت کم تھا۔۔۔۔

ہونٹوں پر ایک شرمیلی مسکراہٹ تھی۔۔۔۔



اے لڑکی-----بات سنو-----

عقیدت اپنے کمرے سے نکل کر نیچے جا رہی تھی سجدہ بیگم کی آواز پر گھبرا کر
رک گئی---

ج جی-----



----- میرے بیٹے کی زندگی سے نکل جاؤ

کیونکہ ایک بیوی کا رتبہ تو وہ تمہیں کبھی نہیں دے گا اور ویسے بھی میں نے اس
کارشتہ اس کی پسند سے اس کی کزن سے کر دیا ہے اس لیے کسی خوش فہمی میں
--- رہنے کی ضرورت نہیں

--- اس گھر کی بہوں ایک خاندانی لڑکی بنے گی تم نہیں

جتنا جلدی ہو سکے اس گھر سے چلی جاؤ۔۔۔۔

--- اور یہ گھر کا فرد بن کر گھر میں یہاں وہاں بھٹکنے کی ضرورت نہیں

--- سجدہ بیگم کہہ کر رکی نہیں وہاں سے چلی گئیں

اہانت وہ شرمندگی سے اس کا سر جھک گیا۔۔۔۔ اس کا دل کیا زمین پھٹے اور اس

۔۔۔۔ میں سما جائے

وہ روتے ہوئے واپس کمرے میں بھاگ گئی۔۔۔۔



اس کی آنکھ کھلی تو وہ بیڈ پر تھی رات وہ روتے روتے زمین پر سو گئی تھی۔۔۔۔
کمرہ بالکل صاف تھا۔۔۔۔ وہ اس کمرے میں بہت بار آچکی تھی اور آج ایک
بیوی کی حیثیت سے آنا وہ برداشت نہیں کر پار ہی تھی۔۔۔۔



اتنے میں دروازہ بجنے کی آواز پر وہ اٹھی اور جا کے دروازہ کھولا۔۔۔۔

تم ابھی تک ریڈی کیوں نہیں ہوئی۔۔۔۔ فری نے اسے بکھری حالت کو دیکھ کر
۔۔۔۔ کہا

ہو جاؤں گی۔۔۔۔۔ وہ کہہ کر بیڈ پر واپس بیٹھ گئی۔۔۔

اٹھو جزا سب انتظار کر رہے ہیں جلدی سے فریش ہو جاؤ۔۔۔۔۔ فری نے اسے

۔۔۔۔۔ زبردستی اٹھا کر واش روم بھیجا

تھوڑی دیر بعد وہ باہر آئی تو خلاف معمول آج وہ اور گزرا کے لائٹ پنک سوٹ
تھی۔۔۔۔۔

اس نے اپنے بال ڈرائیر سے سکھائے اور بنامیک اپ کئے دوپٹہ اٹھا کر باہر نکل
گئی۔۔۔۔۔

پیچھے سے فری اسے آوازیں دیتی رہ گئی۔۔۔۔۔ مگر اس نے ناسننا تھا ناسنا۔۔۔۔۔

سب ناشتے کے ٹیبل پر بیٹھے تھے ان میں سالار بھی شامل تھا اس نے بنا کسی کو
کوئی سلام کئے اپنی کرسی سنبھال لی۔۔۔۔

اور ناشتہ اپنی پلیٹ میں ڈالنے لگی۔۔۔۔ چہرہ بالکل اسپاٹ تھا۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ سب اس کی طرف دیکھنے لگے

۔۔۔ مگر آدم کے اشارے پر سب نے خاموشی سے ناشتہ شروع کیا

اس کی حرکت پر سالار کو غصہ تو بہت آیا مگر چپ رہا وہ کیوں اپنے مسئلے کو کمرے
میں کے باہر شو کر رہی تھی۔۔۔۔

اسے کبھی بھی چھوٹی چھوٹی باتوں کی وجہ سے فیملی کو تنگ کرنا اچھا مجھ لگا۔۔۔۔۔

----- عرش نے آس پاس نظریں دوڑائیں مگر وہ اسے کہیں نظر نہیں آئی

وہ ناشتہ کر کے اٹھا اور اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔-----

پچھلے کچھ دنوں سے اس نے دوسرے کمرے پر اپنا ڈیرہ جمایا ہوا تھا۔-----

---- وہاں سے اپنا سامان وغیرہ اٹھایا اور آفس کے لیے ل گیا

بیٹا ناشتہ ٹھیک سے کرو۔----- فروا بیگم نے اسے دونوں آلے زہر مار کر کے اٹھتے

دیکھ کر کہا۔----- مگر اسے جواب نہیں دیا اور اپنے کمرے میں چلی گئی۔-----

سب کو اس کا رویہ بہت چبھا ہاں اس کے ساتھ غلط ہوا تھا مگر اس میں کسی کا بھی

قصور نہیں تھا وہ اس کا فروا بیگم کے ساتھ ایسا رویہ کسی کو بھی پسند نہیں

آیا۔-----

فروا بیگم کی آنکھوں میں آنسو آگئے جو سالار نے غصے سے دیکھا اور وہاں سے اٹھ گیا۔۔۔۔

کمرے میں داخل ہوا تو وہ کمرے م نہیں تھی خالی کمرہ دیکھ اس کا دماغ گھوم گیا۔۔۔۔

سالار نے غصے سے ڈریسنگ ٹیبل پر موجود سامان کو زمین پر پھینکا اور بے چینی سے کمرے میں ٹہلنے لگا۔۔۔۔۔

اس کا دل کیا جا کر اس لڑکی کا گلہ دبا دے جو خود کے ساتھ ساتھ اسکا بھی تماشہ بنا رہی تھی۔۔۔۔۔

آیت جو سالار کو سب بتانا چاہتی تھی اس کو غصے میں دیکھ کر واپس چلی
گئی۔۔۔۔۔

بالاج اب اکثر اس کے ہاسپٹل کے باہر آنے لگا تھا وہ کچھ بولتا نہیں تھا مگر اس کی
نظروں سے وہ بہت خوفزدہ ہو گئی تھی۔۔۔۔۔

وہ اپنے بھائیوں کو بتانا چاہتی تھی مگر حالات ایسے ہو گئے اسے موقع ہی نہیں
ملا۔۔۔۔۔

Novelistan



جزا سارا دن اپنے کمرے میں بند رہی اسنے کسی سے بات نہیں کی۔۔۔۔۔ آدم
کے کہنے پر کسی نے بھی اس کو نہیں چھیڑا۔۔۔۔۔

عقیدت بھی اپنے کمرے سے باہر نہیں نکلی سب نے اسے بلایا مگر اس نے
طبیعت خرابی کا بول کر منع کر دیا۔۔۔۔۔

گھر کا ماحول سو گوار سا ہو گیا تھا مگر دسارے اپنے اپنے کام
پر چلے گئے تھے۔۔۔۔۔
بھابھی مجھے معاف کر دیں مجھے پتہ نہیں تھا رحمان بھائی ہمارے ساتھ ایسا کچھ
کریں گے۔۔۔۔۔

اگر مجھے پتہ ہوتا تو میں کبھی بھی اس رشتے کا زکر نہیں کرتی مجھے جزا اپنی سگی اولاد
کی طرح عزیز ہے میرا یقین کریں۔۔۔۔۔

سجدہ بیگم اور فروا بیگم رات کھانے کی تیاری کر رہے تھے۔۔۔۔ وہاں سجدہ بیگم
نے شرمندگی سے کہا۔۔۔۔

فری بھی وہاں موجود ان کی مدد کر رہی تھی۔۔۔۔

ارے سجدہ کوئی بات نہیں بس یہ نصیب میں تھا تم نے اچھا سوچا تھا تمہارا کوئی
قصور نہیں۔۔۔۔

مگر رحمان بھائی کی فیملی نے اچھا نہیں کیا۔۔۔۔۔ ان کو میرا دل معاف نہیں کر
پائے گا۔۔۔۔۔ فروا بیگم کی بات پر سجدہ بیگم ان کے گلے لگ گئی۔۔۔۔۔



اس نے کمرے میں داخل ہو کر اپنی شرٹ اور شوز اتارے تھے کہ دروازہ بجنے
لگا۔۔۔۔۔ اسے لگا سا لار ہو گا۔۔۔۔۔

اس نے جیسے ہی دروازہ کھولا۔۔۔۔۔

سامنے عقیدت کو دیکھ اسے حیرت کا جھٹکا لگا۔۔۔۔۔ رات کے بارہ بجے اس کا یوں
کمرے میں آنا عرش کے لیے کافی شاکنگ تھا۔۔۔۔۔

عقیدت کی پہلی نظر اس کے سینے پر پڑی اور نظریں اٹھا کر دیکھا تو وہ حیرت سے
اسے ہی دیکھ رہا تھا وہ شرمندگی سے ابھی مڑ کر واپس جاتی کہ عرش نے کھینچ کر
اسے اندر کیا اور دروازہ بند کر کے اس کے ساتھ لگا دیا۔۔۔۔۔

عقیدت گھبرا کر اس کے بازو پر ہاتھ رکھ گئی مگر اس سے نگاہ ملانے کی ہمت نا
۔۔۔۔۔ ہوئی اور خود کو چھڑانے کی کوشش کرنے لگی

نکاح کے بعد یہ ان کی پہلی تنہائی میں ملاقات تھی۔۔۔۔۔ اس کے گلون کی خوشبو
عقیدت کے ہواسوں پر سوار ہونے لگی۔۔۔۔۔ اس نے اپنی آنکھیں زور سے میچ
۔۔۔۔۔ لیں

۔۔۔ وہ اس سے بہت لمبا تھا اس وقت وہ صرف اس کے کندھے تک آرہی تھی

وہ سب بھول گئی کہ وہ کس لئے اس کے پاس آئی تھی۔۔۔۔ اس کا اثر اس پر اس
طرح ہو رہا تھا کہ وہ مزید وہاں رکی تھی گر جائے گی۔۔۔۔

عرش خانزادہ کی نظریں اس کی لرزتی پلکوں پر تھیں جو رقص کرتی ہوئی بہت
حسین لگ رہی تھی۔۔۔۔ وہ بھول گیا تھا اپنی ماں سے کیا وعدہ اسے یاد تھا تو بس
۔۔۔۔۔ اتنا وہ اس کے نکاح میں ہے اس کی بیوی ہے

Novelistan

پلیز ج جان جانے دیں۔۔۔۔۔۔۔ وہ اسے خود سے دور نا جاتے دیکھ
لڑکھڑاتے لہجے میں بولی۔۔۔۔۔

عرش نے اسے کھینچ کر خود کے پاس کیا اور اس کے بالوں میں سر چھپانے

لگا۔۔۔۔

عقیدت کے وجود میں سنسنی سی دوڑ گئی۔۔۔۔

دھڑکنوں کے شور میں وہ جیسے کچھ سمجھ نہیں پائی۔۔۔۔

۔۔۔۔ اسے اس قدر بے باکی کی امید عرش سے نہیں تھی

۔۔۔۔ وہ ایک سلجھا ہوا انسان تھا وہ پورا ایک مہینہ اس کے ساتھ کام کرتی رہی

لیکن عقیدت کو کبھی بھی اس کی نظروں میں گندگی نہیں دکھی تھی۔۔۔۔

آج وہ ایسی حرکتیں کیوں کر رہا تھا۔۔۔۔ اگر وہ اسے بیوی مانتا تھا تو اس طرح

نکاح کر کے لاوارث نہیں چھوڑ دیتا۔۔

اس نے ایک بار بھی مڑ کر نہیں پوچھا کہ تم کیسی ہو۔۔۔۔ اور آج وہ جب خود
اسکے کمرے میں آئی تھی تو وہ حق جمار ہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تو کیا اس کی تائی نے صحیح کہا تھا۔۔۔۔۔ یہ سوچ آتے ہی آنکھوں میں مرچیں سی
۔۔۔ بھرنے لگی

عرش اسکی سوچ سے انجان مدہوشی میں اسکی گردن میں جھکا اپنی ہونٹوں کا لمس
چھوڑنے لگا۔۔۔۔۔ عقیدت کے کانوں میں سجدہ بیگم تائی امی دونوں کی باتیں
۔۔۔۔۔ مل کر گڈ مڈ ہونے لگیں

عرش نے نے کندھے سے اس کی شرٹ کسکائی اور وہاں اپنے لب رکھنے لگا

۔۔۔۔۔

عقیدت کی آنکھیں جھٹ سے کھل گئی اور اس نے اپنا پورا زور لگا کر عرش کو
دھکا دیا۔۔۔۔

وہ جو پوری طرح مدہوش تھا اس کے یوں جھٹکنے پر ہوش میں آیا اور حیرانی سے
۔۔۔۔ اسے دیکھنے لگا

بکھرے بال گالوں پر آنسوؤں کے نشان گردن سے کھسکی ہوئی شرٹ
۔۔۔۔ اسے خود پر افسوس ہوا اور اپنا رخ موڑ لیا۔۔۔۔

می۔۔۔ میں۔۔۔ تیار ہو۔۔۔ عقیدت کی بات پر اس نے حیرت سے مٹ کر
اسے دیکھا۔۔۔۔

جو اپنا دوپٹہ اتار کر پھینک چکی تھی۔۔۔۔

عرش حیرانگی سے اسے دیکھنے لگا وہ کیا سمجھ رہی تھی اور کیوں کر رہی تھی
۔۔۔۔

--- کس بات کے لئے تیار ہو تم۔۔۔۔۔ وہ سیدھا آپ سے تم پر آگیا تھا
جو جو آپ چاہتے ہیں۔۔۔۔۔ مگر اس کے بعد آپ مجھے طلاق دے دیں گے اور
اس گھر سے جانے دیں گے۔۔۔۔۔

وہ جس قدر ڈھٹائی سے بولی تھی۔۔۔۔۔ عرش کا دل کیا اس منہ لال کر دے
۔۔۔۔۔ وہ اسے کیا سمجھ رہی تھی

وہ جارحانہ تیور لئے اس کی طرف بڑھا اور اس کا منہ دبوچ لیا۔۔۔۔۔ اس کے
ہاتھوں میں اتنی سختی تھی۔۔۔۔۔ عقیدت کو لگا اس کا جبرٹاٹوٹ جائے گا۔۔۔۔۔

عقیدت نے اس کے ہاتھ پر مارنا چاہا۔۔۔۔۔

سمجھ کیار کھا ہے مجھے میں حوس کا مارا ہوں جو تمہارے جسم کو استعمال کرنے کے
لیے تم سے نکاح کیا اور جب استعمال کریا تو چھوڑ دوں گا۔۔۔ بے غیرت ہوں
۔۔۔۔ میں۔۔۔۔ بولو۔۔۔۔ کس نے اتنا زہر بھرا ہے تمہارے اس دماغ میں

عرش نے انگلی اس کے ماتھے مارتے کہا۔۔۔۔
اتنا پولائٹ دکھنے والے عرش خانزادہ کا یہ روپ تو وہ سوچ بھی نہیں سکتی
تھی۔۔۔۔

Novelistan

۔۔۔۔ درد اور گھبراہٹ سے اس کے آنسو آنکھوں سے بہنے لگے

تم ہر میرا حق ہے۔۔۔۔۔ میں جب چاہوں تمہارے قریب آسکتا ہوں۔۔۔۔۔
اس کے لیے مجھے تمہاری یا کسی کے اجازت کی ضرورت نہیں۔۔۔۔۔

اگر تمہیں ٹائم دے رہا ہوں تو صرف اس بات کو ایکسپٹ کرنے کے لیے کیونکہ
مجھ سے آزادی تو تمہیں مر کر بھی نہیں ملے گی۔۔۔۔۔

دوبارہ اگر طلاق کا نام لیا تو تمہاری زبان کھینچ لوں گا سمجھی۔۔۔۔۔

Novelistan

عرش نے اپنا غصہ اس پر نکال کر دور جھٹکا۔۔۔۔۔

وہ گرتے گرتے بچی ایک نظر اس پر ڈال کر بنا اپنا دوپٹہ اٹھائے بھاگتی ہوئی نکل
گئی۔۔۔۔۔

عرش کو لگا وہ پاگل ہو جائے گا وہ اتنا غلط کیسے سوچ سکتی اس کے بارے میں

----- وہ واش روم میں جا کر ٹھنڈے پانی کے شاور کے نیچے کھڑا ہو گیا

----- وہ اس کے لیے یہاں اپنی ماں سے کر رہا تھا

وہ بجائے اسے سمجھنے کے خود اس سے جان چھڑانا چاہتی تھی۔۔۔۔۔

یہ بات عرش جیسے دھیمے مزاج کے شخص کو غصہ دلانے کے لئے کافی تھی۔۔۔۔۔

وہ اس کی پہلی نظر کی محبت تھی اسے اس کی پاکیزگی اور حیا پسند آئی تھی اور آج

----- وہ کیسے اسے ایک حسن پرست شخص سمجھ کر اپنا جان پیش کر رہی تھی

---- صرف آزادی کے لیے

وہ عقیدت کو بہت اچھے سے سمجھ گیا تھا اسے یقین تھا یہ سب اس نے کسی کی
باتوں کی وجہ سے کیا ہو گا۔۔۔۔۔

مگر کیا وہ عرش کو نہیں جانتی تھی کیا وہ اسے ایک ایسا انسان سمجھتی تھی جو صرف
جسم کا بھوکا ہو۔۔۔۔۔



وہ کافی دیر تک انتظار کرتا رہا مگر ایک بجنے ہر بھی وہ کمرے میں نہیں آئی تو وہ
اپنے کمرے سے نکل کر جزا کے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔۔۔۔۔

دروازہ لاک تھا مگر سامنے بھی سالار خان زادہ تھا جسے ایسے کام میں مہارت
حاصل تھی اس نے ایک پن کی مدد سے لاک کھولا اور کمرے میں داخل
ہو گیا۔۔۔۔۔

Novelistan

جزا پورے شان سے اپنے بیڈ پر لیٹی تھی نیند میں تھی۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ وہ قدم قدم چلتا اس کے پاس گیا

۔۔۔۔۔ اور اسے اپنے بازوؤں میں اٹھا کر کمرے سے نکل گیا

خود کو نیند میں ہواؤں میں محسوس کر کے اس نے جھٹ سے آنکھیں کھولیں تو
وہ خود کو سالار کے بازوؤں میں پایا۔۔۔۔

گھٹیا انسان چھوڑ مجھے نیچے اتارو۔۔۔۔ وہ چیختی تھی۔۔۔۔

۔۔۔۔ آدھی رات کو اس کا یوں بنا ڈرے چیخنا سالار کو ایک آنکھ نہیں بھایا تھا

Novelistan

اب آواز نہیں آئی چاہیے تمہاری۔۔۔۔ سالار سرد لہجے میں بولتا اپنے کمرے
میں داخل ہوا اور اسے بیڈ پر اتار۔۔۔۔

جزاغصے میں اس تک آئی اور اس کے سینے پر مکے برسانے لگی۔۔۔۔

---- تمہاری ہمت کیسے ہوئی مجھے اٹھانے کی

سالار نے ایک نظر اسے دیکھا۔۔۔ بلیک کلر کے نائٹ سوٹ پہنے وہ بہت کیوٹ
--- لگی رہی تھی

سالار نے اس کے ہاتھ تھام لئے اور کھینچ کر اسے پاس کیا اور اس کے ہونٹوں پر لب
جمائے اپنی تشنگی مٹانے لگا۔۔۔۔۔

اس نے سالار کی پیٹھ پر ناخن گاڑھے مگر وہ پھر بھی دور نہیں ہوا۔۔۔۔ جب اپنی
ہر کوشش ناکام ہوتی لگی تو اس نے خود کو ڈھیلا چھوڑ دیا۔۔۔۔

سالار کو جب لگا وہ سانس نہیں لے رہی۔۔۔۔ تو وہ آرام اس سے دور ہوا۔۔۔۔

جزانے اسکی طرف نہیں دیکھا اور خاموشی سے جا کر بیڈ پر لیٹ گئی۔۔۔۔
آئینہ ہمارا جو بھی مسئلہ ہو تم اس کمرے کے باہر نہیں لے کر جاؤ گی۔۔۔۔
سالار نے اس کی طرف دیکھ کر کہا جو کروٹ کے بل لیٹ کر آنکھیں موند چکی
تھی۔۔۔۔

لیکن اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔۔۔۔
سالار نے بھی اسے تنگ نہیں کیا اور دوسری طرف آکر لیٹ گیا۔۔۔۔ اس
کے لیٹتے ہی جزا کے کب سے رکے ہوئے آنسوؤں بہہ نکلے۔۔۔۔

انسان کتنا بے بس ہو جاتا ہے بس ایک فیملی کی عزت کے لیے اور اس فیملی کی
عزت کو برقرار رکھنے کے لیے اسے اپنی عزت نفس اور آنا کو مارنا پڑتا
ہے۔۔۔۔

اگر اس کے بس میں ہوتا تو وہ اپنی جان دے دینا بہتر سمجھتی سالار خانزادہ کے
نکاح میں جانے سے پہلے۔۔۔۔

وہ کمزور تو نہیں تھی وہ کیوں اتنی بے بس ہوئی۔۔۔۔

اسے اس پل سب سے نفرت محسوس ہوئی۔۔۔۔



سالار اس کی طرف کروٹ لے کر لیٹا تھا مگر جزا کی اس کی طرف پیٹھ

تھی۔۔۔۔۔

اپنے کمرے میں یہ اضافہ اسے اچھا لگ رہا تھا۔۔۔۔ اور تھوڑی دیر پہلے جو سکون

اسے ملا تھا وہ سوچ کر ہی چہرے پر مسکراہٹ بکھر گئی۔۔۔۔۔

--- وہ جانتا تھا اس نے جزا کے ساتھ غلط کیا تھا

مگر اب تو سب ٹھیک ہو گیا تھا اب وہ کیوں سب بھول کر خود کو نارمل نہیں کر
---- رہی تھی

ماضی----



--- بچپن سے لے کر جوانی تک ہی جزا سب سے زیادہ سالار کے قریب رہی

اس نے ایک بار فروا بیگم اور شاہین بیگم کو کہتے سنا تھا۔۔۔ کہ جزا سالار کی دلہن

بنے گی بچپن سے ہی یہ بات اس کے کچے زہن میں بیٹھتی چلی گئی۔۔۔

اور جیسے جیسے وہ جوانی کی دہلیز پر قدم رکھتی گئی۔۔۔

یہ پسندیدگی محبت میں بدل گئی۔۔۔۔

ایک بار اسے کچھ لڑکوں نے چھیڑا تھا جس پر سالار نے اس کے سامنے ان
لڑکوں کی بہت دھلائی کی تھی اور اسے سکھایا تھا کہ اپنی حفاظت کیسے کرنی
ہے۔۔۔۔

۔۔۔۔ اور یہ بھی بتایا تھا کہ بات جب عزت پر آجائے کوئی معافی نہیں

سالار کا اس کا خیال رکھنا۔۔۔ کہیں نا کہیں اس معصوم کے دل میں یہ بات ڈالتا
تھا کہ سالار بھی اسے پسند کرتا ہے۔۔۔۔

----- وہ اٹھارہ سال کی تھی اور سالار ستائیس سال کا

وہ اپنے کالج کی گریڈ کے ساتھ لنچ پر آئی تھی۔۔۔۔۔

جزا تمہاری بریسلٹ تو بہت پیاری ہے۔۔۔۔۔ از کی دوست نے تعریف کی تو

ایک مسکراہٹ اس کے چہرے پر پھیل گئی۔۔۔۔۔

یہ بریسلٹ اسے سالار نے اس کی برتھڈے پر گفٹ کیا تھا۔۔۔۔۔

تھینک یو ریا۔۔۔۔۔ اس نے شکریہ ادا کیا۔۔۔۔۔

ابھی اس نے دوسرا نوالہ منہ میں ڈالا ہی تھا کہ پیچھے سے کسی کے کھکھلاہٹ کی

آواز آئی اس کھکھلاہٹ میں کسی اور شخص کی آواز بھی شامل تھی۔۔۔۔۔

اس نے جھٹکے سے مڑ کر دیکھا تو وہ سالار خان زادہ تھا جو ایک لڑکی کے ساتھ کافی
کلوز بیٹھا مسکرا کر بات کر رہا تھا۔۔۔

اور وہ لڑکی بات بات پر اس کے ہاتھ پر ہاتھ مار رہی تھی یہ سب دیکھ اسے اپنے
اندردرد کی ایک ٹھیس سی اٹھتی محسوس ہوئی۔۔۔

آنکھوں میں ڈھیر سارا پانی جما ہو گیا۔۔۔
۔۔۔ وہ غصے میں اس کے ٹیبل پر پہنچی

اٹھو یہاں سے۔۔۔۔۔ وہ خونخوار نظروں سے دونوں کو گھورتے ہوئے اس
لڑکی سے بولی۔۔۔

---- سالار نے حیرانگی سے جزا کا لہجہ دیکھا

جزا تم یہاں کس کے ساتھ آئی۔۔۔۔ سالار نے اس سے پوچھا مگر وہ جواب
دینے کے بجائے اس لڑکی کو نفرت سے دیکھنے لگی۔۔۔۔

سالار تم جانتے ہو اسے کون ہے یہ کیا تمہاری بہن ہے۔۔۔۔۔



فاطمہ جو سالار کی یونیورسٹی فرینڈ تھی اس نے پوچھا۔۔۔

جزا کے تو سر پر لگی اور تلوؤں پر بجھی۔۔۔

وہ غصے سے ایک قدم اور قریب گئی۔۔۔

Stay away from Salar because he is only mine.

وہ چبا چبا کر اس لڑکی کی آنکھوں میں دیکھ کر بولی۔۔۔۔

سالار خانزادہ تو اس کے الفاظ پر اپنے قد سے ہل گیا۔۔۔

جزا کیسے اس کے لئے اس طرح کے الفاظ استعمال کر سکتی ہے۔۔۔۔

Novelistan

ضرور اس نے غلط سنا ہو گا۔۔۔ اس نے جزا کا ہاتھ پکڑ کر

اپنے سامنے کیا۔۔۔۔۔

کیا کہا تم نے دوبارہ کہو۔۔۔۔۔ اسے پوری امید تھی کہ اس نے غلط

سنا ہو گا۔۔۔۔۔

آپ بس میرے ہیں میں آپ کے ساتھ کسی بھی لڑکی کو برداشت نہیں کرونگی

وہ اس سے نظریں ملائے پورے اعتماد سے بولی۔۔۔۔

اپنی بکو اس بند کرو دماغ ٹھیک ہے تمہارا۔۔۔۔ اس کا دل کر رہا تھا دور کھ کے
۔۔۔۔ اس گال پر تھپڑ لگائے

۔۔۔۔ اس نے سختی سے جزا کا ہاتھ پکڑا اور کھینچتے ہوئے باہر لے آیا

گاڑی کا دروازہ کھول کر اسے اندر پھٹکا اور گاڑی اسٹارٹ کر دی۔۔۔

اسٹیرنگ پر اس کے ہاتھ سختی سے جمے تھے۔۔۔

ہالف سیلیوزٹی شرٹ سے اس کے بازوؤں کے ابھری ہوئی نسیمیں واضح نظر
آ رہے تھے۔۔۔

جزا کی سمجھ میں اس کا غصہ نہیں آیا۔۔۔ وہ دروازے سے لگ کر خوفزدہ نگاہوں
سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔

اس نے گھر کے باہر گاڑی روکی اور بنا اس کی طرف دیکھے اسے گاڑی سے نکل
جانے کا کہا۔۔۔۔

جزانے موقع غنیمت جانا اور گاڑی سے اتر کر اندر بھاگ گئی۔۔۔

آج دو دن ہو گئے تھے مگر سالار گھر نہیں آیا تھا۔۔۔۔ وہ ہر طرف بھولائی
بھولائی پھر رہی تھی۔۔۔۔



وہ چاہ کر بھی اپنی غلطی نہیں ڈھونڈ پارہی تھی۔۔۔

پورچ میں اس کی گاڑی رکنے کی آواز پر وہ بھاگتی ہوئی گئی۔۔۔

اس کو دیکھ کر سالار کو دوبارہ وہی سب یاد آگیا۔۔۔۔۔ غصے سے اس کی رگیں تن
۔۔۔ گئیں وہ اسے نظر انداز کئے آگے بڑھنے لگی

سالار آپ آگئے۔۔۔۔۔ وہ خوشی سے اس کے پاس آئی۔۔۔۔۔
بچپن سے ہی وہ اسے سالار بولتی تھی مگر پیار پیار میں کبھی کسی نے ٹوکا نہیں

Novelistan

اس کی تو تلی زبان سے سالار اتنا اچھا لگتا تھا کہ اکثر تو عرش بھی اس سے فرمائش
کرتا تھا کہ اسے بھی نام لے کر پکارے۔۔۔۔۔

آج اس کے منہ سے سالار لفظ ہی اسے ہتھوڑے کی طرح لگا۔۔۔۔

آئندہ میرے راستے میں مت آنا سمجھی ورنہ تمہارے ٹکڑے کر کے جانوروں کو
کھلا دوں گا۔۔۔۔

وہ اسے وارن کرتا اپنے روم میں بند ہو گیا۔۔۔

پورے دو مہینے ایسے ہی گزر گئے۔۔۔ وہ اس کے سامنے بہت کم آتا تھا اگر آ بھی
جاتا تو اگنور کر دیتا تھا۔۔۔۔

سب نے ان کے بیچ کی رنجش محسوس کی تھی لیکن کسی نے بھی کچھ نہیں
۔۔۔۔ کہا۔۔۔۔ سب کا ماننا تھا سالار ضرور جزا کی کسی غلطی پر ناراض ہوا ہو گا

۔۔۔۔۔ بڑی امی میں شادی کرنا چاہتا ہوں اپنی کلاس فیلو سے

سالار نے فروا بیگم سے کہا۔۔۔

پہلے تو وہ کچھ دیر خاموش رہی۔۔۔۔۔ کیونکہ سالار اور جزا کو ساتھ دیکھنا

شاہین بیگم اور فروا بیگم دونوں کی خواہش تھی۔۔۔۔۔

مگر بچوں کی خواہش کے خلاف جا کر کچھ بھی کرنا ان کو پسند نہیں تھا۔۔۔۔۔

ٹھیک ہے بیٹا آپ مجھے اور اپنی چھوٹی امی کو اس بچی کے گھر لے کر جانا تاکہ ہم

رشتہ مانگ سکے۔۔۔۔۔ وہ ایک گہری سانس لے کر بولی۔۔۔۔۔

۔۔۔۔ انہیں دکھ ضرور ہوا تھا مگر زبردستی رشتے نہیں بنتے

جزا جو امی کے کمرے میں آئی تھی دروازے سے ان کی باتیں سنتے ہی روتے
ہوئے واپس بھاگ گئی۔۔۔۔

وہ میرے ساتھ ایسا کیسے کر سکتے ہیں وہ تو مجھ سے محبت کرتے ہیں وہ سب سے
۔۔۔۔ زیادہ مجھے پیار دیتے ہیں

وہ اپنے کمرے میں اندھیرے میں بیٹھے رو رہی تھی۔۔۔۔

وہ ضرور مجھ سے ناراض ہونگے کیونکہ میں نے ریسٹورنٹ میں آسن کی فرینڈ سے
۔۔۔۔ بد تمیزی کی

میں انہیں منالوں گی۔۔۔۔ وہ یہ سب مجھے جلانے کے لئے کر رہے ہیں میں
جانتی ہوں۔۔۔۔ مگر میں ان کو منالوں گی۔۔۔۔

۔۔۔۔ وہ دل میں ارادہ کئے اٹھی اور سالار کے کمرے کی طرف بڑھ گئی

دروازہ کھلا تھا وہ بنا دستک دیئے اندر چلی گئی۔۔۔۔۔

Novelistan

سالار جو لیپ ٹاپ پر کوئی کام کر رہا تھا اس کی حالت دیکھ کر پریشان ہو گیا

۔۔۔۔

ہاں وہ اس سے ناراض تھا مگر اس نے کبھی آیت اور جزا میں فرق نہیں کیا
تھا۔۔۔۔۔

اس لیے اسے روتے دیکھ اس کی سانس سینے میں اٹک گئی وہ سب بھول گیا تھا جزا
۔۔۔۔۔ کی حرکت اپنی ناراضگی سب

۔۔۔۔۔ وہ جلدی سے اس کے پاس آیا۔۔۔۔۔ اور اس کو تھام کر بیڈ پر بٹھایا

اور خود گھٹنوں کے بل اس کے سامنے بیٹھ گیا۔۔۔۔۔

کیا ہوا میری گڑیا کو کیوں رو رہی ہو۔۔۔۔۔ کسی نے کچھ کہا کیا۔۔۔۔۔ وہ بہت

پریشانی سے اس سے پوچھنے لگا۔۔۔

جزا بتاؤ گی مجھے کیا ہوا ہے۔۔۔۔۔ اسکی مسلسل خاموشی اور

--- اس قدر شدت سے رونے پر وہ غصے سے دھاڑا تھا

آپ--- آپ--- آپ--- کی کیسے کسی اور سے شادی کر سکتے ہیں

--- اس کی ہچکیاں پورے کمرے میں گونج رہی تھیں

چہرہ خطرناک حد تک سرخ ہو چکا تھا۔

اس میں رونے والی کیا بات ہے۔۔۔۔ وہ سرد لہجے میں بولا۔۔۔۔

اتنی دیر سے جو پریشانی تھی اب اس کی جگہ غصے نے لے لی تھی۔۔۔۔

دیکھو آدم بھائی کی بھی تو شادی ہو رہی ہے نا کچھ دنوں میں تو میری بھی ہو جائے

گی۔۔۔۔

اس میں رونے والی کوئی بات نہیں ریلکس چلو جاؤ فریش ہو کر آرام کرو۔۔۔۔

ہم تینوں ہمیشہ تمہارا ویسے ہی خیال رکھیں گے جیسے ہمیشہ رکھا۔۔۔۔۔

سالار نے اسے بھیجنا چاہا۔۔۔۔۔

کیونکہ کہیں نا کہیں نہیں سالار کو لگتا تھا کہ جزا بس اس بات سے ڈر رہی ہے کہ

۔۔۔۔۔ کہ کہیں وہ کسی اور کے آنے سے اسے بھول نا جائے

آپ کی کیسے کسی اور سے شادی کر سکتے۔۔۔۔۔ آپ اپنی امی سے کہہ لیں کہ

۔۔۔۔۔ آپ مجھ سے شادی کرنا چاہتے ہیں

اس نے سالار کا ہاتھ تھام کر کہا۔۔۔۔۔

اس کی باتیں سن کر سالار کو اپنے سر پر پہاڑ گرنا ہوا لگا۔۔۔۔۔

۔۔۔۔ وہ کیسے اس طرح کی باتیں کر سکتی تھی

وہ کچھ اور سمجھ رہا تھا۔۔۔ مگر جزا کے لفظوں نے اسے خود کی نظروں میں گرا دیا

تھا۔۔۔۔۔

ک کیا مطلب ہے تمہاری بات کا۔۔۔۔۔ اس کی زبان لڑکھڑائی تھی
۔۔۔۔۔ اسے اب بھی لگ رہا تھا وہ کہہ دے گی۔۔۔ میں تو مزاق کر رہی تھی

۔۔۔۔

مگر جزا کی حالت اسے چیخ چیخ کر سچائی بتا رہی تھی جسے وہ اپنے جھوٹے دلائل سے
کب سے اگنور کر رہا تھا۔۔۔۔

آپ مجھ سے محبت کرتے ہیں نا۔۔۔۔م میں بھی آپ سے محبت کرتی ہوں تو
آپ آپ ام می سے ہماری شادی کی بات کریں۔۔۔۔۔

وہ جس کچھ اور سننے کے انتظار میں تھا۔۔۔۔حیرانگی سے بے یقینی سے اسے "
دیکھنے لگا۔۔۔۔

وہ غم و غصے سے اسے دیکھنے لگا۔۔۔۔۔جو اس کی حالت سے بے خبر اپنی بات
بتاتے روئے جارہی تھی۔۔۔۔۔

نکلو یہاں سے۔۔۔۔۔ وہ اتنی زور سے دھاڑا کہ اگر آدم اور عرش گھر پر ہوتے تو
۔۔۔ ضرور وہاں آجاتے

کیونکہ صرف ان تینوں کے روم ہی اوپر اس سائیڈ تھے باقی سب کے نیچے
تھے۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ اس کی دھاڑ پر جزانے منہ پر ہاتھ رکھ کر اپنی چیخ کا گلا گھونٹا
خوف سے اس کی آنکھیں پھیل گئی تھیں۔۔۔۔۔
مگر وہ ایک قدم بھی اپنی جگہ سے نہیں ہلی اسے لگا وہ اس کمرے سے نکلی تو وہ اپنی
دوست سے شادی کر لے گا۔۔۔۔۔

اور وہ سالار کو کسی قیمت پر نہیں کھونا چاہتی تھی۔۔۔۔۔

تمہیں میری بات سمجھ میں آرہی ہے۔۔۔ دفع ہو جاؤ یہاں سے۔۔۔۔۔ سالار
نے اسے ایک جگہ ٹکے دیکھ کر کہا۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ لیکن میں آپ سے پیار کرتی ہوں پلیز میرے ساتھ ایسا مت کریں
وہ روتے روتے بیٹھ گئی۔۔۔۔۔

سالار کا دل کیا اس کے ساتھ ساتھ خود کو بھی شوٹ کر دے۔۔۔۔۔ جو اس کے
اور اپنے رشتے کا مزاق بنا رہی تھی۔۔۔۔۔

اس نے ہمیشہ اسے ایک بہن ہی سمجھا تھا۔۔۔۔۔
اور اس طرح کی گھٹیا سوچ اس کے ذہن میں کیسے آسکتی تھی۔۔۔۔۔

اس وقت اسے شدید نفرت محسوس ہوئی جزا سے۔۔۔۔۔

میں آپ سے پیار کرتی ہوں۔۔۔۔۔ پلیز مجھے شادی کر لیں۔۔۔۔۔ وہ لڑکی اس
۔۔۔۔۔ کے سامنے دوزانوں بیٹھی اپنی محبت کی بھیک مانگ رہی تھی

وہ بے حس بنا سے دیکھتا رہا دو قدم چلتا اس کے پاس آیا اور جھکا اس لڑکی کا بازو
پکڑ کر اٹھایا۔۔۔۔۔

تم اگر دنیا کی آخری لڑکی بھی ہوئی تب بھی میں تم جیسی لڑکی سے شادی کبھی
نہیں کروں گا۔۔۔ اس کی آنکھوں میں سامنے موجود لڑکی کے لیے حقارت کے
----- سوا کچھ نہ تھا

اس وقت اس کا بس ناچلا وہ جزا کو آگ لگا دے۔۔۔۔

مگر میں آپ-----چہرے پر پڑنے والے تھپڑ نے اس کی بولتی بند
کردی تھی۔۔۔۔
Novelistan
وہ اسے کھینچتے ہوئے باہر لایا اور اس کے منہ پر دروازہ دھاڑ کی آواز سے بند
کیا۔۔۔۔

وہ خالی خالی نظروں سے گال پر ہاتھ رکھے بند دروازے کو دیکھنے لگی۔۔۔

اور کسی روبوٹ کی مانند چلتی ہوئی اپنے کمرے میں آکر بیڈ پر ڈھے گئی۔۔۔۔

تم اگر دنیا کی آخری لڑکی بھی ہوئی تب بھی میں تم جیسی لڑکی سے شادی کبھی
نہیں کروں گا۔۔۔

بار بار ایک یہی جملہ اس کے کانوں میں گونجنے لگا۔۔۔۔

۔۔۔۔ آنسو آنکھوں سے نکل کر بالوں میں میں جذب ہونے لگے

اس کے جانے کے بعد سالار نے غصے سے اپنا پورا کمرہ تہس نہس کر دیا۔۔۔۔

وہ کیوں ایسی باتیں کر رہی تھی۔۔۔ کیا وہ اسے پسند کرتی تھی۔۔۔ گر
کیوں۔۔۔ وہ تو ہمیشہ اسے چھوٹی بہن سمجھتا تھا۔۔۔ تو اس طرح کی گھٹیا سوچ
اس کے ذہن میں آئی کیسے۔۔۔

۔۔۔ غموں غصے سے اس کا سر پھٹ رہا تھا
آج وہ اپنی ہی نظروں میں گر گیا تھا۔۔۔ اس کا کونسا عمل جزا کو یہ سوچنے پر
مجبور کر گیا وہ۔ سمجھ نہیں پا رہا تھا۔۔۔

اس نے تو ہمیشہ ایک بچی کی طرح اسے ٹریٹ کیا تھا کیونکہ وہ گھرم سب سے
چھوٹی تھی۔۔۔

۔۔۔ آنکھ سرخ انگار ہو گئیں تھیں



خانزادہ مینشن میں ناشتے کی اشتہا انگیز خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔۔۔۔

جزا کا رویہ بھی اب گھر والوں کے ساتھ نارمل ہو گیا تھا۔۔

جزا اور سالار دونوں ایک کمرے میں رہتے ہوئے بھی اجنبی کی طرح تھے
۔۔۔۔ سالار بھی اسے چھیڑنے سے گریز کرتا تھا کیونکہ اس کے پھٹنے پر پورا

گھر متاثر ہوتا تھا۔۔۔۔

عقیدت بھی کوشش کرتی تھی کہ وہ سجدہ بیگم کے سامنے کم آئے وہ سب سے
منتیں کر کے آیت کے کمرے میں شفٹ ہو گئی تھی۔۔۔۔

عرش بھی کسی میٹنگ کی وجہ سے پچھلے تین ہفتے سے آؤٹ آف کنٹری
تھا۔۔۔۔

سجدہ بیگم سے اس کا سامنا ہونے کے برابر تھا لیکن اگر کبھی وہ دیکھ بھی لے تو
۔۔۔۔ چپ کر نکل جاتی تھی

وہ اپنی وجہ سے کسی کا موڈ خراب نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔۔۔

اس نے اپنی ایک دوست سے رابطہ کیا تھا آیت کے فون سے وہ ایک دو دن میں یہاں سے جانے کا سوچ چکی تھی۔۔۔۔

امی دیکھیں منت نے مجھے ماما کہا۔۔۔ شفا کی پر جوش آواز سن کر سب اس کی
 --- طرف متوجہ ہوئے



جولاؤنج میں منت اور آیت کے ساتھ بیٹھے کھیل رہی تھی۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ اب ہلکا ہلکا چلنا شروع کیا تھا اس نے

۔۔۔۔۔ منت مہما بولو۔۔۔۔۔ شفا سے پیار سے بہلانے لگی

وہ پہلے صرف مم کہتی تھی آج اس نے صاف مم کہا تھا اور اس کی خوشی کا کوئی
ٹھکانہ نہیں تھا۔۔۔۔

مما۔۔۔۔ وہ کہنے کے بعد کھکھلا کر اپنی ماں کے سینے میں سر چھپا گئی۔۔۔

جزا کو یہ منظر اتنا خوبصورت لگا اس نے جلدی سے وڈیو بنا کر آدم کے نمبر پر سینڈ
کر دی۔۔۔۔

منو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پھپھو بولو اب۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ آیت اس کے پاس بیٹھ کر اس سے
بولی۔۔۔۔

مگر منت اپنی ماں کے سینے سے سر نکالنے کو تیار ہی نہیں تھی وہ۔۔۔ ایک شرمیلی
بچی تھی۔۔۔

میری منو صرف اپنی ماما کی بات مانے گی۔۔۔۔ اس کی حرکت پر شفا نے آیت
کو زبان چڑا کر کہا۔۔۔۔

۔۔۔۔ سب اس کی حرکت پر مسکرا دیئے
عقیدت اچھی لڑکی ہے۔۔۔۔۔ فروا بیگم کی بات پر سجدہ نے ان کی طرف
دیکھا۔۔۔۔۔

تم اسے قبول کرنے کی کوشش تو کرو وہ انشاء اللہ وہ ایک اچھی بہو ثابت
ہوگی۔۔۔۔۔

بھابھی میں آپ کی بہت عزت کرتی ہوں۔۔۔۔۔ اس لڑکی کی وجہ سے میں
۔۔۔۔۔ آپ سے بحث نہیں کرنا چاہتی پلیز مجھے سمجھیں

سجدہ بیگم کی بات پر وہ خاموش ہو گئی۔۔۔۔۔
Novelistan



۔۔۔۔۔ سر کوئی تارا ملک نام کی عورت آپ سے ملنے آئی ہیں

۔۔۔۔ وہ جزا کی بھیجی گئی ویڈیو دیکھ کر مسکرا رہا تھا

وہ جو شادی سے دور بھاگنے والا اب ہر پل اس پیاری لڑکی کے خیالوں میں رہنے

لگا۔۔۔۔۔

وہ لڑکی دن بدن اسکے دل میں گھسی جا رہی تھی۔۔۔۔۔

۔۔۔۔ اور جب وہ منت کی وجہ سے اس سے ناراض ہوتی تھی

اس کا دل کرتا تھا بس اس کو خود میں سمالے۔۔۔۔۔

وہ سگی ماں سے بڑھ کر منت کو چاہتی تھی۔۔۔۔۔

الطاف کی بات پر اس کی طرف دیکھا اور اسے اندر بھیجنے کو کہا۔۔۔۔۔

تقریباً دس منٹ بعد لگ بس چالیس کے قریب ایک عورت اس کے آفس میں
داخل ہوئی۔۔۔

جس نے سادہ سالان کا سوٹ پہن رکھا تھا۔۔۔۔۔

چہرے پر پریشانی واضح تھی۔۔۔۔۔



Novelistan

جی بیٹھیے آدم خانزادہ نے چیئر کی طرف اشارہ کیا تو وہ بیٹھ گئی۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ جی کہئیے محترمہ میں آپ کی کیا مدد کر سکتا ہوں

جی میرا نام تارا ملک ہے۔۔۔۔۔ اور میں اپنا پارلر چلاتی ہوں۔۔۔

میری ایک بیٹی ہے جو پچھلے دو مہینے سے گم ہو گئی ہے وہ کہیں نہیں مل رہی۔۔۔۔

اس عورت نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔۔۔۔

آپ نے کسی تھانے میں کمپلین کی کوئی۔۔۔ آدم نے سنجیدگی سے کہا۔۔۔

نہیں سر جواں بیٹی ہے اگر اس کے منگیترا کو پتہ چلا تو رشتہ ختم کر دے گا۔۔۔۔۔
۔۔۔ لوگ طعنے دیں گے میں نے اپنے طور پر ہر جگہ ڈھونڈ لیا مگر وہ مجھے نہیں ملی

میں مجبور ہو کر آپ کے پاس آئی ہوں۔۔۔۔۔ پلیز میری مدد کریں۔۔۔۔۔ اس

عورت نے روتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

آدم کو افسوس ہوا۔۔۔۔

کوئی پکچر ہے ان کی آپ کے پاس۔۔۔۔ آدم کے پوچھنے پر جو تصویر اس عورت
نے اس کی طرف بڑھائی آدم کو لگا کوئی پہاڑ اس کے سر پر آگرا ہو۔۔۔۔۔

وہ ابھی گھر جانے کے لئے ہسپٹل سے نکلی تھی۔۔۔۔ کہ کسی نے اسے کھینچ کر
دیوار سے لگایا۔۔۔۔

یہ پارکنگ ایریا تھا دور دور تک کوئی نہیں تھا اس کی دوست نے اس کو گھر چھوڑنا
تھا اس لیے وہ پارکنگ میں اس کا انتظار کرنے آئی تھی۔۔۔۔

مگر بالاج کو دیکھ کر ڈر سے اس کی آنکھیں پھٹ گئی تھی۔۔۔۔

ہیلو پیاری لڑکی۔۔۔۔ لگتا ہے مجھ سے چھپنے لگی ہو۔۔۔۔

مگر تم جانتی نہیں بالاج شاہ کی نظروں سے بچنا ممکن ہے۔۔۔۔۔
وہ اس کے چہرے ہر انگلی پھیرتے ہوئے بولا۔۔۔۔۔ یہ اس کا پسندیدہ عمل تھا

مگر اس کی یہ حرکت آیت کو انتہائی ناگوار گزرتی تھی اسے اپنے جسم میں
چیونٹیاں رینگتی محسوس ہوئی۔۔۔۔۔

کون ہو آپ کیا بگاڑا ہے میں نے آپ کا کیوں میرا پیچھا نہیں چھوڑ
رہے۔۔۔۔۔ وہ آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو لئے بولی۔۔۔۔۔

وہ ٹھیک سے پڑھائی پر بھی فوکس نہیں کر پار ہی تھی۔۔۔۔۔
گھر سے نکلتے ہوئے ہر وقت ڈر لگا رہتا تھا۔۔۔۔۔

مارش میلو بہت پسند ہے مجھے۔۔۔۔۔۔۔۔ آیت کو دیکھ کر شرارت سے اپنی آنکھ و نک کر کے بولا۔۔۔

اس کی بات آیت کے کے سر سے گزر گئی۔۔۔۔۔

میں آپ کے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں۔۔۔ اگر مجھے کوئی غلطی ہوئی ہے
تو۔۔۔ مجھے معاف کر دیں اور میرا پیچھا چھوڑ دیں۔۔۔ وہ غصے سے اسے دھکا
دیتی بولی تھی۔۔۔۔۔

مالاج شاہ کو اس کا دور جھٹکنا بہت برا لگا تھا۔۔۔۔۔

وہ غصے میں اس کی طرف بڑھا اور اس کا بازو جھکڑ کر اس پر جھکا۔۔۔۔۔

آئندہ اپنے ہاتھوں کو قابو میں رکھنا۔۔۔۔۔ ورنہ ان ہاتھوں کو جھڑ سے کاٹ کر
پھینکنے میں وقت نہیں لگاؤں گا۔۔۔۔۔ وہ سرد لہجے میں بولا۔۔۔۔۔

اور وہاں سے نکلتا چلا گیا۔۔۔۔۔
پیچھے وہ روتی ہوئی وہاں بیٹھ گئی۔۔۔۔۔



وہ جب سے آیا تھا گہری سوچ میں تھا۔۔۔۔

وہ شفا کے ابو کے قاتل کو گرفتار کر چکا تھا۔۔۔۔ اور کورٹ میں شفا کو گواہی
دینی تھی۔۔۔۔

مگر وہ جانتا تھا وہ بہت معصوم اور ڈرپوک ہے اس لیے وہ ابھی اس کو ان سب
سے دور رکھ رہا تھا۔۔۔۔

۔۔۔۔ اور آج جو کچھ تھانے میں ہوا وہ اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا



آپ کی چائے۔۔۔۔؟؟

شفا کی آواز پر اس نے چونک کر دیکھا۔۔۔۔ کالے شیفون کے فرائ میں اس
کا دودھیا چہرہ چمک رہا تھا۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ ادھر آئیں اس نے شفا کو پاس بلایا

وہ جھجھکتی ہوئی اس کے پاس بیٹھ گئی۔۔۔۔

ایک ہفتے بعد آپ کو کورٹ چلنا ہے میرے ساتھ۔۔۔۔۔ اس نے شفا کا ہاتھ
تھام کر بات شروع کی۔۔۔۔

شفانے نا سمجھی سے اس کی طرف دیکھا۔۔۔۔

آپ کو جج کے سامنے وہ سب کچھ بتانا ہے جو اس رات ہوا تھا کیسے آپ کے ابو کا
قتل ہوا سب۔۔۔۔

آدم اس کے چہرے کے بدلتے رنگوں کو اچھے سے دیکھ سکتا تھا۔۔۔۔۔

مگر میں کیسے جا جا سکتی ہوں۔۔۔۔ وہ گھبرا کر پوچھنے لگی۔۔۔۔

میں آپ کے ساتھ چلوں گا۔۔۔۔۔ بھروسہ رکھیں مجھ پر۔۔۔۔

مجھے نہیں جانا پلیز۔۔۔۔۔

مجھے ان کے سامنے نہیں جانا وہ مجھے لے جائیں گے مجھے نہیں جانا۔۔۔۔

۔۔۔۔ وہ ہریانی ہو کر چیخنے لگی

آدم نے کھینچ کر اسے سینے سے لگالیا۔۔۔۔

وہ اس کے سینے سے شرٹ کو مٹھی میں دبوچے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔۔۔

Novelistan

وہ بہت خطر۔۔۔۔ خطرناک ہیں۔۔۔۔ وہ وہ مجھے آپ سے دور کر دیں

گے۔۔۔۔

وہ اس کے سینے سے لگی بولی۔۔۔۔

آدم کا دل زور سے دھڑکا۔۔۔۔۔ وہ بچہ نہیں تھا وہ اس کی آنکھوں میں اپنے
لئے پسندیدگی دیکھ چکا تھا وہ شفا کا چپ چپ۔ کر اسے دیکھتا تھا۔۔۔۔۔

مگر وہ چاہ کر بھی آگے نہیں بڑھ سکتا تھا۔۔۔۔۔

ٹھیک ہے سب پریشان مت ہوں۔۔۔۔۔ میں کبھی بھی آپ کو خود سے دور
نہیں کروں گا۔۔۔۔۔

وہ اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا۔۔۔۔۔



وہ آدھی رات کو سب کے سونے کی یقین دہانی کر کے اچھے سے چادر سے خود کو
---- کور کرتی اپنے کمرے سے نکلی

اور آرام آرام سے سیڑھیاں اترتی نیچے آئی چاروں طرف اندھیرا تھا۔۔۔۔

وہ اندھیرے میں راستے کا تعین کرتی پیچھے بنے گاڑن کی طرف آئی جہاں ایک
چھوٹا سادہ روازہ باہر کی طرف کھلتا تھا۔۔۔۔

ایک ہفتہ پہلے ہی وہ اپنے کمرے کی کھڑکی سے ایک چاکیدار کو یہ راستہ استعمال
کرتے دیکھ چکی تھی اور بڑی مشکل سے چابی بھی چرائی تھی۔۔۔۔

اور آج موقع ملتے ہی وہ یہاں سے نکل جانا چاہتی تھی۔۔۔۔

کیونکہ وہ اور احسان نہیں چاہتی تھی ان لوگوں کا ناپنی وجہ سے سجدہ بیگم کو
پریشان کرنا چاہتی تھی۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ وہ صاف دیکھ سکتی تھی اپنی وجہ سے ماں بیٹے کے بیچ کے تناؤ کو

وہ نہیں جانتی تھی کہ عرش نے اس سے شادی کیوں کی۔۔۔۔

مگر وہ کسی خوش فہمی میں نہیں رہنا چاہتی تھی۔۔۔۔۔

ناوہ خود کو اس خاندان کے قابل سمجھتی تھی۔۔۔۔

اس نے کانپتے ہاتھوں سے چابی سے تالا کھولا اور جلدی سے دروازہ کھول کر نکلنے

۔۔۔۔۔ لگی

کہاں جا رہی ہو۔۔۔۔۔ اس نے سرد لہجے میں پوچھنے پر عقیدت نے گھبرا کر مڑ
کر دیکھا۔۔۔۔۔ عرش سینے پر ہاتھ باندھے اسے ہی سرخ انگارا آنکھوں سے
دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔

عقیدت کے ہاتھوں سے چابی زمین پر گری۔۔۔۔۔
کہاں جا رہی تھی تم۔۔۔۔۔
عرش نے دوبارہ پوچھا تو۔۔۔۔۔ اس نے جلد ہی خود کو کمپوز کر کے عرش کی
طرف دیکھا۔۔۔۔۔

میں اپنے گھر واپس جا رہی۔۔۔۔۔ اس نے سنجیدگی سے جواب دیا۔۔۔۔۔ جبکہ
دل اتنی تیزی سے دھڑک رہا تھا کہ نکل کر باہر جائے گا۔۔۔۔۔

----- کونسا گھر ----- عرش نے بھی سنجیدگی سے پوچھا

وہی گھر جہاں سے آپ مجھے لائے تھے۔-----

وہ گھر تمہارا ہوتا تو وہ لوگ تمہیں بے عزت کر کے اپنے نشئی بیٹے کے پلے نہیں
باندھ رہے ہوتے۔-----

اس نے بھی ترکی باتر کی جواب دیا۔۔۔۔۔ دل تو کر رہا تھا گلا دبا دے اگر وہ عین
وقت ہر نہیں پہنچتا تو کیا ہو جاتا۔۔۔۔۔



میں جہاں بھی جاؤں آپ کو کوئی حق نہیں مجھ سے سوال جواب کرنے کا مجھے
اس گھر میں نہیں رہنا تو نہیں رہنا وہ۔۔۔۔۔ کہہ کر دوبارہ اس دروازے سے نکلنے
لگی۔۔۔۔۔

مگر عرش نے اس کا بازو سختی سے جکڑا اور کھینچتے ہوئے اپنے کمرے میں لے آیا

حق کی بات کر رہی ہو تم آج میں تمہیں بتاؤں گا میں کیا حق رکھتا ہوں تم پر

وہ اسے بیڈ پر دھکا دیتا اپنی شرٹ اتارنے لگا
اس کے لیے یہ سوچ ہی جان لیوا تھی کہ اگر وہ گھر سے نکل جاتی تو وہ کہاں

ڈھونڈتا اس کو

وہ جو اپنی ماں سے اس کے لیے لڑ رہا تھا کیا سوچتی ہو۔۔۔

---- کیا عزت رہ جاتی اس کی گھر میں

---- وہ اسے بیڈ پر دھکا دیتا اپنی شرٹ اتارنے لگا

اس کے لیے یہ سوچ ہی جان لیوا تھی کہ اگر وہ گھر سے نکل جاتی تو وہ کہاں

---- ڈھونڈتا اس کو

وہ جو اپنی ماں سے اس کے لیے لڑ رہا تھا کیا سوچتی ہو۔۔۔

---- کیا عزت رہ جاتی اس کی گھر میں

عرش کو شرٹ اتارتے دیکھ وہ بیڈ سے اٹھ کر بھاگنے لگی۔۔۔

مگر عرش نے اسے کمرے سے پکڑ کر بیڈ پر پھٹکا۔۔۔ اور اس پر جھک گیا۔۔۔

اس کے لمس میں اس قدر شدت تھی کہ عقیدت کو لگا وہ یہی مر جائے گی۔۔۔

اسے اپنے منہ میں خون کا زائقہ محسوس ہوا تو وہ اس کی سانسوں کو آزادی دیتا

اس کی گردن پر جھک گیا۔۔۔

پلیز چھوڑ دیں مجھے مجھ سے غلطی ہو گئی۔۔۔



چھ چھوڑیں۔۔۔

وہ ہچکیوں کے درمیان روتی ہوئی بولی۔۔۔

چھوڑ دوں تاکہ تم میری دی ہوئی آزادی کا فائدہ اٹھا کر میری عزت۔ دو کوڑی

---- کا کر دو

وہ اسے دیکھ کر چبا کر بولا تھا۔۔۔

ناجانے کیوں اس لڑکی کی آنکھوں میں آنسو اسے اپنے دل پر گرتے محسوس ہو

---- رہے تھے

م۔۔۔ میں۔۔۔ آپ کی زندگی نہیں خراب کرنا چاہتی م میں آپ کے لائق

نہیں ہوں۔۔۔ آپ آپ اپنی منگیتر سے شادی کر لیں پلیز مجھے جانے

دیں۔۔۔ وہ بے بسی سے اس کے سامنے ہاتھ جوڑ گئی۔۔۔۔

---- عرش کو اس کی ایک ہی رٹ پر بہت غصہ آیا

----- یہ سب تم سے کس نے کہا

مجھے کسی نے نہیں کہا میں آپ کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی آپ اپنی مرضی سے
شادی کر لیں۔۔۔۔۔ وہ ابھی تک اپنی بات پر اٹکی تھی۔۔۔

----- عرش اٹھ کر بیٹھ گیا۔۔۔۔۔ اور عقیدت کو بٹھالیا

----- اس کے بنادو پٹے کے سراپے کو دیکھ کر عرش نے اپنی نظریں جھکائیں


وہی جانتا تھا اس نے کیسے خود کو روکا تھا۔۔۔۔۔

تم چاہتی ہو۔۔۔۔۔ کہ۔ میں کسی اور سے شادی کر لوں تو وہ میرا جب دل کرے گا

میں کروں گا۔۔۔۔۔ اسکے لئے مجھے تمہاری اجازت کی ضرورت نہیں۔۔۔۔۔

لیکن تم نے مرنا جینا میرے ساتھ ہے اگر آج کے بعد تم اس گھر سے بنا میری
اجازت کے نکلی تو تمہیں زندہ زمیں میں گھاڑ دوں گا۔۔۔۔

آج کے بعد تم اسی کمرے میں رہو گی۔۔۔۔ سمجھ آئی بات۔۔۔۔
میری بیوی ہو بیوی کی طرح رہو۔۔۔۔ میرے سر پر مصیبت بن کر مت
ناچو۔۔۔۔



اس کے سر دلچے پر عقیدت کو اپنے جسم میں سنسنی سی دوڑتی محسوس ہوئی

عرش اٹھا اور چلنچ کر کے بیڈ کے ایک طرف لیٹ گیا۔۔۔۔

اسے آنکھیں بند کئے دیکھ عقیدت وہاں سے ایک تکیہ اٹھا کر صوفے کی طرف
بڑھنے لگی۔۔۔۔

اگر تم نہیں چاہتی میں تمہیں اٹھا کر بیڈ پر لاؤں تو خود شرافت سے آکر یہاں
لیٹ جاؤ۔۔۔۔ اگر مجھے آنا پڑا تو اچھا نہیں ہو گا۔۔۔۔

عرش کی دھمکی پر وہ جلدی سے ایک کونے میں ہو کر لیٹ گئی۔۔۔۔

عرش لائٹ بند کرتا آنکھیں موند گیا۔۔۔۔

۔۔۔ عقیدت کا جسم ہولے ہولے کر رہا تھا۔۔۔۔ اسکی گھٹی گھٹی سی سسکیاں
اسے سنائی دے رہی تھی۔۔۔۔

جب مزید برداشت نہ ہوا تو اسے کھینچ کر اپنے سینے سے لگا کر خود میں بھینچ لیا

ڈسٹرب مت کرو۔۔۔۔۔ عرش کی سرگوشی پر وہ سختی سے آنکھیں میچ گئی۔۔۔۔۔



وہ فریش ہو کر آئی تو وہ بیڈ پر بیٹھالپ ٹاپ پر کام کر رہا تھا کل اس کی ایک بہت بڑی کمپنی کے ساتھ میٹنگ تھی اسے امید تھی کہ اس کی یہ میٹنگ سکسیس فل ہوگی۔۔۔۔

اس نے ایک نظر بالوں میں برش پھیرتی جزا کو دیکھا۔۔۔۔ جو براؤن کلر کے ٹراؤزر شرٹ میں لا پرواہی سے بیٹھی تھی۔۔۔۔

ایک ہی کمرے میں رہتے ہوئے اس طرح اجنبیت سے رہنا بہت مشکل تھا۔۔۔۔

ایک ہی بیڈ پر سوتے ہوئے بھی وہ ندی کے دو کناروں کی طرح تھے۔۔۔۔

۔۔۔۔ وہ لڑکی اس کے دل پر بری طرح سوار ہونے لگی تھی

وہ اٹھی اور بیڈ پر اپنے سائیڈ آکر لیٹ گئی۔۔۔۔۔

اپنی ہی محبت سے اس طرح منہ موڑ کر رکھنا آسان تو اس کے لیے بھی نا تھا

۔۔۔۔۔

مگر وہ کبھی بھول نہیں پاتی تھی اسی کمرے سے سالار نے اسے بے عزت کر کے
نکالا تھا۔۔۔۔۔

جو بے عزتی دھتکار اس نے اپنی محبت کی وجہ سے برداشت کی تھی وہ کبھی نہیں
بھول سکتی تھی۔۔۔۔۔

وہ کب سے اسکی نظریں اپنے جسم کے آر پار ہوتے محسوس کر رہی تھی۔۔۔۔

سالار نے اس کا ہاتھ پکڑا تو اسے چار سو چالیس والٹ کا جھٹکا لگا۔۔۔۔

وہ گھبرا کر کھڑی ہو گئی۔۔۔۔ اور حیرانگی سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔۔

۔۔۔۔ وہ خمار آلود نگاہوں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا

کیا بد تمیزی ہے یہ۔۔۔۔ وہ اسے خونخوار نظروں سے دیکھتے بولی۔۔۔۔

سالار نے اسے جواب دینے ک بجائے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے خود پر

گرا یا۔۔۔۔

نہ جانے کیوں اس لڑکی کے سامنے اپنا آپ اسے کمزور سا محسوس ہو رہا تھا

۔۔۔۔

---- جزا نے سٹپٹا کر اس کے اوپر سے اٹھنے کی کوشش کی

مگر سالار نے اس کے بالوں میں ہاتھ پھنسا کر اسے خود پر جھکایا اور اسکی سانسوں
کو اپنی سانسوں میں انڈھیلنے لگا۔۔۔۔۔

اس کے لمس میں اس قدر بے قراری تھی کہ جزا چاہ کر بھی خود کو چھڑوا نہیں
پائی۔۔۔۔۔

Novelistan

اس وقت رشتے کا احساس اور حق ملکیت اس پر اس قدر چھایا ہوا تھا کہ۔۔۔۔۔ وہ
بس اس کو پالینا چاہتا تھا۔۔۔۔۔

۔۔۔ وہ ایک پل کو اس سے دور ہوا

جزانے پہلے حیرانگی سے دیکھا پھر اسکے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ پھیل
گئی۔۔۔۔

۔۔۔۔ جو شخص مجھ پر تھوکنہ پسند نہیں کرتا تھا آج وہ منہ لگانے کو تیار ہو گیا

تو آخر تم بھی عام مردوں کی طرح ہی نکلے نا۔۔۔ بڑی بڑی باتیں کرنے والے
آخر اندھیری رات میں تمہیں ایک لڑکی کا ہی وجود چاہیے۔۔۔

وہ طنزیہ مسکراہٹ میں بولتی اس کے موڈ کا بیٹا غرق کر گئی تھی۔۔۔

تمہیں کیا لگتا ہے سب کے سامنے اچھا بننے کا درانہ کر کے تم مہمان بن

جاؤ گے۔۔۔ تم کیا سمجھ رہے جیسا تم چاہو گے وہی ہو گا۔۔۔

---- ہو تو تم پہلے سے ہی ہوس کے پجاری

وہ جو خود پر ضبط کئے اس کے کڑوے الفاظ برداشت کر رہا تھا۔۔۔۔۔ اس کے

۔۔۔ آخری الفاظ نے جلتی پر تیل کا کام کیا

اور اپنے ہاتھ کا زور دار تھپڑ اس کے منہ میں مارا تھا۔۔۔۔۔

جزالہرا کر بیڈ پر گرمی تھی تھپڑ اتنا زور دار تھا کہ کچھ پل کے لیے جزا کا پورا چہرہ
سن ہو گیا۔۔۔۔۔

شٹ اپ جسٹ شٹ اپ۔۔۔۔۔

اس نے اپنا وہی ہاتھ دیوار پر مارا تھا دیوار پر لگی پینٹنگ گر کر ٹوٹ گئی تھی۔۔۔

اور اس کے ہاتھ سے خون بھل بھل بہنے لگا۔۔۔۔۔

وہ جتنی مضبوط سہی مگر اس وقت سالار جس قدر غصے میں تھا۔۔۔۔۔

اس کی سٹی گم ہو گئی تھی۔۔۔۔۔

۔۔۔ میں ہزار بار کہہ چکا ہوں تمہیں وہ سب میں نے نہیں کیا تھا

اتنا ہی ہوس کا مارا ہوتا تو آج تم پچھلے دو مہینے سے میرے کمرے میں اس قدر

مخفوظ نہیں ہوتی۔۔۔۔۔

وہ ناچاہتے ہوئے بھی صفائی دے گیا تھا۔۔۔۔۔

جزا آئی ایم سوری میں تم پر ہاتھ نہیں اٹھانا چاہتا تھا لیکن میرا یقین کرو میں نے وہ

۔۔۔۔۔ سب نہیں کیا تھا

تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے کیا کبھی بھی تمہیں مجھ سے انکمفر ٹیبل فیل ہوا ہے بتاؤ
مجھے۔۔۔۔ میں کیسے ایک لڑکی کی عزت کے ساتھ کھیل سکتا ہوں۔۔۔۔

وہ بیٹھ کر اس کے چہرے کے گرد ہاتھ کا پیالا بنائے اس سے پوچھنے لگا
۔۔۔۔۔ آنکھیں شرمندگی سے سرخ ہو رہی تھیں

جزانے اسے نرم پڑتا دیکھ اس کے ہاتھ جھٹکے اور دور ہو کر کھڑی ہو گئی۔۔۔۔

۔۔۔۔ مجھے۔۔۔ تمہارے ساتھ نہیں رہنا

نا مجھے تم میں کوئی انٹر سٹ ہے۔۔۔۔

--- مجھے فرق نہیں پڑتا کہ تم کیا ہو کیا نہیں

--- میں نے یہ شادی صرف اپنی فیملی کی وجہ سے کی ہے

اگر تم نے میرا فائدہ اٹھانے کی کوشش کی تو سب تہس نہس کر دوں گی۔۔۔
وہ انتہائی بد تمیزی سے چبا چبا کر بولی تھی۔۔۔



آج اس نے دوسری بار اس پر ہاتھ اٹھایا تھا۔۔۔

وہ غصے میں اسے دھکا دے کر واش روم میں بند ہو گئی۔۔۔

سالار بھی کمرے سے نکلتا چلا گیا۔۔۔۔۔

وہ اس پر ہاتھ نہیں اٹھانا چاہتا تھا۔۔۔۔۔ مگر وہ اس حد تک بد تمیزی کر جاتی تھی وہ
خود پر کنٹرول نہیں کر پاتا تھا اس نے زور سے اپنا زخمی ہاتھ اسٹیرنگ پر
مارا۔۔۔۔۔

وہ پوری رات اس نے باہر آوارہ گردی میں گزاری تھی۔۔۔۔۔



تمہارے ہاتھ میں کیا ہوا ہے۔۔۔۔۔ عرش نے سالار کے زخمی ہاتھ کو دیکھ کر
۔۔۔۔۔ پریشانی سے پوچھا

جس نے پٹی کرنے کی زحمت نہیں کی تھی۔۔۔

کچھ نہیں بس زرا سی چوٹ لگی ہے۔۔۔۔۔ سالار نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے

نکالا۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ بکو اس مت کرو مجھے دوائی لگانے دو خراب ہو جائے گا

عرش نے اسے گھورا اور ڈرار میں سے فرسٹ ایڈ باکس نکال کر اس میں دوائی

لگا کر پٹی کرنے لگا۔۔۔۔۔



اسے ٹائم دو سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔۔۔

عرش کہہ کر و اشروم چلا گیا ہاتھ دھونے۔۔۔۔۔

سالار نے اسے گھور کر دیکھا۔۔۔۔۔

رات کو تم اپنی بیوی کے ساتھ کہاں ہنی مون منانے جا رہے تھے۔۔۔۔۔



بھاگ رہی تھی گھر سے کہتی ہے میرے ساتھ نہیں رہنا۔۔۔

اور میں اپنی منگیت سے شادی کر لوں اسے چھوڑ کر۔۔۔۔۔

_____ کوشش کرو

جب اس طرح ایک ہی گھر میں رہتے ہوئے اسے الگ رویہ ملے گا تو ظاہر سی
بات ہے انکے دماغ میں ہزار طرح کی باتیں آئیں گی۔۔۔۔۔

یار میں امی کو ہر طرح سے منانے کی کوشش کر چکا ہوں لیکن وہ میری بات
۔۔۔۔۔ سمجھنے کو تیار ہی نہیں

۔۔۔۔۔ ان کی بس یہی ضد ہے میں ایشا سے شادی کر لوں

Novelistan

تم جانتے ہو عقیدت کے آنے سے پہلے بھی میں ایشا سے شادی نہیں کرنا چاہتا
تھا۔۔۔۔۔ کیونکہ وہ لڑکی مجھے نہیں پسند اس کی حرکتیں ہم خود دیکھ چکے ہیں
۔۔۔۔۔

--- مگر امی اب مجھ سے ناراض ہو گئی ہیں

اور میں ان کی یہ ناراضگی برداشت نہیں کر پا رہا۔۔۔۔۔

اس نے بے بسی سے کہا۔۔۔۔۔

--- چک کوئی نہیں پریشان مت ہوں سب ٹھیک ہو جائے گا

میرا پاس ایک پلان ہے ویسے۔۔۔۔۔ چھوٹی امی کو منانے کا۔۔۔۔۔

کیا۔۔۔۔۔ عرش کے پوچھنے پر جو سالار نے بولا۔۔۔۔۔

عرش نے اسے ایک زبردست گھوری سے نوازا۔۔۔



۔۔۔ شام کا وقت تھا شفا پریشان سی اکیلی گارڈن میں بیٹھی تھی
گھبراہٹ اس کے چہرے سے عیاں تھی۔۔۔۔ جزا اسے دیکھ کر وہیں
آگئی۔۔۔۔

کیا بات ہے پریشان ہو تم۔۔۔۔ اس نے شفا سے پوچھا وہ اسے کبھی بھا بھی تو
کبھی شفا کہہ کر پکارتی تھی۔۔۔

نہیں تو میں تو ٹھیک ہوں۔۔۔۔ شفا نے زبردستی مسکرا نے کی کوشش کی۔۔۔۔
لیکن تم مجھے پریشان لگ رہی ہو۔۔۔۔۔ بتاؤ کیا بات ہے۔۔۔۔ ہم۔ ہیں نا اکیلے
کیوں پریشان ہو رہی ہو۔۔۔۔۔

اس نے اپنا بیت سے کہا تو شفا کی آنکھیں بھر آئیں اور وہ اسے آدم کی کہی باتیں
بتاتی چلی گئی۔۔۔۔

تو اس میں پریشان ہونے والی کیا بات ہے۔۔۔۔۔ بھائی ہونگے نا تمہارے ساتھ
اور میں بھی چلوں گی۔۔۔۔۔

کبھی بھی ڈر کر دشمن کو ڈھیل نہیں دینی چاہیے۔۔۔۔۔ نہیں تو وہ اگلی بار ایسی جگہ
وار کرتا ہے کہ آپ کچھ نہیں کر پاتے۔۔۔۔۔

---- اپنے لئے اسٹینڈ لینا سیکھو

آج انہوں نے آپ کے پایا کو مارا ہے اگر ایسے ہی انہیں چھوڑ دیا تو ناجانے وہ

---- کتنے گھر اور اچھاڑ دے

پھر آپ خود کو کبھی معاف نہیں کر پائیں گی۔۔۔۔ کیونکہ اللہ نے آپ کو موقع
دیا ہے ان کو سزا دلانے کا۔۔۔۔ اور اگر آپ نے یہ نہیں کیا تو یہ بہت سارے
لوگوں کے ساتھ نا انصافی ہوگی۔۔۔۔

اسے جزا پر شک آیا تھا جو اتنی بہادر تھی۔۔۔۔

اتنے میں آیت بھی عقیدت کو لے کر وہی آگئی تھی۔۔۔۔

--- شادی کیا ہو گئی تمہاری کمرے سے نکلنے کا دل نہیں کرتا کیا

آیت آتے ہی جزا کو سنانے لگ گئی۔۔۔۔

مگر اس کے چہرے پر موجود ہلکے سے نشان کو دیکھ وہ پریشانی سے دیکھنے لگی۔۔۔



تمہارے چہرے پر یہ نشان کیسا ہے۔۔۔۔ اس کے پوچھنے پر شفا اور عقیدت نے بھی غور سے اس کی طرف دیکھا جہاں ہلکے سے نشان تھے۔۔۔۔

یقیناً میک اپ سے چھپانے کی کوشش کی گئی تھی۔۔۔۔

کچھ نہیں پھسل گئی تھی۔۔۔۔ اس نے بات کو ٹالنے کی کوشش کی۔۔۔۔

کوئی نہیں یہ تھپڑ کا نشان ہے جزا سچ بتاؤ کس نے کیا یہ۔۔۔۔

وہ غصے سے بولی۔۔۔۔ وہ ان کے گھر کی شیرنی تھی سب سے بہادر اور نڈر
کوئی اس پر کیسے ہاتھ اٹھا سکتا تھا۔۔۔۔

تمہاری نظر میرے ہی گال پر کیوں پڑی۔۔۔۔ تم نے بھابھی کا چہرہ دیکھا ہے
؟؟؟ ان کے ہونٹوں پر نشان نظر نہیں آرہا

اس نے آیت کا دھیان خود پر سے ہٹا کر عقیدت کی طرف دلائی۔۔۔۔

----- اس کی بات پر سب اس کو چھوڑ کر عقیدت کی طرف دیکھنے لگیں

----- عقیدت ان کی نظروں سے سٹپٹا کر ادھر ادھر دیکھنے لگی

چہرے پر سرخی اتنی تھی جیسے خون چھلک پڑے گا۔۔۔۔

تمہیں پتہ ہے ان کو میں عرش بھائی کے کمرے سے کے کر آرہی
ہوں۔۔۔ محترمہ رات ہی رات وہاں شفٹ ہو گئی اپنے میاں کے آنے پر ہمیں
خبر بھی نہیں ہونے دی۔۔۔۔

آیت نے اسے چھیڑا۔۔۔۔

اچھااااااا میں بھی سوچوں۔۔۔۔۔ یہ ہونٹوں پر ظلم آخر ہوا کیسے۔۔۔۔۔ جزا بھی
اسے چھیڑنے سے بعض نہیں آئی۔۔۔۔۔

جبکہ جزا ان سب کی اتنی بے باک باتیں سن کر خود ہی شرمندہ ہو گئی تھی آیت کا
۔۔۔۔۔ بس نہیں چلا وہاں سے بھاگ جائے

میں گیٹ کھلنے پر ایک ساتھ تین گاڑیاں پورچ میں آکر رکی تھیں ان سب نے
مڑ کر حیرانگی سے دیکھا۔۔۔۔۔

۔۔۔ کیونکہ یہ گاڑیاں خانزادہ مینشن والوں کی نہیں تھی

بلیک شلوار قمیض میں پشاور ی چیل پہنے آنکھوں پر بلیک گلاس لگائے گاڑی کا
--- دروازہ کھول کر نکلتے بالاج شاہ کو دیکھ

--- آیت کی آنکھیں گھبراہٹ سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں

--- آیت نے سہارے کے لئے جزاکا ہاتھ تھام لیا
اس کے کپکپاتے ہاتھوں کو دیکھ کر جزا نے حیرت سے اسے دیکھا۔۔۔۔۔

--- آیت کی آنکھیں گھبراہٹ سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں

--- آیت نے سہارے کے لئے جزا کا ہاتھ تھام لیا

اس کے کپکپاتے ہاتھوں کو دیکھ کر جزا نے حیرت سے اسے دیکھا۔۔۔۔۔

اس کے پیچھے کی گاڑی میں سے ہانیہ کے ساتھ اماں جان کو اترتے دیکھ اسے ایک

اور جھٹکا لگا تھا۔۔۔۔۔



ان کا بھلا کیا تعلق تھا بالاج شاہ سے۔۔۔۔۔

--- وہ سمجھ نہیں پارہی تھی کہ وہ لوگ یہاں کیوں آئے ہیں

ان کے پیچھے سے گارڈز پھلوں اور مٹھائیوں کی ٹوکریاں لے کر کھڑے

تھے۔۔۔۔۔

سب سے پہلے جزا آگے بڑھی۔۔۔۔۔ کیونکہ جس طرح سے آیت گھبرا گئی

تھی۔۔۔ اسے کچھ غلط ہونے کا احساس شدت سے ہوا۔۔۔

اسلام علیکم۔۔۔۔۔جی کس سے ملنا ہے آپ کو۔۔۔۔۔ اس نے۔۔۔

بالاج شہاہ کے سامنے جا کر یو چھا جس کی نظریں خانزادہ مینشن کے اندرونی حصے

--- پر مکی تھی



وعلیکم اسلام۔۔۔۔۔ آپ کے گھر کے کسی بڑے سے ملنا ہے ہمیں بلا دیں پلیز

بالاج نے اسے دیکھے بغیر جواب دیا۔۔۔۔۔

او کے اندر آجائیں۔۔۔۔۔ جزا کو اس کا بات کرنے کا انداز اچھا لگا اس لیے ان

--- کو اپنے ساتھ اندر لے آئی

ان کو ڈرائنگ روم میں بٹھا کر خود فرو ابیگم کے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔۔۔۔

آپ ٹھیک ہیں نا۔۔۔۔ شفا نے اس کا ہاتھ تھام کر پوچھا۔۔۔۔ جو ڈر سے کانپ رہی تھی۔۔۔۔

مجھے اندر جانا ہے وہ کہہ کر آگے بڑھ گئی۔۔۔۔ اس کے پیچھے ہی شفا اور عقیدت بھی تھی۔۔۔۔۔



فرو ابیگم اماں جان کے ساتھ بیٹھی سلام دعا کے بعد ان کے آنے کے بابت پوچھ رہی تھی۔۔۔۔

اسے آتا دیکھ بالاج کے چہرے پر ایک پر اسرار سی مسکراہٹ پھیل گئی تھی

اس سے پہلے وہ فروا بیگم سے کہہ کر اس کو باہر نکلواتی

سالار اور عرش کو اندر آتا دیکھ وہی رک گئی۔۔۔۔

ان دونوں نے سب کو با آواز سلام کیا اور وہیں بیٹھ گئے۔۔۔۔

Novelistan

۔۔۔۔ ان کو دیکھ کر لڑکیاں اندر چلی گئیں

جی یہ میرا پوتا ہے بالاج۔۔۔۔ اور میں اپنے پوتے کے لیے آپ کی بیٹی آیت کا

ہاتھ مانگنے آئی ہوں۔۔۔۔

اماں جان نے۔۔۔ مسکراتے ہوئے اپنے آنے کا ریزن بتایا۔۔۔

سالار کی نظریں اس کے چہرے پر ٹکی ہوئی تھی نا جانے کیوں اسے وہ چہرہ جانا
پہچانا سا کیوں لگ رہا تھا۔۔۔

۔۔۔ آپ آیت کو کیسے جانتی ہیں
بڑی امی یہی ہیں وہ جنہوں نے اس دن آیت کو اسپتال پہنچایا تھا۔۔۔

فروا بیگم کی بات پر سالار نے ہانپہ کا ان کو بتایا۔۔۔

۔۔۔ اچھا

اس طرح کچھ باتوں کے بعد وہ لوگ چلے گئے تھے۔۔۔۔

مجھے تو لڑکا بڑا پیارا لگا۔۔۔۔

بڑی امی ان کا فون آئے تو صاف منع کر دیجیے گا کیونکہ مجھے وہ لڑکا بالکل ٹھیک
۔۔۔۔ نہیں لگا

سالار نے صاف منع کر دیا۔۔۔۔۔ فروا بیگم خاموش ہو گئیں کیونکہ وہی اس کا
اصل وارث تھا۔۔۔۔

اور یہ سامان آپ پلینز ملازموں میں تقسیم کروادیں۔۔۔۔ اس نے ٹوکریوں کی
طرف اشارہ کیا۔۔۔۔

ٹھیک ہے تم فریش ہو جاؤ میں کھانا لگاتی ہوں۔۔۔۔

۔۔۔۔ نہیں مجھے بھوک نہیں۔۔۔۔ وہ۔ کہہ کر رکا نہیں

عرش سالار کو کیا ہوا موڈ کیوں خراب ہے۔۔۔۔ فروا بیگم نے پریشانی سے
پوچھا۔۔۔۔

اس کا تو شروع سے ہی موڈ خراب رہتا ہے۔۔۔۔ اپ بتائیں امی کہاں ہیں
۔۔۔۔

سجدہ تو تمہاری خالہ کی طرف گئی ہے آتی ہی ہو گی۔۔۔۔

فروا بیگم کے کہنے پر اس نے اثبات میں سر ہلایا اور اندر چلا گیا۔۔۔۔



آیت مجھے بتاؤ یا رسلہ کیا ہے ان کو دیکھ کر تم اتنی پریشان کیوں ہو گئی۔۔۔۔
جزا کب سے اس سے پوچھنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔

مگر وہ تھی کہ کچھ بتانا ہی نہیں چاہ رہی تھی۔۔۔۔
میں بس ہانیہ کو اتنے لوگوں کے ساتھ دیکھ کر پریشان ہو گئی تھی اور کوئی بات
۔۔۔۔ نہیں

دروازے کی دستک پر دونوں اس طرف متوجہ ہوئے۔۔۔

--- بی بی جی سالار صاحب بلارہے ہیں آپ کو

ملازمہ سالار کا پیغام دے کر چلی گئی۔۔۔۔۔

پکا یہی بات ہے نا۔۔۔۔۔ اس نے مشکوک نظروں سے دیکھ کر آیت سے

پوچھا۔۔۔۔۔

ہاں یہی بات ہے اب جاؤ تم مجھے سونا ہے مجھے۔۔۔۔۔

آیت کے کہنے پر وہ وہ باہر نکل آئی اسے آیت کی بات پر یقین تو نہیں تھا مگر وہ
زبردستی کسی کو مجبور نہیں کر سکتی تھی سچ بولنے پر۔۔۔۔۔

نیچے لاؤنج سے اسے سجدہ بیگم کے ساتھ کسی اور کی بھی آوازیں سنائی دے رہی
تھی۔۔۔۔۔

وہ نیچے چلی آئی ایشا کو دیکھ اس کے چہرے ہر ناگواری پھیل گئی۔۔۔۔۔ میک آپ
سے لد اہو اچہرہ اسے انتہائی زہر لگا۔۔۔۔۔

لیکن ناچار اسے اس سے ملنا پڑا۔۔۔۔۔ آہستہ آہستہ سب وہاں جمع ہو گئے تھے
۔۔۔۔۔ سوائے عقیدت کے

کھانے کے بعد عرش سجدہ بیگم کے کمرے میں چلا آیا۔۔۔۔۔ کیونکہ ایشا کا ایسے
رہنے کے لئے آنا اسے ایک آنکھ نہیں بھایا تھا۔۔۔۔۔

امی میری خاطر آپ کو شش تو کریں۔۔۔۔۔ وہ بہت اچھی لڑکی ہے۔۔۔۔۔ عرش ان
۔۔۔۔۔ کے پاس بیٹھا انہیں سمجھانے لگا

عرش تم نے اگر میری بات نہیں مانی تو میں زندگی بھر تم سے بات نہیں کروں
گی۔۔۔

۔۔۔ امی پلیزیار کیوں نہیں سمجھ رہی آپ میں نہیں چھوڑ سکتا اسے
ٹھیک ہے میں اسے قبول کرنے کو تیار ہوں مگر تمہیں ایشا سے بھی شادی کرنی
پڑے گی۔۔۔ ورنہ تم میرا مرا ہوا منہ دیکھو گے۔۔۔۔۔ سجدہ بیگم کہہ کر وہاں
۔۔۔ سے اٹھ گئیں

سجدہ بیگم کے لفظوں نے اس پر پہاڑ توڑا تھا۔۔۔۔۔ وہ بے یقینی سے وہاں بیٹھا رہ
گیا۔۔۔۔

۔۔۔ الفاظ منہ میں دم توڑ گئے تھے



صبح اس کی آنکھ کھلی تو وہ کمرے میں بالکل اکیلی تھی۔۔

۔۔۔۔ اس نے کمرے میں چاروں طرف نظر دوڑائیں

منت بھی اس کے پہلو میں لیٹی ہوئی تھی۔۔۔ اس کا مطلب وہ رات گھر نہیں آیا

تھا۔۔۔ وہ پریشانی سے اٹھی اور بالوں کو لپیٹ کر جوڑا بنا لیا۔۔۔

Novelistan

اٹھ کر واش روم چلی گئی کچھ دیر بعد فریش ہو کر نیلے کلر کا ایک سوٹ پہن کر باہر

آئی۔۔۔۔ خود کو آئینے میں دیکھا وہ پہلے سی کافی نکھر گئی تھی۔۔۔۔

مگر آدم اس سے کئی گنا خوبصورت تھا۔۔۔۔۔ ایسا اسے لگتا تھا۔۔۔۔

اس کا دل بری طرح سے آدم کی طرف ہمکنے لگا تھا۔۔۔۔۔ اس کا دل آدم کی
خواہش کرنے لگا تھا۔۔۔۔۔

وہ اسے کسی بھی حال میں چھوڑنا نہیں چاہتی تھی مگر وہ جانتی تھی وہ اسے بس ایک
۔۔۔۔۔ ذمہ داری اور اپنی بیٹی کی آیا سمجھتا ہے

جیسے ہی اسے پتہ چلا وہ ایک طوائف کی بیٹی ہے وہ منت کو بھی اس سے چھین لے
گا اور اسے گھر سے نکال دے گا۔۔۔۔۔
وہ کبھی بھی اپنی ماں کا سچ اس کے سامنے نہیں لانا چاہتی تھی۔۔۔۔۔

وہ تا عمر یہ رشتہ نبھانا چاہتی تھی اس نے بھلے ایک سہارے کے لیے آدم سے پناہ
مانگی تھی۔۔۔۔۔

---- مگر اب وہ اس کے اور منت کے بغیر رہنے کا تصور بھی نہیں کر سکتی تھی



وہ کمرے میں داخل ہوا تو وہ آئینے کے سامنے کھڑے ہو کر بال بنا رہی
تھی۔۔۔۔۔ عرش کو آتا دیکھ اس نے بالوں کو باندھ کر جلدی سے دوپٹہ خود
پر اچھے سے پھیلا کر صوفے پر بیٹھ گئی۔۔۔

عرش مسکراتے ہوئے اس کے پاس آیا اور کے ماتھے پر لب رکھ کر اس کے
پاس بیٹھ گیا۔۔۔۔۔

عقیدت خود میں سمٹ کر صوفے کے کنارے پر ہو گئی۔۔۔

سے دیکھ کر وہ مسکراتے ہوئے اس کے پاس آیا اور اس کے ماتھے پر اگے بڑھتے

ہوئے اپنے لب رکھے تھے۔۔۔

دن کیسار ہاتھ مارا۔۔۔۔۔ وہ بہت دوستانہ انداز میں پوچھ رہا تھا۔۔۔۔۔

ٹ ٹھیک تھا۔۔۔۔۔ اس کا اتنے پاس بیٹھنا ہی جان لیوا تھا۔۔۔

اس پر کچھ لگایا کیوں نہیں۔۔۔۔۔ وہ انگھوٹا اس کے ہونٹوں پر پھیرتے ہوئے

۔۔۔۔۔ پوچھنے لگا

پلیزم میں ایسے۔۔۔۔۔ ہی ٹھیک ہوں۔۔۔۔۔ اس نے لرزتے ہوئے جواب

دیا۔۔۔۔۔ اور وہاں سے اٹھ کر جانے لگی۔۔۔۔۔ کہ عرش نے اسکا ہاتھ پکڑ کر کھینچا

وہ سیدھا اس کے گود پر گری۔۔۔۔۔

عرش نے اسے خود میں بھینچا اور اس کے بالوں میں اپنا سر چھپانے لگا۔۔۔۔۔

اس کی مونچھوں کی چھبن اپنی گردن پر محسوس کر کے اس سے سانس لینا مشکل ہو گیا۔۔۔۔۔

عرش اٹھا اور ایک دم اسے اپنے بازوؤں میں اٹھا کر بیڈ پر لے آیا۔۔۔۔۔

اس سے پہلے کہ وہ کوئی مزاحمت کرتی وہ بہت نرمی سے اس کے ہونٹوں پر جھک گیا اور قطرہ قطرہ اس کی سانسوں کو پینے لگا۔۔۔۔۔

عقیدت نے سہارے کے لئے اس کی شرٹ کو سختی سے مٹھی میں بھینچ لی۔۔۔۔۔

بہت میٹھی ہو تم۔۔۔۔۔ وہ تھوڑا سا اس سے دور ہو کر شرارت سے بولا

---- جبکہ اس کی جسارت پر وہ گھبرا کر کروٹ بدل گئی تھی

---- عرش نے اس چہرہ توڑی سے تھام کر اپنے سامنے کیا

بند آنکھوں میں لرزتی پلکیں ادھ کھلے گلابی ہونٹ۔۔۔

سرخ اناری چہرہ۔۔۔ عرش کافی دیر تک اسے بناپلک جھپکائے دیکھتا رہا کوئی اتنا

۔۔۔ خوبصورت کیسے لگ سکتا تھا۔۔۔ وہ اس کی بیوی تھی محرم تھی

Novelistan

اس پر پورا حق رکھتا تھا۔۔۔ وہ کیسے اس سے دور رہ لیا تھا اور شاید ان ایک ہو

جانا ان دونوں کے رشتے کو مضبوط کرنے کے لیے ضروری تھا۔۔۔۔۔

عقیدت نے آنکھیں ناکھولنے کی قسم کھالی تھی اس کا دل اتنا تیزی سے دھڑک

رہا تھا کہ باہر نکل آئے گا۔۔۔۔

وہ دیو ہیکل شخص پوری طرح اس پر قبضہ جمائے ہوئے تھا۔۔۔۔

عرش نے ہاتھ بڑھا کر سائیڈ لیمپ آف کی اور اس کے

گلے سے دوپٹہ نکال کر زمین پر پھینک دیا۔۔۔۔

اور جھک کر اس کی گردن پر جا بجا لمس چھوڑنے لگا۔۔۔۔

عقیدت چاہ کر بھی کوئی مزاحمت نہیں کر پار ہی تھی وہ شخص اس کے دل و دماغ
۔۔۔ میں بری طرح چھانے لگا

اس کے لمس پر اس نے خود کو آزاد کروانے کی کوشش کی مگر وہ اپنی گرفت سے
آزاد کرنے کو تیار ہی نہ تھا۔۔۔۔

اس وقت وہ بس اپنی منمائیوں پر اتر اہوا تھا۔۔۔

اس نے تھوڑا اس اٹھ کر اپنی شرٹ اتار کر پھینک دی خود پر اور عقیدت پر
کفر ٹھیک کرتا۔۔ وہ اسے اپنے مضبوط شکنجے میں جکڑے اس پر اس پر اپنی محبت
۔۔۔ نچھاور کرنے لگا

اور وہ بھی ہار مانتی خود کو اس کے سپرد کر گئی۔۔۔

تم میری ہو ہمیشہ میری رہو گی کبھی مجھ سے دور جانے کا مت سوچنا۔۔۔ تم پر
اور تمہاری سانسوں پر صرف میرا حق ہے۔۔۔۔

۔۔۔ عرش خانزادہ کبھی اپنے حق سے دستبردار نہیں ہوتا

وہ اس کے کان پر سرگوشیوں میں بولتا اسے کپکپانے پر مجبور کر گیا۔۔۔
فجر کی اذان سے کچھ دیر پہلے ہی اس نے عقیدت کی جان بخشی کی تھی۔۔۔ اور وہ
اسی کے سینے میں منہ چھپا کر آنکھیں موند گئی تھی۔۔۔

عرش بھی پر سکون سا ہوتا اس کے گرد بازوؤں باندھ کر خود بھی نیند کی وادیوں
میں اترتا چلا گیا۔۔۔۔



سر آپ اندر مت جائیں خطرہ ہے بہت۔۔۔۔۔ الطاف نے اسے روکنے کی
۔۔۔۔۔ کوشش کی

الطاف ہماری زندگی ان معصوموں سے زیادہ اہم نہیں ہے زندگی موت اللہ کے ہاتھ میں ہے اور جس دن ہم نے یہ وردی پہنا تھا اس دن ہم نے اپنی جان اپنی قوم کے لئے گروی رکھ دی تھی۔۔۔۔۔

وہ کہہ کر اندر بڑھ گیا۔۔۔۔۔ اندہ دھند فائرنگ کی آوازیں باہر تک آرہی تھی
۔۔۔۔۔ علاقے میں خوف و ہراس پھیل گیا تھا۔۔۔۔۔

یہ ایک غریب محلہ تھا جہاں کچھ لوگ ایک گھر میں کروائے پر رہتے تھے اور
۔۔۔۔۔ ڈرکس اور چرس سرے عام بیچ رہے تھے

۔۔۔۔۔ محلے کے نوجوان نشے کے عادی ہوتے جا رہے تھے

انہیں کل رات ہی اس بات کی خبر ملی تھی۔۔۔۔ اور آج پوری تیاری کے ساتھ
انہوں نے چھاپہ مارا تھا۔۔۔۔

مگر وہ لوگ اندر سے نکلنے کے بجائے فائرنگ کر رہے تھے۔۔۔۔

آدم نے گھستے ہی سامنے کھڑے شخص کی ٹانگ پر گولی ماری تھی وہ شخص کراہتے
ہوئے وہی گر گیا۔۔۔۔



وہ ٹوٹل چار لوگ تھے۔۔۔۔

اس کے کچھ سپاہیوں نے اس گھر کو چاروں طرف سے گھیرے میں لے لیا
تھا۔۔۔۔

اور وہ خود اکیلا اندر چلا گیا تھا۔۔۔۔

۔۔۔۔ جگہ جگہ گندگی اور شراب کی خالی بوتلیں پڑی ہوئی تھیں

اس نے قدموں کی آہٹ پر بنا پیچھے دیکھے اس کی ٹانگوں پر وار کیا تھا۔۔۔۔

وہ ایک ماہر نشانے باز تھا۔۔۔۔ آج تک اس کا کوئی نشانہ ضائع نہیں ہوا تھا۔۔۔

اس نے ایک ایک کر کے سب کو مار گرایا تھا۔۔۔۔ اس کے آرڈر پر الطاف اپنے
کچھ ساتھیوں کے ساتھ اندر آیا تھا۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ وہ سارے زخمی پڑے کر اپنے لگے

الطاف ان سب کو لے جاؤ اور اس گھر کی اچھے سے تلاشی لو۔۔۔۔ کوئی بھی
۔۔۔۔ ثبوت ضائع نہیں

ابھی وہ اپنا جملہ مکمل کرتا اسے اپنے کندھے پر میں کوئی گرم تیز چیز آکر لگتی
محسوس ہوئی۔۔۔۔

اچانک سب کی چیخیں بلند ہوئی۔۔۔۔ اس نے ہاتھ لگا کر دیکھا تو اس کا ہاتھ خون
سے بھر گیا تھا آدم نے ایک نظر اپنے پیچھے دیکھا

جہاں سے ایک آدمی لیٹے ہوئے اس پر گولی چلا چکا تھا۔۔۔۔۔۔

دیکھے ہی دیکھے اس نے دوسری گولی چلائی تھی جو اس کی ٹانگ پر لگی
تھی۔۔۔۔

اگر الطاف اس شخص کا نشانہ نہیں لیتا تو ضرور وہ گولی آدم خانزادہ کے سینے کے
آر پار ہوتی۔۔۔۔۔

وہ دو دن کا جاگا ہوا تھا۔۔۔۔۔ کام میں اتنا مصروف تھا کہ صبح سے اسے کھانے کو
ہاتھ لگانے کا موقع تک نہیں ملا تھا۔۔۔۔۔

بھوک پیاز اور بہتے ہوئے خون کی وجہ سے وہ زیادہ دیر اپنے پیروں پر کھڑا نہیں
رہ سکا۔۔۔۔۔

اس کی آنکھوں میں ایک مکمل منظر لہرایا تھا جہاں شفا منت کو سینے سے لگائے اس
کے بازو میں لیٹی تھی۔۔۔۔۔

ایک شکوہ بھری نظر آسمان پر ڈالی

۔۔۔۔۔ اور آنکھیں موند لیں

فجر کے وقت اس کی آنکھ کھل گئی۔۔۔ اس کا دل بہت گھبرا رہا تھا۔۔۔

رات بھی وہ ٹھیک سے سو نہیں پائی تھی۔۔۔

وہ وضو کر کے آئی اور جائے نماز بچھا کر بیٹھ گئی۔۔۔

نماز کے بعد آدم کے لیے اللہ سے ڈھیر ساری دعائیں مانگی۔۔۔

اچانک اس کے کمرے کا دروازہ دھڑادھڑا بننے لگا۔۔۔ اس کا ہاتھ بے ساختہ
اپنے دل پر پڑا تھا وہ بھاگتی ہوئی دروازے پر گئی۔۔۔

سامنے سالار کھڑا تھا۔۔۔

اور نیچے سے عورتوں کی رونے کی آوازیں اوپر تک آرہی تھی۔۔۔

بھا بھی بھائی کو گولی لگی ہے وہ ہسپتال میں ہیں۔۔۔۔۔ اپ دعا کریں ان کے لیے

۔۔۔۔۔

اتنا سننا تھا وہ لہرا کر زمین بوس ہو جاتی اگر سالار اسے ناتھامتا اس کی چیخنے کی آواز
پر سب اوپر آئے تھے

جزا اور آیت نے جلدی سے اسے تھام کر بیڈ پر لٹایا منت بھی چیخوں کی آواز سن
کراٹھ کر رونے لگی۔۔۔۔۔



۔۔۔۔۔ کچھ ہی گھنٹوں میں گھر کا حال ہی بدل گیا تھا

سالار اور عرش دونوں اسپتال بھاگے تھے۔۔۔۔۔

گھر میں ایک کھرام سا مچ گیا تھا ہر کوئی غم سے نڈھال تھا اور اس کی صحتیابی کی
دعائیں کرنے لگے۔۔۔

۔۔۔۔۔ فروا بیگم کا غم سے برا حال تھا

دو گھنٹے ہو گئے تھے انہیں گئے ہوئے مگر ابھی تک کوئی خاطر خواہ جواب نہیں آیا

۔۔۔۔۔ تھا

لاکھ منع کرنے پر بھی جزا اپنی بانیک لے کر خود ہی آگئی تھی۔۔۔

۔۔۔۔۔ جب سے شفا کو ہوش آیا تھا تو رورو کر اس کا برا حال تھا

وہ بار بار ایک ہی ضد کر رہی تھی کہ اسے آدم کے پاس جانا ہے وہ پچھلے چھ مہینے

سے ساتھ تھے۔۔۔۔۔

-- وہ شخص پوری طرح اس کے دل میں بس چکا تھا
اس کو کھونے کے خیال سے ہی اسکی جان نکل رہی تھی۔۔۔

آپی پلیز مجھے ان کے پاس لے چلیں آپي میں مر جاؤں گی۔۔۔۔

وہ روتے روتے فری سے منتیں کرنے لگی۔۔۔۔

فری نے اسے سینے میں بھینچ لیا۔۔۔ اسے کچھ بہت شدت سے یاد آیا تھا۔۔۔۔

اس کے بھائی کو واقع اللہ نے اتنی مشکلوں کے بعد بہترین ہمسفر سے نوازا
تھا۔۔۔

آپی مجھے ان کے پاس جانا ہے۔۔۔۔

او کے ریلکس پہلے رونا بند کرو۔۔۔۔ اچھے سے منہ دھو کر چادر لے کر آؤ

۔۔۔۔ فری کے کہنے پر وہ وہ واش روم میں بھاگ گئی۔۔۔۔

اس کے نیچے پہنچتے ہی وہ بھی بھاگتی ہوئی پیچھے سے چادر لے کر آگئی تھی۔۔۔۔

احد فری فروا بیگم اور شفا کو اسپتال لے کر آگیا تھا۔۔۔۔

جہاں پہلے ہی پولیس والوں کا ایک جم غفیر تھا۔۔۔۔

سجدہ بیگم اور آیت بھی آنا چاہ رہی تھی مگر سالار نے سختی سے منع کیا تھا۔۔۔۔

Novelistan

اس مشکل وقت میں عقیدت ہی ان دونوں کا ہی خیال رکھ رہی تھی اور منت کو

بھی اس نے سنبھالا ہوا تھا۔۔۔ وہ خود بھی بہت دکھی تھی کیونکہ آدم نے ہمیشہ

اسے عزت دی تھی۔۔۔۔۔

وہاں آتے ہی ان دونوں کے ر کے ہوئے آنسو پھر بہنے لگے تھے۔۔۔۔

----- یار آپ دونوں تو رونا بند کریں

وہ ٹھیک ہو جائیں گے۔۔۔۔ دعا کرنے کے بجائے آپ لوگ رو کیوں رہے ہیں

عرش نے بے بسی سے کہا۔۔۔۔ وہ۔ لوگ پہلے ہی بہت پریشان تھے۔۔۔

اوپر سے ان کا رونا دھونا دیکھ ان کی رہی سہی ہمت بھی ختم ہو رہی تھی۔۔۔

آدم خانزادہ آپریشن تھیٹر میں تھا اور وہ۔ لوگ باہر بیٹھے اس کے لیے دعا گو

تھے۔۔۔۔

چھ گھنٹے کے صبر آزما انتظار کے بعد آخر کار آدم کو ہوش آگیا تھا۔۔۔ اور اسے
روم میں شفٹ کر دیا گیا تھا۔۔۔

امی بار بار اس کا ماتھا چوم رہی تھیں ان کا بیٹا موت کے منہ سے واپس
آیا تھا۔۔۔۔۔ اسے پہلے بھی کئی بار گولیاں لگی تھیں کبھی بازو تو کبھی ٹانگ پر مگر
ایسی جگہ کبھی نہیں لگی تھی نا وہ اتنا کمزور ہوا تھا۔۔۔۔۔

سالار جا کر آیت اور سجدہ بیگم کو بھی لے آیا تھا ان دونوں نے رو۔ رو کر اپنا حشر
بگاڑ لیا تھا۔۔۔

عقیدت منت کے ساتھ گھر پر رکی تھی گھر پر ملازموں کی ایک فوج تھی اور گھر
کے باہر گارڈز تعینات تھے۔۔۔۔

بھائی آپ نے تو ہماری جان نکال دی تھی۔۔۔۔ جزا اور آیت تو اب بھی رونے
لگی تھی۔۔۔۔



-- شش آئی ایم اے۔۔۔۔ اس نے دھیرے سے کہا

سالار نے اپنی بیوی کو دیکھا جو باہر سے تو بہت سخت نظر آتی تھی مگر اندر سے
اتنی ہی حساس تھی۔۔۔۔

تم دونوں نے مل لیا تو باہر آ جاؤ کیونکہ بھائی بھی اب تمہارا چہرہ دیکھ کر بور ہو گئے
ہونگے۔۔۔۔

۔۔۔۔ اب انہیں وہ چہرہ دیکھنے دو جس کا وہ کب سے انتظار کر رہے ہیں
عرش نے اندر آ کر شرارت سے کہا تو وہ دونوں ہنستے ہنستے مسکرا دی۔۔۔ اور اٹھ
کر باہر چلی گئیں۔۔۔۔ سالار بھی ان کے پیچھے ہی باہر آ گیا تھا۔۔۔

وہ روم میں داخل ہوا تو آدم خانزادہ کو پیٹوں میں جکڑا دیکھ اس کے آنسو تیزی
سے بہنے لگے۔۔۔۔

وہ دروازے سے لگ کر کھڑی تھی اس کا جسم لرز رہا تھا۔۔۔۔

سو جھی آنکھیں چہرے پر پھیلے آنسو۔۔۔۔۔ آدم کو بے ساختہ اس پر ٹوٹ کر
--- پیار آیا تھا

کیا وہ اتنا اہم ہو چکا تھا اس لڑکی کے لیے۔۔۔۔۔ اس کا دل زور سے دھڑکا

آدم نے اسے اشارے سے اپنے پاس بلایا۔۔۔۔۔

مگو وہ ویسے ہی دروازے سے لگ کر آنسو بہاتی رہی۔۔۔۔۔

--- پاس آئیں۔۔۔ اس نے دھیرے سے اسے پکارا

اس کے کہنے کی دیر تھی وہ بھاگتے ہوئے آئی اور اس کے سینے سے لگ کر پھوٹ

--- پھوٹ کر رونے لگی

آدم خانزادہ تو اسکے اتنا رونے پر پریشان ہو گیا تھا۔۔۔۔

جہاں شفا نے سر رکھا تھا اس کے بالکل پاس ہی اسے گولی لگی تھی۔۔۔۔

اسے درد تو ہوا مگر وہ ضبط کئے اس کے بالوں میں ہاتھ رکھ کر پھیرنے لگا۔۔۔۔

میں ٹھیک ہوں مت روئیں۔۔۔۔



م۔۔۔ میں۔۔۔ آپ۔۔۔ کے۔۔۔ بغ۔۔۔ بغیر مر جاؤں گی۔۔۔ آپ مج

مجھے چھوڑ کر ممت جانا کب کبھی بھی۔۔۔۔ وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے

لگی۔۔۔۔

وہ سانس روکے اس کو سننے لگا۔۔۔۔۔ اس پیاری لڑکی کو اللہ نے اس کے
نصیب میں لکھا تھا۔۔۔ اس لڑکی کے دل میں اپنے لئے اتنی محبت دیکھ دیکھ اس کا
۔۔۔۔۔ دل اندر تک سرشار ہوا تھا اسے اپنے سارے عہد ٹوٹے محسوس ہوئے

جب رو کر دل تھوڑا ہلکا ہوا تو اسے اپنی پوزیشن کا احساس ہوا۔۔۔۔۔ وہ ہڑبڑا کر
بیچھے ہوئی۔۔۔۔۔

آدم نے اس کے چہرے کی طرف دیکھا جو خطرناک حد تک لال ہو رہا تھا۔۔۔۔۔
میں م جا رہی امی بلا رہی۔۔۔۔۔ وہ اٹھ کر بھاگنے لگی۔۔۔۔۔ مگر آدم نے اس کا ہاتھ
تھام کر روک لیا۔۔۔۔۔

یہاں بیٹھیں سکون مل رہا ہے مجھے۔۔۔۔۔ اس کی دھیمی آواز پر شفا کی پلکیں کرز
۔۔۔۔۔ گئیں

وہ واپس بیٹھ گئی۔۔۔۔۔ اس کا ہاتھ اب بھی آدم کے ہاتھ میں تھا۔۔۔

منت کیسی ہے۔۔۔۔۔

منت ٹھیک ہے لیکن وہ عقیدت بھابھی کے پاس ہیں۔۔۔۔۔ اس نے دھیرے

سے بتایا۔۔۔۔۔

ہمممم۔۔۔۔۔ وہ آہستہ آہستہ گنودگی میں جانے لگا۔۔۔۔۔

نیند میں بھی اس نے شفا کا ہاتھ نہیں چھوڑا تھا۔۔۔۔۔

Novelistan



اے لڑکی مجھے ناشتہ بنا کر دو۔۔۔۔۔ وہ جو منت کو سلا کر ابھی کچن کی طرف چائے

بنانے آئی تھی۔۔۔۔۔

ایشا کی آواز پر مڑ کر دیکھا۔۔۔۔ اس نے حیرانگی سے اس لڑکی کو دیکھا کیونکہ کل جب وہ کمرے میں گئی تھی تب تک تو کوئی بھی مہمان نہیں تھا پھر یہ کون تھی

جی آپ کون ہیں۔۔۔۔ اس نے کنفیوز ہو کر پوچھا۔۔۔۔

میں اس گھر کی ہونے والی بہو ہوں۔۔۔۔ عرش خانزادہ کی ہونے والی بیوی۔۔۔۔

اس کے لہجے میں جومان تھا ایک پل کو وہ ڈگمگائی۔۔۔

ناشتا بنا کر میرے روم میں بھجوا دو۔۔۔۔

ایشانے حقارت سے اسے دیکھا۔۔۔ اور کچن سے باہر نکل گئی۔۔۔۔

وہ بے وجہ ہی شرمندہ ہو گئی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں تھیں۔۔۔۔ دل
میں ایک ٹھیس سی اٹھی تھی۔۔۔۔

وہ کیسے کل رات جزبات میں بہہ گئی وہ کیسے بھول سکتی تھی وہ شخص اس کا کبھی
۔۔۔۔ نہیں ہو سکتا تھا



اس نے کیسے اسے اپنا آپ سونپ دیا تھا۔۔۔۔

بی بی جی آپ جائیں۔۔۔۔ میں ان کا ناشتہ بنا کر بچھو دیتی ہوں۔۔۔۔ ملازمہ
نے اسے افسوس سے دیکھ کر کہا۔۔۔۔

وہ بھاگتے ہوئے اپنے روم میں چلی گئی۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ اور بیڈ پر گر کر رونے لگی

عرش آیت اور جزا کو گھر لے کر آیا تھا۔۔۔۔۔ وہ کمرے میں داخل ہوا تو وہ

بے چینی سے اسکا انتظار کر رہی تھی اسے دیکھ کر اس کے پاس آئی

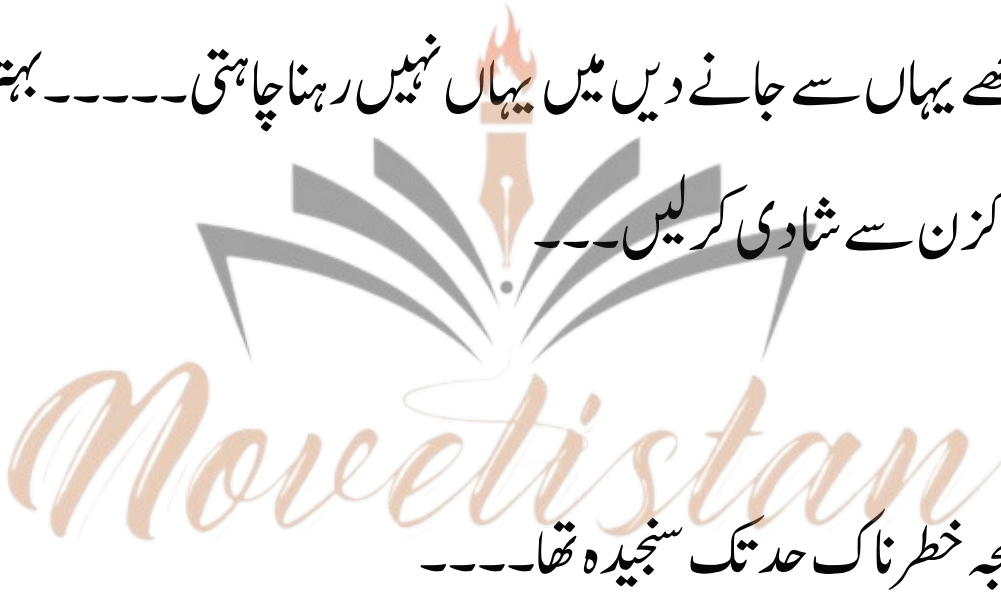
۔۔۔۔۔ آنکھیں رونے کی چغلی کھا رہی تھیں

عرش پریشانی سے اس کی طرف بڑھا۔۔۔۔۔ اور اس کا ہاتھ تھامے کی کوشش

کی جسے عقیدت نے بہت بری طرح جھٹکا تھا۔۔۔۔۔

آپ کو جو چاہیے تھا آپ حاصل کر چکے ہیں۔۔۔۔ اپنی ضرورت میرے جسم
سے پوری کر چکے۔۔۔۔

اب آپ مجھے طلاق دے دیں۔۔۔۔ اگر طلاق بھی نہیں دینا چاہتے تو مت
دیں مگر مجھے یہاں سے جانے دیں میں یہاں نہیں رہنا چاہتی۔۔۔۔ بہتر ہو گا
آپ اپنی کزن سے شادی کر لیں۔۔۔۔



وہ بولی تو لہجہ خطرناک حد تک سنجیدہ تھا۔۔۔۔

اس کے چہرے پر گزری رات کا شائبہ تک نا تھا اسے کیا لگ رہا تھا وہ اسکی محبت کو
ضرورت کا نام دے رہی تھی۔۔۔۔

سالار نے جارحانہ انداز میں اس کا منہ دبوچا۔۔۔ اور دیوار سے لگایا۔۔۔

کیا بکو اس کر رہی ہو تم۔۔۔ دماغ میں بھوسہ بھرا ہے کیا۔۔۔

۔۔۔ ایک بات سمجھ میں نہیں آتی کیا اس دماغ میں

وہ اس کے ماتھے پر انگلی مارتے ہوئے دھاڑا تھا۔۔۔ عقیدت نے ڈر کر اپنی چیخ
کا گلا گھونٹا۔۔۔

اپنے دماغ سے یہ بات نکال دو کہ تمہیں مجھ سے آزادی ملے گی۔۔۔۔۔ میرے
جیتے جی تو یہ ممکن نہیں جو کرنا ہے کر لو۔۔۔

اور شادی تو میں اپنی کزن سے بھی کروں گا۔۔۔ اور تم بھی میرے ساتھ
--- رہو گی۔۔۔ سرد لہجے میں بولتا
وہ اسے چھوڑ کر کمرے سے ہی نکل گیا۔۔۔۔



کہاں گئیں تھیں تم دونوں۔۔۔۔ ایشانے ان کو باہر سے آتا دیکھ پوچھا۔۔۔
ناچنے۔۔۔۔۔ جزانے ناگواری سے جواب دیا اور اندر بڑھ گئی۔۔۔۔

اسے یہ لڑکی ایک آنکھ نہیں بھاتی تھی کیونکہ یہ کچھ ٹائم تک سالار کے پیچھے بھی
----- تھی

----- بہانے بہانے سے اس کے آگے پیچھے گھومنا سب دیکھا تھا اس نے

مگر سجدہ بیگم کو اپنی بھانجی کے کرتوت کبھی بھی نظر نہیں آئے تھے۔۔۔

Novelistan

ہم آدم بھائی کے پاس گئے تھے ہسپتال ان کو گولی لگی تھی۔۔۔

آیت نے اس کو جواب دیا۔۔۔

اوہ اچھا۔۔۔ اس کے اتنے نارمل ریکشن پر آیت کو اس پر غصہ آیا۔۔۔ وہ بنا

کچھ کہے اندر بڑھ گئی۔۔۔

--- چھوٹی امی اس کو بہو بنانا چاہتی تھی جس کو رشتوں کا احساس ہی نہیں



میں اپنے بھائی کے قاتل کو کبھی معاف نہیں کروں گا۔۔۔

Novelistan

وہ جہاں بھی چھپے ہیں ان کو چوبیس گھنٹے کے اندر ڈھونڈ کر نکالوں کتے کی موت نا

--- مارا تو میرا نام ارمان نیازی نہیں

میں ایک مہینے کے لیے ملک سے باہر کیا چلا گیا۔۔۔۔ یہاں سب درہم برہم
۔۔۔۔ ہو گیا

وہ شخص ہاتھ میں شراب کا گلاس لئے چیخ رہا تھا۔۔۔ اور وہاں اس کے بندے سر
جھکائے کھڑے تھے۔۔۔۔

نکلو سارے کام پہ لگو مفت کی روٹیاں توڑنے کے لیے نہیں رکھا تم لوگوں کو میں
نے۔۔۔۔

اس کے اشارے پر اس کے بندے بھاگتے ہوئے نکل گئے۔۔۔۔

ادھر آؤ۔۔۔ اس نے ساتھ صوفے پر کھڑی لڑکی کو اپنے پاس بلایا۔۔۔ جو
۔۔۔ نازیبا لباس میں میک اپ میں تیار بیٹھی تھی

۔۔۔ وہ نزاکت سے چلتی اس کے پاس آئی

ایک اداسے اسکے ہاتھ سے گلاس لے کر منہ میں لگایا اور اس کے ساتھ لگ کر
بیٹھ گئی۔۔۔

Novelistan

وہ انہی اداؤں کا تو دیوانہ تھا۔۔۔ اس نے اس لڑکی کے بالوں میں ہاتھ پھنسا کر
۔۔۔ قریب کیا

اور گناہ ثواب سے دور وہ دونوں ایک دوسرے کے وجود میں گم ہوتے چلے
گئے۔۔۔۔



وہ نیوز دیکھ رہا تھا جہاں آدم خانزادہ کو گولی لگنے کی خبریں ہر نیوز چینل ہر چل
۔۔۔ رہی تھی وہ پولیس ڈیپارٹمنٹ کا ایک بہت اہم حصہ تھا

نڈر اور بہادر جس نے بہت سارے کیسا بہت بہادری اور سمجھداری سے حل
کئے تھے۔۔۔۔

فرجاد زرا میرے سالے صاحب کی خبر تو لو۔۔۔۔ سنا ہے موت کے۔ منہ سے
واپس آیا ہے۔۔۔۔

بالاج شاہ نے ایک پراسرار مسکراہٹ لئے پوچھا۔۔۔۔

جی سر ضرور۔۔۔۔ وہ سر کو خم دیتا اٹھ گیا۔۔۔۔

آج پانچ دن بعد آدم خانزادہ اسپتال سے گھر آیا تھا۔۔۔۔ اس کے زخم بھرے
تو نہیں تھے۔۔۔۔ مگر بہت حد تک بہتر ہو گیا تھا۔۔۔۔

گھر میں خوشی کا ماحول تھا۔۔۔۔ فروا بیگم نے آتے ہی سب سے پہلے اس کا صدقہ
دیا تھا۔۔۔۔

منت بھی اپنے باپ کو دیکھ کر خوش ہو رہی تھی۔۔۔
وہ سب لاؤنج میں بیٹھے خوش گپیوں میں مصروف تھے۔۔۔

عرش بیٹا مولوی صاحب کو فون کر کے کہہ دینا مدرسے سے بچے لے آئے کل
۔۔۔ قرآن خوانی کے لیے

۔۔۔ جی بڑی امی میں فون کر دوں گا۔۔۔ اس نے آس پاس نظریں دوڑائیں
۔۔۔ مگر وہ دشمن جان اسے نظر نہیں آئی

آدم بیٹا نیچے والا روم صاف کروا دیا ہے تم جب تک بالکل ٹھیک نہیں ہو جاتے
۔۔۔ یہیں رہنا۔۔۔ فروا بیگم نے آدم کو دیکھ کر کہا

مگر امی ہم کہاں رہیں گے۔۔۔۔

وہ جو آنکھیں موندے بیٹھا تھا شفا کی آواز پر حیرانگی سے دیکھا۔۔۔

سب کے چہرے پر دبی دبی مسکراہٹ تھی۔۔۔۔
آدم کی گہری نظریں خود پر محسوس کر کے شفا سٹپٹا گئی۔۔۔۔
وہ میرے کہنے کا وہ مطلب نہیں تھا۔۔۔ وہ شرمندگی سے منمنائی۔۔۔۔
ارے بیٹا جب آدم نیچے رہے گا تو تم اور منت بھی نیچے رہو گے۔۔۔۔۔
عورت کا گھر وہی ہوتا ہے جہاں اس کا شوہر رہتا ہے۔۔۔۔۔
سجدہ بیگم کی بات پر سب نے اتفاق کیا۔۔۔۔۔
جبکہ شفا کا سرخ چہرہ اور جھک گیا تھا۔۔۔۔۔
سالار اور عرش کی مدد سے وہ کمرے میں آ گیا تھا۔۔۔۔۔



کب تک ایسے رہنے کا ارادہ ہے؟..... سالار اس کے پیچھے کھڑا پوچھنے لگا

کیا مطلب ہے آپ کا۔۔۔۔ وہ جو بالوں میں برش کر رہی تھی سنجیدگی سے مڑ کر
پوچھنے لگی۔۔۔۔

سالار نے اسے غور سے دیکھا۔۔۔۔ پرکشش براؤن آنکھیں۔۔۔۔ گندمی رنگت

۔۔۔۔ باریک گلابی ہونٹ۔۔۔۔ متناسب سراپا۔۔۔۔ وہ بے انتہا حسین تھی
بلیک نائٹ سوٹ میں اپنے لاپرواہ حلیے کے ساتھ وہ اسے دل میں اترتی محسوس
ہوئی۔۔۔۔

مطلب یہ ہے کہ بیوی ہو تم میری کب تک مجھ سے دور رہنے کا ارادہ ہے
۔۔۔۔۔ وہ اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتا اسے اپنے پاس کر گیا

جزا کا دل زور سے دھڑکا مگر اس نے اپنے چہرے سے ظاہر نہیں ہونے دیا

لیکن سامنے بھی سالار خان زادہ تھا جو اس کے رگ رگ سے واقف تھا۔۔۔۔۔

مت بھولو یہ رشتہ صرف اور صرف فیملی کی وجہ سے جڑا ہے۔۔۔۔۔ اس لئے

اپنی تمام خواہشات مجھ سے پوری کرنے کے بارے میں سوچے گا بھی

مت۔۔۔۔

Novelistan

اس نے سر دلچے میں جواب دیا اور خود کو اس سے چھڑا کر دور ہو گئی۔۔۔۔

۔۔۔۔ بیوی تم ہو تو خواہشات بھی تم ہی۔ پوری کرو گی میری

۔۔۔۔ سالار نے اسے کھینچ کر بیڈ پر گرایا اور اس پر جھک گیا

آج وہ اسے کوئی رعایت نہیں دینا چاہتا تھا۔۔۔۔۔
اگر وہ اسے ہوس کا مارا سمجھ رہی تھی تو اسے بھی کوئی فرق نہیں پڑتا
تھا۔۔۔۔۔

سالار نے اس کی شرٹ کا پہلا بٹن کھینچ کر توڑا تھا۔۔۔۔۔

جزا جتنی بھی بولڈ اور نڈر سہی مگر اس وقت ساری ہمت ہوا ہو گئی تھی
Novelistan۔۔۔۔۔

سالار کی نظریں اسے خوفزدہ کر رہی تھی۔۔۔۔۔

وہ اسے کچھ بھی سمجھنے کا موقع دئے بغیر اس کے ہونٹوں پر جھکا اور ان پر اپنی
محبت لٹانے لگا۔۔۔۔۔

جزانے اس کی پیٹھ پر ناخن گاڑھے مگر وہ تھا دور ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا

تھا۔۔۔۔۔

اس کے ہاتھ بہت بے باکی سے جزا کے پیٹ پر گردش کر رہے تھے اور وہ اس کی گردن پر جھکا وہاں اپنی محبت کے نشان چھوڑنے لگا۔۔۔۔۔

اس نے اتنی سختی سے جھکڑا ہوا تھا جزا چاہ کر بھی خود کو چھڑوا نہیں پارہی تھی۔۔۔۔۔

بے ساختہ اسکی آنکھوں سے آنسوؤں بہنے لگے۔۔۔۔۔

اس سے پہلے کہ وہ مزید حدیں پار کرتا۔۔۔۔۔ اس کے رونے کی آواز پر سالار

اس سے دور ہوا۔۔۔۔۔ اس کے دور ہوتے ہی جزا اٹھ کر واش روم گئی اور

۔۔۔۔۔ دروازہ بند کر کے اس کے ساتھ لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی

وہ آج بھی اسے استعمال کی ایک چیز سمجھ رہا تھا۔۔۔۔

۔۔۔۔ یہی بات اسے تکلیف دے رہی تھی

سالار نے ایک نظر بند دروازے کو دیکھا اور اپنے چہرے پر ہاتھ پھیر کر کھڑا ہوا
اور کمرے سے نکل گیا۔۔۔۔۔



وہ کمرے میں آیا تو وہ کمبل لپیٹے سو رہی تھی۔۔۔۔ اس دن کے بعد ان دونوں کی
کوئی بات نہیں ہوئی تھی عرش کو اس کی ڈھٹائی پر بہت غصہ تھا۔۔۔۔

دونوں کی بول چال بالکل بند تھی۔۔۔۔

وہ خود آج پانچ دن بعد کمرے میں آیا تھا۔۔۔۔ اس نے اپنا موبائل اور والٹ نکال کر سائیڈ ٹیبل پر رکھا اور آنکھیں موند لیں۔۔۔۔



وہ پچھلے پندرہ منٹ سے اپنی گاڑی کا انتظار کر رہی تھی۔۔ مگر ڈرائیور ابھی تک نہیں آیا تھا۔۔۔۔

اس کی روانہ سات بجے چھٹی ہوتی تھی مگر آج کسی وجہ سے چار بجے ہی چھٹی ہو گئی تھی۔۔۔۔

اس نے اپنا فون نکال کر ڈرائیور کو کال کی تو نمبر بند جا رہا تھا۔۔۔۔
اس نے سالار کو کال ملائی بیل جاتی رہی مگر اس نے بھی کال نہیں اٹھائی۔۔۔۔
ابھی وہ عرش کو کال کرنے کا سوچ ہی رہی تھی کہ ایک گاڑی آکر سامنے
رکی۔۔۔۔

اس میں سے ایک عمر رسیدہ شخص باہر نکل کر مہذب انداز میں ہاتھ باندھ کر کھڑا
ہو گیا۔۔۔۔

جی آپ آیت میڈم ہیں۔۔۔۔ اس شخص نے پوچھا۔۔۔۔
جی میں آیت ہوں آپ کون۔۔۔۔ اس نے حیرانگی سے سوال کیا۔۔۔۔

جی میں غفار (ڈرائیور) کا دوست ہوں۔۔۔۔ آپ کے برابر والے بنگلے میں
ڈرائیور ہوں جی۔۔۔۔

غفار کی بیوی کی اچانک طبیعت خراب ہو گئی تو اس نے مجھے بھیج دیا آپ کو گھر
--- ڈراپ کرنے کے لیے

آپ آجائیں میڈم میں آپ کو چھوڑ دیتا ہوں۔۔۔ اس نے آیت کے لیے
گاڑی کا دروازہ کھولا۔۔۔

آیت نے تھوڑی دیر سوچا پھر اس شخص کی طرف دیکھا جو شکل سے شریف
--- معلوم ہو رہا تھا

--- وہ خاموشی سے اندر بیٹھ گئی۔۔۔ کیونکہ آہستہ آہستہ اندھیرا ہو رہا تھا
اور پچھلی بار کا حادثہ وہ بھولی نہیں تھی ابھی تک۔۔۔

ابھی گاڑی تھوڑی دور تک ہی چلی تھی کہ اچانک وہ آدمی مڑا اور ایک شیشی نکال کر اس کے چہرے پر اسپرے کر دیا۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ آیت وہی لہرا کر بے ہوش ہو گئی

کچھ دیر بعد جب اسے ہوش آیا تو وہ ایک بہت خوبصورت کمرے میں

۔۔۔۔۔ تھی۔۔۔۔۔ وہ گھبرا کر اٹھی اس کا سر بہت بھاری ہو رہا تھا

کوئی ہے یہاں۔۔۔۔۔ کون لایا ہے مجھے یہاں پلیز دروازہ کھولو۔۔۔۔۔

وہ زور زور سے دروازہ پیٹنے لگی۔۔۔۔۔

ڈر اور گھبراہٹ سے اس کی جان نکل رہی تھی۔۔۔۔۔

اللہ کا واسطہ ہے مجھے نکالو یہاں سے پلیز میرا کیا قصور ہے کیوں لے کر آئے ہیں

آپ مجھے۔۔۔۔۔

وہ رو رو کر ہلکان ہو رہی تھی اچانک دروازہ کھلنے پر جو چہرہ اس کے سامنے آیا
---- اسے دیکھ کر اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں



اماں جان نے فروا بیگم کو فون کیا تھا۔۔۔ جس پر فروا بیگم نے بہت خوبصورت
الفاظ میں رشتے سے معذرت کر لی تھی۔۔۔

انہوں نے شرمندگی سے بچنے کے لئے اماں جان سے کہا کہ آیت کا رشتہ پہلے ہی
ہو چکا ہے۔۔۔۔

کیا کہا انہوں نے۔۔۔۔۔ بالاج اماں جان کا چہرہ دیکھ سمجھ تو گیا تھا مگر پھر بھی پوچھنا
ضروری سمجھا۔۔۔۔۔

بیٹا وہ کہہ رہیں کہ ان کی بیٹی کا رشتہ پہلے ہی ہو چکا ہے۔۔۔۔۔
اس لیے انہوں نے معذرت کر لی۔۔۔۔۔ اماں جان نے افسردگی سے جواب
دیا۔۔۔۔۔

اسے یقین تھا ایسا ہی کوئی جواب آئے گا۔۔۔۔۔
اچانک اس کا فون بجنے لگا۔۔۔۔۔ اور جو کچھ اس نے فون پر سنا اسے اپنے سینے پر
۔۔۔۔۔ چنگاریاں سی پھوٹی محسوس ہوئی

وہ تقریباً بھاگتے ہوئے اپنے محل نما گھر سے نکلا تھا۔۔۔۔۔

--- بالاج شاہ کو دیکھ آیت کو لگا وہ سانس نہیں لے پائے گی

اس نے جیسے ہی کمرے میں آکر آیت کو اٹھایا

آیت نے ایک زوردار تھپڑ اس کے منہ پر دے مارا تھا۔۔۔

تم گھٹیا انسان تم نے مجھے اغوا کیا ہے۔۔۔ دن دھاڑے کسی کی بہن بیٹی کی عزت

کے ساتھ کھیلا ہے اللہ تمہیں کبھی معاف نہیں کرے گا۔۔۔

وہ غصے سے چیخ پڑی۔۔۔۔۔

بالاج نے خونخوار نظروں سے اسے گھورا اور اس کا گلا دبوچ کر دیوار سے لگا

دیا۔۔۔۔

--- آیت نے گہرا کر آنکھیں میچ لیں

You will have to pay for this slap...

--- وہ خون آشام نظروں سے اسے دیکھ کر ٹھنڈے ٹھار لہجے میں بولا
آیت کو اپنی ٹانگوں سے جان نکلتی محسوس ہوئی۔---

--- وہ اس کا گلا چھوڑ کر اس کا بازو پکڑ کر کھینچتے ہوئے باہر نکل گیا

آیت میں اتنی ہمت نہیں بچی کہ وہ خود کو چھڑوا سکے۔۔۔۔۔ وہ اس کے ساتھ کھینچتی
ہوئی چلی گئی۔۔۔

اس نے جھٹکے سے اسے گاڑی کے اندر پھٹکا اور خود ڈرائنگ سیٹ سنبھال
لی۔۔۔۔

دس منٹ بعد وہ ایک فارم ہاؤس میں تھے۔۔۔۔
وہ ایک کونے میں بیٹھی بے آواز رونے لگی۔۔۔۔ اس کا جسم بری طرح کانپ رہا
تھا۔۔۔۔

وہ ہمت کر کے اٹھی اور اس کے سامنے جا کر اس کے پیروں میں بیٹھ
گئی۔۔۔۔ اسے بس یہی ایک راستہ نظر آیا تھا۔۔۔۔ وہ اتنا تو سمجھ گئی تھی وہ بہت
پاور فل انسان ہے۔۔۔۔

پلیز مجھے جانے دیں میرے گھر والے بہت پریشان ہو رہے ہوں گے۔۔۔۔
اس نے باہر پھلتے اندھیرے کو دیکھ کر کہا۔۔۔۔
بالاج نے مسکراتی نظروں سے اس کے جڑے ہاتھوں کو دیکھا۔۔۔۔۔

مج مجھے مجھے آپ کی ہر شرط منظور ہے۔۔۔۔۔ وہ جلدی سے بولی۔۔۔۔۔

او کے پھر مولوی صاحب آتے ہی ہونگے۔۔۔ تمہیں اگر یہاں سے نکلنا ہے تو
۔۔۔ مجھ سے نکاح کرنا ہوگا

وہ جس قدر سکون سے بولا تھا۔۔۔۔ آیت کا سارا سکون برباد کر دیا تھا۔۔۔۔

وہ جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔۔

کیا بکواس کر رہے ہو تم میں تم جیسے انسان سے کبھی نکاح نہیں کروں گی۔۔۔۔۔
 --- وہ ہریانی انداز میں چلائی

اس کے چلانے پر بھی بالاج شہاہ کے اطمینان میں کوئی فرق نہیں آیا تھا۔۔۔

--- وہ اسی طرح ٹانگ پر ٹانگ رکھے سکون سے بیٹھا سگریٹ پیتا رہا

آیت بنا اس کی پرواہ کئے دروازے کی طرف بھاگی---

بالاج اسی طرح سکون سے بیٹھا اسے دیکھتا رہا۔۔۔۔۔ تھوڑی دیر بعد وہ اسی

طرح واپس آئی۔۔۔۔۔ چہرے پر آنسوؤں کے ساتھ ساتھ مایوسی بھی تھی۔۔۔۔۔

اسے وہاں سے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں مل رہا تھا۔۔۔۔۔ وہ آکر پھر اسی کونے میں
بیٹھ گئی۔۔۔۔۔

Novelistan

بالاج اٹھا اور وہاں سے نکلنے لگا۔۔۔۔۔ آیت نے بھاگ کر اس کا ہاتھ پکڑا۔۔۔

پلیز۔ مجھے جانے دیں۔۔۔۔۔ اس نے پھر التجاء کی۔۔۔

بنا نکاح کے تم یہاں سے نکل نہیں سکتی۔۔۔ اس لیے میرا ٹائم ضائع مت کرو
۔۔۔۔ کل تک فیصلہ کر کے مجھے بتا دینا۔۔۔۔
ابھی میں چلتا ہوں۔۔۔۔

بالاج اس کے چہرے پر نظریں جمائے بولا۔۔۔
اور ویسے بھی ابھی تو تمہاری چھٹی کا ٹائم بھی ہو گیا۔۔۔

۔۔۔۔ اگر گھر نہیں پہنچی تو آگے کیا ہو گا مجھے بتانے کی ضرورت نہیں
۔۔۔۔ بالاج کی بات پر اس کے آنسوؤں بے انتہا بہنے لگے

میں تیار ہوں۔۔۔۔۔ مگر اس کے بعد آپ مجھے روکیں گے نہیں۔۔۔۔ اسنے
۔۔۔ کچھ سوچ کر کہا

اسے بس کسی بھی طرح یہاں سے نکلنا تھا۔۔۔ اس کے بعد اپنے بھائیوں کے

۔۔۔۔۔ زریعے اسے اچھے سے سبق سکھانے کا ارادہ کر لیا تھا

ٹھیک ہے تیار رہو مولوی صاحب آتے ہی ہونگے۔۔۔۔۔

بالاج کہہ کر صوفی پر بیٹھ گیا۔۔۔۔

اس کا ایسا کوئی ارادہ نہیں تھا مگر حالات ایسے ہو گئے تھے کہ ناچاہتے ہوئے بھی اسے یہ سب کرنا پڑ رہا تھا۔۔۔

پہلے وہ آیت سے شادی کسی اور مقصد سے کرنا چاہ رہا تھا مگر اب وجہ کچھ اور تھی۔۔۔۔

ارمان نیازی نے اپنے بندے سے اسے اغوا کروایا تھا۔۔۔۔
اور اس بات کی خبر اسی وقت اس کے اس بندے نے اسے دی تھی جس کو اس
نے آیت پر نظر رکھنے کے لیے رکھا تھا۔۔۔

وہ ارمان نیازی کو بہت اچھے سے جانتا تھا وہ ایک گھٹیا انسان تھا لڑکیوں کے ساتھ
کھیلنا اور انہیں آگے سپلائی کرنا اس کا پسندیدہ مشغلہ تھا۔۔۔۔

جو لڑکے اس رات آیت کے پیچھے لگے تھے ان میں سے ایک اس کا بھائی بھی تھا
اور اس بات کی خبر ارمان نیازی کو ہو گئی تھی۔۔۔۔

۔۔۔۔ کہیں نا کہیں اس کے بھائی کے قتل میں وہ آیت کا ہاتھ سمجھ رہا تھا

وہ اسی وقت اس فلیٹ پر پہنچ گیا تھا جہاں ارمان نیازی کے آدمی نے اسے رکھا
تھا۔۔۔۔

اس انسان کو اوپر پہنچا کر وہ جیسے ہی اس کے پاس پہنچا آیت کے تھپڑنے اسے
غصہ دلادیا تھا۔۔۔۔

اس بات سے انجان کے اگر وہ نا آتا تو وہ کہیں کی نہیں رہتی وہی اس کا محافظ
تھا۔۔۔۔ وہ اسے ہی اغوا کار سمجھ رہی تھی۔۔۔۔

پہلے وہ آیت سے طریقے سے شادی کرنا چاہتا تھا۔۔۔۔

اس کے بعد اس کے ذریعے کسی اور کو سزا دینا چاہتا تھا۔۔۔۔

مگر آیت نے تھپڑ مار کر خود کے ساتھ غلط کر دیا تھا۔۔۔۔
۔۔۔۔ جس کی سزا اسے نکاح کے صورت میں مل رہی تھی

کچھ ہی دیر میں مولوی صاحب اور کچھ گواہان کے آنے پر ان کا نکاح شروع ہوا
تھا۔۔۔۔

آیت خانزادہ بنت راحیل خانزادہ آپ کو بالاج شاہ ولد شہزاد شاہ کے نکاح میں
سکہ رائج الوقت تیس لاکھ روپے دیا جاتا ہے کیا آپ کو قبول ہے۔۔۔۔

الفاظ تھے یا پگھلا ہوا سیسہ جو اس کے کانوں میں انڈھیلا گیا تھا۔۔۔۔

اسکی سوچنے سمجھنے کی تمام صلاحیتیں مفلوج ہو چکی تھی وہ بس یہاں سے نکلنا
چاہتی تھی ورنہ غضب ہو جاتا۔۔۔۔

آنسو تھے کہ روکنے کے باوجود بہے جا رہے تھے۔۔۔۔
ناجانے کیوں وہ شخص اس کے پیچھے پڑ گیا تھا۔۔۔۔ اسے بے انتہا نفرت ہو چکی تھی

اگر وہ یہ نکاح نہیں کرے گی تو وہ ظالم شخص اسے یہاں سے نکلنے نہیں دے
گا۔۔۔۔

اس کے گھر نا پہنچنے پر اس کے گھر والے کیا سوچیں گے اس سے آگے وہ سوچ
بھی نہیں پار ہی تھی۔۔۔۔

سو جھی آنکھیں اور کپکپاتے ہونٹوں کے ساتھ وہ قابل رحم لگ رہی تھی مگر
چہرے پر گھونگھٹ ہونے کی وجہ سے کوئی بھی اس کی حالت نہیں دیکھ پارہا
تھا۔۔۔۔

مولوی صاحب نے دوبارہ پوچھا۔۔۔ کیا آپ کو قبول ہے؟
بالاج شاہ جو اس کے ساتھ ہی بیٹھا ہوا تھا اس کا ہاتھ پکڑ کر دیا۔۔۔۔ وہ اس کا
شارہ سمجھ گئی۔۔۔۔ کای بے جان گڑیا کی طرح وہ گردن ہلا کر قبول کر گئی۔۔۔۔
مولوی صاحب نے تیسری بار پوچھا۔۔۔

قبو.. قبول ہے۔۔۔۔ اس نے کپکپاتے ہونٹوں سے قبول کیا۔۔۔۔
اور اپنے لرزتے ہاتھ سے بڑی مشکل سے سائین کیا۔۔۔۔

اس کے بعد بالاج نے کب قبول کہا کب سائین کیا اسے خبر نہیں ہوئی۔۔۔۔

مبارک ہو۔ کے شور پر وہ ہوش میں آئی۔۔۔۔

سب بالاج کو مبارکباد دیتے ہوئے وہ باہر نکل گئے بالاج بھی ان کے ساتھ ہی
باہر چلا گیا۔۔۔۔۔

... وہ خاموشی سے آنسو بہانے لگی

وہ مولوی کو چھوڑ کر جیسے ہی واپس آیا وہ دوپٹہ اچھے سے خود پر جمائے کھڑی

۔۔۔۔ تھے

گھڑی پر ٹائم دیکھا تو ساڑھے آٹھ ہو رہے تھے۔۔۔۔
جلدی سے فیس واش کر کے آؤ باہر انتظار کر رہا ہوں۔۔۔۔

بالاج کے اشارہ کرنے پر وہ جلدی سے منہ دھو کر آئی اور کمرے سے نکل
گئی۔۔۔۔

۔۔۔ گاڑی ان کے گیٹ سے کچھ فاصلے پر روکی

وہ جلدی سے اترنے لگی گھبراہٹ سے اس کا چہرہ لال ہو رہا تھا۔۔۔۔
بالاج نے اس کا ہاتھ پکڑ کر روکا اور پیچھے مڑ کر اس کا بیگ اٹھا کر اس کے حوالے
کیا۔۔۔۔۔

اور اس کا گال تپتھپا کر وہ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔۔۔۔

اس وقت وہ کچھ بھی محسوس نہیں کر پارہی تھی وہ جلدی سے گاڑی سے
نکلے۔۔۔۔۔ چوکیدار نے اسے آتے دیکھ کر مین گیٹ کھول دیا تھا۔۔۔۔۔

وہ بھاگتی ہوئی اندر گھس گئی تھی۔۔۔۔۔

اس کے اندر جاتے ہی وہ بھی زن سے اپنی گاڑی بھگالے گیا۔۔۔۔۔

چہرے پر کچھ فتح کرنے کی چمک تھی۔۔۔۔۔

Novelistan

وہ گھر میں داخل ہوئی تو سامنے ہی عرش بیٹھا ہوا تھا اسے دیکھ اس کی گھبراہٹ
مزید بڑھ گئی۔۔۔۔۔

آیت آج لیٹ ہو گئی تم۔۔۔۔۔ عرش نے گھڑی میں ٹائم دیکھ کر پوچھا جہاں نونج
رہے تھے۔۔۔۔۔

جی بھائی وہ۔۔۔۔۔ ابھی وہ کوئی جواب دیتی فروا بیگم بول اٹھی۔۔۔۔۔
مجھے میسج کر دیا تھا آیت نے آج ان کی ایکسٹرا کلاس تھی۔۔۔۔۔ آیت جاؤ
جلدی سے فریش ہو کر آؤ میں کھانا لگا رہی ہوں۔۔۔۔۔
فروا بیگم کے بولنے پر اس نے گہری سانس لی۔۔۔۔۔ اور اپنے کمرے کی طرف
بڑھ گئی۔۔۔۔۔

عرش کو وہ تھوڑی گھبرائی ہوئی لگی۔۔۔۔۔

کمرے میں آکر وہ جتنا رو سکتی پھوٹ پھوٹ کر روئی۔۔۔۔ وہ جو ہمت کر کے آئی
تھی اپنے بھائیوں کو سب بتا دے گی۔۔۔۔ مگر یہاں آکر اس کی ساری ہمت
جواب دے گئی تھی۔۔۔۔

اس کی بات پر کون یقین کرے گا اگر سب نے اسے ہی غلط سمجھ لیا تو وہ کیا کرے
گی۔۔۔۔

وہ روتے روتے کب نیند کی وادیوں میں چلی گئی اسے پتہ ہی نہیں چلا۔۔۔۔



صبح آیت کے علاوہ سب ناشتے کے ٹیبل پر موجود تھے۔۔۔ عقیدت کے ساتھ
۔۔۔۔ اگر سجدہ بیگم کا رویہ برا نہیں تھا تو اچھا بھی نہیں تھا

----- ایشا جب آدم اسپتال میں تھابت ہی اپنے گھر جا چکی تھی

ناشتے کی اشتہا انگیز خوشبو ہر جگہ پھیلی ہوئی تھی۔۔۔۔

آدم خانزادہ بھی اب کافی بہتر ہو چکا تھا۔۔۔۔

اس پورے ہفتے میں آیت اسپتال نہیں گئی تھی۔۔۔۔ سب کو یہی کہا کہ پیپرز

ہونے والے ہیں اس لیے گھر میں رہ کر تیاری کرے گی۔۔۔

بھابھی آدم بھی اب بہتر ہو چکا ہے میں سوچ رہی ہوں کل سنڈے بھی ہے تو کل

----- شام ایشا اور عرش کی شادی کی تاریخ رکھنے چلتے ہیں

سجدہ بیگم کی بات پر سب نے حیرانگی سے ان کی طرف دیکھا سوائے آدم عرش

اور سالار کے۔۔۔۔

عقیدت نے ایک نظر عرش کو دیکھا پھر خاموشی سے ناشتہ لگانے لگی۔۔۔۔
سجدہ کیسی باتیں کر رہی ہو۔۔۔۔۔ عرش کی شادی ہو چکی ہے۔۔۔ تم اس کی
دوسری شادی کیسے کروا سکتی ہو۔۔۔۔۔

فروا بیگم نے پریشانی سے پوچھا۔۔۔۔ کہیں نا کہیں ان کو لگ رہا تھا کہ سجدہ بیگم
عقیدت کو قبول کر چکی ہیں مگر آج ان کی بات سن کر انہیں بہت افسوس ہوا
تھا۔۔۔۔۔

Novelistan

بھابھی یہ شادی میری مرضی سے نہیں ہوا یہ ایک بے سہارا لڑکی کو سہارا دینے
کے لیے کیا گیا نکاح تھا۔۔۔۔۔

اور ویسے بھی شروع سے ہی ایشا عرش کے نام پر بیٹھی ہے۔۔۔۔۔ شادی تو ان کی ہونی ہی ہے۔۔۔

رہی بات دوسری شادی کی آدم کی بھی تو ہوئی ہے نادوسری شادی اور دونوں خوش بھی ہیں۔۔۔۔۔ ایشا اور عرش بھی خوش رہیں گے۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ ان کی بات پر عقیدت کے ساتھ ساتھ شفا کی آنکھیں بھی بھر گئیں

وہ جو محبت میں بہت آگے نکل چکی تھی یہ تک بھول چکی تھی کی اس نے آدم سے -- اپنے لیے صرف سہارا مانگا تھا

اور اس نے ترس کھا کر اسے سہارا دیا تھا۔۔۔

سجدہ بیگم کے کہنے پر اسے سب یاد آتا گیا۔۔۔۔۔۔۔

عقیدت خاموشی سے وہاں سے نکل گئی۔۔۔۔۔ اس کے پیچھے ہی شفا بھی منت
کے بہانے وہاں سے اٹھ گئی۔۔۔۔۔

عرش اور آدم دونوں نے یہ چیز نوٹ کی تھی۔۔۔۔۔
لیکن سجدہ

پلیز بھابھی میری خوشی کی خاطر آپ اتنا نہیں کر سکتی
جب عرش کو ہی مسئلہ نہیں میں کیا کہہ سکتی ہوں۔۔۔۔۔ فردا بیگم نے شکایتی
نظروں سے عرش کو دیکھا تو وہ نظریں چرا گیا۔۔۔۔۔



۔۔۔۔۔ اس کا فون کب سے بج رہا تھا مگر انون نمبر دیکھ کر وہ اگنور کر رہی تھی

مگر شاید دوسرا شخص انتہائی ڈھیٹ تھا۔۔۔۔۔ جو فون کرنے سے بعض نہیں آ رہا تھا۔۔۔

۔۔۔ وہ بہت مشکلوں سے اپنے ذہن کو ٹینشن سے آزاد کر کے پڑھنے بیٹھی تھی۔۔۔۔۔ آخر اس نے فون اٹھالیا

ہیلو کون بکواس کر رہا ہے۔۔۔۔۔ وہ انتہائی بد تمیزی سے بولی۔۔۔۔۔
آپ کا مزاجی خدا۔۔۔۔۔ بالاج کی گھمبیر آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی تو
موبائل اس کے ہاتھ سے گر پڑا۔۔۔۔۔
اس کا دل بہت تیزی سے دھڑک رہا تھا۔۔۔۔۔ اس نے موبائل سوئچ آف کر
کے دور پھینک دیا۔۔۔۔۔

اس شخص کی وجہ سے وہ مجرموں کی طرح اپنے گھر میں رہ رہی کوئی غلطی ناہو کر
بھی خود کو قصور وار سمجھ رہی تھی۔۔۔۔۔

اللہ وہ بری طرح سسک پڑی۔۔۔۔ اس کی پریشانی سب نوٹ کر رہے تھے مگر
پیپر کی ٹینشن کہہ کر وہ سب کو مطمئن کر دیتی۔۔۔۔

وہ گھٹنوں میں سر دیئے رو رہی تھی اسے اپنے آس پاس ایک مخصوص خوشبو
۔۔۔۔ محسوس ہوئی

اس نے جھٹکے سے سر اٹھایا تو وہ بیڈ کے سامنے صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ رکھے اپنے
مخصوص انداز میں بیٹھا اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔۔
وہ ڈرتی ہوئے اٹھی اور دروازے کی طرف بھاگی۔۔۔۔ اور جلدی سے دروازہ
اچھے سے بند کر دیا۔۔۔۔۔ اور چاروں طرف دیکھنے لگی۔۔۔

اس کی حرکتیں دیکھ وہ اتنا تو سمجھ گیا وہ جتنی بہادر نظر آنے کی کوشش کرتی ہے
اتنی ہے نہیں۔۔۔۔۔ اسے بے ساختہ اس پر ترس آیا۔۔۔

۔۔۔۔۔ مگر یہ چند سیکنڈ کے لیے تھا

ادھر آؤ۔۔۔۔۔ اس نے آیت کو اشارہ کیا جو کمرے کے کونے میں کھڑی رو رہی
تھی۔۔۔۔۔

چند قدموں کا ہی فاصلہ تھا جو وہ آسانی سے طے کر سکتا تھا مگر آسانی کرنا اس نے
سیکھا کہاں تھا۔۔۔۔۔

جب اس کی پکار کا آیت پر کوئی اثر نہیں ہوا تو اس نے زرا تیز آواز میں پکارا

۔۔۔

ادھر آؤ آیت۔۔۔۔۔

اس کی آواز اتنی تیز ضرور تھی کہ اگر کوئی اس کے دروازے کے پاس ہوتا تو
آرام سے سن لیتا۔۔۔

آیت گھبر کر اس کے پاس آئی۔۔۔۔۔ بالاج سے کوئی بعید نہیں وہ اسے بدنام
کرنے کے لیے پوری فیملی کو بلا لے۔۔۔۔۔

وہ جیسے ہی پاس آئی۔۔۔۔۔ بالاج نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا وہ سیدھی اس کے گود
میں آگری۔۔۔۔۔ یہ ایک بے اختیاری عمل تھا۔۔۔۔۔

آیت نے اپنی سانسیں تک روک لی۔۔۔۔۔ آنکھیں خطرناک حد تک پھیل گئی
۔۔۔۔۔ چہرہ ڈرو شرم سے سرخ کندھاری ہو گیا تھا۔۔۔۔۔

آیت جھٹکے سے اس کی گود سے اٹھی تھی۔۔۔ مگر سامنے بھی بالاج شاہ تھا تھا

جس اسپید سے وہ اٹھی تھی اتنی ہی

تیزی سے بالاج نے اسے دوبارہ کھینچ کر خود پر گرایا اور اس کے لبوں کو اپنی قید

میں لے لیا۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ اس کی لمس میں سختی تھی

اس نے خود کو چھڑانے کی بہت کوشش کی جب اس کی مزاحمت کوئی کام نہ آئی تو

۔۔۔ اس نے خود کو ڈھیلا چھوڑ دیا

وہ جو اپنا ناجانے کو نسا غصہ اسپر اتار رہا تھا۔۔۔۔۔ اس کے ڈھیلے وجود کو محسوس

کر کے دور ہٹا تو وہ اسی پر لہرا کر گر گئی۔۔۔۔۔

اتنی نزاکت میرے ساتھ تو نہیں چلے گی جتنا جلدی ہو سکے خود کو مضبوط کر لو
---- بہت جلد بالاج شاہ تمہارے وجود پر پوری طرح قبضہ کر لے گا۔۔۔۔

وہ اس کے کان کے پاس جھکاسرگوشی میں بولتا اس کے وجود کو اٹھاتا بیڈ پر لٹا
گیا۔۔۔۔

جیب سے رومال نکالا اس سے آیت کے ہونٹ صاف کئے اور اس پر کمفرٹر ڈال
کر رومال جیب میں ڈالا اور کھڑکی کے راستے نکل گیا۔۔۔۔

اس کے کمرے کی کھڑکی مینشن کے بیک سائیڈ پر کھلتی تھی جہاں ملازم کے
۔۔۔۔ کوارٹر بنے ہوئے تھے

یہاں کا ایک ملازم تھا جو ہمیشہ اس کی مدد کرتا تھا۔۔۔ اس لئے آج تک کسی کو
خبر نہیں ہو پائی۔۔۔ اس کے آنے کی۔۔۔



اگلے دن سجدہ بیگم فروا بیگم کے ساتھ جا کر عرش اور ایشا کی شادی کی تاریخ رکھ
کر آ گئے تھے۔۔۔

اگلے ہفتے سادگی سے ان کا نکاح ہونا تھا۔۔۔ وہ سب دھوم دھام سے کرنا چاہتے
تھے مگر عرش کی شرط یہی تھی کہ شادی سادگی سے ہو۔۔۔

عقیدت دوبارہ سے آیت کے کمرے میں شفٹ ہو گئی تھی۔۔۔ اور آیت خود
بھی یہی چاہتی تھی کہ اس کے ساتھ کوئی نا کوئی رہے۔۔۔

ہر کوئی ایک دوسرے سے نظریں چرائے پھر رہا تھا۔۔۔

آپ کو نہیں لگتا آپ اپنی دشمن خود ہیں۔۔۔ جزا نے سنجیدگی سے پوچھا

اسے بے انتہا غصہ تھا۔۔۔۔۔ سب سے اس نے بات کی گھوم پھر کر سب کے

پاس ایک ہی جواب تھا کہ سجدہ بیگم اور عرش کا فیصلہ ہے ہم کچھ نہیں کر

پڑھنے والے کے لیے ایک نیا جہان کھول دیتا ہے۔

Novelistan

تھک ہار کر وہ عقیدت کے پاس آئی تھی۔۔۔۔۔ جو چہرے پر مسکراہٹ لئے اسے

۔۔۔۔۔ ہی دیکھ رہی تھی

---- مگر اس چہرے کے پیچھے چھپی تکلیف اسے اچھے سے نظر آرہی تھی

کیا ہوا ہے تم غصے میں کیوں ہو۔۔۔ اس کا انداز پر سکون تھا۔۔۔

--- آپ کا شوہر دوسری شادی کر رہا ہے آپ ہیں کہ سکون سے بیٹھی ہیں
دوسری شادی انکا حق اور خوشی ہے اور میں کون ہوتی ہوں ان کو روکنے
--- والی --- اس نے اطمینان سے جواب دیا

اگر میرا شوہر ایسا کچھ کرتا تو میں اس کو جان سے مارنا پسند کرتی مگر کسی اور کی
جھولی میں ناڈالتی ---

اس نے جنونی انداز میں کہا --- اس کی آواز اتنی اونچی ضرور تھی کہ باہر سے
--- گزرتے سالار نے بخوبی سنی تھی

ہونٹوں پر ایک بھولی مسکراہٹ آگئی تھی --- عرش جو اس کے پیچھے آرہا تھا
اس کے رکنے پر وہ بھی رک کر اسے دیکھنا لگا ---

جو ہنستے ہوئے اسے چپ رہنے کا اشارہ کر رہا تھا۔۔۔۔

دونوں دیوار سے لگ کر کھڑے ہو گئے۔۔۔۔

کیونکہ آپ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ میچ کرتے ہیں ایک ہی خاندان سے

۔۔۔۔ ہیں۔۔۔۔ آپ دونوں کی برابری ہے

۔۔۔ جبکہ میں کہیں سے بھی عرش کے ساتھ میچ نہیں کرتی

وہ مایوسی سے بولی۔۔۔۔

ایسا آپ کو لگتا ہے۔۔۔۔ ورنہ آن کی آنکھوں میں آپ کے لیے محبت ہم
سب نے دیکھی ہے۔۔۔۔ مجھے نہیں پتہ وہ یہ شادی کیوں کر رہے مگر وہ محبت

آپ سے کرتے ہیں آپ ان کو روکنے کی کوشش تو کرو کیا پتہ وہ مان جائے

اور اگر نامائیں تو دوسرا راسخ جو میں نے بتایا وہی اپنا نادونوں کو نکاح کے دن
ساتھ ٹپکا دینا۔۔۔۔

اس سے دل کو سکون مل جائے گا آپ کو۔۔۔۔۔ کیونکہ محبت میں شراکت
کرنے والوں کی بس ایک ہی سزا ہے وہ ہے موت۔۔۔۔

Novelistan

وہ جس قدر اطمینان سے بولی تھی۔۔۔۔۔ عقیدت کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی
تھیں۔۔۔۔۔

۔۔۔ اپنی بہن کے ایسے نادر خیالات سن کر عرش کی تو آنکھیں ابل آئی تھی

سالار سے اپنا قہقہہ روکنا مشکل ہو گیا تو وہ اسے کھینچتے ہوئے اپنے کمرے میں لے
آیا۔۔۔۔

اس کے بعد جو اس کو ہنسی کا دورہ پڑا تو پھر رکنا مشکل ہو گیا۔۔۔۔

ان کی ہنسی کی آوازیں باہر تک جا رہی تھیں۔۔۔۔

زیادہ مت ہنسو میری بیوی تو پھر بھی شریف ہے۔۔۔ مگر تم اپنے فیوچر کا خود ہی
سوچ لو۔۔۔۔۔۔

عرش نے چڑ کر کہا۔۔۔ تو اس کا قہقہہ پھر سے گونجا۔۔۔

فروا بیگم نے کمرے میں داخل ہو کر گھور کر دیکھا تو سالار کی ہنسی کو بریک
لگی۔۔۔۔



---- بھائی مجھے اسلام آباد جانا ہے کل شام کو پانچ دن کا اسٹے ہے
سالار نے آدم کو انفارم کیا۔۔۔۔

میٹنگ کب ہے۔۔۔ آدم نے فائل چیک کرتے ہوئے پوچھا۔۔۔۔
ایک پر سو ہے اور ایک چار دن بعد۔۔۔۔

اوکے پھر جزا کو بھی ساتھ لے جاؤ۔۔۔ گھوم پھر لینا دونوں ساتھ میں
۔۔۔ اس نے فائل پر نظریں جمائے کہا۔۔۔۔
۔۔۔ مگر بھائی۔۔۔۔ آدم کی بات پر اس نے کچھ کہنا چاہا

۔۔۔ کچھ نہیں سننا مجھے اسے اپنے ساتھ لے جانا کل
آدم نے جیسے بات ختم کی وہ اثبات میں سر ہلا کر اٹھ گیا۔۔

ایک کپ چائے لے کر کمرے میں آؤ۔۔۔ اس نے فون پر کہا اور انتظار کرنے
لگا۔۔۔۔

تھوڑی دیر بعد ہی شفا چائے کا کپ لئے کمرے میں آئی۔۔۔۔

بیٹھو۔۔۔ اس کے اشارے پر وہ پریشانی سے بیٹھ گئی۔۔۔ کیونکہ تھوڑی دیر پہلے
۔۔۔ ہی وہ سالار کو اس کے کمرے سے نکلتے دیکھ چکی تھی
۔۔۔ کہیں اس نے میری شکایت تو نہیں کر دی وہ دل ہی دل میں سوچنے لگی
جی بھائی۔۔۔۔

۔۔۔ کیسا ہے میرا بیٹا۔۔۔ اس نے محبت سے پوچھا تو جزا کو تھوڑی تسلی ہوئی
۔۔۔ میں ٹھیک ہوں بھائی

میں نے سنا ہے یونیورسٹی نہیں جارہی تم۔۔۔ اس نے چائے کاسپ لیتے پوچھا

۔۔۔۔۔ جی بھائی بس نیکسٹ منتھ سے ایگزیم ہیں تو اس لیے چھٹیاں ہیں

اچھا مطلب فری ہو ان دنوں تم۔۔۔

جی بھائی میں بالکل فری ہوں آپ کو کوئی کام ہے تو بتائیں۔۔۔۔۔ اس نے

پر جوش انداز میں پوچھا۔۔۔

۔۔۔۔۔ کل شام تک ریڈی ہو جانا پانچ دن کی پیکنگ کر لینا اسلام آباد جانا ہے

سچی میں ابھی پیکنگ کر لیتی ہوں۔۔۔۔۔ اور کون کون جا رہا ہے۔۔۔ وہ خوشی سے

بولی۔۔۔۔

صرف تم اور سالار۔۔۔۔۔ آدم کے اطمینان سے جواب دینے پر اس نے حیرت

سے دیکھا۔۔۔۔۔

کوئی پرو بلم ہے۔۔۔۔۔ آدم نے اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ دیکھے۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ جزانے بے ساختہ نفی میں سر ہلایا

وہ اپنے اندر کے مسائل سب کو بتانا بہتر نہیں سمجھتی تھی اب تو وہ جانے کی ہامی
بھر چکی تھی اس لیے وہ دوبارہ منع کر کے آدم کے دل میں کوئی شک نہیں پیدا

کرنا چاہتی تھی۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ ہم گڈ

وہ سر ہلا کر پریشانی سے اپنے کمرے میں آگئی جہاں سالار خان زادہ بالکنی میں بیٹھا
سگریٹ پی رہا تھا۔۔۔۔۔

مجھے آپ کے ساتھ نہیں جانا بھائی کو منع کر دیں۔۔۔۔۔ وہ اس کے پیچھے آکر سنجیدگی
سے بولی۔۔۔۔۔

سالار نے مڑ کر اسے دیکھا جو غصے سے لال پیلا ہو رہی تھی اس پر غضب جزا کے
عقیدت کے سامنے کی گئی بات آج سالار خانزادہ کا دل الگ ہی لے پر دھڑک
-- رہا تھا

تم نہیں جانا چاہتی تم خود منع کر دو۔۔۔ سالار نے اس پر نظریں جمائے
کہا۔۔۔۔

اگر آپ مجھے ساتھ لے کر گئے تو آپکا جینا حرام کر دوں گی۔۔۔
اسنے انگلی اٹھا کر وارن کیا۔۔۔

قبول ہے۔۔۔ اسکا اطمینان بھرا لہجہ جزا کے تن بدن میں آگ لگا گیا وہ پاؤں
پھٹکتی باہر نکل گئی۔۔۔۔

ایک ہلکی سی مسکراہٹ اس کے چہرے پر چھا گئی۔۔۔۔



اگلے دن وہ دونوں بائے ایئر اسلام آباد پہنچے تھے۔۔۔ وہاں آدم کا ایک چھوٹا سا
فلیٹ تھا وہ اکثر آدم کے استعمال میں رہتا تھا۔۔۔

سفر کے دوران بھی دونوں نے کوئی بات نہیں کی تھی۔۔۔
۔۔۔ فلیٹ بالکل صاف ستھرا تھا
کل ہی آدم کسی کو بھیج کر صفائی کروا چکا تھا۔۔۔

جزا اپنا بیگ اٹھائے ایک کمرے میں گھس گئی۔۔۔ جہاں ایک چھوٹا سا بیڈ تھا
ایک ڈریسنگ ٹیبل اور ایک الماری۔۔۔ کمرہ بالکل صاف ستھرا تھا۔۔۔

وہ اپنا بیگ سائیڈ پر رکھتی ایک سوٹ اٹھائے واشروم میں گھس گئی۔۔۔۔

آدم نے دوسرا کمرہ دیکھا جو بالکل خالی تھا جہاں سامان نام کی کوئی چیز نہ
تھی۔۔۔۔

باہر ایک چھوٹا ساٹی وی لاؤنج تھا جہاں دو سنگل صوفے رکھے ہوئے
تھے۔۔۔۔ اس کے سامنے ہی اوپن کچن۔۔۔۔

وہ واش روم گیا اور جلدی سے تیار ہو کر فلیٹ سے نکل گیا ایک گھنٹے بعد اس کی
۔۔۔۔ میٹنگ تھی



ایک بڑی سی گاڑی آکر تھانے کے باہر کی تھی جس میں سے ایک بلیک تھری
پیس پروائٹ تھرٹ پہنے ایک آدمی عجلت میں باہر نکل کر آدم کے آفس میں
گھس گیا۔۔۔

بنا اسے سمجھنے کا موقع دئے ایک زوردار مکا اس کے منہ پر مارا تھا۔۔۔
مکا اتنا زوردار تھا آدم نے اپنی ناک پکڑتا کھڑا ہو گیا۔۔۔
اور حیرانی سے اس شخص کو دیکھنے لگا۔۔۔ سامنے والا اسے خونخوار نظروں سے
گھور رہا تھا۔۔۔ جیسے ابھی نکل جائے گا۔۔۔

اس نے دوسرا مکا بھی اتنے ہی زور سے مارا اسے اپنا جبرٹا ہوا لگا۔۔۔

میری بات تو سن لو۔۔۔۔۔ آدم خانزادہ نے آگے بڑھ کر سمجھانے
۔۔۔۔۔ کی کوشش کی مگر سامنے والا ہتھے سے اکھڑ گیا

جب تیرے ساتھ اتنا بڑا حادثہ پیش آیا تو نے مجھے انفارم کیوں نہیں

کیا۔۔۔۔۔ اس نے آدم کو دور جھٹکا۔۔۔۔۔
یار میں تجھے پریشان کر کے تیرا ہنی مون خراب نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔۔۔ آدم
نے صفائی دینی چاہی۔۔۔۔۔

Novelistan

تیرے سے بڑھ کر نہیں تھا مجھے ہنی مون۔۔۔۔۔ اس نے چبا چبا کر
کہا۔۔۔۔۔ آدم نے مسکین سی شکل بنا کر زبردستی اسے گلے لگا لیا۔۔۔۔۔
مجھے صبح کورٹ میں پتہ چلا سب۔۔۔۔۔ تم سے میری کل بھی بات ہوئی مگر تم
نے پھر بھی نہیں بتایا۔۔۔۔۔

وہ کسی روٹھی محبوبہ کی طرح شکایت کر رہا تھا۔۔۔

یار تجھے پریشان نہیں کرنا تھا۔۔۔۔

پورا منہ سو جھادیا تو نے میرا۔۔۔۔۔ آدم نے اسے بٹھاتے ہوئے کیا۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ شہر یار آفندی تھا وہ ایک کامیاب وکیل تھا اور اس کے بچپن کا دوست
دونوں ایک دوسرے کے لیے ہمیشہ تیار رہتے تھے۔۔۔۔۔

Novelistan

ان دونوں کے بیچ بہت سارے اتار چڑھاؤ آئے مگر وہ ہمیشہ ایک دوسرے کے
ساتھ ڈٹ کر کھڑے رہیں۔۔۔۔۔

کچھ مہینے پہلے ہی اس کی شادی ہوئی تھی تو وہ اپنی بیوی کے ساتھ، نیمیون پر گیا ہوا
تھا۔۔۔۔۔

جب آدم اور شفا کا نکاح ہوا تھا تب وہ کسی کیس کے سلسلے میں ملک سے باہر گیا
ہوا تھا۔۔۔۔

مگر اس رشتے کے لیے آدم کو راضی کرنے والا وہی انسان تھا۔۔۔۔۔
گھر چل میرے ساتھ منت سے بھی مل لینا۔۔۔۔۔ کچھ دیر باتیں کرنے کے بعد
آدم نے اٹھتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔
نہیں پھر کبھی۔۔۔۔۔ اس نے بات ٹال دی پچھلے دو سالوں سے اس کا یہی جواب
۔۔۔۔۔ ہوتا تھا

جو کچھ بھی ہوا اس میں تمہارا کوئی قصور نہیں تھا شہریار۔۔۔۔۔
اس نے سمجھانے کی کوشش کی۔۔۔۔۔

پھر بھی کہیں نا کہیں اس کا تعلق مجھ سے ہے میں آنٹی سے نظریں نہیں ملا
--- سکتا۔۔۔۔۔ شہریار نے ندامت سے کہا

اور دوبارہ ملنے کا کہہ کر نکل گیا۔۔۔۔۔



وہ رات کو آتے ہوئے کھانا پیک کروا کر آیا تھا۔۔۔۔۔ جزا وہی بیٹھی موبائل یوزر
کر رہی تھی۔۔۔۔۔

بھوک اسے بھی بہت لگی تھی۔۔۔۔۔ سالار نے کھانا رکھا اور کمرے میں چلا
گیا۔۔۔۔۔

جزا اٹھی اور کھانا نکال کر خود کھانے لگی۔۔۔۔۔ کھانا اس کی پسند کا تھا چیز برگر۔
چائینز رائس و تھ چکن جلفریزی۔۔۔۔۔ دیکھ اس کی بھوک کچھ زیادہ ہی چمک گئی
تھی۔۔۔

اس نے خوب سیر ہو کر کھایا اور جب اپنا پیٹ بھر گیا تو جو آدھے سے زیادہ کھانا
۔۔۔ بچا ہوا تھا وہ اس نے ایک ہوٹ پوٹ میں رکھ کر چھپا دیا

اور دوبارہ سے موبائل میں بڑی ہو گئی
سالار جب کمرے سے باہر آیا تو وہ ویسے ہی بیٹھی تھی مگر کھانا غائب تھا۔۔۔۔۔

کھانا لگا دو یا ر بھوک لگی ہے۔۔۔۔۔ وہ دوسرے صوفے میں بیٹھتے ہوئے
بولے۔۔۔۔۔

کھانا نہیں ہے۔۔۔۔ اس نے مصروف انداز میں جواب دیا۔۔۔۔

کھانا لایا تو ہوں میں۔۔۔۔۔ سالار نے اسے یاد دلایا۔۔۔۔۔ چہرے ہر تھکاوٹ
واضح تھی۔۔۔۔۔

مگر وہ کھانا تو میں کھا چکی۔۔۔۔۔ جزا نے آنکھیں پٹپٹاتے معصومیت سے جواب
دیا۔۔۔۔۔

سالار نے اس کو گھور کر دیکھا جیسے وہ اس وقت مزاق برداشت کرنے کے موڈ
میں ناہو۔۔۔۔۔

جزا نے اس کی گھوری کا کوئی خاطر خواہ اثر نالیا۔۔۔۔۔

اور اپنے موبائل میں بزی رہی۔۔۔۔۔

ایک دم سالار کے کھینچنے پر وہ بری طرح اس کے چٹانی سینے سے ٹکرائی
تھی۔۔۔۔۔

پہلے تو اسے سمجھ نہیں آیا اس کے ساتھ ہوا کیا ہے مگر ہوش میں آتے ہی وہ بری طرح ہڑبڑا کر اٹھنے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔

سالار نے اس کے بالوں کو مٹھی میں دبوج کر اسکا چہرہ اوپر کیا اور جھک کر اس کے ہونٹوں کو قطرہ قطرہ پینے لگا۔۔۔۔

۔۔۔۔ تشنگی اتنی تھی کہ وہ ایک سیکنڈ کے لیے بھی اسے چھوڑنے کو تیار نہ تھا

ناجانے کیسا احساس تھا کہ وہ مزاحمت کرنا ترک کر گئی
اور آنکھیں میچے اسکی گردن کے گرد بازو لپیٹ کر خود کو اس کے حوالے کر گئی۔۔۔۔

اس کی خود سپردگی دیکھ وہ مزید مدہوش ہونے لگا اس کے ہونٹوں کو آزادی بخشا
ہو اس کے گردن پر اپنی محبت رقم کرنے لگا۔۔۔۔

دروازہ بجنے پر وہ لمحے میں اس سے دور ہوئی تھی۔۔۔ اسے خود پر حیرت ہوئی وہ
کیسے سب بھول کر اس کے قریب جاسکتی تھی۔۔۔۔

سالار کی نظریں ابھی تک اس کے بکھرے حلیے پر جمی تھی۔۔۔۔
دروازہ دوبارہ بجاتا وہ اٹھ کر دروازے کی طرف چلا گیا۔۔۔
سامنے ہی ایک لڑکا کچھ سامان لئے کھڑا تھا۔۔۔

اس نے وہ سامان ریسیو کیا اور ڈور بند کر تا کمرے میں چلا آیا۔۔۔ جہاں وہ کمبل
منہ تک اوڑھے لیٹی تھی۔۔۔۔

۔۔۔۔ وہ اس کی حالت سمجھ گیا تھا اس لیے دوسری طرف آکر بستر پر لیٹ گیا

وہ اسی کی طرف کروٹ لئے لیٹا تھا۔۔۔ مگر وہ پوری طرح خود کو کمبل میں کور
کئے لیٹی تھی۔۔۔

وہ جانتا تھا وہ جاگ رہی ہے مگر اس کی ہمت نہیں ہوئی آگے بڑھ کر اس کو خود
میں بھینچ لیں۔۔۔

۔۔۔ اپنے آپ پر ضبط کرتا وہ آنکھیں مود گیا



وہ اپنا لاسٹ پیپر دے کر جیسے ہی نگلی وہ اپنی پوری شان سے بلیک جینز کے ساتھ
بلیک شرٹ اور جیکٹ پہنے آنکھوں پر سن گلاسز لگائے
اپنی گاڑی پر ٹیک لگائے کھڑا اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔

آیت کی نظر اس پر پڑی تو اس نے گھبرا کر چاروں طرف دیکھا۔۔۔
اتنے دن سے وہ سکون میں تھی اور آج وہ جن کی طرح نازل ہو گیا تھا۔۔۔
گھبراہٹ سے اس کے ماتھے پر پسینے کی ننھی ننھی بوندیں چمکنے لگی۔۔۔

وابریشن کی آواز پر اس نے بیگ سے موبائل نکال کر دیکھا تو یہ وہی نمبر تھا
جس سے بالاج نے اسے کال کی تھی۔۔۔

اس نے ایک نظر سامنے دیکھا جو بہت دلچسپی سے اسے ہی دیکھ رہا تھا

اس نے کپکپاتے ہاتھوں سے کال اٹھا کر کان میں لگایا۔۔۔۔۔

ج جی۔۔۔۔۔ وہ دھیرے سے بولی۔۔۔

گاڑی میں آ کر بیٹھو۔۔۔۔۔ بالاج کی بھاری گھمبیر آواز اس کے کانوں سے

۔۔۔۔۔ ٹکرائی

اس نے گھبراہر کال کاٹ دی تو اور اندر بڑھ گئی۔۔۔۔۔ اس کا کوئی ارادہ نہیں تھا

۔۔۔ اس کے ساتھ کہیں بھی جانے کا آج اس نے پکا ارادہ کر لیا تھا

Novelistan

وہ آدم کو اپنی اس مصیبت سے آگاہ کر کے رہے گی۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ میسج ٹون پر اس کے بڑھتے قدم رکھ

۔۔۔۔۔ اسکرین پر جگمگاتا میسج دیکھ اس کا اپنے پیروں پر کھڑا رہنا مشکل ہو گیا

اگر تم نہیں چاہتی اندر آکر میں تماشہ کروں تو شرافت سے آکر گاڑی میں بیٹھو
---- ورنہ دوسرا آپشن اپنانے میں مجھے کوئی پرالہم نہیں

میسیج پڑھ کر وہ اٹے پاؤں بھاگی مبادہ وہ سچ میں اندر نا آجائے۔۔۔۔

اسے آتا دیکھ بالاج نے فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھولا۔۔۔۔

وہ آس پاس دیکھتی خاموشی سے بیٹھ گئی چہرہ گھبراہٹ سے لال ہو رہا تھا۔۔۔۔

اس کے بیٹھتے بالاج نے سب سے پہلے اس کے ہاتھ سے فون لیا پھر اس سے فروا

---- بیگم کو میسیج کرتا اسے موبائل واپس کر کے گاڑی آگے بڑھا گیا

پانچ منٹ بعد اس نے خود کو بولنے کے قابل کیا۔۔۔۔ کہاں لے کر جا رہے ہیں

آپ مجھے۔۔۔۔ اس نے غصے سے پوچھا۔۔۔۔

--- البتہ آواز بہت دھیمی تھی جیسے وہاں بھی کسی کے سن لینے کا ڈر ہو
ہمارے گھر۔۔۔۔ اس نے جس اطمینان سے جواب دیا۔۔۔ آیت نے حیرت
سے اسے دیکھا۔۔۔

میں نے کیا بگاڑا ہے آپ کا کیوں میرے پیچھے پڑ گئے ہیں۔۔۔۔ وہ اپنی طرف
سے غصے سے چلائی مگر اس کی آواز اتنی تھی کہ بس وہ دونوں ہی سن
پاتے۔۔۔۔

بالاج نے ناگواری سے اپنی بیوی کو دیکھا جو گرے کلر کے لان کے سوٹ میں
۔۔۔۔ اسے ہی غصے سے گھور رہی تھی

بیوی کو شوہر کے ساتھ ہی ہونا چاہیے سو آج سے تم میرے ساتھ رہو گی۔۔۔۔
دوسری بات آئندہ اونچی آواز میں میرے سامنے بات کرنے سے پہلے ہزار بار
سوچنا۔۔۔۔۔

پہلی بات اس نے نرمی اور دوسری انتہائی سرد لہجے میں کہی تھی۔۔۔۔
۔۔۔۔ آیت کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں
خبردار جو ایک بھی آنسو بہا یا تو۔۔۔۔ اس نے انگلی اٹھا کر اسے وارن کیا۔۔۔
میری آنکھیں میں جو چاہیں کروں آپ ابھی کہ ابھی مجھے واپس چھوڑ کے آئیں
ورنہ میں زور زور سے چلاؤنگی۔۔۔۔

۔۔۔۔ اس نے اپنی طرف سے بالاج کو ڈرانے کی کوشش کی

اس کی بہادری پر بالاج کے آنکھیں چمکی۔۔۔۔۔ وہ گاڑی کو ایک حویلی کے
آگے روک گیا۔۔۔

اس کی گاڑی دیکھ چوکیدار نے مین گیٹ کھول دیا تھا۔۔۔۔۔
۔۔۔ اسے اندر گاڑی بڑھاتے دیکھ آیت نے سختی سے سیٹ تھام لی

جیسے ایسا کرنے سے گاڑی رک جائے گی اس کی معصوم حرکت پر بالاج شاہ کے
چہرے پر مسکراہٹ بکھر گئی۔۔۔

آیت نے بہت حیرت سے اس کی مسکراہٹ دیکھی تھی اگر یہ کہا جائے کہ ہنستے
ہوئے دنیا کا سب سے حسین انسان لگتا ہے تو جھوٹ نا ہو گا۔۔۔۔۔

وہ کب اس کی مسکراہٹ میں اتنا کھوئی کہ وہ گاڑی روک کر اس کی طرف آکر
--- اس کا ہاتھ پکڑ کر نکالا اسے خبر بھی نہیں ہوئی

--- وہ جیسے ہی گاڑی سے نکلی نیا گھر دیکھ کر وہ ہوش میں آئی
پلیز مجھے اندر نہیں جانا مجھے چھوڑ کر آئیں پلیز وہ گھبرا کر واپس گاڑی میں بیٹھنے
لگی---

بالاج نے اس کا بازو پکڑ کر روکا۔۔۔ وہ آنسو بھری آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی

بالاج کو اپنا آپ ان آنکھوں میں ڈوبتا محسوس ہوا۔۔۔۔

اوکے میں چھوڑ کے آؤنگا۔۔۔۔ مگر کچھ دیر کے لیے اندر آ جاؤ

پھر چھوڑ کر آ جاؤں گا۔۔۔

۔۔۔۔ اس نے اپنی نیچر کے برخلاف اسے پیار سے بہلانے کی کوشش کی
آیت کے پاس بھی کوئی راستہ نہ تھا اس پل بس اس کے زہن میں ایک ہی بات
تھی اگر گھر والوں کو ان سبکے بارے میں پتہ چلا تو کیا ہو گا۔۔۔۔۔

کاش وہ جزا جتنی بہادر ہوتی۔۔۔۔ تو آج اس مصیبت میں نا پھنستی۔۔۔۔
۔۔۔۔ اس کی نظریں بالاج شاہ کے بڑھتے قدموں پر تھیں
وہ اسے لے کر ایک کمرے میں آیا تھا۔۔۔۔۔

پرکشش فرنیچر سے آراستہ وہ ایک بہت کشادہ کمرہ تھا۔۔۔۔

۔۔۔ وہ کسی روبوٹ کی طرح اس کے ساتھ چل رہی تھی

بالاج نے اسے بیڈ پر بٹھایا تو وہ ایسے جھٹکے سے اٹھی جیسے کوئی کرنٹ لگ گیا ہو

وہ جا کر کمرے میں موجود ایک شپ صوفے پر بیٹھ گئی۔۔۔۔۔

اس کی حرکت کا مطلب سمجھتا بالاج قدم قدم چلتا اس کے پاس آ کر بیٹھا

۔۔۔۔۔ اس کے بیٹھتے ہی وہ سمٹ کر بیٹھ گئی۔۔۔۔۔

بالاج نے اس کی کمرے میں ہاتھ ڈال کر اسے کھینچ کر قریب کیا۔۔۔۔۔

ان دونوں کے بیچ ایک انگلی کا بھی فاصلہ نہ رہا۔۔۔۔۔

اس نے ہڑبڑا کر اٹھنے کی کوشش کی مگر وہ اس کی کوشش کو ناکام بناتا اس کے

گال پر سختی سے لب رکھ گیا۔۔۔۔۔

بالاج شاہ کی مونچھوں کی چھبن اسے اپنے گال پر محسوس ہوئی تو اس نے سختی

سے اس کے کالر کو مٹھی میں بھینچ لیا۔۔۔۔۔

اس کا جسم اتنی بری طرح لرز رہا تھا۔۔۔ بالاج نے حیرت سے اسے دیکھا۔۔۔

--- وہ اتنی سی قربت پر مرنے والی ہو گئی تھی

بالاج نے ایک گہری سانس لی۔۔۔ اس سے تھوڑا دور ہوا۔۔۔
آزادی پاتے ہی وہ گھبرا کر بھاگنے لگی۔۔۔

اس سے پہلے کہ وہ جاتی بالاج نے اس کی کلائی پکڑ کر واپس بٹھالیا۔۔۔۔

اور دلچسپی سے اسے دیکھنے لگا۔۔۔۔ اس کی بے باک نظریں دیکھ کر آیت کے
تو تن بدن میں آگ لگ گئی۔۔۔۔

آپ کو شرم نہیں آتی وہ اپنی طرف سے انتہائی غصے سے چیخی تھی۔۔۔۔

اس کے غصہ بھرا چہرہ اسے مزید مزادے رہا تھا۔۔۔۔

اس کی ڈھٹائی دیکھ کر وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔۔۔

بالاج کے مسکراتے چہرے پر سنجیدگی چاہ گئی ناجانے کیوں اس لڑکی آنکھوں میں
اسے آنسوؤں برداشت نہیں ہوتے تھے۔۔۔۔

وہ اس لڑکی کے معاملے میں بہت بے اختیار ہو گیا تھا سوچتا کچھ تھا اور کر کچھ اور
جاتا تھا۔۔۔۔

ایک آنسو نہیں گرنا چاہئے ورنہ اچھا نہیں ہو گا۔۔۔۔ اس نے سختی سے اسے
۔۔۔ وارن کیا

ورنہ کیا میں آپ سے ڈرتی نہیں ہوں۔۔۔ وہ بھی اپنی چھوٹی سی ناک پر
ڈھیروں غصہ لئے بولی۔۔۔

اور نچ جو میں کروں گا وہ تم برداشت نہیں کر پاؤ گی۔۔۔

اس نے ایک دم اس کی گردن میں ہاتھ ڈال کر اسے پاس کیا تھا ایک دوسرے
کی سانسیں انہیں اپنے چہرے پر محسوس ہو رہی تھی۔۔۔

آیت کا دل گویا اچھل کر حلق میں آیا تھا۔۔۔

ان کے بیچ فاصلہ ناہونے کے برابر تھا۔۔۔۔۔ اس کے پورے جسم میں اک
برقی سی دوڑ گئی۔۔۔۔

اس نے جلدی سے بچوں کی طرح ہاتھوں کی پشت سے اپنے
گال رگڑے۔۔۔۔

اٹھو تمہیں فرجاد چھوڑ کر آئے گا۔۔۔۔

آیت نے سنتے ہی اپنا چہرہ صاف کیا۔۔۔ اور بیگ اٹھا کر اس کے ساتھ نکل آئی

۔۔۔۔

فرجاد ان کو آتا دیکھ کر دور کھڑا ہو گیا۔۔۔۔

اس نے آیت وک گاڑی میں بٹھایا۔۔۔۔ اور جھک کر اس کے ماتھے پر بوسہ
دیا۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ ناجانے کیسا سکون تھا اس کے لمس میں وہ اپنی آنکھیں موندے گئیں

جب بھی میں فون کروں۔۔۔۔۔ تم فون اٹھاؤ گی اور میرے ہر میسج کا جواب
دو گی۔۔۔۔۔ ورنہ تمہارے کمرے کا راستہ مجھے اچھے سے یاد ہے۔۔۔۔۔

Novelistan

وہ اس کا گال تھپتھپاتا پیچھے ہٹ گیا۔۔۔۔۔

وہ جو اس کے لمس میں کھوئی ہوئی تھی اس کی بات پر ہوش میں آئی اور گاڑی
کے باہر سے ہی گھور کر دیکھا اسے۔۔۔۔۔

جو فرجاد سے بات کر رہا تھا۔۔۔۔

تھوڑی دیر بعد فرجاد آکر بیٹھا اور گاڑی آگے بڑھالے گیا اس نے ایک نظر باہر سے وہ محل دیکھا تھا جو خوبصورتی میں ان کے مینشن کی طرح ہی تھا۔۔۔۔



ہلکی ہلکی سرگوشیوں پر اسکی آنکھ کھلی۔۔۔۔

وہ آج نائٹ ڈیوٹی کر کے آیا تھا اس لئے دوپہر تک سوتا رہا۔۔۔۔

اس نے نظریں موڑ کر دیکھا تو وہ منت کو گود میں بٹھائے کچھ کہہ رہی تھی۔۔۔۔

پاپا سورہے ہیں اچھے بچے پاپا کو نہیں جگاتے۔۔۔۔ شفا سے پیار سے سمجھا رہی
تھی

پاپا پات دانا ہے۔ (پاپا کے پاس جانا ہے) منت اپنی ہی ضد پر اڑی ہوئی تھی۔۔۔
منو۔۔۔ میری جان ماما آپ کو آئس کریم کھلائیں گی نا۔۔۔

چلو

وہ اسے منانے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔۔

(نو منوبت پاپا تے پات دائے دی۔۔۔ (نو منوبس پاپا کے پاس جائے گی۔۔۔)

وہ اپنی تو تلی زبان میں اپنی ہی ضد کر رہی تھی۔۔۔۔

آدم خانزادہ کو اپنی بیٹی اور بیوی پر ٹوٹ کر پیار آیا۔۔۔۔

--- منت آجاؤ پاپا کے پاس اس نے اٹھ کر بازو پھیلا دیے

وہ دونوں جو ایک دوسرے میں مصروف تھے حیرانگی سے اس کی طرف
دیکھا۔۔۔۔

منت تو باپ کو جاگتا دیکھ بھاگ کر اس کی گود میں بیٹھ گئی۔۔۔۔

شفائے ان کو دیکھا اور کمرے سے نکل گئی۔۔۔۔

آدم نے اس کا اس طرح جانا بہت محسوس کیا تھا۔۔۔۔ وہ کچھ دنوں سے بہت
مصروف تھا گھر ہی بہت کم آیا تھا مگر اس نے شفا کے رویے میں ایک کھنچاؤ سا
محسوس کیا تھا۔۔۔۔

پندرہ منٹ بعد وہ ٹرے میں چائے کا کپ اٹھائے داخل ہوئی۔۔۔
اس کے سامنے رکھ کر وہ جانے لگی۔۔۔۔

۔۔۔۔ منت اس سے باتیں کرتے کرتے سو گئی تھی

آدم نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔۔۔۔ شفا نے گھبرا کر اس کی طرف دیکھا۔۔۔
یہاں بیٹھیں۔۔۔۔ اس کے اشارے پر وہ بیڈ پر سمٹ کر بیٹھ گئی۔۔۔۔
طبیعت ٹھیک ہے آپ کی اداس لگ رہی ہیں۔۔۔۔۔ آدم نے پریشانی سے
پوچھا۔۔۔۔۔ وہ جو ہر وقت چپکے چپکے اسے دیکھتی رہتی تھی۔۔۔۔۔ اس کے
سامنے آتے ہی جو چہرہ کھل جایا کرتا تھا وہ مرجھا گیا تھا۔۔۔۔۔ وہ اب اس کی
طرف دیکھنا ہی گوارا نہیں کر رہی تھی۔۔۔۔۔

جی میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔۔ شفا نے مسکرا نے کی ناکام کوشش کی۔۔۔
کوئی بات پریشان کر رہی ہے تو مجھے بتائیں۔۔۔ آدم نے اس کا ہاتھ پکڑ کر
سہلایا۔۔۔



۔۔۔ اس کی حرکت پر شفا کی پلکیں لرز گئیں
نہیں سب ٹھیک ہے۔۔۔

۔۔۔ اوکے پھر جلدی سے ریڈی ہو جائیں ہم شاپنگ پر جا رہے ہیں

وہ دور ہو کر بیٹھ گیا۔۔۔

لیکن میرے پاس کپڑے ہیں۔۔۔۔ وہ سادگی سے بولی۔۔۔۔

لیکن میں چاہتا ہوں میری حسین بیوی ہر جگہ سب سے نمایاں نظر آئیں
۔۔۔۔ اس کی بھاری گھمبیر لہجہ اسے کپکپانے پر مجبور کر گیا۔۔۔۔

م میں آتی ہوں۔۔۔۔ وہ کہہ کر باہر بھاگ گئی۔۔۔۔
اس کی جلد بازی دیکھ کر آدم کا قہقہہ کمرے میں گونجا۔۔۔۔
اس نے نہاتے ہوئے چائے کا کپ اٹھا کر ہونٹوں پر لگایا۔۔۔۔



ایک ایک کی چٹری ادھیر دوں گا میں تم لوگوں سے ایک لڑکی قابو نہیں آرہی

پتہ لگاؤ بالاج شاہ سے اسکا رشتہ کیا ہے وہ کیوں اسے پروٹیکٹ کر رہا ہے ایک ایک
---- خبر چاہیے مجھے اور ساتھ میں وہ لڑکی بھی

وہ غصے سے فون پر چیخنے لگا۔۔۔۔ فون بند کر کے اس نے جیسے ہی فون رکھا وہ
دوبارہ بجنے لگا۔۔۔

Novelistan

دوسری طرف سے نا جانے کیا کہا گیا وہ جلدی سے اٹھا اور شرٹ پہنتا فون ہاتھ
---- میں اٹھائے بھاگتے ہوئے نکلا

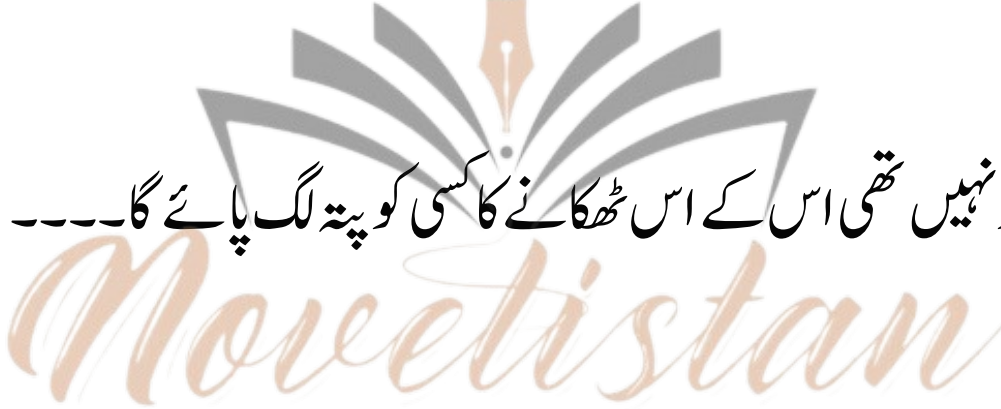
----- ڈیم اٹ سب نکلوا بھی کہ ابھی

پکڑے جانے پر اگر میرا نام کسی نے لیا تو اس کے خاندان کا ہر فرد اپنے ہاتھوں
سے ماروں گا۔۔۔۔۔

وہ فون پر بولتے ہوئے زمین کے نیچے بنے راستے سے نکلا تھا۔۔۔۔۔

وہ جلدی جلدی ایک ایک کوانسٹرکشن دینے لگا۔۔۔۔۔

اسے امید نہیں تھی اس کے اس ٹھکانے کا کسی کو پتہ لگ پائے گا۔۔۔۔۔



وہ جیسے ہی سرنگ کا راستہ ختم ہونے پر ڈھکن ہٹا کر نکلنے لگا۔۔۔۔۔ چہرے پر پڑنے

والی روشنی سے آنکھیں چندھیا گئی۔۔۔۔۔

آدم خانزادہ پولیس یونیفارم میں ہاتھ میں گن پکڑے اسکے سامنے کھڑا تھا۔۔۔۔۔

چہرے پر ایک طنزیہ مسکراہٹ تھی۔۔۔

مسٹر ارمان نیازی غیر قانونی کاموں کی وجہ سے آپ کو گرفتار کیا جاتا

ہے۔۔۔۔

اس نے اپنے ایک سپاہی کو اشارہ کیا۔۔۔

ارمان نیازی ابھی تک شاکڈ میں تھا اس کا یہ خفیہ راستہ کسی کو نہیں پتہ

تھا۔۔۔۔۔ اور جلدی جلدی میں وہ گن اٹھانا بھول گیا تھا۔۔۔

اگر پولیس والوں کو یہ راستہ پتہ تھا تو یقیناً وہ واپس جانے کا کوئی فائدہ نہیں

تھا۔۔۔۔

اس نے مسکراتے ہوئے اپنا ہاتھ آگے کیا۔۔۔۔۔ اسے یقین تھا وہ ظمانت پر رہا
ہو جائے گا۔۔۔۔۔

شام کا ٹائم تھا وہ جیسے ہی گھر کے پچھلے سائیڈ پر بنے جم سے باہر نکلا وہ پودوں کو پانی
دے رہی تھی۔۔۔۔۔

جب سے اس کی دوسری شادی کی بات ہوئی تھی۔۔۔۔۔ عقیدت اور اس کا
سامنہ نہیں ہوا تھا ایک گھر میں رہتے ہوئے بھی ایک بہت بڑی دیوار تھی ان
کے بیچ۔۔۔۔۔

وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا اس تک پہنچا اور پیچھے کھڑا ہو گیا۔۔۔۔۔

عقیدت اپنے پرانے سوٹ میں ہی تھی۔۔۔۔ جس کا رنگ تک اتر چکا تھا۔۔۔۔

جبکہ عرش خانزادہ نے اسکی ضرورت کی ہر چیز اسے لا کر دی تھی اس کے باوجود
عقیدت کی یہی کوشش ہوتی وہ اس کی دی ہوئی چیزیں کم سے کم استعمال
کریں۔۔۔۔

۔۔۔۔ بقول اس کے عرش کی کسی بھی چیز پر اس کا حق نہیں

اور جو کچھ وہ اسکے لئے کر چکا ہے اس کا احسان وہ کبھی نہیں بھولے گی۔۔۔۔

بلکہ اس کا نکاح ہوتے ہی وہ اس گھر سے چلی جائے گی۔۔۔۔

---- مجھ سے زیادہ یہ بے جان چیزیں زیادہ ضروری ہیں
عرش کی گھمبیر آواز پر وہ ہڑبڑا کر پیچھے مڑی اور جو اس کے ہاتھ میں پانی کا پائپ
تھا وہ بے دھیانی میں عرش کو پوری طرح بگھو گیا۔۔۔۔۔

وہ گھبرا کر اس کی طرف بڑھی اور اس کی ٹی شرٹ صاف کرنے لگی۔۔۔۔۔
اس وقت وہ بلیک ٹی شرٹ اور ٹروزر میں تھا۔۔۔۔۔

مگر اس دوران پائپ سے نکلتے ہوئے پانی نے دونوں کو بھگو دیا تھا۔۔۔۔۔

وہ اسے سامنے دیکھ اتنی گھبرا گئی تھی کہ اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا وہ کیا کر رہی
ہے۔۔۔۔۔

عرش نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر مزید خود کے قریب کیا اور اس کے ہاتھ
سے پائپ لے کر نیچھے چھوڑ دیا۔۔۔۔۔

عرش کی اس حرکت پر وہ سانس روکے اسے دیکھنے لگی۔۔۔۔۔

عقیدت کا بھیگا سر اُپا اور اسکے وجود سے اٹھتی مسحور کن خوشبو اسے مدہوش کر رہا
تھا۔۔۔ ایک تو محرم اوپر سے من پسند بیوی بھی۔۔۔۔۔

وہ جھکا اور اس کے گلے میں موجود پانی کے قطرے کو اپنے ہونٹوں سے چھن
لیا۔۔۔۔۔

اس وقت وہ سب کچھ بھلائے بس اپنی بیوی میں گم ہو جانا چاہتا تھا۔۔۔۔۔ اسے
ہوش بھی نہیں رہا کہ وہ کمرے میں نہیں بلکہ کھلی جگہ پر ہے جہاں کوئی بھی آسکتا
تھا۔۔۔۔۔

عقیدت نے زور سے اپنی آنکھیں بند کر لی۔۔۔۔۔

اس کا پورا وجود کانپ رہا تھا۔۔۔۔۔ اس نے عرش کی شرٹ کندھے میں سے
تھام لی۔۔۔۔۔



دیکھتے ہی دیکھتے اس کی بند آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب جاری ہو گیا۔۔۔۔۔
عرش نے اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرا اور بے قراری سے اس کا
۔۔۔۔۔ ہر آنسو اپنے ہونٹوں سے چھنے لگا

وہ جتنا تیز روتی اس کے لمس میں اتنی ہی بے قراری بھر جاتی۔۔۔۔۔

شفاجو اپنے کمرے کی کھڑکی کھولنے آئی تھی عرش اور عقیدت کو اس حالت میں
دیکھ کر ایک دم گڑبڑا کر کھڑکی بند کر کے کھڑی ہو گئی۔۔۔۔۔

آدم خان زادہ نے تیار ہوتے ہوئے مرر سے اس کے ہوائیاں اڑتے چہرے کو
حیرانی سے دیکھا۔۔۔۔۔

جو دو منٹ پہلے تک ٹھیک تھی اب اس کا چہرہ لال ہو رہا تھا۔۔۔

وہ پریشانی سے اس کی طرف بڑھا۔۔۔۔۔

ٹھیک ہیں آپ وہاں کیا دیکھا ہے آپ نے۔۔۔۔۔ وہ شفا سے پوچھ کر ونڈو کی
طرف بڑھنے لگا۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ ن۔۔۔۔۔ نہیں۔۔۔۔۔ وہ۔۔۔۔۔ وہاں۔۔۔۔۔ کک۔۔۔۔۔ کچھ بھی تو نہیں
وہ جلدی سے اس کے سامنے آگئی۔۔۔۔۔

مگر تب تک آدم خانزادہ کے زیرک نگاہوں نے نیچے کا منظر دیکھ لیا تھا۔۔۔۔۔
ایک ہلکی سی مسکراہٹ اس کے چہرے پر بکھر گئی۔۔۔۔۔ اس کی بیوی صرف یہ
سب دیکھ کر ہی لال ہو گئی تھی اگر کبھی جو وہ اپنا حق لینے پر آیا تو ناجانے کیا ہو
جائے گا۔۔۔۔۔

او کے نہیں دیکھتا آپ چادر لے کر آ جاؤ نیچے۔۔۔۔۔ میں انتظار کر رہا ہوں۔۔۔۔۔

--- وہ اسے کہہ کر موبائل اٹھاتا باہر نکل گیا

شفانے اپنی کب کی اٹکی سانس چھوڑی اور جلدی سے چادر اوڑھ کر باہر نکل
گئی۔۔۔۔

اس سے پہلے کہ وہ اس کے ہونٹوں پر جھلتا عقیدت نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھ
--- کر اسے دھکا دیا

وہ جو پوری طرح مدہوش تھا ایک دم ہوش میں آیا اور سرخ آنکھوں سے اسے
دیکھنے لگا۔۔۔۔

اپنا حق ایک بار لے چکے ہیں نا آپ۔۔۔ اب آئندہ میرے قریب مت آئے گا
میں آپ کے احسان کی قیمت اپنے وجود سے ادا کر چکی ہوں۔۔۔۔۔

اب اپنی ضرورتیں اپنی دوسری بیوی سے پوری کیجیے گا۔۔۔۔۔
وہ غم وہ غصے سے چیختی ہوئی وہاں سے نکل گئی۔۔۔۔۔

پیچھے وہ اسے جاتے ہوئے دیکھتا رہا اس کے لفظوں نے۔ جتنا عرش خانزادہ کو لہو
لہان کیا تھا کاش وہ جان پاتی۔۔۔۔۔



--- شفا آج پورے چھ مہینے بعد گھر سے باہر نکلی تھی

آدم خانزادہ نے اس کے آنے پر کسی ملکہ کی طرح اس کے لیے گاڑی کا دروازہ
کھولا تھا۔۔۔

وہ جھجھکتی ہوئی اس کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گئی تھی۔۔۔۔

منت کو فروان بیگم نے اپنے پاس رکھ لیا تھا۔۔۔۔

اس کے بیٹھتے ہی وہ گاڑی گھر سے نکال گیا۔۔۔

روڈ پر آتے ہی وہ خوشی سے باہر گزرتا ہر منظر کو اشتیاق سے دیکھنے لگی۔۔۔

آدم نے اس کے دکتے چہرے کو دیکھا۔۔۔۔

--- اس نے پہلے بھی بہت بار اسے باہر چلنے کو کہا تھا مگر ہر بار وہ منع کر دیتی تھی

---- مگر آج اس کا کھلتا ہوا چہرہ دیکھ اسے بہت سکون ملا تھا

مجھے چاٹ کھانی ہے۔۔۔۔۔ راستے میں چاٹ کے ٹیلے کو دیکھ اسکے منہ سے بے

ساختہ نکلا۔۔۔۔۔



جب احساس ہوا تو اس نے فوراً اپنی زبان ہونٹوں میں دبالی۔۔۔۔۔

اس نے ایک چور نظر آدم پر ڈالی جس کا سارا دھیان گاڑی چلانے پر

--- تھا۔۔۔۔۔ اس نے شکر ادا کیا کہ اس نے سنا نہیں

وہ اکثر اشفاق صاحب کے ساتھ اسپیشلی چاٹ کھانے جاتی تھی۔۔۔۔ چاٹ اور
گول گیوں کی تو وہ دیوانی تھی۔۔۔۔

وہ سیدھی ہو کر بیٹھ گئی مگر اس کا دل کہیں پیچھے چاٹ کے پاس رہ گیا تھا۔۔۔۔

آدم نے اس کا اداس ہونا بہت شدت سے نوٹ کیا تھا۔۔۔۔

شہر کے بہترین مال کے سامنے اس نے گاڑی روکی اور اس کا ہاتھ تھام کر آگے
بڑھ گیا۔۔۔۔

وہ اسے لیے سب سے پہلے فوڈ کارٹ میں آیا تھا۔۔۔۔۔ کاؤنٹر میں آرڈر دے
کر وہ انتظار کرنے لگا۔۔۔۔ شفا بھی بے دلی سے اس کے ساتھ بیٹھی تھی۔۔۔۔

تھوڑی دیر بعد جب آرڈر آگیا تھا اس نے خوشی اور حیرانگی سے آدم خانزادہ کو
دیکھا۔۔۔۔۔ جو اپنے موبائل میں مصروف تھا۔۔۔۔۔

یعنی وہ اتنا بے خبر تھا نہیں جتنا نظر آتا تھا۔۔۔۔۔ اسے بے ساختہ آدم پر پیار
آیا۔۔۔۔۔

آدم نے خود پر اس کی نگاہیں دیکھ اسے گول گپے کی طرف اشارہ کیا۔۔۔۔۔

شفافے ایک گول گپا اٹھا کر کھٹائی میں ڈپ کر کے منہ میں ڈالا۔۔۔۔۔ اور کھانے
لگی۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ اسی طرح وہ تین کھا چکی تھی

اور گول گپے کھاتے ہوئے جو اس کیے چہرے کے ایکسپریشن تھے۔۔۔۔۔ آدم
خانزادہ اس کے چہرے کے ایکسپریشن پر بری طرح فدا ہوا تھا۔۔۔۔۔

وہ دنیا سے بے خبر اسے ایسے دیکھ رہا تھا جیسے کوئی معجزہ ہو۔۔۔۔۔

آدم کو اس طرح خود کو دیکھتے پا کر وہ شرمندہ ہو گئی۔۔۔۔۔
اور ایک گول گپا اٹھا کر اس کی طرف بڑھایا۔۔۔۔۔

Novelistan

آدم نے چونک کر نا سمجھی سے اس کی طرف دیکھا۔۔۔۔۔

آپ بھی کھائیں نامزے کے ہیں۔۔۔۔۔ شفا نے دھیرے سے کہا۔۔۔۔۔

نہیں آپ کھائیں میں یہ سب نہیں کھاتا۔۔۔ اس نے منع کیا۔۔۔

۔۔۔ پلیز کھائیں نا بہت اچھا ہے۔۔۔ شفا نے معصومیت سے کہا

۔۔۔ بلکل نہیں اگر آپ نے نہیں کھانا تو مت کھائیں چلتے ہیں

آدم کہہ کر اٹھنے لگا۔۔۔

نہیں نا مجھے کھانے ہیں بس تین ہی تو بچے ہیں میں چھٹکیوں میں ختم کر دوں

گی۔۔۔ اس نے جلدی سے کہہ کر ایک اور منہ میں ڈال لیا۔۔۔

آدم بھی واپس اپنی جگہ ہر بیٹھ کر اسے دیکھنے لگا۔۔۔

شفا کو اس کی نگاہوں سے الجھن تو ہوئی مگر وہ اتنا اچھا موقع نہیں چھوڑنا چاہتی
تھی۔۔۔۔۔ شفا نے جلدی سے اپنے گول گپے ختم کئے۔۔۔۔۔ اور کھڑی ہو گئی
آدم اس کا ہاتھ پکڑ کر آگے بڑھ گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اتنے بھی اچھے نہیں تھے ٹیلے والے زیادہ اچھے ہوتے ہیں۔۔۔۔۔ اس کے کمنٹ
پر آدم نے اسے گھور کر دیکھا۔۔۔۔۔

آئندہ ٹیلے سے آپ کوئی بھی چیز نہیں کھائیں گی۔۔۔۔۔ آپ کو فرسٹ اینڈ
لاسٹ ٹائم منع کر رہا ہوں۔۔۔۔۔

میں آپ کی بیماری بالکل افورڈ نہیں کر سکتا۔۔۔۔۔ وہ رعب دار لہجے میں بول کر
اسے لئے ایک لیڈر شاپ میں آگیا۔۔۔۔۔

جگہ جگہ ڈسپلے میں مختلف برینڈز اور ڈیزائن کے کپڑے لگے تھے۔۔۔۔
۔۔۔۔ شفا نے بہت مشکل سے ایک سوٹ پسند کیا
وہ اسے لیے دوسری شاپ پر آگیا جہاں شادی بیاہ کے کپڑے لگے تھے۔۔۔۔

ان میں سے پسند کریں آپ میں یہیں بیٹھا ہوں۔۔۔۔ مگر یہ سب شادی
والے ہیں۔۔۔۔ وہ دھیرے سے منمنائی۔۔۔۔

Novelistan

میں آپ کو اس طرح کے کپڑوں میں دیکھنا چاہتا ہوں آج رات۔۔۔۔ اس نے
جھک کر اس کے کان میں سرگوشی کی تو۔۔۔۔ وہ بدک کر اسے دور ہوئی اور آس
۔۔۔۔ پاس دیکھنے لگی کہ کسی نے دیکھا تو نہیں

چہرہ خطرناک حد تک لال ہو گیا تھا۔۔۔۔

آدم جا کر سائیڈ پر رکھے صوفے پر بیٹھ گیا۔۔۔۔

وہ اپنے مرے مرے قدم اٹھاتی اپنے لئے سوٹ پسند کرنے لگی۔۔۔۔ چہرے پر
شرم و حیا کے رنگ واضح تھے۔۔۔۔

اسے ہر سوٹ ہی بہت ہیوی لگ رہا تھا۔۔۔۔

۔۔۔۔ آدم کی نظر سامنے شیشے سے باہر لگی ایک ساڑھی پر پڑی

۔۔۔۔ بلیک کلر کی وہ سلیوز لیس ساڑھی اسے اتنی پسند آئی کہ وہ اٹھ کر باہر آ گیا

شفا کو کب سے کسی کی نظریں خود پر چبھتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی مگر ہر بار وہ
آدم سمجھ کر اگنور کر دیتی بہت مشکل سے اس نے ایک سوٹ پسند کیا۔۔۔

سی گرین چھوڑی دار پجامے کے ساتھ لونگ فرائک جس کے بازو اور گلے پر
۔۔۔ اسٹون ورک کیا ہوا تھا

اس کے پسند آنے کی سب سے بڑی وجہ اسی ڈیزائن کا منت کے سائز کا بھی
ڈریس تھا۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ اس نے دونوں پسند کر کے جیسے ہی آدم کی تلاش میں نظریں دوڑائیں

اسے لگا کوئی پہاڑ اس کے سر پر آگرا ہو۔۔۔۔۔ جس سے بچنے کے لیے اس نے
آدم سے پناہ لی تھی آج وہی انسان اسے سامنے کھڑا اسے گھور رہا تھا۔۔۔۔۔

وہ گھبرا کر اچانک بھاگنے لگی۔۔۔ کہ سامنے سے آتے آدم سے بری طرح
ٹکرائی وہ بنا دیکھے بھی آدم کو اس کے خوشبو سے پہچان گئی تھی۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ اس نے سختی سے آدم کے گرد بازوؤں باندھ دیئے
آدم اس طرح اس کو گھبراتے دیکھ پریشان ہو گیا تھا اس نے ارد گرد دیکھا تو کچھ
لوگ کھڑے ہو کر انہیں ہی دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔

شفا آریو او کے۔۔۔۔ آدم نے اس کے لرزتے وجود کو خود سے الگ کرنے کی
کوشش کی مگر وہ اس قدر گھبرائی ہوئی تھی کہ وہ مزید اس میں گھسنے کی کوشش
کرنے لگی۔۔۔۔

۔۔۔ وہ مج مجھے لے جائیں گے۔۔۔۔ وہ ہچکیوں سے کہنے لگی

آدم نے حیرانگی سے ہر طرف دیکھا مگر اسے کچھ بھی مشکوک نہیں لگا۔۔۔۔
کوئی نہیں لے جاسکتا میرے ہوتے ہوئے آپ کو میں ہوں نا آپ کے ساتھ وہ
۔۔۔۔ اس کو لوگوں کی پر وہ کئے بغیر بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا

اسے اپنی کمر میں شفا کی گرفت ڈھیلی محسوس ہوئی اس نے شفا کا چہرہ سامنے کیا تو
وہ لہرا کر اسی کی بازوؤں میں جھول گئی۔۔۔۔۔

--- اس نے افسوس سے اپنی بیوی کو دیکھا

آدم خانزادہ نے سب کے سامنے اسے بازوؤں میں اٹھالیا اور اسے لیتے ہوئے

--- باہر نکل گیا

--- کتنے ہی لوگوں نے رشک سے اسے دیکھا تھا



--- ان کے نکلتے ہی دو خونخوار نگاہوں نے انہیں دور تک دیکھا تھا

.... وہ اسے لے کر گھر آگیا تھا جب تک وہ آئے سب سوئے ہوئے تھے

اس نے شفا کو لا کر بیڈ پر لٹایا۔۔۔۔ اور شرٹ اتار کر خود بھی دوسری سائیڈ
لیٹ کر اسے سینے سے لگا لیا۔۔۔۔

اس نے موبائل اٹھا کر ایک میسج کیا اور موبائل سائیڈ پر رکھ کر شفا کی طرف
دیکھا جو اسکے سینے پر سر رکھے لیٹی تھی۔۔۔۔

وہ اتنا تو سمجھ گیا تھا وہ کسی سے ڈر کر بے ہوش ہوئی تھی۔۔۔۔
اس نے سوچ لیا تھا وہ اسکے ایک ایک مجرم کو عبرت ناک سزا دے گا۔۔۔۔

ابھی اسے سوئے مشکل سے دو گھنٹے ہی ہوئے ہونگے۔۔۔۔

شفا کی بڑبڑاہٹ پر اس کی آنکھ کھلی۔۔۔۔

وہ لے جے۔ جائے گے۔۔۔ مجھے بچالے۔۔۔ مجھے نہ جانا۔۔۔

۔۔۔ وہ نیند میں اس کے سینے میں گھسنے کی کوشش کرنے لگی

سینے سے اسکا چہرہ شرابور تھا۔۔۔

شفا اٹھیں کوئی نہیں لے جائے گا آپ کو۔۔۔ وہ اسے اٹھانے لگا۔۔۔

مگر وہ ہوش میں ہی نہیں تھی۔۔۔ وہ بس اس میں گم۔ ہو جانا چاہتی تھی۔۔۔

اٹھیں کوئی نہیں یہاں میں ہوں بس آپ کو میرے ہوتے کچھ نہیں ہو

سکتا۔۔۔

---- اس کی بڑبڑاہٹ رکنے کا نام نہیں لے رہی تھی

---- آدم نے اٹھ کر اسے جھنجھوڑا تھا

--- بھاری ہوتے سر کے ساتھ شفا نے مندی مندی آنکھیں کھولیں

کئی لمحوں تک وہ خالی خالی نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔۔

Novelistan

پھر رفتہ رفتہ اسے مال کا ہر منظر یاد آتا گیا۔۔۔۔

وہ آگے بڑھ کر اس کے سینے سے لگ گئی تھی۔۔۔۔

آدم کو اس کے ہونٹوں کا لمس اپنے سینے پر محسوس ہوا۔۔۔۔۔ اس کی سانسیں
سینے میں اٹکنے لگی۔۔۔۔۔

آدم نے اسے زور سے سینے میں بھینچ لیا۔۔۔

مجھے۔۔۔ نہیں۔۔۔ جانا۔۔۔ مجھے۔۔۔ آپ کے پاس رہنا ہے۔۔۔ وہ اٹکتے
ہوئے بولی وہ اتنا گھبرا چکی تھی کہ اس وقت اپنی اور آدم کی پوزیشن کا بھی خیال
نہیں رہا۔۔۔

بولتے ہوئے اس کے لب آدم کے سینے پر ٹچ ہو کر اس کی بڑھتے جڑبات کو ہوا
دے رہے تھے۔۔۔۔۔

اوپر سے اس کے نازک ہاتھوں کا لمس جو وہ اپنی پیٹھ پر محسوس کر رہا تھا

آخر وہ کب تک برداشت کر سکتا تھا

اس سے مزید برداشت نہیں ہوا تو۔۔۔ اس نے شفا کے بالوں کو مٹھی میں بھر کر چہرہ سامنے کیا اور بہت بے قراری سے ان ہونٹوں پر جھکا تھا۔۔۔۔

Novelistan

اس اچانک افتاد پر اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی۔۔۔۔

اس نے مزاحمت کی کوشش کی مگر آدم خانزادہ اس کے دونوں ہاتھوں کو قید کر گیا۔۔۔

بنا اس کے ہونٹوں کو آزادی دئے وہ اس کو لٹاتا اس پر جھک گیا۔۔۔

شفا اس کی بے باکی پر کان کی لوتک سرخ ہوئی تھی اس نے کبھی آدم سے یہ
سب ایکسپیکٹ نہیں کیا تھا وہ ایک سلجھا ہوا بندہ تھا۔۔۔۔

وہ لمحے کے لیے اس کے ہونٹوں کو آزاد کرتا اس کے بدلتے رنگوں کو دیکھنے
لگا۔۔۔۔

جو خطرناک حد تک لال ہو گیا تھا۔۔۔۔۔
۔۔۔۔۔ آدم کے ہاتھ اسکی قمیض کے اندر کمر میں گردش کرنے لگے

م۔۔۔۔۔ م۔۔۔۔۔ جاؤ۔۔۔۔۔ وہ سانس روکے سرخ چہرے کے ساتھ
بولنے لگی۔۔۔۔۔

مگر آدم خانزادہ اس پر جھکتا اس کے لفظوں کو پی گیا۔۔۔۔
میں آپ کو کبھی مرنے نہیں دوں گا۔۔۔۔ کہتے ہوئے وہ اس کی قمیض کندھے
سے سرکا گیا۔۔۔۔ اور وہاں جا بجا اپنا لمس چھوڑنے لگا۔۔۔۔

۔۔۔۔ اس سے پہلے وہ سارے پردے گر ادیتا
کمرے میں بجتے موبائل نے سارا فسوں توڑ دیا تھا۔۔۔۔ آدم نے ایک نظر
آنکھیں بند کئے کا نپتی اپنی بیوی کو دیکھا۔۔۔۔ اور ہاتھ بڑھا کر فون اٹھا کر کان پر
لگایا۔۔۔۔

اوکے میں آتا ہوں۔۔۔۔ اس نے فون بند کر کے رکھا اور جھک کر اس کے
ہاتھ پر بوسہ دیا۔۔۔۔

ابھی میں جا رہا ہوں۔۔۔۔۔ یہ ڈرنکال کر خود کو تیار کر لیں کیونکہ اب میں انتظار کرنے کے موڈ میں بالکل نہیں ہوں۔۔۔۔۔

وہ اس کے گال پر اپنی بئیر ڈمسلتا اٹھ کر واشر روم چلا گیا۔۔۔۔۔

شفانے کب سے رکی سانس بخل کی اور خود پر کمبل ڈال کر لیٹ گئی۔۔۔۔۔

پانچ منٹ بعد وہ یونیفارم میں تیار باہر آیا اور موبائل اور گن اٹھاتا اس کی طرف
۔۔۔۔۔ آیا

۔۔۔۔۔ اس کے دوبارہ پاس آنے پر وہ آنکھیں میچ گئیں

آدم نے اس کی لرزتی پلکوں پر لب رکھے اور کمرے سے باہر نکل گیا۔۔۔۔

اس کے جاتے ہی وہ اپنے سینے پر ہاتھ رکھتی بیٹھ گئی اس کا دل اتنی زور سے
دھڑک رہا تھا جیسے سینی توڑ کر باہر آجائے گا۔۔۔۔

وہ مال میں دیکھے انسان کو پوری طرح فراموش کر چکی تھی اسے یاد تھا تو بس آدم
اور کچھ دیر پہلے گزرے ہوئے لمحے چہرہ خون چھلکانے لگا تھا۔۔۔۔ اسے اپنی
سانسوں سے بھی اس کی خوشبو آنے لگی تھی۔۔۔۔

ہونٹوں پر شرمیلی مسکراہٹ تھی۔۔۔۔

اسے لگا وہ اب بھی اسے دیکھ رہا ہے اس نے کمرے کے چاروں طرف دیکھا

ایک دم کھلھلاتی ہوئی کمبل اوڑھے آنکھیں بند کر گئی۔۔۔



وہ جس مقصد کے لیے آئے تھے وہ کامیاب ہو گیا تھا۔۔۔ کچھ مہینے سے وہ جس شخص کو تلاش کر رہے تھے آج وہ پکڑا گیا تھا۔۔۔

Novelistan

سروہ شخص کہہ رہا ہے آپ سے ملنا چاہتا ہے بات آپ کے فائدے کی
ہے۔۔۔

الطاف نے اسے اطلاع دی۔۔۔۔ شام کے سات بج رہے تھے۔۔۔ وہ گھر جانا
چاہتا تھا مگر جب سے ارمان نیازی گرفتار ہوا تھا۔۔۔۔

۔۔۔۔ وہ بس آدم سے ملنے کی بات کر رہا تھا

وہ کچھ سوچ کر اٹھا اور اندر بنے حفیہ سیل کی طرف بڑھ گیا۔۔۔۔ ابھی تک
ارمان نیازی کے پکڑے جانے کی نیوز انہوں نے میڈیا کو نہیں دی تھی۔۔۔۔

ارے ایس ایچ او صاحب تشریف لائیں ہیں۔۔۔۔ چائے پانی کا بندوبست کرو
کوئی۔۔۔۔

ارمان نیازی اسے دیکھ کر اٹھ کھڑا ہوا اور مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔۔

فکر مت کرو یہاں تمہارے آرڈر بجالانے والا کوئی نہیں اس لئے کام کی بات
---- کرو کیوں ملنا چاہتے ہو

وہ اس کے سامنے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بول----

---- اتنی بھی جلدی کیا ہے جناب---- کونسا آپ کی بہن بھاگی جا رہی ہے

اس کا جملہ مکمل نہیں ہو پایا تھا---- ادم کے مکہ نے اسے لڑکھڑانے پر مجبور
کر دیا تھا----

آئندہ میرے گھر کی عورتوں کا نام بھی اپنی زبان سے مت لینا ورنہ تمہاری یہ
زبان گدی سے کھینچ لوں گا----

ارمان نیازی نے اپنی ناک پر ہاتھ رکھا جہاں سے خون نکل رہا تھا مگر چہرے پر
مسکراہٹ واضح تھی۔۔۔۔

آدم خانزادہ نے ہاتھوں کو بھیج کر اپنے غصے کو قابو کیا اور اسے خونخوار نظروں
سے گھورنے لگا۔۔۔۔

ارے ایس ایچ اوصاحب آپ تو بلا وجہ ہی غصہ ہو رہے۔۔۔۔

۔۔۔۔ میں تو صرف آپ کو آگاہ کر رہا تھا

ارمان نیازی نے اپنا ہاتھ جھٹکتے ہوئے کہا۔۔۔۔

ارمان نیازی ایک لفظ اپنے منہ سے مت نکالنا ورنہ تمہیں اپنے پیدا ہونے پر بھی
چکھتاوا ہو گا۔۔۔۔۔

آدم نے اسے وارن کیا اگر وہ قانون کار کھولا نہیں ہوتا تو اسکی بہن کا نام لینے پر
وہ اسکی بوٹی بوٹی کر دیتا۔۔۔۔۔

سرپلیز آپ چلیے یہ بس آپ کو غصہ دلانا چاہتا ہے۔۔۔۔۔ الطاف نے آدم کا غصہ
دیکھ کر اسے وہاں سے نکلنے کی کوشش کی۔۔۔۔۔

ہاں ہاں جاؤ جاؤ۔۔۔۔۔ یقین نہیں آتا تو بالاج شاہ کا نام پوچھ لینا اپنی بہن آیت
سے وہ سب بتا دے گی۔۔۔۔۔

--- ارمان نیازی نے اپنے منہ سے زہر اگلنا نہیں چھوڑا

آدم نے خود کو الطاف سے چھڑایا اور بھاگ کر ارمان نیازی کے منہ پر پے
در پے وار کرنے لگا۔۔۔۔۔

الطاف سے اس کو قابو کرنا مشکل ہو گیا۔۔۔۔۔ بہت مشکل سے وہ اسے الگ کر
کے کھینچ کر باہر لایا۔۔۔۔۔

Novelistan

آدم غصے سے وہاں سے نکلا تھا۔۔۔

آدم خانزادہ غصے میں کھولتا سیدھے گھر آیا تھا۔۔۔ کیسے کوئی باہر کا انسان اس کی
بہن کا نام کسی کے ساتھ جوڑ سکتا تھا۔۔۔۔۔

--- سامنے ہی اسے آیت سب کے ساتھ بیٹھی نظر آئی

آدم چلتے ہوئے اسکے پاس آیا۔۔۔۔

کیا تم بالاج شاہ کو پہلے سے جانتی ہو۔۔۔۔ اس کے سوال پر وہاں ہر شخص حیرت

زدہ تھا۔۔۔۔

وہ گھبرا کر کھڑی ہو گئی۔۔۔۔ عرش کی بھی نظر آیت کے چہرے پر
تھی۔۔۔۔

کیا تم بالاج شاہ کو جانتی ہو۔۔۔۔ اب کے آدم کی آواز اونچی تھی۔۔۔۔

۔۔۔۔ ن نہیں میں نہیں جانتی بھائی۔۔۔۔ اس وقت اس کی زبان سے یہی نکلا

آدم کے غصے سے وہاں موجود شفا بھی آیت کے ساتھ تھر تھر کانپ رہی
تھی۔۔۔

وہ ایک پولیس والا تھا آیت کا نظریں چرانا اس سے چھپا نہیں تھا مگر صرف شک
کی بنیاد پر وہ کچھ کہنا نہیں چاہتا تھا۔۔۔

وہ بنا کسی کو دیکھے لمبے لمبے ڈھگ بھرتا نکلتا چلا گیا۔۔۔

عرش نے بھی آیت کا کانپتا وجود دیکھا تھا۔۔۔

آیت وہاں سے بھاگ کر اپنے کمرے میں چلی گئی۔۔۔

ایک دم وہاں خاموشی چاہ گئی تھی۔۔۔ جسے سجدہ بیگم نے توڑا۔۔۔

آدم کو ضرور کسی نے کچھ غلط بتایا ہو گا اس لئے اتنے غصے میں تھا ورنہ ہماری
آیت کبھی بھی ہم سے کچھ نہیں چھپاتی۔۔۔۔

۔۔۔ ان کے لہجے میں ایک سگی بیٹی جتنا مان تھا
ہاں بھلا وہ کیوں پہلے سے اس لڑکے کو پہچانے گی اگر ایسا ہوتا تو وہ ضرور ہمیں
بتاتی۔۔۔۔

Novelistan

۔۔۔۔ فروا بیگم نے بھی اس کی ہاں میں ہاں ملائی
عرش بھی وہاں سے اٹھ کر چلا گیا۔۔۔۔

اس کے بعد سجدہ بیگم عیشا اور عرش کے نکاح کی بات کرنے لگی۔۔۔۔۔ جو کہ کل
ہونا تھا۔۔۔

وہ بھاگتی ہوئی کمرے میں آئی ابھی تک تھر تھر کانپ رہی تھی۔۔۔۔۔

۔۔۔ وہ جھوٹ نہیں بولنا چاہتی تھی اور نا ہی ان سب میں اس کا کوئی قصور تھا

لیکن وہ کوشش کے باوجود سچ کسی کو نہیں بتا پائی تھی کل ہی تو اس نے ارادہ کیا تھا
کہ وہ آدم سے بات کرے گی۔۔۔

مگر اس سے پہلے ہی آدم اس سے پوچھ چکا تھا۔۔۔

وہ لڑکھڑاتے قدموں سے بیڈ تک گئی اور سائیڈ ٹیبل سے موبائل اٹھالیا۔۔۔۔۔

کانپتے ہاتھوں سے اس نے نمبر ڈھونڈا جو کہ ہی کے نام سے سیو تھا۔۔۔

شاید بالاج نے اس دن خود ہی کر دیا تھا۔۔۔

اس نے نمبر ملایا۔۔۔ جو دوسری ہی بیل پر ریسو کر لی گئی تھی۔۔۔

بالاج شاہ اسپیکنگ۔۔۔۔۔ فون کے دوسری طرف سے بالاج شاہ کی گھمبیر آواز
۔۔۔۔۔ گونجی

اس کی آواز سنتے ہی وہ زار و قطار رونے لگی۔۔۔۔۔

اس لئے میٹنگ ناہونے کے باوجود بھی اس نے زیادہ وقت باہر گزارا تھا۔۔۔

آج عرش کی لاسٹ میٹنگ تھی اور صبح کی فلائٹ سے انہیں نکلنا تھا۔۔ مگر آج وہ آنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔۔

وہ اسکا انتظار کر رہی تھی کیونکہ آج شام سے ہی موسم بہت خراب تھا اب تو ہلکی
ہلکی بارش شروع ہو گئی تھی۔۔۔۔

اور کسی سے ناڈرنے والی لڑکی بارش اور آسمانی بجلی کے معاملے میں انتہائی
ڈرپوک تھی۔۔۔۔

وہ بے چینی سے کمرے میں ٹہلنے لگی۔۔۔۔ بارش کا زور تیز ہونے لگا تھا۔۔۔۔

Novelistan

وہ گھبرا کر دروازے تک آئی ایک بار باہر دیکھا وہاں بھی سناٹا تھا۔۔۔۔

وہ واپس اندر چلی گئی۔۔۔۔

دل میں اللہ کا ورد کثرت سے کرنے لگی۔۔۔

اچانک لائٹ چلی گئی ڈر کے مارے اس کی جان نکلنے والی ہو گئی اس نے بیڈ پر ہاتھ
ٹٹولتے ہوئے موبائل ڈھونڈنے کی
کوشش کی مگر یاد آیا

وہ صبح ہی سالار کو چڑانے کے لیے اس کا فون توڑ چکی تھی۔۔۔

Novelistan

جس کے بدلے میں سالار آج میٹنگ میں جاتے ہوئے اس کا موبائل لے گیا
تھا۔۔۔

دسمبر کی ٹھہرتی ہوئی سردی اس کے جسم کے آر پار ہو رہی تھی۔۔۔

اوپر سے بجلی گرجنے کی آواز اندھیرے میں اسے کچھ نظر نہیں آرہا تھا۔۔۔

جزا بے بی کو ہم لے جائیں گے آسمانوں میں اور جن سے تمہاری شادی کروادیں

۔۔۔۔۔ گے۔۔۔۔۔ ہا ہا ہا ہا ہا ہا

۔۔۔ ایک عجیب باریک سی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی

یہی آواز تو اسکے ڈر کی وجہ تھی۔۔۔

وہ زور زور سے نفی میں سر ہلانے لگی

۔۔۔ ڈر کی وجہ سے آواز اس کے گلے سے نکلنے سے انکاری تھی۔۔۔

--- آنسو آنکھوں سے نکل کر گالوں پر بہنے لگے

وقتے وقتے سے بجلی چمکنے کی آواز پر اس کی چیخ نکلتے نکلتے رہ جاتی۔۔۔۔۔

کاش وہ گھر پر ہوتی تو آج اس حال میں ناہوتی۔۔۔۔۔

اس نے شدت سے اللہ سے سالار کو بھیجنے کی دعا کی۔۔۔



وہ ہلکی ہلکی کانپ بھی رہی تھی۔۔۔۔۔

اچانک کوئی نرم سی چیز اس کے پاؤں کے اوپر سے گزری تھی۔۔۔۔۔

ایک دم وہ زوردار چیخ مارتے ہوئے بھاگی تھی اسے خود بھی نہیں پتہ وہ کس
طرف جا رہی ہے۔۔۔۔۔

سامنے سے آتے سالار سے بری طرح ٹکرائی تھی۔۔۔۔

سالار جو پوری کوشش کر کے جلدی آیا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا وہ بارش اور چمکتی
بجلی سے بہت ڈرتی ہے۔۔۔۔

۔۔۔۔ اس کی چیخ پر وہ ایک ساتھ تین چار سیڑھیاں پلانگتا اوپر آیا تھا

سامنے سالار کو محسوس کر کے وہ پوری طرح اس پر لٹک گئی تھی۔۔۔۔

اس کا جسم بری طرح کانپ رہا تھا۔۔۔ سالار نے اسے اپنے مضبوط بازوؤں میں
بھر لیا تھا۔۔۔

جزا کی چیخ سن کر جو لوگ آئے تھے وہ سالار کو اس کے ساتھ دیکھ کر مسکراتے
ہوئے واپس چلے گئے۔۔۔

سالار اسے اٹھائے ہوئے دروازہ بند کر تا کمرے کی طرف بڑھ گیا۔۔۔

کمرے میں آکر اسے بیڈ پر لٹانے کی کوشش کی مگر وہ اسے چھوڑنے کو تیار ہی
نہیں تھی جبکہ جزا کی گرم سانسیں اسے اپنی گردن پر محسوس ہو کر اس کے ضبط
کا امتحان لے رہی تھی۔۔۔

تم میرے ظبط کا امتحان لے رہی ہو۔۔۔ اگر میں اپنا ظبط کھو گیا تو مجھ سے کوئی شکایت نا کرنا وہ اسے چھوڑنے کے بجائے اسے خود میں بھیج کر گھمبیر لہجے میں

۔۔۔ بولا تھا

اس کی آواز پر جزا ہوش میں آئی اور شرمندگی سے تھوڑی دور ہو گئی۔۔۔

م موبائل دیں میرا مجھے ٹاریج آن کرنا ہے وہ اپنے ازلی انداز میں بولی تھی۔۔۔

آئی ایم سوری بیٹری ڈیتھ ہو چکی ہے۔۔۔ سالار نے سنجیدگی سے جواب

دیا۔۔۔

اس سے پہلے کہ وہ اسے کھری کھوٹی سناتی اچانک زور سے بجلی چمکنے پر وہ دوبارہ
اس کے گرد بازو باندھ گئی تھی۔۔۔۔

۔۔۔۔ سالار اپنی سانسیں تک روک گیا
اس نے محسوس کیا تھا وہ ٹھنڈے سے کانپ بھی رہی تھی۔۔۔
جزا کو اپنی ضد پر افسوس ہوا وہ اپنی کی وجہ سے ہی اس مصیبت میں پھنسی
تھی۔۔۔۔

Novelistan

وہ غصے میں گھر سے گرم کپڑے نہیں لائی تھی۔۔۔ اور جب سالار نے اسے پرسو
شاپنگ چلنے کہا تھا اس نے انتہائی بد تمیزی سے اسے منع کر دیا تھا۔۔۔

سب ٹھیک ہے ڈرو مت میں یہیں ہوں۔۔۔۔۔ سالار نے اسے الگ کرنے کی
کوشش کی۔۔

جزانے اسے گرد بازوں کو سختی سے باندھ دیا۔۔۔۔۔
دیکھو تم میرے جذبات کے ساتھ کھیل رہی ہو۔۔۔۔۔ پلیز دور ہو جاؤ۔۔۔۔۔ وہ بے
بسی سے بولا تھا۔۔۔۔۔

لیکن وہ تو جیسے اس دنیا میں تھی ہی نہیں
ٹھنڈ اور ڈرنے اس کا دماغ مفلوج کر دیا تھا۔۔۔۔۔

اگر تم اسی طرح مجھ سے چپکی رہی تو میں اپنی تمام حدیں پار کر جاؤں گا پھر مجھ
سے کوئی شکایت مت کرنا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اس نے جیسے وارن کیا۔۔۔۔۔

----- مگر جزا تو جیسے بس اس کے ہاںہوں میں سکون محسوس کر رہی تھی
وہ خود بھی اس سے دور نہیں جانا چاہتی تھی۔۔۔۔

سالار اسے ہاںہوں میں لئے ہی بیڈ پر لیٹ چکا تھا۔۔۔۔ جزا ایسے ہی اسکے ساتھ
چپکی ہوئی تھی۔۔۔۔

اس نے شفا کے ہونٹوں کو اپنے لبوں میں قید کیا اور قطرہ قطرہ اس کے ہونٹوں کا
۔۔۔۔ جام پینے لگا

اس کے لمس میں شدت تھی۔۔۔۔ جزا نے سختی سے اس کی شرٹ اپنے ہاتھوں
میں کھڑی تھی۔۔۔۔۔

جب اس کی سانسیں رکتی محسوس ہوئی تو۔۔۔۔ سالار اس سے تھوڑا دور

ہوا۔۔۔۔۔

آزادی پاتے ہی اس نے اندھیرے میں اس سے دور جانا چاہا۔۔۔۔

مگر سالار اس کے گردن کے گرد بازو لپیٹ کر اپنے حصار میں لیتے ہوئے اس کی

گردن پر اپنے ٹھنڈے لبوں کا لمس بکھیرنے لگا۔۔۔۔

جب کہ وہ کچھ ٹھنڈا اور موسم کے ڈر اور کچھ اس کی قربت میں بے حال ہوتی خود

کے اس کے سپرد کر گئی۔۔۔۔

اس کی بے باک حرکتوں پر کبھی وہ اسکے سینے میں منہ چھپا لیتی۔۔۔۔ تو کبھی وہاں

۔۔۔۔ سے اٹھ کر بھاگنے کی کوشش کرتی

اس تنہائی نے ان دونوں ایک دوسرے کے انتہایہ قریب کر دیا تھا۔۔۔۔

سالار اس کے شرمانے گھبرائے روپ کو اپنی محبت سے سنوارتا سمیٹتا چلا
گیا۔۔۔۔

باہر بارش کا زور بڑھتا جا رہا تھا۔۔۔۔

اور اندر وہ اسے اپنی محبت کی بارش میں بھگو تا چلا گیا۔۔۔۔

Novelistan

اب کوئی ڈر کوئی غصہ نا تھا۔۔۔۔ اگر یاد تھا تو بس اتنا وہ دونوں ایک دوسرے کے
ہیں۔۔۔۔



کسی کی گرم سانسیں اپنی گردن پر محسوس کر کے اس کی آنکھ کھلی تھی۔۔۔۔
تھوڑی دیر تک وہ بے خیالی میں خود پر جھکے سالار کو دیکھتی رہی۔۔۔۔۔
سالار اس کے خالی نظروں کو دیکھ کر اس کے ہونٹوں پر جھکا اور اس کے ہونٹوں
پر اپنے لب جما گیا۔۔۔۔۔

اس کی اس حرکت جزا کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی۔۔۔
اسے گزری رات کا ہر لمحہ یاد آتا گیا۔۔۔۔۔
اس نے سالار کو خود سے دور جھٹکا اور بیڈ سے اتر کر کھڑی ہو گئی۔۔۔

سالار نے خمار آلود نگاہوں سے اسے دیکھا جس کی حیران نگاہیں اس پر جمی
تھی۔۔۔۔۔

جزانے اس کے شرٹ لیس وجود کو دیکھا اور ایک نظر اپنے آپ کو دیکھا تو اسے
ایک اور جھٹکا لگا تھا۔۔۔۔

وہ اس وقت صرف سالار کی بلیک شرٹ میں تھی جو اس نے کل پہن رکھی تھی

۔۔۔۔

وہ شرٹ اس کے وجود کو پوری طرح ڈھکنے میں ناکام ہو رہی تھی۔۔۔۔
اس کی آنکھوں میں آنسوؤں جمع ہونا شروع ہو گئے تھے۔۔۔۔ وہ بھاگتی ہوئی ویش
روم میں گھس گئی تھی۔۔۔۔

سالار حیرانی سے بند دروازے کو دیکھتا رہا وہ تو جزا کے رات کے رویے کو اس کی
رضامندی سمجھتا تھا

اسے لگا سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔۔

مگر اس کی حیران آنکھوں نے اسے بہت کچھ سمجھا دیا تھا۔۔۔۔

۔۔۔۔ واش روم سے اس کے رونے کی آوازیں باہر تک آرہی تھی

۔۔۔۔ سالار کافی دیر تک ضبط کرتا رہا

Novelistan

مگر جب اس کا ضبط جواب دے گیا تو وہ واش روم کی طرف بڑھا اور دھڑا دھڑ

دروازا بجانے لگا۔۔۔۔

دروازہ کھولو جزا۔۔۔۔ وہ سنجیدگی سے بولا تھا مگر اندر سے رونے کی آواز میں
۔۔۔۔ کوئی فرق نہیں آیا تھا

میں نے کہا دروازہ کھولو ایسا بھی کوئی ظلم نہیں ہو گیا تم پر شوہر ہوں تمہارا حق
۔۔۔۔ رکھتا ہوں تم پر

وہ غصے سے بولا تھا۔۔۔۔
یہاں سے جائیں آپ۔۔۔۔ وہ روتے ہوئے بولی تھی۔۔۔۔



بکو اس مت کرو۔۔۔۔ اب اگر تمہارے رونے کی آواز آئی تو میں دروازہ توڑ
دوں گا۔۔۔۔ اس کے لہجے میں وارننگ تھی۔۔۔۔

وہ مر میں اپنے آپ کو دیکھنے لگی۔۔۔۔

میں بھی نکلی نا ایک عام عورت اپنی بے عزتی بھول کر اس کے جھولی میں کتنی
آسانی سے گر گئی۔۔۔۔

اس وقت وہ خود کو دیکھتے ہوئے سوچنے لگی۔۔۔۔

۔۔۔۔ اس میں ہمت ہی نہیں بچی تھی کہ وہ دوبارہ اس کا سامنا کر سکے

Novelistan

۔۔۔۔ وہ اپنا ایک سوٹ بھی نہیں لائی تھی نا ہی سالار سے مانگنے کی ہمت تھی

سالار جا کر دوسرے کمرے کے واش روم سے فریش ہو کر آیا تب بھی وہ واش روم میں ہی تھی کچھ سوچ کر وہ الماری کی طرف بڑھا وہاں سے جزا کا ایک سوٹ لے کر اس کر اس کا دروازے ناک کیا۔۔۔

یہ سوٹ لے لو جلدی نکلو ہمیں واپس بھی جانا ہے۔۔۔۔ اس نے سنجیدگی سے کہا
تو۔۔۔۔

جزا نے دروازہ کھول کر اس کے ہاتھ سے سوٹ پکڑنے کی کوشش کی مگر سالار نے گھس کر اس کا جبراد بوچ کر دیوار سے لگا دیا۔۔۔۔

اس کی سو جھی آنکھیں دیکھ اس کا غصہ سوانیزے پر پہنچا تھا۔۔۔۔۔
۔۔۔۔۔ جزا نے اس کی حرکت پر آنکھیں میچ گئیں

کیا سمجھتی ہو تم خود کو۔۔۔۔ ہاں بولو کون ہوں میں جس کے چھونے پر تمہیں
اتنی تکلیف ہو رہی ہے۔۔۔۔

وہ غصے سے اس کے چہرے پر پھنکار رہا تھا۔۔۔۔
مگر سامنے وہ لب سے کھڑی رہی جیسے اس سے نابولنے کی قسم کھائی ہو۔۔۔۔
بیوی ہو تم میری اور جو کچھ ہوا وہ ہماری مرضی سے ہوا ہے۔۔۔۔

لیکن کان کھول کر سن لو آگے اگر تمہاری مرضی نہیں بھی ہوئی تب بھی میں
تمہارے قریب آؤں گا اور بار بار آؤں گا۔۔۔۔ کیونکہ یہ میرا حق ہے اور تم
مجھے نہیں روک سکتی

--- جلدی سے فریش ہو کر باہر آؤ ہمیں نکلنا ہے گھر سے کال آرہی

وہ بھاری گھمبیر لہجے میں کہتا اس کے ہونٹوں کو نرمی سے چھوتا و اش روم سے نکل
گیا۔۔۔


اس کے جاتے ہی اس نے اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر گہری سانس لی تھی۔۔۔ وہ نا
چاہتے ہوئے بھی اس کے سامنے کمزور پڑ رہی تھی۔۔۔

وہ شخص اس سے محبت نہیں کرتا تھا بلکہ اسکی محبت کو ٹکرایا تھا اس نے وہ کیسے
اتنی کمزور پڑ سکتی ہے اس کے سامنے۔۔۔
اس نے زور سے دروازہ بند کیا تھا۔۔۔

آدھے گھنٹے بعد وہ فریش ہو کر باہر نکلی تو کمرہ خالی تھا کوئی بھی سامان نہیں
تھا۔۔۔۔۔

اس نے جلدی سے اپنے بال سکھائے اور پہلی بار شاید آج اس نے چادر لی
۔۔۔۔۔ تھی۔۔۔ شاید سالار کے دئے ہوئے نشانوں کو چھپانے کے لئے

اس نے سوچ لیا تھا وہ اب مر کر بھی اس کو خود کے قریب نہیں آنے دے
گی۔۔۔۔۔



تھوڑی دیر بعد سالار کی آواز پر وہ بنا اس کی طرف دیکھے باہر نکل آئی
تھی۔۔۔۔۔

سالار نے ایئرپورٹ کے لیے کیب بک کروائی تھی وہ بھی پیچھے جزا کے ساتھ بیٹھ گیا۔۔۔۔

وہ سمجھ کر دروازے کے ساتھ لگی۔۔۔۔

سالار نے اس کی حرکت بغور دیکھی تھی۔۔۔۔ اس نے اپنا بازو جزا کی کمر پر ڈال کر اسے کھینچ کر اپنے پاس کیا تھا۔۔۔۔

۔۔۔۔ اس نے خونخوار نظروں سے اسے گھورا جو انجان بنا سامنے دیکھ رہا تھا

Novelistan

اسے غصہ تو بہت آیا مگر ڈرائیور کا لحاظ کر کے ضبط کر گئی۔۔۔۔

تھوڑی دیر میں وہ ایئرپورٹ پہنچ گئے تھے پھر سالار نے اسے مزید تنگ نہیں کیا۔۔۔۔

کراچی پہنچنے تک اس نے مزید اسے تنگ نہیں کیا تھا۔۔۔۔



یار ایسا ناہو وہ مزید دور ہو جائے کیونکہ اس نے ایک بار بھی مجھے روکنے کی
کوشش نہیں کی۔۔۔۔

عرش سالار کے سامنے پریشانی سے بولا۔۔۔۔
سالار خود حیران تھا کوئی لڑکی اپنے شوہر کو دوسری عورت کا کیسے ہونے دے
سکتی ہے

بھابھی کی مجھے خود سمجھ نہیں آرہی۔۔۔ لیکن یہ بعد کی بات ہے لیکن ہمارے
اس ڈرامے سے چھوٹی امی کی ضد تو ختم ہو جائے گی نا۔۔۔۔۔

باقی رہی بھا بھی کی بات تو تم انہیں بعد میں بھی اپنے طریقے سے سمجھا لینا

ہممم بات تو ٹھیک ہے تمہاری۔۔۔۔۔ عرش کہہ کر تیار ہونے لگا۔۔۔۔۔

وہ دونوں تیار ہو کر نکلے تھے دونوں نے ہی وائٹ کرتا شلوار پہنا تھا۔۔۔۔۔

ایشا بھی اپنی فیملی کے ساتھ آچکی تھی۔۔۔۔۔ کیونکہ ان کا گھر فیروز مینشن جتنا نا
تھا۔۔۔۔۔

عرش نے چاروں طرف نظر دوڑائی آج بھی وہ اسے کہیں نظر نہیں آئی۔۔۔۔۔

وہ آیت کے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔۔۔۔۔

ماحول عجیب سوگوار سا تھا۔۔۔ سوائے سجدہ بیگم اور ان کی بہن کی فیملی کے کوئی بھی خوش نہیں تھا۔۔۔



وہ اسے دیکھ کر وہی سے واپس مڑنے لگی مگر عرش نے اس کا ہاتھ پکڑ کر روکا۔۔۔

کہاں جا رہی ہو۔۔۔۔۔ عرش نے اسے روک کر پوچھا۔۔۔۔۔

دیکھ کر ناراض ناہو جائے۔۔۔

اس نے سنجیدگی سے جواب دیا۔۔

پر مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔۔۔

۔۔۔ یعنی اس کی بیوی اتنی بھی سنگدل نہیں تھی

— ٤ —

عرش بیٹا مولوی صاحب آگئے ہیں۔۔۔۔۔ تم بھی آ جاؤ اور آدم کو فون کر کے پوچھو وہ کہاں رہ گیا ہے۔۔۔

سجدہ بیگم کی آواز پر وہ عقیدت کو چھوڑ کر دور ہوا تھا۔۔۔۔۔

عقیدت نے آنسو بھری آنکھوں سے اسے دیکھا اور آیت کے کمرے میں گھس گئی۔۔۔ جہاں شفا اور آیت پہلے سے ہی موجود تھی۔۔۔

عقیدت آئی اور مسکراتی ہوئی وہاں بیٹھ گئی۔۔۔۔۔ ان دونوں کے اداس
چہرے دیکھ کر اسے ان پر پیار آیا تھا۔۔۔

بھا بھی آپ منع کیوں نہیں کرتی بھائی کو شفا نے بے بسی سے کہا۔۔۔

اگر ان کو مجھ سے واقع محبت ہوتی تو مجھے منع کرنے کی ضرورت ہی کیوں پیش
آتی وہ بس دل میں ہی سوچ سکی۔۔۔۔۔

Novelistan

بھا بھی آپ بے وجہ پریشان ہو رہی ہیں میں ٹھیک ہوں۔۔۔

آپ دونوں کو بڑی امی نیچے بلارہی ہیں۔۔۔ عقیدت نے ان سے کہا اور واش
روم میں گھس گئی۔۔۔۔۔

وہ دونوں بھی ایک دوسرے کو اسی سے دیکھتی نیچے آگئی تھی۔۔۔۔

جہاں ایشاج سنور کے لال رنگ کا شرارہ پہنے بیٹھی تھی۔۔۔۔

بیٹا جزا کہاں ہے۔۔۔۔ سجدہ بیگم نے شفا سے پوچھا

۔۔۔۔

امی ان کی طبیعت ٹھیک نہیں وہ سو رہی ہیں۔۔۔۔ جواب سالار نے دیا تھا۔۔۔۔

مولوی صاحب نکاح شروع کریں۔۔۔۔ ایشا کے باپ کے کہنے پر مولوی

۔۔۔۔ صاحب سیدھے ہو کر بیٹھ گئے

عرش نے گھبرا کر سالار کو دیکھا جس نے اسے آنکھ کے اشارے سے تسلی دی



سر یہ رہا سارا ریکارڈ۔۔۔ الطاف نے نظریں جھکائے ایک فائل اس کے سامنے
رکھی۔۔۔

Novelistan

اس فائل میں موجود سی سی ٹی وی فوٹیج کی سی ڈی نکال کر اس نے اپنے لپ
ٹاپ میں لگائی۔۔۔۔

اس میں جو فوٹج اسے نظر آئی آدم خانزادہ کو لگا کسی نے پگھلا ہوا سیسہ اس پر
ڈال دیا ہو۔۔۔۔۔

ایشابنت ارشد آپ کا نکاح۔۔۔۔۔

اتنی بھی کیا جلدی ہے مولوی صاحب ٹھہرائیں۔۔۔۔۔ ایک بھاری مردانہ آواز
پر سب نے دروازے کی طرف دیکھا تھا۔۔۔۔۔

سالار اور عرش نے ایک گہری سانس لی تھی۔۔۔۔۔
Novelistan

۔۔۔۔۔ ایشا کی آنکھیں گھبراہٹ کے مارے پھیل گئیں تھیں

یہ لڑکا فہم تھا۔۔۔۔ جو اس کا پچھلے تین مہینے سے اس کا موجودہ بوائے فرینڈ تھا جس کے ساتھ اس کے بہت گہرے تعلقات تھے۔۔۔۔۔۔

لیکن جب عرش نے شادی کے لئے ہاں کی تو وہ بنا کسی چیز کی پرواہ کئے خوش ہو گئی تھی۔۔۔

--- لیکن آج اسے یہاں دیکھ کر اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں تھیں

کون ہو تم۔۔۔۔۔ سب سے پہلے ارشد صاحب اٹھ تھے۔۔۔۔۔

یہ تو آپ اپنی بیٹی سے پوچھئے سرسرجی کہ میں کون ہوں۔۔۔ فہد نے ایشا کی
خوفزدہ نظروں میں دیکھتے کہا تھا۔۔۔

بکو اس مت کرو تم نکلویہاں سے۔۔۔۔۔ ایشا کی ماں نے اس لڑکے کو نفرت سے
۔۔۔۔۔ کہا۔۔۔۔۔ کہیں نا کہیں وہ خود بھی اپنی بیٹی کے کرتوتوں سے واقف تھی

باقی گھر کی ساری خواتین حیرانگی سے یہ سب تماشہ دیکھ سمجھنے کی کوشش کر رہی
تھی۔۔۔۔۔

جبکہ سالار اور عرش پر سکون انداز میں بیٹھے تھے۔۔۔۔۔

نکلنے کے لیے تو نہیں آیا آپ کی بیٹی سے اپنا حساب لینے آیا ہوں۔۔۔۔۔

محبت مجھ سے شادی کسی اور سے کرنے جارہی ہے وعدے مجھ سے نبھانے کسی
اور کے ساتھ جارہی ہے۔۔۔۔۔

یہ تو نا انصافی ہے نا۔۔۔۔۔ وہ مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔۔۔

ایشانے گھبرا کر سب کو دیکھا۔۔۔

تم کہنا کیا چاہتے ہو صاف صاف کہو۔۔۔۔۔ عرش سنجیدگی سے اٹھ کر اس کے
پاس آیا۔۔۔۔۔

یہ لڑکی مجھے شادی کا وعدہ کر چکی ہے پچھلے تین مہینے سے ہم ریلیشن شپ میں
ہیں۔۔۔۔۔
پچھلے مہینے تو ہم ساتھ میں دبئی گھومنے گئے تھے۔۔۔۔۔

یقین نہیں آتا تو دیکھ لیجیے آپ اس لڑکے نے موبائل نکال کر عرش کے ہاتھ
میں دیا۔۔۔۔۔ جس میں ان دونوں کی انگنت تصویریں تھیں۔۔۔۔۔

اور کچھ تصویریں تو ایسی تھی جو کہ دیکھتے ہوئے بھی اسے شرم آرہی تھی اس نے
موبائل سجدہ بیگم کے ہاتھ میں دیا۔۔۔۔

۔۔۔۔ اور جیسے جیسے وہ دیکھتی گئیں وہ بے یقینی سے ایشا کو دیکھنے لگیں

وہ اپنی بھانجی کی وجہ سے اپنے بیٹے کی خوشیوں کو بھی پس پشت ڈال گئیں تھیں
اور اس نے کیا کیا سب کے سامنے انکو شرمندہ کر دیا۔۔۔۔

وہ ایشا کے سامنے جا کر کھڑی ہو گئیں۔۔۔۔۔ یہ سب کیا ہے ایشا۔۔۔

سجدہ بیگم نے غم و غصے سے پوچھا۔۔۔۔

--- خالہ جیسا آپ سوچ رہی ویسا نہیں ہے۔۔۔ وہ اپنی صفائی دینے لگی

مگر سجدہ بیگم کے ہاتھ سے پڑنے والے تھپڑ نے اس کی بولتی بند کر دی
تھی۔۔۔

وہ گال پر ہاتھ رکھے انہیں دیکھنے لگی۔۔۔
Novelistan

ایشا کی امی فوراً آگے آئی تھی۔۔۔ باجی آپ میری بیٹی پر اس طرح ہاتھ نہیں
اٹھا سکتی۔۔۔

خبردار جو ایک لفظ بھی بولا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا یہ تمہاری ہی تربیت ہے
کہ آج تمہاری بیٹی کسی اور کے ساتھ رنگ رلیاں منا کر ہماری آنکھوں میں
آنکھیں ڈال کر کھڑی ہے۔۔۔۔

ان کے لہجے میں نفرت واضح تھی۔۔۔۔

ابھی کہ ابھی میرے گھر سے نکل جاؤ اپنی اس بیٹی کو لے کر۔۔۔
وہ کہہ کر اپنے کمرے کی طرف چلی گئیں۔۔۔۔ فروا بیگم بھی ان کے پیچھے گئیں
تھی۔۔۔۔

ایشان نفرت سے اس لڑکے کو دیکھ کر اپنے پیرنٹس کے ساتھ چلی گئی۔۔۔۔

ایک ایک کر کے سب چلے گئے تھے اب وہاں صرف سالار اور عرش بیٹھے
تھے۔۔۔

دونوں نے پہلے اداسی سے ایک دوسرے کو دیکھا۔۔
پھر چاروں طرف دیکھا۔۔۔

پھر ایک دم ان دونوں کا قہقہہ پورے لاؤنج میں گونجتا تھا۔۔۔



بھابھی ان کو کبھی بھی میں نے سوتیلے بہن بھائی نہیں سمجھا ہمیشہ میں نے سگوں
سے بڑھ کر عزت اور پیار دیا۔۔۔

مگر ان لوگوں نے ہمیشہ سب کے سامنے مجھے بے عزت کیا۔۔۔

آج میں اپنے بچے سے نظریں ملانے کے قابل نہیں رہی۔۔۔ نا اس بچی سے
۔۔۔ میں نے ہمیشہ اسے برا بھلا کہا صرف اور صرف ایشا کی وجہ سے آج وہی
لڑکی مجھے سب کے سامنے شرمندہ کر گئی۔۔۔

کوئی لڑکی اتنا کیسے گر سکتی ہے۔۔۔ سجدہ بیگم کا غم ختم ہی نہیں ہو رہا تھا۔

بھول جاؤ سجدہ اچھا ہوا تمہیں سب پہلے سے پتہ چل گیا۔۔۔ ورنہ بہت برا ہو
جاتا۔۔۔

فروا بیگم سنجیدگی سے بولی۔۔۔

اچانک باہر سے چیخنے کی آواز آنے لگی۔۔۔۔ وہ دونوں اٹھ کر باہر بھاگی
تھی۔۔۔۔

آیت باہر آؤ کہاں ہو تم۔۔۔۔ آدم کی دھاڑ پورے گھر میں گونج رہی تھی ملازم
اس کا غصہ دیکھ وہاں سے ہٹ گئے تھے

سالار اور عرش بھی پریشانی سے اس کی طرف دیکھنے لگے۔۔۔۔

جزا جو نیند میں تھی وہ بھی اٹھ کر باہر آگئی تھی۔۔۔۔

شفا بھی گھبرائی ہوئی سی باہر آئی تھی۔۔۔۔ آیت اپنے نام کی پکار پر خوفزدہ ہو کر
باہر آئی تھی۔۔۔۔

اس کے آتے ہی آدم نے وہ فائل اس کے پیروں پر پھینکی تھی۔۔۔۔۔ جو وہ
ساتھ لایا تھا۔۔۔

کچھ تصویریں زمین پر بکھر گئیں تھی۔۔۔ آیت نے گھبرا کر منہ پر ہاتھ رکھ لیا
تھا۔۔۔۔

یہ سب کیا ہے۔۔۔۔۔ آدم اس کے سامنے کھڑا سرخ انگارا آنکھوں سے پوچھنے
لگا۔۔۔۔

وہ بھ۔۔۔۔۔ بھائی م۔۔۔۔۔ میں سب سب بتاتی ہوں۔۔۔۔۔ وہ اٹکتے ہوئے
بولی۔۔۔۔۔ آنسو آنکھوں سے نکل کر گالوں پر بہنے لگے تھے۔۔۔

سالار نے فرش پر پڑی ایک تصویر اٹھائی۔۔۔۔ جس پر بالاج شاہ گاڑی میں بیٹھا
اس کی طرف جھکا ہوا تھا اور دوسری تصویر میں وہ اس کے کمرے کی ونڈو سے
نکلتا ہوا دکھائی دیا۔۔۔۔

ایک اور تصویر میں وہ اس کی گاڑی میں بیٹھ رہی تھی۔۔۔۔
ایک اور تصویر اسپتال کی تھی جہاں وہ اس کی کمر میں ہاتھ ڈالے کھڑا تھا۔۔۔۔

اس وقت اس کا چہرہ دھواں دھواں ہو رہا تھا۔۔۔۔ اس نے بے یقینی سے اپنی
بہن کو دیکھا جس سے ایسی کسی حرکت کی امید اسے نہیں تھی۔۔۔۔

مجھے یہ بتاؤ کیا تم اس کے ساتھ اسکے گھر گئی تھی اکیلی ہاں یا نا میں جواب چاہئے
مجھے۔۔۔ آدم کی پھنکار پر اس نے سختی سے آنکھیں میچ کر اثبات میں سر ہلا
دیا۔۔۔۔

اور وہی سالار کا ہاتھ اس کے چہرے پر نشان چھوڑ گیا تھا۔۔۔۔

وہ گال پر ہاتھ رکھے وہی بیٹھ گئی۔۔۔۔ آج پہلی بار اس کے بھائی نے اس پر ہاتھ
اٹھایا تھا۔۔۔۔

کیا رشتہ ہے تمہارا اس سے اگر وہ شخص تمہیں اتنا ہی پسند تھا تو ہمیں بتاتی اس
۔۔۔۔ طرح چپ چپ کے تنہائیوں میں ملنے کی کیا ضرورت تھی آیت

آدم نے غم و غصے سے پوچھا تھا۔۔۔۔۔

مگر وہ پھر بھی خاموش رہی۔۔۔۔۔ جواب دو آیت ورنہ میں تمہاری جان لے
۔۔۔۔۔ لوں گا آج

سالار انتہائی غصے میں اس تک پہنچا تھا۔۔۔۔۔ اس سے پہلے کہ وہ اس کے گال پر
۔۔۔۔۔ دوسرا تھپڑ لگاتا۔۔۔۔۔ جزا جلدی سے آیت کے سامنے آگئی تھی

Novelistan

عرش نے بھی سالار کا ہاتھ پکڑ کے روکا تھا۔۔۔۔۔

میں نے کہا مجھے چھوڑو آج میں اسے جان سے مار دوں گا ہماری دی ہوئی آزادی
۔۔۔۔۔ کا ناجائز فائدہ اٹھایا ہے اس نے

سالار کے لہجے میں ٹوٹی مان کی کرچیاں تھی۔۔۔

سب حیرانگی سے آیت کو دیکھ رہے تھے۔۔۔ کسی کو بھی یقین نہیں آرہا تھا آیت
کچھ ایسا بھی کر سکتی ہے۔۔۔

اس لڑکے کو بلاؤ فون کر کے بولو اپنی فیملی کو لے کر آئے اور نکاح کرے تم
سے۔۔۔۔۔ آدم نے سنجیدگی سے آیت سے کہا۔۔۔۔۔ جو زمین پر بیٹھی تھر
تھر کانپ رہی تھی۔۔۔۔۔

Novelistan

میں یہاں ہوں سالے صاحب۔۔۔۔۔ آپ نے یاد کیا اور ہم حاضر
ہو گئے۔۔۔۔۔

پچھے سے آنے والی آواز پر سب نے دروازے کی طرف دیکھا تھا۔۔۔

جہاں بالاج شاہ ہمیشہ کی طرح بلیک جینز شرٹ کے اوپر جیکٹ پہنے کھڑا
تھا۔۔۔۔

چہرے پر کسی قسم کا ڈر شر مندگی یا افسوس نہیں تھا۔۔۔۔ بلکہ ایک طمانیت
بھری مسکراہٹ تھی۔۔۔۔

سالار نے غصے سے مٹھیاں بھینچ لیں۔۔۔۔ وہ مر کر بھی اپنی بہن کی شادی اس
سے نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔۔

کیوں آئے ہو یہاں نکلوا بھی میرے گھر سے تم جیسے گھٹیا انسان کی ہمت کیسے
۔۔۔ ہوئی میرے گھر میں قدم رکھنے کی

سالار نے نفرت سے اس کے پاس جا کر دھکا دیا تھا۔۔۔
وہ تھوڑا سا لڑکھڑایا تھا مگر چہرہ پر سکون تھا۔۔۔ آج اس کے دل کو بہت سکون
مل رہا تھا۔۔۔

ارے سالے صاحب ابھی تو آپ کے بھائی نے کہا مجھے بلانے کو۔۔۔ اس لئے
۔۔۔ میں حاضر ہو گیا۔۔۔ اس نے مسکراتے ہوئے آیت کی طرف دیکھا

کوئی نکاح نہیں ہو گا نکلویہاں سے۔۔۔ عرش نے بھی اسے دیکھ انتہائی غصے
سے کہا تھا جو شرمندہ ہونے کے بجائے ڈھٹائی سے ان کے سامنے کھڑا مسکرا رہا
تھا۔۔۔

نکاح تو ہو چکا ہے اس کے لیے مجھے آپ لوگوں کی ضرورت نہیں۔۔۔۔۔ آج تو
میں یہاں اپنی بیوی کو لینے آیا ہوں۔۔۔۔۔

اس کے لفظوں نے وہاں کھڑے سب لوگوں کے سروں پر پہاڑ گرایا
تھا۔۔۔۔۔ آیت نے ملتی نگاہوں سے بالاج کو دیکھ کے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔۔۔۔

سب بے یقینی سے آیت کو دیکھا جو جزا کے ساتھ کھڑی کانپ رہی تھی۔۔۔۔۔

اپنے منہ سے ایک لفظ مت نکالنا ورنہ تمہاری زبان گدی سے کھینچ لوں گا
۔۔۔۔۔ آدم نے اس کی آنکھوں میں دیکھ کر سرد لہجے میں اسے وارن
۔۔۔۔۔ کیا۔۔۔۔۔ عرش اور سالار بھی غصے میں اس کی طرف آئے تھے

ان کو یقین تھا آیت نکاح جتنا بڑا قدم کبھی نہیں اٹھائے گی۔۔۔

کیونکہ اتنی آزادی تو تھی ان کے گھر میں کہ کوئی اپنی پسند کا اظہار کرے تو گھر والے کبھی منع نہیں کریں گے۔۔۔۔ اور وہ اپنے بھائیوں کی عزت کو اس طرح کبھی خراب نہیں کرے گی۔۔۔

بالاج شاہ نے بنا کچھ کہے اپنی جیکٹ کے اندر سے ایک انڈولپ نکال کے آدم کے حوالے کیا تھا۔۔۔۔

سب کے دل ایک ساتھ ڈھڑکے تھے۔۔۔۔۔ آدم نے ڈوبتے دل سے اینڈولپ کھولا تھا۔۔۔۔

اس میں موجود پیپر ز اور پکچرز نے اس کا یقین پل میں توڑ کر چکنا چور کر دیا

تھا۔۔۔۔

سالار نے آدم کا چہرہ دیکھ بے چینی سے آدم سے وہ سب پکڑا تھا۔۔۔۔ نکاح
نامے پر آیت کا سائن دیکھ وہ بھی ساکت ہوا تھا۔۔۔۔

۔۔۔ اس نے وہ سب چیزیں پھینک کر بالاج شاہ کے منہ پر مکا مارا تھا

بالاج نے بھی بنا کسی لحاظ کے جوابی کاروائی کی تھی دونوں ایک دوسرے کے
ساتھ گھتم گھتا ہو گئے تھے۔۔۔۔

جبکہ آدم کی بے یقین نظریں آیت پر تھی۔۔۔۔

بھائی۔۔۔ میں۔۔۔ آ۔۔۔ آپ۔۔۔ کے۔۔۔ کو۔۔۔ سب۔۔۔ سچ۔۔۔
آدم نے ہاتھ اٹھا کر اسے بولنے سے روک دیا۔۔۔ آنکھیں طبط سے لال ہو
۔۔۔ رہی تھیں

عرش نے بہت مشکل سے ان دونوں کو الگ کیا تھا۔۔۔

دونوں ہی ایک دوسرے کو خونخوار نظروں سے دیکھ رہے تھے۔۔۔

Novelistan

بالاج شاہ اپنی بیوی کو اپنے ساتھ لے جائیں آج کے بعد خانزادہ مینشن کے
مکینوں سے آپ کی بیوی کا کوئی تعلق نہیں۔۔۔ آدم نے سرد لہجے میں اپنا
۔۔۔ فیصلہ سنایا

---- سب نے تڑپ کر اس کی طرف دیکھا تھا سوائے سالار اور عرش کے

--- بالاج کے چہرے پر پر اسرار مسکراہٹ تھی

نہیں بھائی میں نہیں جاؤں گی پلیز۔۔۔ آیت نے تڑپ کر آدم کا ہاتھ تھاما
تھا۔۔۔ جسے اس نے بے دردی سے جھٹک دیا۔۔۔

آدم بیٹا ایسا مت کرو بچی ہے وہ غلطی ہو گئی ہے معاف کر دو۔۔۔۔۔

فروا بیگم نے۔۔۔ روتے ہوئے آدم سے کہا تھا۔۔۔۔۔

بڑی امی اس بچی نے آج ہم بھائیوں کی عزت کو بیچ سڑک پر اچھال دیا

ہے۔۔۔۔۔

ایک باپ سے بڑھ کر محبت دی ہم تینوں نے ہمیشہ اور اس نے کیا

کیا۔۔۔۔ ہمارے ساتھ

۔۔۔ اگر اس کو یہ انسان اتنا ہی پسند تھا تو ہمیں بتا سکتی تھی

لیکن اس نے آج ایک باہر والے انسان کے لیے ہماری محبت کو ہمارے منہ پر مار

دیا۔۔۔۔۔

کہتے ہوئے سالار کی آنکھ سے ایک باغی آنسو نکل کر داڑھی میں جذب ہو گیا

تھا۔۔۔۔۔
Novelistan

بالاج شاہ یہی سب تو چاہتا تھا ان کی تڑپ سے اسے جو سکون مل رہا تھا وہ بتا نہیں

سکتا تھا۔۔۔۔۔

بھائی میں نے جان بوجھ کر نہیں کیا مجھے معاف کر دیں۔۔۔۔ آیت تڑپ کر اس
کے سینے سے لگ گئی تھی۔۔۔۔ سالار نے اس کا بازو پکڑ کر خود سے دور جھٹکا

۔۔۔۔

بھائی اسے کہیں یہاں سے چلی جائے۔۔۔۔۔ ورنہ میں خود کو کچھ کر دوں
... گا۔۔۔۔ سالار کہہ کر اندر بڑھ گیا
آیت روتے ہوئے اس کے پیچھے جانے لگی۔۔۔۔ مگر آدم نے اس کا ہاتھ پکڑ کر
روکا۔۔۔۔

لے جاؤ اسے۔۔۔۔۔ آدم نے اسے لا کر بالاج کے سامنے چھوڑا تھا۔۔۔۔

بالاج شاہ نے بڑے حق سے اسکا ہاتھ تھاما تھا۔۔۔۔۔ چھوڑیں میرا ہاتھ مجھے نہیں
جانا اس نے نفرت سے اپنا ہاتھ چھڑانے کی کوشش کی آج اس کی وجہ سے ہوا تھا
۔۔۔۔۔ سب

بالاج بنا کچھ کہے اسے لے کر باہر جانے لگا۔۔۔۔۔

عرش بھائی مجھے روک لیں مجھے نہیں جانا پلینز۔۔۔۔۔ وہ چیختے ہوئے سب سے منتیں
کرنے لگی۔۔۔۔۔ مگر وہ دونوں کان بند کئے اپنے کمرے کی طرف بڑھ
گئے۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ عورتیں ساری رونے لگی

آیت کی مزاحمت پر اس نے جھک کر سب کے سامنے اسے بازوؤں میں اٹھالیا
تھا۔۔ اور باہر کی طرف بڑھ گیا۔۔۔۔

ان کے نکلتے ہی فروا بیگم سینے پر ہاتھ رکھتی لہرا کر گر گئی۔۔۔۔ سب کی چیخ پر
سب مرد کمرے سے نکل آئے تھے۔۔۔
وہ بالکل ٹھنڈی پڑھ گئی تھی۔۔۔ آدم نے انہیں بازوؤں میں اٹھالیا اور سب
اسپتال کی طرف بھاگے تھے۔۔۔

Novelistan

منت کی وجہ سے صرف شفا ہی گھر پر کی تھی۔۔۔



وہ اسے شاہ ہاؤس لے کر آیا تھا۔۔۔۔ اس کے ساتھ وہ کسی روبوٹ کی طرح چل
۔۔۔ رہی تھی۔۔۔۔ رات بارہ بجے کا ٹائم تھا

اس کی گاڑی کی آواز پر اماں جان اپنے کمرے سے باہر آ گئیں تھی ان کا یہی
معمول تھا جب وہ گھر پہ ہوتا تھا اماں جان
رات کا کھانا سے اپنے ہاتھوں سے کھلاتی تھی۔۔۔

بالاج کے ساتھ آیت کو دیکھ کر وہ حیران رہ گئیں تھی
اس نے اماں جان کے پاس آ کر آیت کا ہاتھ چھوڑ دیا۔۔۔

بیٹا اس طرح کہاں سے لا رہے ہو تم اس کو۔۔۔۔ اماں جان نے پریشانی سے
بالاج سے پوچھا۔۔۔۔

رخصت کروا کے لایا ہوں میں آپ کی بہو کو۔۔۔۔ اس نے تمسخر اڑاتے انداز
۔۔۔۔ میں کہا

اماں جان نے آیت کی طرف دیکھا جو زمین پر نظریں جمائے کھڑی تھی اس کا
انداز چیخ چیخ کر بیان کر رہا تھا کہ اس کے ساتھ زبردستی ہوئی ہے۔۔۔۔

بالاج تم نے کیا کیا اس کے ساتھ۔۔۔۔ اماں جان نے گھور کر پوچھا۔۔۔۔ انہیں
اپنے پوتے سے شرافت کی امید تو بالکل نہیں تھی۔۔۔۔

ارے یار کچھ نہیں کیا میں نے کیوں فضول میں گھور رہی ہیں۔۔۔۔۔ چلیں جا کر
سو جائیں آپ۔۔۔۔ اور آج ہماری شادی شدہ زندگی کی پہلی رات ہے چلیں
دعائیں دیں مجھے۔۔۔۔

--- جلدی سے

اس نے اماں جان کا ہاتھ پکڑ کر اپنے سر پر اور آیت کے سر پر رکھا اور آیت کا
ہاتھ تھامتا ان کو آنکھ مارتا اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔---

آیت نے کسی قسم کی کوئی حرکت نہیں کی۔۔۔۔۔ وہ اسے کمرے میں چھوڑتا
خود واش روم کی طرف بڑھ گیا۔---

Novelistan

بیس منٹ بعد جب وہ فریش ہو کر آیا وہ تب بھی کمرے کے بیچ میں کھڑی تھی

بالاج کو اسکی حالت سے دکھ ہوا۔۔۔۔۔ وہ آگے آیا اور اسے اپنے سینے میں بھینچ

۔۔۔۔۔ لیا۔۔۔۔۔ شاید اس کا سکتہ ٹوٹ جائے

مگر تب بھی اس نے کوئی مزاحمت نہیں کی۔۔۔

ٹھیک ہو تم۔۔۔۔۔ اس نے تھوڑا دور ہو کر پوچھا۔۔۔۔۔ آیت نے جن

نظروں سے اسے دیکھا وہ نظریں چرانے پر مجبور ہو گیا۔۔۔

دیکھو جو ہوا وہ سب بھول جاؤ بس یہ یاد رکھو کہ تم بالاج شاہ کی بیوی ہو۔۔۔ وہ

جھک کر اس کے ماتھے پر لب رکھ گیا۔۔۔

آیت نے کچھ نہیں کہا بس خاموشی سے اسے دیکھتی رہی۔۔۔

بالاج اسے لئے بیڈ پر لیٹا اور ساتھ اسے بھی لٹالیا۔۔۔

اور اس پر جھک گیا۔۔۔۔

وہ کبھی اس کے ماتھے کو چھوتا تو کبھی اسکے گال پر اپنے لب رکھتا۔۔۔

آیت کا بے حس وہ حرکت وجود دیکھ وہ غصے سے اس پر سے اٹھاتا تھا۔۔۔۔ اس کا

دل کیا دو تھپڑ لگا کر اسے ہوش دلائے۔۔۔

مگر خود پر ضبط کر تا کمرے کا دروازہ دھاڑ سے بند کر تا کمرے سے نکل

گیا۔۔۔۔



انہیں مائٹر ہارٹ اٹیک آیا تھا۔۔۔۔ بروقت اسپتال پہنچنے کی وجہ سے ان کی جان

بچ گئی تھی۔۔۔۔ پوری رات انہوں نے اسپتال میں گزاری تھی۔۔۔۔

ڈاکٹر نے ان کو خطرے سے باہر بتایا تھا۔۔۔

ایک دم عرش کے دماغ میں کچھ کلک ہوا۔۔۔۔۔ کل رات سے جو کچھ بھی ہوا
تھا اسے عقیدت کہیں نظر نہیں آئی تھی۔۔۔

اتنے شور میں کسی کا بھی سونا ممکن نہ تھا پھر وہ گھر میں ہوئے تماشے سے بے خبر
کیسے رہی۔۔۔

Novelistan

اس کا دماغ ایک دم الرٹ ہوا تھا وہ بھاگتے ہوئے اسپتال سے نکلا اور گھر کا نمبر
ڈائل کرنے لگا۔۔۔۔۔ جو دوسری ہی بیل پر ریسو کر لیا تھا۔۔۔۔۔

بھا بھی عقیدت کہاں ہے شفا کی آواز سن کر اس نے پہلا سوال یہی کیا تھا۔۔۔ وہ
دل میں شدت سے دعا کر رہا تھا جیسے وہ سوچ رہا ویسا نہ ہو۔۔۔۔۔

بھائی وہ تو مجھے نظر نہیں آئی کل سے شاید کمرے میں سو رہی ہو۔۔۔۔ وہ دھیرے
سے بولی۔۔۔۔

آدم نے فون بند کیا اور اپنی گاڑی کی اسپیڈ بڑھا دی تھی۔۔۔۔
دس منٹ بعد گھر پہنچ کر وہ سیدھا آیت کے کمرے میں گیا تھا جہاں وہ کچھ دنوں
سے رکی ہوئی تھی۔۔۔۔

Novelistan

خالی کمرہ دیکھ وہ اپنے کمرے میں آیا وہ بھی خالی تھا ایک دم اس کی نظر ڈریسنگ پر
۔۔۔۔ موجود پر فیوم کے بوتل کے نیچے پیپر پر پڑی

۔۔۔۔ اس نے کانپتے ہاتھوں سے وہ پیپر اٹھالیا

--- اسلام علیکم

میں آج ہمیشہ کے لیے یہ گھر چھوڑ کر جا رہی ہوں۔۔۔۔۔ آپ نے مجھے میرے
کزن سے بچا کر جو مجھ پر احسان کیا اسکی قیمت آپ مجھ سے وصول کر چکے ہیں

اس کے علاوہ جو آج تک آپ نے مجھے دیا۔۔۔۔۔ اس کا ایک ایک روپیہ میں
آپ کو لوٹا دوں گی۔۔۔۔۔

مجھے ڈھونڈنے کی کوشش مت کیجئے گا۔۔۔۔۔ اللہ پاک آپ کو ہمیشہ اپنی بیوی
کے ساتھ خوش رکھے۔۔۔۔۔

--- اللہ حافظ

عقیدت کی لکھی ہوئی تحریر پڑھ کر اس کے پیروں تلے سے زمین۔ نکل گئی
تھی۔۔۔۔

اس نے اتنا سب کچھ صرف عقیدت کے لیے کیا تھا وہ چاہتا تھا ایشا والا مسئلہ حل
ہو جائے تو وہ دھوم دھام سے اپنا ولیمہ کرے گا۔۔۔۔

وہ اپنے دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر اس کے قریب آیا تھا اور عقیدت نے اس کی
محبت کو ہوس کا نام دے دیا تھا۔۔۔۔

اس نے کمرہ کی ہر چیز تہس نہس کر دی تھی غصے سے وہ سب کچھ توڑتا چلا
گیا۔۔۔۔

شفا گھبرا کر اس کے کمرے میں آئی تھی کمرے کی حالت دیکھ کر اس کی آنکھیں
۔۔۔ پھٹی کی پھٹی رہ گئیں تھیں

ان سب چیزوں کے بچوں بیچ وہ سرہاتھوں پر گرائے بیٹھا تھا۔۔۔۔

بھائی۔۔۔۔ شفا کی آواز پر وہ جھٹکے سے اٹھا تھا۔۔۔ اس کی سرخ آنکھیں دیکھ وہ
ڈر گئی تھی۔۔۔۔

۔۔۔۔ آپ ٹھیک ہیں۔۔۔۔ اور بھا بھی کہاں ہیں

۔۔۔۔ اس نے گھبراتے ہوئے پوچھا

چلی گئی وہ یہ گھر چھوڑ کر۔۔۔۔ وہ سنجیدگی سے کہہ کر کمرے سے نکل گیا۔۔۔۔

پیچھے وہ حیرانگی سے سب سمجھنے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔۔

فیروز مینشن کی فضا ایسی تھی جیسے

--- اداسی نے اپنے بچے گاڑ دیے ہوں

ہر کوئی اداس تھا کسی کو بھی کھانے پینے کا ہوش نہیں تھا۔۔۔

--- فروا بیگم بھی اسپتال سے گھر آ گئی تھیں

جب سے سجدہ بیگم کو عقیدت کے جانے کا پتہ چلا تھا وہ تو خود کو ہی اپنے بیٹے کا
قصور وار سمجھنے لگی تھی۔۔۔

Novelistan

عرش نے بہت کوشش کی تھی عقیدت کو ڈھونڈنے کی مگر ہفتہ گزر جانے کے
بعد بھی وہ اسے کہیں نہیں ملی۔۔۔۔

مگر اس نے اپنی تلاش جاری رکھی تھی اس نے اپنے بندے اس کام پر لگا دیے
تھے۔۔۔ جہاں جہاں اس کے ہونے کے چانس تھے وہ خود وہاں جا کر اسے
تلاش کر چکا تھا۔۔۔۔

آدم مشکل سے دوبار گھر آیا تھا مگر گھر کی اداسی دیکھ کر وہ زیادہ دیر گھر پر نہیں
رکا۔۔۔۔

۔۔۔ سالار تو اس دن کا گیلوٹ کر نہیں آیا تھا

امی آپ اداس مت ہو پلیز جب وہ آئیں گے ہم ان سے بات کریں گے وہ آیت کو
واپس لے آئیں۔۔۔۔ شفا فروا بیگم کے لیے چائے لے کر آئی تھی فروا بیگم کو
اداس دیکھ کر اس نے کہا۔۔۔

--- وہ آج بھی آدم کا نام نہیں لیتی تھی

فروا بیگم نے محبت سے اس کا ماتھا چوما۔۔۔ میری بچی اللہ تمہیں ہمیشہ خوش

--- رکھے تم نے اس مشکل وقت میں بہت خیال رکھا ہے ہم سب کا

ان کی تعریف پر وہ دھیرے سے مسکرا دی تھی۔۔۔

منت کہاں ہے۔۔۔ فروا بیگم نے چائے کا کپ اٹھاتے پوچھا۔۔۔

--- وہ چھوٹی امی کے پاس ہے

اچھا آدم گھر نہیں آیا آج بھی۔۔۔ انہوں نے اداسی سے پوچھا۔۔۔

نہیں آئے امی شاید کام زیادہ ہو گا اس لئے نہیں آئے آپ پریشان مت ہوں

--- اس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تھا۔۔۔

---- پریشان تو وہ خود بھی تھی مگر وہ فروا بیگم کو پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی

انہوں نے پیار سے اپنی بہو کو دیکھا تھا جو اتنی کم عمری میں بھی بہت سمجھدار اور
صاف دل کی تھی۔۔۔

چائے کا کپ اٹھائے وہ دونوں باہر آگئی تھی۔۔۔ جہاں سجدہ بیگم منت کے
ساتھ بیٹھی تھی۔۔۔

---- وہ دونوں بھی وہاں آکر بیٹھ گئیں

جزا کہاں جا رہی ہو۔۔۔ فروا بیگم نے اسے تیار ہو کر جاتا دیکھ کر پوچھا۔۔۔

امی ایک دوست کے ساتھ کام سے جانا ہے ایک گھنٹے تک آجاؤں گی۔۔۔۔

بیٹا دوست وغیرہ تو زندگی کا حصہ ہیں وہ تو چلتے رہتے ہیں لیکن تم زرا سالار کی خبر
لو پتہ نہیں بچہ کہاں رل رہا ہے۔۔۔ بیوی ہو تم تمہیں اس کا خیال رکھنا چاہیے

۔۔۔۔

فروا بیگم کی بات پر اس کے بڑھتے قدم رکے تھے۔۔۔

اسے خود بھی بہت فکر تھی کئی کالز وہ کر چکی تھی لیکن

نمبر اس کا سوئچ آف تھا۔۔۔۔

جی امی میں سالار کو فون کر لوں گی ابھی میرا جانا ضروری ہے پلیز ایک گھنٹے میں

آجاؤں گی میں۔۔۔۔۔ وہ معصومیت سے کہہ کر نکل گئی۔۔۔۔

اس کے بیٹھتے ہی آیت اٹھ کر کمرے میں چلی گئی۔۔۔
اماں جان اور بالاج دونوں نے اس کو نظروں سے او جھل ہونے تک دیکھا
تھا۔۔۔

بالاج شاہ پورے ہفتے بعد آج واپس آیا تھا۔۔۔ اس دن اسے کسی ضروری کام
سے جانا پڑ گیا تھا۔۔۔



بیٹا تم نے اس کے ساتھ زبردستی کر کے اچھا نہیں کیا۔۔۔
اماں جان نے اسے کھانا دیتے ہوئے سنجیدگی سے

ایسا آپ سے آیت نے کہا۔۔۔۔ اس نے نوالہ منہ میں ڈالتے ہوئے سکون سے
پوچھا۔۔۔۔

نہیں وہ بچی تو کچھ بولتی ہی نہیں ہر وقت خاموش اور اداس رہتی ہے جب میں
نے اسے پہلی بار دیکھا تھا کتنی ہنس مکھ لگی تھی وہ مجھے۔۔۔۔ کھکھلاتی ہوئی۔۔۔۔

آپ بلاوجہ مجھ پر شک کر رہی ہیں۔۔۔۔ اماں جان۔۔۔۔



میں تمہارے باپ کی بھی ماں ہوں تمہارے رگ رگ سے واقف ہوں
۔۔۔۔ تم نے ضرور اسے حاصل کرنے کے لیے کوئی غلط راستہ اپنایا
ہو گا۔۔۔۔ ورنہ انکار تو وہ پہلے کر چکے تھے۔۔۔۔

---- اماں جان نے سختی سے کہا

جس پر بجائے شرمندہ ہونے کے بالاج نے ہنستے ہوئے اپنی آنکھ ونگ کی
تھی۔۔۔۔

اماں جان کو اس کی ڈھٹائی پر جی بھر کر غصہ آیا تھا۔۔۔

جیسے آج تک تم اپنی بہن کا غم نہیں بھولے یہ بھی کسی کی بہن ہے تم کیسے اس
کے ساتھ غلط کر سکتے ہو۔۔۔۔

اماں جان نے غصے سے کہا تھا۔۔۔۔ اس کی مسکراہٹ پر انہیں غصہ آگیا
تھا۔۔۔۔

بہن کے نام پر اس کا چہرہ انتہائی لال ہو گیا تھا۔۔۔ گردن اور ماتھے کی رگیں
ظبط کرنے کے چکر میں ابھر آئی تھی۔۔۔

کیا کچھ نایاد آیا تھا اسے وہ غصے سے اٹھا اور اٹھ کر اپنے کمرے کی طرف بڑھ
گیا۔۔۔۔

اماں جان نے افسوس سے اسے دیکھا۔۔۔
۔۔۔ اور خود بھی وہاں سے اٹھ کر چلی گئیں
Novelistan

وہ کمرے میں داخل ہوا تو وہ صوفے پر بیٹھی گہری سوچ میں تھی آنسو آنکھوں
سے نکل کر گالوں میں بہنے لگے تھے۔۔۔۔

وہ پہلے ہی غصے میں تھا تیز قدم اٹھاتا اس تک پہنچا اور بازو سے کھینچ کر اسے کھڑا
کیا اور سختی سے اس کے بال جھکڑے۔۔۔۔۔

کس بات کا سوگ منار ہی ہو۔۔۔۔۔ وہ اس کے منہ پر پھنکارا تھا۔۔۔
آیت نے درد سے آنکھیں میچ لیں مگر ایک لفظ نہیں بولا۔۔۔

وہ غصے میں اس کے ہونٹوں پر جھکا اور اپنا سارا غصہ ان ہونٹوں پر اتارنے لگا
Novelistan

آیت نے کوئی مزاحمت نہیں کی جب اسے لگا وہ سانس نہیں لے
پار ہی۔۔۔۔۔ اس نے خود کو ڈھیلا چھوڑ دیا۔۔۔۔۔

بالاج نے اس کے وجود کو دور جھٹکا وہ لہرا کر صوفے پر گری۔۔۔

بالاج نے جھک کر اس کا چہرہ جھکڑا۔۔۔ گونگی ہو بول کیوں نہیں رہی یا زبان بیچ
کر آئی ہو۔۔۔۔ سالار اس پر جھکا پھنکار رہا تھا.... مگر مجال ہو اس لڑکی نے اپنی
زبان کھولی ہو۔۔۔

۔۔۔ بخار میں اس کا جسم تپ رہا تھا اور وہ لڑکی بے حس بنی ہوئی تھی

بالاج غصے سے اٹھا اور جو چیز اسکے ہاتھ آتی گئی وہ اٹھا اٹھا کر پھٹکنے لگا۔۔۔

اماں جان کمرے کے شور سے پریشان ہو کر اس کے کمرے میں آئی تھی آیت
صوفے پر سکڑی سمٹی پڑی کانپ رہی تھی جبکہ

بالاج غصے میں اماں جان کو دیکھ کر انکے پاس آیا۔۔۔۔

اس سے کہے اگر میرے سامنے اب اگر اس نے اپنی زبان بند رکھی تو زبان کاٹ
کے پھینک دوں گا۔۔۔۔

کیونکہ اسے استعمال کرنے کی زحمت تو یہ کر نہیں رہی تو یہ کس کام کی۔۔۔۔۔ وہ
پاؤں سے ہر چیز ٹو کر مارتا باہر نکل گیا۔۔۔۔۔

Novelistan

اماں جان اس کے پاس آتی اسے سینے سے لگا گئیں۔۔۔۔۔ انکے سینے سے لگتے ہی
جو وہ بلک بلک کر روئی اماں جان سے اسے سنبھالنا مشکل ہو گیا۔۔۔۔۔

کچھ زہنی ازیت اور کچھ کمزوری کی وجہ سے وہ وہی بے ہوش ہو گئی۔۔۔۔۔

اماں جان کی آواز پر فرجاد بھاگتے ہوئے کمرے میں آیا تھا آیت کو بے ہوش
دیکھ اس نے پہلے ڈاکٹر کو کال کی پھر بالاج کو۔۔۔۔۔

وہ جو گھر سے تھوڑی ہی دوری پر تھا فرجاد کی کال پر بھاگتے ہوئے آیا تھا چہرے
پر پریشانی واضح تھی۔۔۔۔۔

وہ اسپر غصہ نہیں کرنا چاہتا تھا بس اماں جان کا آئینہ دکھانا وہ برداشت نہیں کر
پایا۔۔۔۔۔

اور اس پر اپنا غصہ نکال گیا۔۔۔۔۔

اس نے آیت کو بازوؤں میں اٹھایا اور بیڈ پر لٹا دیا۔۔۔۔

۔۔۔۔ ڈاکٹر بھی آچکی تھی

یہ بہت زیادہ اسٹریس کی وجہ سے بے ہوش ہو چکی ہیں کمزوری بھی بہت ہے انکی

۔۔۔۔ ڈانٹ کا بہت زیادہ خیال رکھیں آپ

میں نے ڈرپ لگا دی ہے تھوڑی دیر تک ہوش آجائے گا۔۔۔۔

Novelistan

۔۔۔۔ اور یہ کچھ میڈیسن ہے انکو ٹائم پر کھلائے گا

ڈاکٹر نرمی سے بالاج کو پرچی تھما کر نکل گئی۔۔۔۔ فرجاد ان کو باہر تک چھوڑنے گیا

۔۔۔۔ تھا۔۔۔۔

اماں جان ناراضگی سے وہاں سے نکل کر جانے لگی۔۔۔۔۔ پلیر اماں جان آپ تو ناراض مت ہوں پلیر۔۔۔۔۔ اس نے اماں جان کا ہاتھ پکڑ لیا تھا۔۔۔۔۔

میں نے تمہاری ایسی پرورش تو نہیں کی۔۔۔۔۔ تم ایک صنف نازک کے ساتھ اس طرح پیش آؤ۔۔۔۔۔ زبردستی بھی تم کرو اور ناراضگی بھی برداشت نہیں کر سکتے۔۔۔۔۔

Novelistan

مجھے تو یہ سمجھ نہیں آ رہا آخر کون سا بدلہ لینے کے لئے تم نے اس سے شادی کی۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ اماں جان بولنے پر آئی تو بولتی چلی گئیں

بالاج نے ثر مندگی سے سر جھکا دیا۔۔۔۔ میں اب آپ کو شکایت کا موقع نہیں
دوں گا اماں جان۔۔۔۔ اس نے اماں جان کا ہاتھ تھام کر لبوں سے لگا لیا۔۔۔۔

۔۔۔۔ اماں جان خاموشی سے کمرے سے نکل گئیں

وہ افسوس سے اس کے پاس آیا اور کے چہرے پر نظریں جمائے بیٹھ پر بیٹھ
گیا۔۔۔۔

پہلے سے وہ بہت کمزور ہو گئی تھی۔۔۔۔ آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے چہرے پر
اس کی انگلیوں کے نشان۔۔۔۔ اسے خود کی حرکت پر افسوس ہوا۔۔۔۔



اسے یہاں آئے پورا ہفتہ ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ کچھ دنوں سے اس کی طبیعت بہت
خراب تھی۔۔۔۔۔ جس کی وجہ سے ڈاکٹر کو دکھانے پر جو اسے خبر ملی اس نے
عقیدت کو پوری طرح سے ہلا کر رکھ دیا تھا۔۔۔۔۔

اسے سمجھ نہیں آرہا تھا اسے خوش ہونا چاہیے یا نہیں
ایک الگ سا احساس تھا جسے وہ کوئی نام نہیں دے پا رہی تھی۔۔۔۔۔

شاید ماں بننے کا احساس ایسا ہی ہوتا ہے وہ روتے روتے اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھ کر
مسکرا دی۔۔۔۔۔

بیٹا ایسے موقعوں پر روتے نہیں ہے اللہ کا شکر ادا کرو اللہ نے تمہیں یہ مرتبہ
عطا کیا۔۔۔۔۔ رشیدہ خالہ جس کے گھر پر وہ رہ رہی تھی مسکرا کر بولی۔۔۔۔۔

ابو کے جانے کے بعد مجھے لگتا تھا میرا اس دنیا میں کوئی نہیں میں بالکل اکیلی
--- ہوں --- لیکن اللہ نے مجھے مایوس نہیں ہونے دیا خالہ

اس نے مجھے وہ دیا ہے جس پر صرف میرا حق ہے جسے مجھے کوئی نہیں چھین سکتا

وہ نم آنکھوں سے مسکرا کر بولی ---
Novelistan

بلکل تمہارے بچے پر صرف تمہارا حق ہے اب اپنا بہت زیادہ خیال رکھو ادا اس
مت رہا کرو --- بچے کی صحت پر برا اثر پڑتا ہے ---

--- خالہ کے مسکرانے پر اس نے اثبات میں سر ہلایا

اسے آج بھی یاد تھا وہ دن۔۔۔۔۔ جب وہ گھر چھوڑ کر آرہی تھی۔۔۔۔۔ وہ بٹے
ہوئے انسان کے ساتھ رہنا نہیں چاہتی تھی نا وہ عرش کو کسی کے بھی ساتھ
۔۔۔۔۔ برداشت کر سکتی تھی

اور وہ خود کو عرش کے معیار کے مطابق سمجھتی تھی۔۔۔۔۔

اس لیے اسے بہتر یہی لگا کہ وہ خود خاموشی سے گھر چھوڑ دے۔۔۔۔۔ اسے نہیں
پتہ تھا وہ کہاں جائے گی جس کا در کھٹکھٹائے گی۔۔۔۔۔

وہ سب اللہ پر چھوڑ کر نکل آئی تھی۔۔۔۔۔ مگر اسے نکلتے ہوئے گھر میں سے کسی
نے دیکھ لیا تھا۔۔۔۔۔

پھر اس انسان نے اسے رشیدہ انسان کے پاس چھوڑا تھا۔۔۔۔

۔۔۔۔ جو اپنے بوڑھے شوہر کے ساتھ رہتی تھی

اس شخص نے اس سے وعدہ کیا تھا کہ کچھ بھی ہو جائے اس کی وجہ سے عرش کو
کبھی بھی اس کے ٹھکانے کا پتہ نہیں چلے گا۔۔۔۔

اسی وعدے پر یقین کر کے وہ رشیدہ خالی کے ساتھ رہ رہی تھی۔۔۔۔
جب اسے ڈاکٹر نے ماں بننے کا بتایا۔۔۔۔ اسے عرش شدت سے یاد آیا تھا

Novelistan



وہ ابھی گھر پہنچی تھی جب کمرے میں داخل ہوئی تو کمرہ اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا
۔۔۔ مگر اسے سالار کے کلون کی خوشبو کمرے میں محسوس ہوئی۔۔۔ اس کا دل
بہت زور سے دھڑکا۔۔۔

جزا نے دھڑکتے دل سے ہاتھ بڑھا کر لائٹ آن کی تو کمرہ روشن ہو گیا تھا
سالار بیڈ پر جو توں سمیت بیڈ پر لیٹا ہوا تھا۔۔۔

کمرے میں روشنی پھیلنے پر سالار نے بازو ہٹا کر سامنے کھڑی جزا کو دیکھا۔۔۔ پھر
دوبارہ اپنی آنکھوں پر بازو رکھ لیا۔۔۔

اس کی حالت دیکھ جزا کا دل کٹ گیا تھا۔۔۔۔۔ گرے ملگجے سے شرٹ میں بلیو جینز
پہنے بکھرے بال اور بڑھی ہوئی داڑھی کے ساتھ وہ کوئی اور سالار ہی لگ رہا
تھا۔۔۔۔۔

وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی اس تک گئی۔۔۔۔۔
سالار۔۔۔۔۔ اس نے دھیرے سے پکارا۔۔۔۔۔
سالار نے کوئی جواب نہیں دیا۔۔۔۔۔ اس نے سالار کے بازو پر ہاتھ رکھا تو ایسا لگا
جیسے جلتے ہوئے کوئلے میں ہاتھ رکھ دیا ہو۔۔۔۔۔ وہ تڑپ کر اس کے پاس بیٹھی
۔۔۔۔۔ اور اس کا بازو آنکھوں سے ہٹایا

آنکھوں میں سرخی دیکھنے لائق تھی۔۔۔۔۔

--- آپ کو تو بہت تیز بخار ہے۔۔۔ اٹھیں ہم اسپتال چلتے ہیں
اس نے ہاتھ پکڑ کر سالار کو اٹھانے کی کوشش کی مگر وہ ٹس سے مس نہ ہوا۔۔۔

اٹھیں آپ۔۔۔ اس نے دوبارہ کھینچا تو اس نے جزا کا ہاتھ جھٹکا وہ حیرانگی سے
سالار کی طرف دیکھا جو سرخ آنکھوں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

دور رہو مجھ سے تم اس وقت ایک ریپسٹ کے ساتھ ہمدردی کر رہی ہو۔۔۔

Novelistan

--- سالار نے سنجیدگی سے کہا اور اٹھ کر وہاں سے جانے لگا

آپ کس طرح کی بات کر رہے ہیں۔۔۔۔ میں تو بس۔۔۔۔ اس نے کچھ کہنا

۔۔۔۔ چاہا۔۔۔ مگر سالار نے ہاتھ اٹھا کر روک دیا

---- مجھے کچھ نہیں سننا

وہ کہہ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔۔۔۔

پیچھے وہ پریشانی سے وہاں بیٹھتی چلی گئی۔۔۔۔



وہ ہوش میں آچکی تھی۔۔۔۔ اماں جان نے ہانیہ کو اس کا خیال رکھنے کے لئے

کمرے میں بھیجا تھا۔۔۔۔ وہ ہانیہ کا سہارا لے ریڈ سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔۔۔۔

بھا بھی یہ کھالیں ورنہ بھائی بہت غصہ کریں گے۔۔۔۔

اس نے سوپ کا باؤل اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔
آیت نے خاموشی سے باؤل تھام لیا کیونکہ اسے خود بھی بہت بھوک لگ رہی
تھی۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ وہ دھیرے دھیرے سے سوپ پینے لگی

تب تک ہانیہ نے اٹھ کر کمرہ سمیٹ لیا تھا۔۔۔۔۔ ہانیہ بالاج شاہ کے ڈرائیور کی
بیٹی تھی۔ جو سرونٹ کو اڑ میں اپنے والد کے ساتھ رہتی تھی۔۔۔۔۔ اور
فرجاد پچھلے دس سال سے بالاج کے ساتھ تھا وہ اس کا ہمراز دوست سب
تھا۔۔۔۔۔

وہ بھی شاہ ہاؤس میں ان کے ساتھ رہتا تھا۔۔۔

ہانیہ کے والد کے انتقال پر اماں جان اور بالاج نے ان دونوں کی رضامندی پوچھ کر ہانیہ اور فرجاد کا نکاح کروادیا تھا۔۔۔۔۔
اور دونوں شاہ ہاؤس میں ہی رہتے تھے۔۔۔۔۔

بھابھی آپ آرام کریں کسی چیز کی ضرورت ہو تو مجھے بتائے گا۔۔۔۔۔ میں باہر ہی
۔۔۔ ہوں

ہانیہ اسے کہہ کر نیچے چلی گئی اس کے جانے کے بعد آیت تکیے پر سر ٹکائے
آنکھیں بند کر کے لیٹ گئی۔۔۔۔۔ اچانک اسے اپنے ماتھے پر کسی کے ہونٹوں کا
لمس محسوس ہوا مگر اس نے اپنی آنکھیں نہیں کھولی۔۔۔۔۔ وہ اس شخص کو دیکھنا
بھی نہیں چاہتی تھی۔۔۔۔۔

تھوڑی دیر بعد اسے اپنے سر پر ہلکا ہلکا اس کے ہاتھوں کا لمس محسوس وہ آہستہ
آہستہ اس کا سر دبار ہاتھا۔۔۔۔

۔۔۔۔ وہ اپنے چہرے پر اس کی نظروں کی تپش محسوس کر رہی تھی
اسے وحشت سی ہونے لگی۔۔۔۔ اسے الجھن ہو رہی تھی بالاج شاہ کی نظروں
سے اس کا بس چلتا تو اسے اٹھا کر کمرے سے پھینک دیتی۔۔۔۔ مگر اتنی ہمت وہ
خود میں مفتود پاتی تھی اور ناہی وہ بالاج سے کوئی کلام کرنا چاہتی تھی۔۔۔۔
آہستہ آہستہ اس پر گنودگی طاری ہونے لگی۔۔۔۔ اور وہ نیند کی وادیوں میں اتر
گئی۔۔۔۔

۔۔۔۔ اس کا بخار کافی حد تک اتر چکا تھا

ڈال کر اٹھ گیا۔۔۔ اور بالکنی میں رکھی چیمبر پر سگریٹ جلا کر بیٹھ گیا۔۔۔۔۔

آدم خانزادہ گھر میں داخل ہوا گھر میں خاموشی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

--- صاحب منت بی بی چھوٹی بیگم صاحبہ کے کمرے میں سو رہی ہیں

۔۔۔ کرنے لگی

وہ کمرے میں داخل ہوا تو شفا فروا بیگم کا سرد بار ہی تھی۔۔۔۔۔

--- آدم کو اندر آتا دیکھ اس کا دل زور سے دھڑکا تھا
پورے چار دن بعد اس کو دیکھا تھا۔۔۔ بناپلک جھپکائے وہ اسے دیکھنے
لگی۔۔۔۔

آدم کے چہرے پر اسے دیکھ کر مسکراہٹ بکھر گئی۔۔۔
وہ اس کے پاس آکر بیٹھ گیا۔۔۔ فروا بیگم آنکھیں موندے لیٹی ہوئی
تھی۔۔۔



اس نے جھک کر ان کا ہاتھ چھوا۔۔۔ شفا نے گھبرا کر اپنا ہاتھ دور کیا۔۔۔ اس
کے ہاتھوں کا لمس محسوس کر کے شفا کو کرنٹ سا لگا تھا۔۔۔

امی کی طبیعت ٹھیک ہے۔۔۔ اس نے شفا کو نظروں میں رکھ کر پوچھا۔۔۔ جو
۔۔۔ اس کے دیکھنے ہر بھی لال ہو رہی تھی

ج جی ٹھیک ہیں امی بس سر میں درد تھا تو میں سر دبا رہی تھی۔۔۔ اس نے
دھیرے سے جواب دیا۔۔۔

شاید سو گئیں ہیں امی۔۔۔ کمرے میں آئیں آپ۔۔۔ وہ کہہ کر اٹھ کر نکل
گیا۔۔۔

پچھے وہ جھجھکتے ہوئے اٹھی۔۔۔ اور امی کے سونے کا یقین کر کے ان پر اچھے
سے کمفرٹر ڈال کر باہر آ گئی۔۔۔

وہ کمرے میں داخل ہوئی تو وہ شرٹ لیس وارڈروب سے اپنا سوٹ نکال رہا
تھا۔۔۔۔۔

اس کا کسرتی جسامت دیکھ کر شفا کے قدم تھمے اس نے فوراً اپنی نظروں کا زاویہ
بدلہ اور یہاں وہاں دیکھنے لگی۔۔۔۔۔
چہرہ ایک دم لال ہو گیا تھا۔۔۔۔۔

میرا سوٹ نکال دیں۔۔۔۔۔ آدم نے اسے دروازے پر جمے دیکھ کر کہا اور خود
بستر پر پھیل کر لیٹ گیا ٹانگیں لٹکی ہوئی تھی۔۔۔۔۔

وہ جلدی سے وارڈروب کی طرف بڑھی اور ایک سوٹ نکال کر بنا اس کی طرف
دیکھے اسکی طرف بڑھایا۔۔۔۔۔

آدم نے اس کو دیکھا جو ایک ہاتھ اسکی طرف کئے وارڈروب کی طرف منہ کئے
کھڑی تھی۔۔۔۔

یلو کلر کے لان کے سوٹ میں وہ بہت پیاری لگ رہی تھی۔۔۔۔
آدم نے سوٹ پکڑنے کے بجائے اسکا ہاتھ پکڑ کر کھینچا اور خود پر گرایا تھا۔۔۔۔

شفا اس اچانک افتاد پر گھبرا گئی۔۔۔۔ اسکے ہونٹ بے دھیانی میں آدم کے سینے
پر لگے تھے اس نے سختی سے اپنی آنکھیں اور لب بھیج لئے۔۔۔۔

آدم نے اس کے بالوں میں ہاتھ پھنسا کر اس کو خود پر گرایا اور اسکے ہونٹوں کو
اپنی گرفت میں لے کر اس پر اپنی سانسیں انڈھیلنے لگا۔۔۔۔۔

اس کے لمس میں اتنی سختی تھی کہ اس نے آدم کے سینے پر مکے برسائے۔۔۔۔
شفا کو اپنے منہ پر خون کا ذائقہ محسوس ہوا۔۔۔ تو آنکھوں سے آنسو بہنے
لگے۔۔۔۔

آدم نے اسے روتے دیکھ کر اس کے ہونٹوں کو آزادی بخشی
شفا نے شکایتی نظروں سے اسے دیکھا مگر اس کی خمار آلود نظروں کو دیکھ جلدی
سے نظریں جھکا لیں۔۔۔۔

آدم نے اس کے ہونٹ کو اپنے آنکھوں سے مسلہ اور وہی آنکھوں کو دیکھتے
ہوئے اپنے ہونٹوں سے لگا لیا۔۔۔۔

۔۔۔۔ شفا کو اس کی بے باکی پر ٹوٹ کر شرم آئی

اس کے لرزتے وجود کو دیکھ آدم نے اسے آزادی بخشی اور مسکراتے ہوئے اپنا
سوٹ اٹھا کر واش روم جانے لگا۔۔

سالار اور عرش کو کمرے میں بھیجئے گا۔۔۔۔

۔۔۔ اسے بھاگتے دیکھ آدم نے اسے پیچھے سے آواز لگائی

تھوڑی دیر بعد ہی وہ دونوں کمرے میں داخل ہوئے تھے۔۔۔
اسنے سنجیدگی سے انکا بکھرا حال دیکھا تھا وہ دونوں کمرے میں رکھے صوفے پر
بیٹھ گئے۔۔۔۔

آپ نے بلایا بھائی۔۔۔۔ عرش نے پہل کی

ہاں۔۔۔۔۔ تمہاری تلاش کہاں تک پہنچی۔۔۔۔۔؟ اس نے براہ راست عرش
سے پوچھا۔۔۔۔۔

ابھی تک کوئی سراغ نہیں ملا۔۔۔۔۔ اس نے سنجیدگی سے جواب دیا۔۔۔۔۔

ہممم تم چاہو تو پولیس کی مدد لے سکتے ہو جیسے چاہو میں مدد کرنے کو تیار
ہوں۔۔۔۔۔

اس نے عرش کی حالت دیکھ کر کہا۔۔۔۔۔ اس گھر میں تین مردوں کے ہونے
کے باوجود بھی عجیب خالی سا ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ ہر کوئی اپنی مرضی سے آتا
تھا۔۔۔۔۔

نہیں بھائی میں تلاش کر لوں گا۔۔۔ میں اس کام میں کسی کو بھی انولو نہیں کرنا
چاہتا اب۔۔۔

سالار نے ایک نظر اسے دیکھا۔۔۔ جو خود سے بھی بے زار لگ رہا تھا۔۔۔
ہممم ٹھیک ہے جیسا تمہیں بہتر لگے

تم بتا سکتے ہو پچھلے پورے ہفتے تم کہاں تھے۔۔۔
اب اس کے توپوں کا رخ سالار خانزادہ کی طرف تھا۔۔۔ جو بڑھی ہوئی داڑھی
اور بالوں کے ساتھ عجیب ہی مخلوق لگ رہا تھا۔۔۔

میں اسلام آباد گیا تھا وہاں کام تھا مجھے۔۔۔ اس نے روکھا سا جواب دیا۔۔۔

تم جانتے ہو بالاج شاہ کون ہے۔۔۔۔۔ اس کے پوچھنے پر عرش اور سالار دونوں
نے اسکی طرف حیرانگی سے دیکھا تھا۔۔۔۔۔

نہیں۔۔۔۔۔ ناہی میں جاننا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔ سالار نے ناگواری سے جواب دیا

۔۔۔۔۔

فاطمہ شاہ کا بھائی ہے وہ۔۔۔۔۔ آدم خانزادہ کی بات پر اسکے سر ہر کوئی پہاڑ گرا
تھا۔۔۔۔۔

وہ دونوں ہی حیران نظروں سے اسے دیکھنے لگے کیا کچھ یاد نا آیا تھا اس نام پر ان
کو۔۔۔۔۔

نہیں ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔۔۔۔۔ سالار نے دھیرے سے کہا جبکہ اس کا دل
بہت زوروں سے دھڑک رہا تھا۔۔۔۔۔

کیوں نہیں ہو سکتا۔۔۔۔ تمہیں یاد ہے ہم دونوں کو بھی اس کا چہرہ جانا پہچانا لگ
رہا تھا۔۔۔۔۔ جب وہ رشتہ لے کر آیا تھا۔۔۔۔۔ اب یاد آرہا ہے مجھے وہ فاطمہ
سے بہت ملتا ہے۔۔۔

عرش کی بات پر آدم نے ان دونوں کی طرف نا سمجھی سے دیکھا۔۔۔۔۔
یہ کب ہوا تھا تم لوگوں میں سے مجھے کسی نے بتانے کی زحمت نہیں کی۔۔۔۔۔
سالار نے غصے سے کھڑا ہو گیا۔۔۔۔۔

بھائی آپ کو گولی لگی تھی ان دنوں اور سالار نے ان کو منع کر دیا تھا کیونکہ اس کو
بالاج شاہ اچھا نہیں لگا تھا۔۔۔۔۔ اور وہ بات وہیں ختم ہو گئی تھی
عرش نے صفائی دینی چاہی۔۔۔۔۔

اگر مجھے پہلے پتہ ہوتا تو کم از کم یہ سب ناہوا ہوتا۔۔۔ آدم سرہا تھوں پر گرائے
بیٹھ گیا۔۔۔

ناجانے اس نے آیت سے شادی کائنیت سے کی ہوگی۔۔۔۔ یہ کہنے والا عرش
تھا۔۔

ماضی۔۔۔

یار بس کچھ وقت کی بات ہے۔۔۔ تم میری خاطر اتنا نہیں کر سکتی۔۔۔ سالار نے
منت بھرے لہجے میں کہا۔۔۔

اس وقت وہ دونوں یونیورسٹی کی کینیٹین میں بیٹھے تھے۔۔۔۔ عرش آج چھٹی پر
تھا اس لئے وہ دونوں اکیلے بیٹھے تھے۔۔۔

تم مجھے ایمو شنل بلیک مل مت کرو۔۔۔ سمجھے اور اگر میرے گھر میں کسی کو پتہ
چل گیا نا تو میری خیر نہیں۔۔۔ فاطمہ نے اسے گھور کر دیکھا

کسی کو کچھ پتہ نہیں چلے گا میں بس تمہیں بڑی امی اور چھوٹی امی سے ملواؤں
گا۔۔۔

اور ان سے کہہ دیں گے ہم شادی کچھ سال بعد کریں گے۔۔ اس لئے ابھی
۔۔۔ فیملی کو ملنے کی ضرورت نہیں

تب تک جزا خود ہی سیٹ ہو جائے گی اس کی کہیں اور شادی ہونے کے بعد ہم یہ
ڈرامہ بند کر دیں گے۔۔۔

سالار نے سنجیدگی سے کہا۔۔۔


تم جزا سے شادی کیوں نہیں کرنا چاہتے کزن ہے تمہاری اور تم سے کلوز بھی
بہت ہے سب سے بڑی بات خوبصورت ہے۔۔۔ فاطمہ نے اسے گہری نظروں
سے دیکھ کر پوچھا۔۔۔

یہی تو مسئلہ ہے کہ میں نے اسے ہمیشہ چھوٹی بہن سمجھا پتہ نہیں اس کے دماغ
میں ایسی فضول سوچ آئی کیسے
میں اس کے بارے میں ایسا سوچ بھی نہیں سکتا۔۔۔

سالار نے جلتی آنکھوں سے جواب دیا۔۔۔ فاطمہ اس کی دوست تھی جس سے وہ اپنی ہر بات سنیں کرتا تھا سنیں تو وہ عرش سے بھی کرتا تھا مگر جزا و آلام مسئلہ اس نے عرش سے چھپایا تھا۔۔۔

اور جزا کو خود سے دور کرنے کے لئے بھی اسے فاطمہ سے مدد لینا بہتر لگا۔۔۔

اس بات سے انجان جس سے وہ مدد لے رہا تھا وہ خود اس کی محبت میں پور پور ڈوب چکی تھی۔۔۔



ٹھیک ہے میں تیار ہوں لیکن بدلے میں تمہیں بھی میرے لئے وقت آنے پر کچھ کرنا پڑے گا۔۔۔

اس نے سالار سے مسکرا کر کہا۔۔۔۔ جس پر اس نے سینے پر ہاتھ رکھ کر سر کو خم
دیا۔۔۔

کسی نے نفرت سے ان دونوں کو دور سے دیکھا تھا۔۔۔۔

فاطمہ شاہ اپنے والدیں اور دادی کے ساتھ رہتی تھی۔۔۔۔ اس کا ایک جڑوا
بھائی بالاج شاہ تھا جو امریکہ کے ایک یونیورسٹی میں زیر تعلیم

Novelistan

۔۔۔ فاطمہ کے والد شہزاد شاہ کا اپنا بزنس تھا
وہ ایک خوشحال زندگی گزار رہے تھے۔۔۔۔

ایک دن سجدہ بیگم اور فروا بیگم فاطمہ سے ملی تھی۔۔۔ لیکن سالارا نہیں فاطمہ
۔۔۔۔ کے گھر لے جانے کے بجائے ریسٹورنٹ لے کر آیا تھا

دونوں کو ہی فاطمہ اچھی لگی تھی۔۔۔۔

۔۔۔ انہوں نے سب کچھ بچوں کی مرضی پر چھوڑ دیا تھا

لیکن کسی کی حسد بھری نظریں مسلسل ان دونوں پر ٹکی تھی۔۔۔۔

آج ان کی یونیورسٹی میں پارٹی تھی۔۔۔۔ فاطمہ بلیو کلر کے لانگ شرٹ کے
ساتھ بلیک کیپری پہنے تیار ہو کر آئی تھی۔۔۔

۔۔۔۔ کہاں جا رہی ہو لگتا ہے آج تمہارا پارٹنر نہیں آیا

ارمان نیازی جو اسی یونیورسٹی میں پڑھتا تھا لیکن اس کا ڈیپارٹمنٹ الگ تھا۔۔۔۔۔
مگر وہ فاطمہ شاہ کو پسند کرتا تھا۔۔۔۔۔

اور فاطمہ اس سے بے انتہا چڑکھاتی تھی۔۔۔۔۔

اس کی فکر کرنے کی تمہیں ضرورت نہیں کیونکہ وہ ہو یا نا ہو تمہاری دال نہیں
گلنے والی اسلئے دور رہو مجھ سے۔۔۔۔۔

فاطمہ نے اسے ناگواری سے جواب دیا اور آگے بڑھنے لگی۔۔۔ ارمان نے اسے
روکنے کے لئے اس کا بازو پکڑا ہی تھا کہ فاطمہ نے گھوم کر ایک زوردار تھپڑ اس
کے منہ پر مارا تھا۔۔۔۔۔

آئندہ ہاتھ لگانے کی غلطی مت کرنا وہ انگلی اٹھا کر اسے وارن کیا اور وہاں سے
آگے بڑھ گئی۔۔۔

ارمان نیازی جو اپنے آوارہ دوستوں کے ساتھ کھڑا تھا اس کے منہ پر پڑنے
--- والے تھپڑ پر بل کھا کر رہ گیا

اس کے دوست قہقہہ لگا کر ہنسنے تھے جس نے آگ پر تیل کا کام کیا تھا۔۔۔

اڑلو جتنا اڑنا ہے اڑلو آنا تو تمہیں میرے پاس ہی ہو گا۔۔۔
وہ دل میں اس سے مخاطب تھا۔۔۔

Novelistan

وقت اسی طرح سے گزرنے لگا۔۔۔ سب اپنی اپنی زندگیوں میں مگن
تھے۔۔۔

بالاج وہ بہت اچھا ہے۔۔۔ تم اس سے ملو گے تو تمہیں بھی پسند آئے گا۔۔۔ وہ
بالاج کو فون پر سالار کا بتانے لگی۔۔۔

وہ تو ٹھیک ہے لیکن خیال رکھنا وہ تمہارا دل ناتوڑ دے۔۔۔
۔۔۔ سالار کے لہجے میں اپنی بہن کے لئے فکر مندی تھی

تم بس دعا کرنا اللہ اسکے دل میں بھی میرے لئے محبت ڈال دے۔۔۔ دیکھنا
۔۔۔۔ سب اچھا ہو گا

انشاء اللہ ایسا ہی ہو گا۔۔۔

تم بتاؤ کب آؤ گے مجھے تمہاری بہت یاد آرہی ہے۔۔۔۔ فاطمہ نے محبت سے
پوچھا۔۔۔۔

بس دو مہینے بعد ہمیشہ کے لیے تمہارے پاس آ جاؤں گا۔۔۔۔ جو جو چاہیے بتا
دینا پھر اینڈ ٹائم پر میں تمہارے لئے شاپنگ کرتا نہیں پھروں گا۔۔۔

اس نے منہ بنا کر کہا تو فاطمہ کھکھلا کر ہنس دی۔۔۔۔ وہ جب بھی چھٹیوں پر آتا
تھا صرف اس کی وجہ سے لاسٹ ڈے بھی اسے شاپنگ مال میں رکنا پڑتا
تھا۔۔۔۔

ٹھیک ہے ٹھیک ہے بھیج دوں گی۔۔۔۔
اس کے بعد کچھ ضروری باتوں کے بعد وہ فون بند کر کے لیٹ گئی۔۔۔۔۔

ابھی اسے سوئے کچھ ہی گھنٹے ہوئے ہونگے کہ اس کا موبائل بجنے لگا۔۔۔۔

جس کی وجہ سے اس کی آنکھ کھل گئی اس نے ہاتھ بڑھا کر موبائل اٹھایا تو سالار کی
کال تھی گھڑی پر نظر ڈالی تو رات کے گیارہ بج رہے تھے۔۔۔۔ اور اسے جلدی
۔۔۔۔ سونے کی عادت تھی

وہ کال پک کرتی کان پر لگا گئی مگر فوراً ہی کال ڈسکنیکٹ ہو گئی۔۔۔۔ ابھی وہ
ریٹرن کال ملانے ہی لگی تھی کہ سالار کا میسج جگمگانے لگا۔۔۔۔

میں ملنا چاہتا ہوں تم سے۔۔۔۔ ابھی آسکتی ہو۔۔۔۔
خیریت ہے۔۔۔۔۔ اس نے میسج لکھ کر بھیجا

ہاں خیریت ہی ہے بس ایک فیملی گیٹ ٹو گیدر ہے میں تمہیں سب سے ملوانا
چاہتا ہوں اور تم سے کچھ کہنا بھی چاہتا ہوں۔۔۔۔ ساتھ میں ایک ہارٹ والا
ایموجی بھی تھا۔۔۔۔

۔۔۔۔ سالار کے میسج پر اس کا دل زور سے دھڑکا
کہاں آنا ہے۔۔۔۔ اس نے پوچھا۔۔۔۔
۔۔۔۔ جواب میں ایک ایڈریس تھا جو تقریباً پندرہ منٹ کی دوری پر تھا
وہ دھڑکتے دل کے ساتھ اٹھی اس کا دماغ اسے منع کر رہا تھا مگر وہ دل کے
ہاتھوں مجبور ہو کر تیار ہو گئی۔۔۔۔

اور اسے یقین تھا سالار پر خود سے بھی زیادہ کئی سالوں سے انکی دوستی تھی اس کی
نظروں میں کبھی کسی لڑکی کے لئے کوئی گندگی نہیں دیکھی تھی اس نے۔۔۔۔

وہ پہلے بھی بہت بار اس کے ساتھ اکیلے آنا جانا کر چکی تھی۔۔۔۔

اس لئے اسے سالار سے کسی قسم کا کوئی ڈر محسوس نہیں ہوا۔۔۔۔ اور ویسے بھی وہاں اتنے لوگ ہونگے تو اس کا جانا کوئی بڑی بات نہیں تھی۔۔۔

۔۔۔ مسٹر اینڈ مسز شہزاد ایک رشتے دار کی شادی میں گئے ہوئے تھے

Novelistan

گھر میں ملازموں کے علاوہ صرف اماں جان ہی تھیں جو گہری نیند میں تھی وہ
۔۔۔ ایک ملازمہ کو ان کا خیال رکھنے کا کہہ کر اپنی گاڑی میں گھر سے نکل آئی

وہ ایک فارم ہاؤس کا ایڈریس تھا پندرہ منٹ میں ہی وہ پہنچ چکی تھی۔۔۔۔

اسے دیکھتے ہی چوکیدار نے گیٹ کھول دیا باہر بالکل خاموشی تھی لیکن اندر روشنی
نظر آرہی تھی۔۔۔۔

اس نے سالار کو کال کرنے کے لئے موبائل نکالا اور اسے فون کرنے لگا۔۔۔ مگر
کال پک نہیں ہوئی۔۔۔۔ موبائل کی آواز اسے اندر سے آنے لگی

۔۔۔۔ وہ دھیرے دھیرے قدم اٹھاتی اندر بڑھ گئیں
Novelistan

جیسے ہی اس نے لاؤنج میں قدم رکھا کوئی صوفے پر بیٹھا تھا مگر اس کی طرف پیٹھ
تھی۔۔۔۔ پورے لاؤنج کو بہت خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔۔۔ موبائل بجنے کی
آواز بھی وہیں سے آرہی تھی

اس کی آنکھیں چمکی تھی اس وقت اس کا دل ایک پل کو خوش فہم ہوا تھا۔۔۔۔۔
مگر آس پاس کسی کو نادیکھتے اس کو گھبراہٹ ہونے لگی تھی۔۔۔۔۔ سالار نے
۔۔۔ اس سے جھوٹ کیوں بولا یہ بات اسے سمجھ نہیں آئی تھی

یہی بات پوچھنے کے لئے وہ اس کے سامنے جا کر کھڑی ہوئی مگر سامنے بیٹھے شخص
کو دیکھ کر اس کے پیروں تلے زمین کھسک گئی تھی۔۔۔۔۔ اس کی اوپر کی سانس
اوپر اور نیچے کی نیچے رہ گئی تھی۔۔۔۔۔

ارمان نیازی ہاتھ میں سالار کا فون اٹھائے مسکراتے ہوئے اسے دیکھ رہا
تھا۔۔۔۔۔ آنکھوں سے خباثت ٹپک رہی تھی۔۔۔۔۔

اس کے ہاتھوں میں موجود سالار کا فون اسے بہت کچھ سمجھا گیا تھا۔۔۔۔۔

اس نے سیکنڈ کی بھی دیری کیے بغیر باہر دوڑ لگا دی۔۔۔۔۔

مگر جیسے ہی وہ مین گیٹ تک پہنچی دروازہ باہر سے بند تھا وہ دروازہ زور زور سے
۔۔۔۔۔ پیٹنے لگی

ارد گرد سناٹا تھا۔۔۔۔۔ کاش وہ نا آئی ہوتی وہ ایک بار فون کر کے سالار کی آواز سن
۔۔۔۔۔ لیتی

خوف سے اس کا پورا وجود کانپ رہا تھا۔۔۔۔۔
اسے قدموں کی آواز بہت قریب سے آنے لگی۔۔۔۔۔ وہ ڈرنے والی لڑکی نہیں
تھی مگر جس طرح کے حالات تھے وہ جانتی تھی۔۔۔۔۔ اگر وہ اسکے ہاتھ لگی تو خود
کو بچا نہیں پائے گی۔۔۔۔۔

وہ بھاگنے کے لئے جیسے ہی مڑی ارمان نیازی نے اسے بالوں سے جھکڑ لیا۔۔۔۔۔

اور کھینچتے ہوئے اسے اندر لے جانے لگا فاطمہ نے خود کو چھڑانے کی بہت
کوشش کی مگر اسکی وحشیانہ گرفت سے خود کو چھڑانے میں ناکام رہی
---- اس نے نوٹ کیا تھا اب اس کے ہاتھوں میں گلوں پہن رکھے
تھے ---- اس کا دل بہت تیزی سے دھڑک رہا تھا ----

چھوڑو مجھے ---- میرا باپ تمہیں جان سے مار دے گا ---- فاطمہ غصے سے
چینچی تھی ----

---- مگر وہ اس کی آواز پر بناکان دھرے وہ اسے کھینچتے ہوئے اندر لے آیا
فاطمہ کی آنکھوں سے آنسو نکل کر گالوں پر بہنے لگے ----
کیا بات ہے آج تم سالار کے ساتھ اپنی رات رنگین کرنے آئی تھی مگر افسوس
---- تمہاری یہ خواہش میں پوری کرونگا

ارمان خباثت سے کہہ کر اس پر جھکنے لگا مگر فاطمہ نے اسے دھکا دیا اور وہاں سے
بھاگنے لگی۔۔۔۔

ارمان نے اس کا پاؤں پکڑ کر کھینچا اور زمین میں پھٹکا۔۔۔

۔۔۔۔۔ اسے اپنی کمر میں درد کی ایک شدید لہر اٹھتی محسوس ہوئی
کیوں کر رہے ہو تم سالار تمہیں نہیں چھوڑے گا۔۔۔۔۔ وہ درد کو بمشکل
۔۔۔۔۔ برداشت کرتے روتے ہوئے کہنے لگی

سالار کے نام پر وہ جار خانہ انداز لئے اس کی طرف بڑھا اور اپنے بھاری ہاتھ کا
تھپڑ اس کے سر پر مارا تھا۔۔۔۔

فاطمہ کو لگا اس کا پورا چہرہ زائع ہو گیا ہو۔۔۔۔۔ وہ کبھی ہنس بول نہیں پائے
گی۔۔۔۔۔ وہ اس وقت اپنے ماں باپ دادی بھائی سالار سب کو ایک بار یاد کر چکی
تھی۔۔۔۔۔ اسے لگا وہ اس کا آخری لمحہ ہے۔۔۔۔۔

ارمان نیازی بنا کسی چیز کا لحاظ کئے اس پر جھکا اور اس کی شرٹ سینے سے تھام کر
پھاڑ دی۔۔۔۔۔

اس نے اپنے ہاتھوں سے خود کا ڈھانپنے کی کوشش کی دوپٹہ اس کا بہت ہی گر چکا
تھا۔۔۔۔۔

وہ لڑکھڑاتے ہوئے اٹھنے کی کوشش کرنے لگی مگر ارمان نیازی نے اس کے
کندھے پر ہاتھ رکھ کر پیچھے دھکیلا وہ دوبارہ گر گئی۔۔۔۔۔

تمہیں۔۔۔۔۔ خدا کا واسطہ ہے مجھے چھوڑ دو ارمان۔۔۔۔۔ مجھے بے آبرومت
کرو۔۔۔۔۔ وہ اسکے پیروں میں ہاتھ رکھ کر منتیں کرنے لگی۔۔۔۔۔

اس نے اپنے بھاری بھوٹ سے لات اس کے منہ پر ماری تھی اس کا سر جا کر
---- فرش پر لگا تھا

اس کے ناک اور منہ سے خون بہنے لگا اس کا ہاتھ بے ساختہ منہ پر گیا تھا
---- اس کا آدھ برہنہ وجود دیکھ کر اس کی آنکھیں چمکی تھی ----

وہ ہمیشہ اس کے سامنے اکڑ کر چلنے والی لڑکی آج اس سے رحم کی بھیک مانگ رہی
---- تھی

مگر آج حاکمیت اس کی تھی اور وہ اسپر رحم کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا تھا۔۔۔

وہ اپنی شرٹ اتار کر لاؤنج کے ایک کونے میں پھینکتا اس پر جھک گیا تھا۔۔۔۔

اور اپنی درندگی اس کے وجود پر دکھانے لگا۔۔۔۔۔ وہ جتنا خود کو بچانے کی

---- کوشش کرتی وہ اتنی ہی سختی سے پیش آتا

وہ جتنا چیخ سختی تھی رو سکتی تھی سب کیا۔۔۔۔ وہ ایک صاف دل کی ہنس مکھ لڑکی
۔۔۔۔ تھی جسے اس درندے نے اپنی نفرت اور ہوس کا نشانہ بنایا تھا

وہ یہ وحشیانہ ظلم برداشت نا کر پاتے ہوش و خرد سے بیگانہ ہو گئی۔۔۔۔
مگر وہ ظالم اپنی ساری کسر نکال کر اس سے دور ہوا اور صوفے کا ایک کیشن اٹھا کر
اس کے منہ پر رکھ کر دبائے لگا
اور جب اسکی جان نکل گئی وہ کیشن اٹھا کر دور پھینکا۔۔۔۔
اور موبائل اٹھا کر ایک لوکیشن کے ساتھ میسج کیا اور وہاں بیٹھ کر انتظار کرنے
لگا۔۔۔۔

نظریں اس کی فاطمہ کے وجود پر تھی۔۔۔۔

عرش جو موی دیکھ رہا تھا سالار کے نمبر سے میسج دیکھ کر حیران ہوا۔۔۔۔۔
پلیز مجھے بچالو میں بہت مشکل میں ہوں مجھ سے غلطی ہو گئی بہت بڑی
۔۔۔۔۔ ساتھ میں فاطمہ کے زخمی وجود کی پکچر بھی تھی۔۔۔ جسے دیکھ عرش کے
سر پر آسمان گرا تھا۔۔۔۔۔

وہ بھاگتے ہوئے حیران پریشان سا تھا اور سالار کے کمرے کی طرف بڑھا اسے
۔۔۔۔۔ کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا

Novelistan

۔۔۔۔۔ سالار اپنے بستر پر گہری نیند میں تھا اس نے جھنجھوڑ کر اسے اٹھایا
تمہارا فون کہاں ہے۔۔۔ وہ دعا کر رہا تھا جو اس نے دیکھا وہ جھوٹ ہو۔۔۔
پتہ نہیں جیکٹ میں رکھا ہو گا۔۔۔ وہ کہہ کر دوبارہ لیٹنے لگا مگر عرش کے لفظوں
نے اس کی نیند بھک سے اڑادی تھی۔۔۔۔۔

فاطمہ کے ساتھ کچھ ہو گیا ہے یہ تمہارے فون سے میسج آیا ہے ہمیں جلدی چلنا
چاہیے۔۔۔۔۔ عرش کی بات پر وہ ساکت نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔۔۔۔۔

سالارا اٹھو تم سمجھ رہے ہو میں کیا کہہ رہا ہوں عرش نے اسے کھینچ کر اٹھایا تھا وہ
ہوش میں آتے ہی بھاگا تھا

عرش ڈرائیونگ کے ساتھ ساتھ آدم کو کال کرنے لگا جس کا نمبر بند
تھا۔۔۔۔۔ اس بات سے انجان کوئی اور وجود بھی دور سے ان کا پیچھا کرنے لگا
تھا۔۔۔۔۔

وہ ریش ڈرائیونگ کرتے وہاں پہنچے تھے۔۔۔۔

ان سے کچھ دوری پر جزا بھی گاڑی میں انکا پیچھا کر رہی تھی کیونکہ وہ سن چکی تھی
عرش کے منہ سے فاطمہ کا نام تجسس کے ہاتھوں مجبور ہو کر وہ ان کے پیچھے آئی
تھی۔۔۔ وہ دور سے ہی گاڑی میں بیٹھی دیکھنے لگی۔۔۔۔

گیٹ ٹولا ک ہے۔۔۔۔ عرش نے پریشانی سے کہا۔۔۔۔
کیا پتہ کسی نے مزاق کیا ہو۔۔۔۔ سالار نے خود کو بہلانے کی کوشش کی اور
ساتھ ساتھ وہ آدم کا نمبر بھی ڈائل کر رہا تھا۔۔۔۔ جواب ریسیو کر لی گئی
تھی۔۔۔۔

۔۔۔۔ سالار اس کو ساری سچویشن بتاتا

ایک بڑا سا پھتر اٹھا کر لاک توڑنے لگا۔۔۔۔ ہاتھ اس کے بری طرح کپکپا رہے
تھے۔۔۔۔۔

جزا پریشانی سے سارا منظر دیکھنے لگے۔۔۔۔

لاک توڑ کے وہ دونوں اندر چلے گئے تھے۔۔۔۔۔ اس کے فوراً بعد ہی ایک
گاڑی آکر وہاں رکی تھی اس میں سے ایک لڑکا نکلا اور ٹوٹا ہوا تالا اٹھا کر گاڑی
میں رکھا۔۔۔۔۔ عین اس کے پانچ منٹ بعد ارمان نیازی اس گیٹ سے باہر نکل
کر آیا اور وہ دونوں گاڑی میں بیٹھ کر چلے گئے۔۔۔۔۔

جزا نے اس کا چہرہ دیکھا تھا لیکن وہ ارمان نیازی کو جانتی نہیں تھی وہ پریشانی سے
گاڑی سے نکلی اور آہستہ قدم اٹھاتی اندر چلی گئی۔۔۔۔۔

سالار اور عرش نے جیسے ہی اندر قدم رکھا ان کا دل زور سے دھڑکا تھا
----- سب کچھ بکھرا پڑا تھا

----- اندر دروازے کے پاس ایک دوپٹہ پڑا تھا
وہ دونوں تیز قدم اٹھاتے اندر پہنچے تھے۔۔۔۔۔ لاؤنج میں پڑی فاطمہ کی لاش کو
--- دیکھ سالار کے قدم لڑکھڑائے تھے
--- قدم آگے بڑھنے سے انکاری ہو گئے تھے

دونوں نے اپنی نظروں کا زاویہ بدل لیا تھا آنکھیں شدت غم سے سرخ ہو رہی
تھی۔۔۔۔۔

عرش نے اسے ہمیشہ بہن سمجھا تھا۔۔۔۔ وہ بھی اسے آگے بھائیوں جتنی عزت
دیتی تھی۔۔۔۔

سالارا اٹھا اپنی شرٹ اتار کر اسکے پاس جا کر ڈال دی تھی۔۔۔۔ انہیں نہیں پتہ
تھا اس معصوم کے ساتھ یہ سب کس نے کیا۔۔۔۔

اس کی حالت چیخ چیخ کر سب بیان کر رہی تھی۔۔۔۔

۔۔۔۔ عرش بھاگتے ہوئے باہر گیا اور وہ دوپٹہ لا کر اس پر اوڑھ دیا

اس کی شکل دیکھ کر پہچاننا مشکل ہو گیا تھا۔۔۔۔

ہیے فاطمہ اٹھو تمہیں کچھ نہیں ہوا اٹھو دیکھو مزاق مت کرو۔۔۔۔ سالار اپنے
آنسوؤں کو ضبط کرتا اس کا گال تھتھپانے لگا۔۔۔۔

ایک آنسوؤں نکل کر فاطمہ کے چہرے پر گر گیا تھا۔۔۔۔
س۔۔۔۔ سالار اس کی س۔۔۔۔ سانس نہیں چل رہی۔۔۔۔ عرش اس کے ناک
سے ہاتھ ہٹاتا لڑکھڑاتے لہجے میں بولا تھا۔۔۔۔

جزانے دور سے سالار کے بازوؤں میں اسے دیکھا تھا فاطمہ کا چہرہ وہ دیکھ نہیں
پائی تھی۔۔۔۔

اسے کچھ انہونی کا احساس شدت سے ہوا۔۔۔۔ اس سے پہلے کہ وہ اندر جاتی
۔۔۔۔ کسی نے اس کے کندھے ہر ہاتھ رکھا تھا

وہ جیسے ہی گھبرا کر مڑی سامنے آدم خانزادہ کو دیکھ اسے چار سو والٹ کا جھٹکا لگا
تھا۔۔۔۔۔

آدم خانزادہ اسے غصے سے گھور کر رہا تھا۔۔۔۔۔
تم یہاں کیا کر رہی ہو۔۔۔۔۔ اس نے غصے سے پوچھا تھا۔۔۔۔۔ اور اپنے ساتھ
آئی لیڈی اہلکار کو اندر جانے کا اشارہ کیا تھا۔۔۔۔۔
وہ بھائی میں وہ۔۔۔۔۔ اس سے کوئی بات نہیں بنی وہ تمام سورت حال سے
بہت گھبرا گئی تھی۔۔۔۔۔

شٹ اپ۔۔۔۔۔ چپ چاپ جا کروہاں بیٹھو عرش تمہیں گھر چھوڑ کر آئے گا باقی
۔۔۔۔۔ باتیں میں تم سے پوچھوں گا

اس نے سختی سے اسے ایک طرف اشارہ کیا اور خود اندر بڑھ گیا۔۔۔۔

۔۔۔۔ جزائر کھڑاتے قدموں سے ایک طرف بیٹھ گئی

لیڈی کانسٹیبل فاطمہ کی باڈی کو اچھے سے کور کر چکی تھی۔۔۔۔

سالار اور عرش غم سے چور ہو کر ایک طرف کھڑے تھے انہوں نے کسی چیز کو
ہاتھ نہیں لگایا تھا۔۔۔۔

آدم کے کہنے پر عرش جزا کو گھر لے گیا تھا۔۔۔۔

آدم نے شہزاد شاہ کو انفارم کر دیا تھا وہ اپنی بیوی کے ساتھ آچکے تھے۔۔۔۔

تمام صورت حال دیکھ کر وہ سکتے میں جا چکے تھے مسز شہزاد تو اپنی بیٹی کی لاش
دیکھ کر ہی بے ہوش ہو چکی تھی۔۔۔ شہزاد صاحب اپنی بیٹی کی لاش کو سینے سے
لگائے دھاڑے مار مار کر رو رہے تھے۔۔۔

کسی کے پاس بھی تسلی کے الفاظ نہیں تھے۔۔۔

تمام ایویڈنس جمع کر لئے گئے تھے۔۔۔۔۔ سالار کا موبائل اور فاطمہ کا فون بھی
پولیس نے اپنے قبضے میں لے لیا تھا۔۔۔

سراس میں موجود میسجز کے حساب سے تو ایسا لگ رہا ہے سالار سر نے ان کو
یہاں بلایا تھا۔۔۔

--- الطاف نے فاطمہ کے میسج کھول کر آدم کو دکھائے

ایک پل کو وہ بھی گھبرا گیا تھا۔۔۔۔

شہزاد صاحب اٹھے اور سالار کے منہ پر پے در پے تھپڑ مارنے لگے۔۔۔۔

کیوں کیوں کیا تم نے ایسا میری بیٹی تمہاری عزت کرتی تھی تمہیں اپنا سب سے
اچھا دوست مانتی تھی اور تم نے ہی اس کی عزت کو روند دیا۔۔۔۔۔

شہزاد صاحب شدت غم سے چیخنے لگے تھے۔۔۔۔۔

سالار پریشان سا انہیں دیکھنے لگا یہ کس طرح کا الزام اس پر لگا تھا۔۔۔۔ اس نے
تو کبھی بھی اس سے ہاتھ والا مزاق بھی نہیں کیا تھا وہ خود بہنوں کا بھائی تھا کیسے وہ
فاطمہ کے ساتھ اپنی دوست کے ساتھ اس طرح کا گھٹیا کام کرے گا۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ آدم نے ان کو روکا
دیکھئے سر آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے سالار کبھی بھی اس طرح کا فعل انجام نہیں
دے سکتا۔۔۔۔۔

آدم نے ان کو سمجھانے کی کوشش کی مگر ان کی حالت اس قدر قابل رحم لگ
۔۔۔ رہی تھی کہ مزید ان سے کچھ نہیں کہہ سکا

فاطمہ کی باڈی کو ایسبوالینس میں لے جایا گیا تھا۔۔۔۔۔

مسز شہزاد کی حالت بھی بہت ناساز تھی انہیں بھی اسپتال منتقل کر دیا گیا

تھا۔۔۔۔

شہزاد صاحب میں اتنی ہمت نہیں بچی تھی کہ وہ اٹھے اور اسپتال جائیں جو ان
اولاد کا اس طرح بے رحمانہ قتل برداشت کرنا ان کے بس کی بات نا

تھی۔۔۔۔۔

Novelistan

الطاف سالار خانزادہ کو اریسٹ کریں۔۔۔۔۔ جتنے بھی ثبوت ہیں وہ سب انکے

خلاف ہیں۔۔۔۔

۔۔۔۔ شہزاد صاحب کی طرف سے ایف آئی آر درج کریں

اس کے بعد تمام انوسٹیکیشن شفاف طریقے سے کریں۔۔۔۔۔

سالار نے بے یقینی سے آدم خانزادہ کو دیکھا تھا جس نے اس کے دیکھنے پر
نظروں کا زاویہ بدل لیا تھا۔۔۔

عرش آکر شہزاد صاحب کو اپنے ساتھ اسپتال لے گیا وہ رات

شاہ ہاؤس اور خانزادہ ہاؤس پر بجلی بن کر گرمی تھی۔۔۔ مگر خانزادہ مینشن
کی عورتوں کو اس بات سے بے خبر رکھا گیا تھا۔۔۔۔۔

۔۔۔ ایک جزا ہی تھی جو اس قدر ڈر گئی تھی کہ اسے بخار چڑھ گیا

عرش نے ایک بیٹے کی طرح شہزاد صاحب کے ساتھ سارے انتظامات سنبھالے
تھے۔۔۔۔۔ وہ فاطمہ کو دل سے بہن مانتا تھا

۔۔۔۔۔ اور شہزاد صاحب اس کو بہت پسند بھی کرتے تھے

شہزاد صاحب کے کہنے پر لوگوں کو یہ بتایا گیا تھا کہ فاطمہ کا ایکسیڈنٹ کی وجہ سے
۔۔۔۔۔ انتقال ہوا تھا

Novelistan

اور کچھ اس کا چہرہ اس طرح زخمی ہوا تھا کہ لوگوں نے ان کی بات پر یقین بھی کر
لیا۔۔۔۔۔

فاطمہ کی تدفین تک عرش ان کے ساتھ رہا۔۔۔۔۔

ہر آنکھ اشک بار تھی۔۔۔۔۔ جوان موت پر۔۔۔۔۔ وہ سب کے دلوں پر راج کرنے والی لڑکی تھی ہنس مکھ ملنسار جو بھی اس سے ملتا اس کا گرویدہ ہو جاتا تھا۔۔۔۔۔

اماں جان اور مسز شہزادہ ہال سی بیٹھی تھی آج اس حادثے کو تین دن گزر چکے تھے۔۔۔۔۔

--- مہمان سارے ان کو دلا سہ دے کر جا چکے تھے

اُنہوں نے اپنی جوان بیٹی کو کھویا تھا صبر کیسے آتا۔۔۔

----- بیگم صاحبہ بالاج بابا کا فون ہے کب سے فون بج رہا ہے

ان کی پرانی ملازمہ نے لا کر فون مسز شہزاد کے حوالے کیا تھا۔۔۔۔۔

وہ فون اٹھا کر کان سے لگا گئیں۔۔۔

اسلام علیکم امی کیسی ہیں آپ فون کیوں نہیں اٹھا رہی تین دن سے گھر میں کوئی
بھی فون نہیں اٹھا رہا فاطمہ کا نمبر بھی بند ہے سب ٹھیک ہے نابا ببا بھی ٹھیک سے
بات نہیں کر رہے۔۔۔۔ اس نے ایک ہی سانس میں سب پوچھ لیا۔۔۔۔

۔۔۔۔ جواب دینے کے بجائے مسز شہزاد پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی

ماما کیا ہوا ہے بتائیں مجھے سب ٹھیک ہے نا۔۔۔۔ بالاج بچارہ پریشان ہو گیا
تھا۔۔۔۔ انکے رونے پر

اس سے پہلے کہ وہ جواب دیتی شہزاد صاحب نے ان سے فون لے کر اپنے کان
سے لگایا۔۔۔ اور وہاں سے تھوڑی دوری پر چلے گئے۔۔۔

ہاں بالاج کیسے ہومائی سن۔۔۔۔۔ شہزاد صاحب نے خود کو نارمل کر کے
پوچھا۔۔۔۔۔

بابا ماما کیوں رورہی ہیں سب ٹھیک ہے نا آپ لوگ مجھ سے کچھ چھپا رہے ہیں
کیا۔۔۔۔۔

اس نے دھڑکتے دل سے پوچھا۔۔۔۔۔
سب ٹھیک ہے ڈونٹ وری دو دن سے بخار ہے تو ہر بات پر رونے لگتی
ہیں۔۔۔۔۔ تم تو جانتے ہو اپنی ماں کی عادت کو نیچی بن جاتی ہے بیماری میں
۔۔۔۔۔ انہوں نے اسے مطمئن کرنا چاہا۔۔۔۔۔

اچھا فاطمہ کا نمبر کیوں بند ہے میری بات کروائیں۔۔۔۔۔ اس سے۔۔۔۔۔ اسے
کچھ دنوں سے فاطمہ بہت زیادہ یاد آرہی تھی۔۔۔۔۔

فاطمہ تو یونیورسٹی فرینڈز کے ساتھ اندرون سندھ گئی ہے ٹرپ پہ وہاں نیٹورک
---- پر و بلم بہت ہے اسلئے نمبر بند ہے تمہیں بتایا نہیں اس نے جانے سے پہلے

انہوں نے اپنے لہجے کو نارمل کرنے کی کوشش کی لیکن آنسو تھے کہ رکنے کا نام
نہیں لے رہے تھے۔۔۔۔

اچھا مجھے تو نہیں بتایا اس نے چلیں مام کا خیال رکھئے گا اور اماں جان سے کہئے گا
میں شام میں کال کروں گا۔۔۔۔

ابھی میرا پیپر اسٹارٹ ہونے والا ہے بائے۔۔۔۔ وہ کہہ کر فون بند کر گیا۔۔۔۔

شہزاد صاحب تھکے قدموں سے چل کر اماں جان تک آئے اور ان کی گود میں
-- سر رکھ کر لیٹ گئے

شہزاد بیٹا ہم نے بالاج کو نابتا کر اسکی حق تلفی کی ہے وہ ہمیں کبھی معاف نہیں
کرے گا۔۔۔۔۔ فاطمہ میں اس کی جان اٹکی تھی وہ کبھی معاف نہیں کرے گا
ہم لوگوں کو۔۔۔۔۔

اماں جان ان کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے بولیں۔۔۔۔۔ آنسو ان کی
آنکھوں سے رواں تھے

اماں میں تھک گیا ہوں میں بیٹی کو کھو چکا ہوں بیٹے کو نہیں کھونا چاہتا میں جانتا
ہوں وہ پاکستان آیا تو کسی کو نہیں چھوڑے گا وہ جزباتی ہے بہت۔۔۔۔۔ اور

اس کے سالوں کی محنت میں ضائع نہیں کرنا چاہتا۔۔۔۔ اگر اسے فاطمہ کا پتہ چلا
تو وہاں سب چھوڑ کر پاکستان آجائے گا۔۔۔۔

تین دن بعد اس کے پیپر ز ختم ہو جائیں گے تو میں اسے سب بتا دوں گا۔۔۔۔ وہ
بے بسی سے بولے۔۔۔۔

میں سالار سے ملنا چاہتی ہوں۔۔۔۔ مسز شہزاد جو وہی بیٹھی تھی سنجیدگی سے
بولیں۔۔۔۔



Novelistan

نہیں آپ کو اس سے ملنے کی کوئی ضرورت نہیں آج میں اس کے خلاف ایف
آئی آر درج کروانے جا رہا ہوں۔۔۔۔

شہزاد صاحب سنجیدگی سے کہہ کر اٹھے تھے۔۔۔۔

نہیں مجھے اس سے ملنا ہے آپ مجھے ساتھ لے کر جائیں میں اس سے پوچھنا چاہتی
۔۔۔۔ ہوں اس نے میری بیٹی کے ساتھ ایسا کیوں کیا

مسز شہزاد غم وہ غصے سے چیخ پڑی تھی۔۔۔۔
۔ اماں جان نے دکھ سے اپنی بہو کو دیکھا تھا
Novelistan

شہزاد صاحب نے بھی مزید انکورو کنا مناسب نہیں سمجھا اماں جان کو اپنا خیال
رکھنے کا کہہ کر وہ مسز شہزاد کو ساتھ کے کر نکلے تھے۔۔۔۔



اسے تین دن ہو گئے تھے یہاں وہ اندھیرے میں بیٹھا تھا۔۔۔۔۔ عرش نے بہت
چاہا تھا کہ وہ وہاں نار ہے مگر آدم اور اس کا کہنا تھا کہ وہ بے قصور ثابت ہو کر ہی
جائے گا۔۔۔۔۔

ابھی وہ گھٹنوں میں سر دئے بیٹھا تھا کہ کسی کے قدموں کی آواز پر اس نے سر اٹھا
۔۔۔۔۔ کر دیکھا



سامنے فاطمہ کی امی کو دیکھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔۔۔۔
وہ بہت بار مسٹر اینڈ مسز شہزاد سے مل چکا تھا۔۔۔۔۔ ہمیشہ تیار رہنے والی عورت
بیٹی کو کھو کر بیمار ہو گئی تھی۔۔۔۔۔

ملکجے سے سوٹ میں وہ کہیں سے بھی وہ عورت نہیں لگ رہی تھی جن سے وہ ملا
تھا اسکا دل کٹ کے رہ گیا۔۔۔۔۔

کیوں کیا سالار تم نے ایسا۔۔۔۔۔ وہ جب بولی تو کیا کچھ نا تھا ان کے لہجے میں مان
۔۔۔۔۔ ٹوٹنے کا غم بیٹی کھونے کا غم

سالار نے تڑپ کر ان کے ہاتھ تھام لئے۔۔۔۔۔ پلیز ایسا مت کہیں آنٹی میں کبھی
اسے تکلیف دینے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔۔۔۔۔ میں کیسے۔۔۔۔۔

جب تم ایسا سوچ بھی نہیں سکتے تو اتنی بے رحمی سے میری بچی کو کیوں مارا کیوں
اسکو داغدار کیا۔۔۔۔۔ کیا قصور تھا اس کا صرف اتنا کہ وہ تم سے محبت کر بیٹھی
تھی۔۔۔۔۔

کیوں کیا تم نے کیوں۔۔۔۔۔ وہ غم وہ غصے سے اس کے چہرے پر تھپڑ برسائے
لگی۔۔۔۔۔

مگر وہ تو ان کی بات پر پھترکا ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ یہ کیسا انکشاف تھا جو انہوں نے کیا تھا

کیوں کیا تم نے کیوں۔۔۔۔۔ وہ غم وہ غصے سے اس کے چہرے پر تھپڑ برسائے
لگی۔۔۔۔۔

مگر وہ تو ان کی بات پر پھترکا ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ یہ کیسا انکشاف تھا جو انہوں نے کیا تھا

آنٹی آپ کیا کہہ رہی ہیں مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا۔۔۔۔۔ سالار پریشانی سے ان
۔۔۔۔۔ کا ہاتھ تھامنے لگا

۔۔۔۔۔ مگر مسز شہزاد نے اس کے ہاتھ دور جھٹکے تھے

تم سے محبت کرتی تھی میری بیٹی پر وقت تمہارا زکرتی رہتی تھی۔۔۔۔۔ اور تم
نے تم نے کیا کیا اسی لڑکی کو اتنی بے رحمی سے مار دیا۔۔۔۔۔ کیوں آخر کیوں کیا
۔۔۔۔۔ قصور تھا اس کا

Novelistan

مسز شہزاد اپنے بال جھکڑے کوئی پاگل ہی لگ رہی تھی جو اپنی بیٹی کی موت کا غم
بھول نہیں پارہی تھی۔۔۔۔۔

ان کی چیخ سن کر شہزاد شاہ اور آدم خانزادہ اندر آگئے تھے۔۔۔۔۔

وہ تھام کر اپنی بیوی کو باہر لے گئے تھے۔۔۔۔

آدم بھی سالار کو اشارہ کرتا باہر نکل گیا۔۔۔۔ اور وہ مردہ قدموں سے انکے پیچھے آدم کے آفس میں آگیا۔۔۔

الطاف پہلے ہی وہاں موجود لیپ ٹاپ لئے بیٹھا تھا۔۔۔۔

آپ لوگ بیٹھیں مجھے سب سے پہلے آپ لوگوں کو کچھ دکھانا ہے۔۔۔۔
اس کے بعد آپ کا جو بھی فیصلہ ہو گا مجھے منظور ہے۔۔۔۔

آدم نے سنجیدگی سے شہزاد شاہ سے کہا تو انہوں نے ایک نظر سالار کو دیکھ کر اثبات میں سر ہلا دیا۔۔۔۔۔

--- ناجانے کیوں ان کا دل نہیں مان رہا تھا سالار ایسا کچھ کر سکتا ہے
انہیں لوگوں کی پہچان تھی مگر جس طرح کے ثبوت تھے وہ ان سے بھی انکاری
نہیں تھے اور وہ اپنی بیٹی کے مجرم کو کسی صورت معاف نہیں کرنا چاہتے تھے

پہلے آپ۔ لوگ یہ ویڈیو دیکھیں۔۔۔ اس نے لیپ ٹاپ ان کی طرف گھمایا

Novelistan

جس میں سالار شاپنگ مال میں شاپنگ کر رہا تھا۔۔۔۔ یہ ویڈیو تھی شام پانچ
بجے کی۔۔۔

یعنی 28 مارچ شام پانچ بجے کی اور 28 مارچ رات 12 ایک بجے کے ٹائم فاطمہ کا
قتل ہوا تھا۔۔۔

--- شہزاد شاہ نے نا سمجھی سے آدم خانزادہ کو دیکھا

تو اس نے ایک ویڈیو اور چلائی۔۔۔۔

جس میں اوپر ٹائم سات بج کر چالیس منٹ کا تھا۔۔۔ یہ ایک ریسٹورنٹ کی ویڈیو

تھی جس میں سالار ڈنر کرتے ہوئے موبائل یوزر رہا تھا۔۔۔۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہ ریسٹورنٹ سے نکل کر اپنا سامان اٹھائے گاڑی کی
طرف بڑھنے لگا۔۔۔۔

کہ ایک عورت کالے آبائے میں اس سے ٹکرائی اس عورت کے ہاتھ میں
موجود سامان اور سالار کا سامان اور اس کے ہاتھ میں موجود موبائل بھی وہی گر

--- گیا تھا

وہ عورت سوری کرتی اپنے سامان کی آڑ میں سالار کا فون اٹھا کر وہاں سے چلے گئی

جو سالار محسوس نا کر سکا اور وہ بھی اپنا سامان اٹھا کر

وہاں سے اپنی گاڑی میں بیٹھتا چلا گیا۔۔۔۔

کیمرے میں چلتی ریکارڈنگ مسٹر اینڈ مسز شہزاد شاہ حیران پریشان سا دیکھنے
لگے۔۔۔۔

Novelistan

جس میں صاف نظر آرہا تھا کہ سالار کا موبائل وہی عورت اٹھا کر لے گئی
تھی۔۔۔۔

ریسٹورنٹ کے باہر لگے کمرے میں یہ سب کچھ ریکارڈ ہوا تھا۔۔۔۔

سالار نے دوسری ریکارڈنگ چلائی جو فریجہ کے فلیٹ کی بلڈنگ کے باہر کی تھی جہاں آدم کا بھی فلیٹ تھا جس میں سالار نوبے شاپنگ بیگ لے کر اندر گیا اور دس بج کر پندرہ منٹ پر وہاں سے خالی ہاتھ نکل کر باہر آیا تھا۔۔۔

پھر اپنی گاڑی میں بیٹھتا چلا گیا۔۔۔۔۔

ایک اور ریکارڈنگ تھی جو ان خانزادہ مینشن کے باہر کی تھی۔۔۔ جس میں صاف نظر آرہا تھا کہ وہ دس بج کر اڑتیس منٹ پر مینشن میں داخل ہوا تھا۔۔۔۔۔

اور بارہ بج کر بیالیس منٹ پر عرش کی گاڑی گھر سے نکلی جس میں اس کے ساتھ سالار بیٹھا صاف نظر آرہا تھا۔۔۔۔۔

آدم خانزادہ نے لیپ ٹاپ بند کر کے سائیڈ پر رکھا اور شہزاد شاہ کی طرف دیکھنے لگا...

جو خود بھی اس کی طرف ہی دیکھ رہے تھے۔۔۔

مجھے کچھ بھی سمجھ نہیں آرہا۔۔۔ شہزاد شاہ نے بے بسی سے کہا۔۔۔ آنکھیں
۔۔۔ ضبط سے لال تھیں

ڈاکٹر کے پوسٹ مارٹم رپورٹ کے مطابق آپ کی بیٹی کی دیتھ بارہ بج کر انتیس
منٹ پر ہوئی اور اس وقت سالار خانزادہ اپنے گھر میں سو رہے تھے۔۔۔۔

اور عرش خانزادہ نے جا کر ان کو نیند سے اٹھایا۔۔۔۔

جس وقت فاطمہ شاہ کی دیتھ ہوئی اس دوران سالار خانزادہ اپنے گھر میں تھے

۔۔۔۔ جس کا ثبوت یہ ریکارڈنگ اور اس گھر کے کچھ گارڈز ہیں

اگر آپ چاہیں گے تو آپ کو گھر کے اندر کی ریکارڈنگز بھی مل جائیں گی۔۔۔۔

اور جس وقت فاطمہ شاہ کا انتقال ہوا اس کے تیرہ منٹ بعد سالار خانزادہ آپ کو

۔۔۔۔ عرش کے ساتھ خانزادہ مینشن سے نکلتا ہوا نظر آ رہا ہے

۔۔۔۔ تیرہ منٹ میں کوئی بندہ کیسے واپس آ سکتا ہے

اور سالار کے نمبر سے جو میسج آیا وہ بارہ بج کر پینتیس منٹ پر آیا تھا عرش کے نمبر

۔۔۔۔ پر۔۔۔۔ اور اس وقت سالار کی لوکیشن اسی فارم ہاؤس کی ہے

پھر وہ کیسے سات منٹ میں خانزادہ مینشن واپس آسکتا ہے جبکہ راستہ بیس سے
بائیس منٹ کا ہے۔۔۔

اور رہی بات جو ایک ثبوت سالار خانزادہ کے خلاف ہے اس کا فون جو فوٹج میں
دیکھا جاسکتا ہے کہ کیسے دھوکے سے چرایا گیا۔۔۔

اور دوسری بات وہ فارم ہاؤس جس انسان کا ہے وہ پچھلے دو مہینے سے پاکستان آیا
ہی نہیں اس سے بات کرنے پر اس نے لاعلمی کا زکر کیا ہے اس کو نہیں پتہ کس
نے اس کا فارم ہاؤس بنا اس کی اجازت کے استعمال کیا۔۔۔

اور سب سے مین پوائنٹ فاطمہ کے بوڈی سے ملا ہو سیمپل سلر سے میچ نہیں کر
رہا۔۔۔۔

آدم خانزادہ نے اپنی بات کہہ کر ایک نظر سالار اور فاطمہ کے والدین پر
ڈالی۔۔۔۔۔

اس کا مطلب سالار بے قصور ہے۔۔۔۔۔ یہ آواز مسز شہزاد کی تھی جو غم
۔۔۔۔۔ آنکھوں سے سالار کو دیکھ رہی تھیں

تو پھر کس نے کیا میری بیٹی کے ساتھ یہ ظلم کون اتنی نفرت کرتا تھا میری بچی
سے شہزاد شاہ کے لہجے میں غم ہلکورے کے رہا تھا۔۔۔۔۔

سالار کا فون چرانا اور فاطمہ کو سالار کے نمبر سے میسج کر کے بلانا اور بعد میں عرش
کو مدد کے لئے سالار بن کر میسج کرنا۔۔۔۔۔ ان سب کا مطلب ایک ہی ہے

---- یہ جو بھی ہے وہ ان تینوں کو جانتا تھا ہے اور تینوں کے مابین موجود رشتے
سے بھی بہت اچھے سے واقف تھا۔۔۔۔۔

اس کا تعلق شاید ہمارے یونیورسٹی سے ہے۔۔۔۔۔ یہ کہنے والا سالار تھا۔۔۔۔۔
سر اس کا مطلب ہے جس لڑکی نے سالار سر کا فون چرایا وہ ان کے یونیورسٹی کی
کوئی لڑکی ہے۔۔۔۔۔

وہ کوئی لڑکی نہیں لڑکا ہے۔۔۔۔۔ الطاف کی بات پر آدم خانزادہ نے سنجیدگی
سے جواب دیا۔۔۔۔۔

---- سب حیرانگی سے اسے دیکھنے لگے

اس نے دوبارہ ریکارڈنگ چلا کر ان کے سامنے رکھی جس میں اس آبائے والی
کے ہاتھ صاف نظر آرہے تھے۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ اس کے ہاتھ دیکھ کر سب ہی سمجھ گئے وہ کوئی لڑکی نہیں لڑکا ہے

مسٹر شاہ سارے ثبوت آپ کے سامنے ہے۔۔۔۔۔ سالار خانزادہ کی بے گناہی
بھی آپ کے سامنے ہے۔۔۔۔۔ میں کل ہی انوسٹیگیشن اسٹارٹ کرتا ہوں ان
کی یونیورسٹی سے اور آپ کو یقین دلاتا ہوں آپ کی بیٹی کے مجرم کو کیفر کردار
تک پہنچا کر دم لوں گا۔۔۔۔۔

آدم خانزادہ نے ان کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا۔۔۔۔

مجھے معاف کر دو بیٹا میری وجہ سے آپ کو اتنی پروہلم ہوئی میں بہت شرمندہ
ہوں۔۔۔۔۔ باقی رہی انو سٹیگیشن کی بات تو میں کوئی کیس نہیں کرنا چاہتا

۔۔۔۔۔

اس سے بس میری بیٹی کی عزت اچھلے گی۔۔۔۔۔

میں اپنا فیصلہ اللہ پر چھوڑتا ہوں۔۔۔۔۔ وہ بہترین فیصلہ کرنے والا
ہے۔۔۔۔۔ شہزاد شاہ سنجیدگی سے کہہ کر سالار اپنے سینے سے لگا گئے۔۔۔۔۔

مگر مسٹر شاہ اس طرح ان مجرموں کو اور شے ملے گی۔۔۔۔۔ آدم نے انکو
سمجھانے کی کوشش کی۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ اللہ بہتر کرنے والا ہے بس میں کوئی کیس نہیں کرنا چاہتا

تھینک یو سوچ آپ نے بنا رشتے داری دکھائے میرا ساتھ دیا۔۔۔۔
زندگی رہی تو پھر ملاقات ہوگی۔۔۔۔ وہ مسز شہزاد کو اشارہ کر کے باہر نکل گئے
کیونکہ ان سے اپنے آنسو روک پانا مشکل ہو گیا تھا۔۔۔۔

بیٹا مجھے معاف۔۔۔۔ مسز شہزاد اس سے پہلے ہاتھ جوڑتی سالار نے ان کے ہاتھ
۔۔۔۔ تھام لئے

پلیز آنٹی ایسا مت کہیں میں وعدہ کرتا ہوں آپ سے فاطمہ کے قاتل کو میں
چین سے جینے نہیں دوں گا وہ میرے لیے بہت خاص تھی اس کا بدلہ میں لوں
گا۔۔۔۔ سالار نے نم لہجے میں بولتا انہیں رونے پر مجبور کر گیا۔۔۔۔

۔۔۔۔ وہ روتے ہوئے اس کو دعا دیتی وہاں سے نکل گئیں

ان کے جاتے ہی سالار آدم کے سینے سے لگ گیا تھا۔۔۔۔



خانزادہ ہاؤس میں سب کو فاطمہ کی دیتھ جا پتہ چل گیا تھا۔۔۔

۔۔۔ لیکن دیتھ کی وجہ کسی کو نہیں بتائی گئی تھی

سجدہ بیگم اور فروا بیگم تو سکتے میں چلی گئیں تھیں

زندگی سے بھرپور وہ ہنس مکھ سی لڑکی انہیں بہت پسند آئی تھی اور اللہ نے اسکی

کتنی کم زندگی لکھی تھی۔۔۔۔

وہ تو فاطمہ کے گھر تعزیت کے لیے جانا چاہتی تھی مگر سالار نے منع کر دیا۔۔۔۔ اور وہاں سے اٹھ کر چلا گیا۔۔۔۔

مطلب ابھی تک وہ آئی نہیں اس نے ناگواری سے کہا
اور اٹھ کر اندر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔۔۔۔

ابھی وہ بہت گہرے صدمے میں ہے بہتر ہو گا اسے کوئی پریشان نہ کریں
۔۔۔۔۔ آدم نے سنجیدگی سے کہا اور چاروں طرف نظر دوڑائی

امی زرش کہاں ہے۔۔۔۔۔ آدم نے فروا بیگم سے پوچھا تو انہوں نے اپنی نظریں
چرائی۔۔۔۔

مطلب ابھی تک وہ آئی نہیں اس نے ناگواری سے کہا

---- اور اٹھ کر باہر چلا گیا

وہ ابھی اپنے روم میں آیا تھا کہ جزا دروازہ دھڑام سے کھول کر اس کے کمرے

---- آئی اس نے اپنی نظر موبائل سے ہٹا کر اسے دیکھا

جورات کے بارہ بجے بنا کسی لحاظ کے اس کے کمرے میں آئی تھی۔۔۔۔

جزا اپنے روم میں جاؤ ابھی۔۔۔ اس نے نرمی سے اسے وہاں سے جانے کا

کہا۔۔۔۔

مگر وہ ڈھیٹ بن کر اسے دیکھتی رہی۔۔۔۔ سالار کو اس کی نظروں پر غصہ آیا تھا

کیوں آئی ہو۔۔۔۔ اس نے ناگواری سے پوچھا اسے اس لڑکی پر بے انتہا غصہ
آ رہا تھا جو اسکا پیچھا کرتی ہوئی وہاں تک پہنچ گئی تھی اور اسی کی وجہ سے سالار نے
فاطمہ سے محبت سے ناٹک کروایا تھا۔۔۔۔ اور کہیں نا کہیں اسے لگتا تھا

فاطمہ کے ساتھ جو کچھ بھی ہوا اس کی وجہ وہ خود تھا۔۔۔

نکلو یہاں سے وہ جار خانہ انداز میں سالار تک پہنچا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر نکالنے
لگا۔۔۔۔

بہت محبت کرتے تھے اس سے۔۔۔۔۔ جزا کی بات نے جلتی پر تیل کا کام کیا
تھا۔۔۔۔

ہاں بہت زیادہ تمہاری سوچ سے بھی زیادہ۔۔۔۔ اس نے سنجیدگی سے اسکی
آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر جواب دیا۔۔۔۔

تو شادی کر لیتے اس کی عزت کو روندے کی کیا ضرورت تھی۔۔۔۔۔ جزا کی
بات پر وہ سکتے میں چلا گیا تھا۔۔۔۔۔



۔۔۔۔ اس نے بے یقینی نظروں سے اسے دیکھا

کیا کہا تم نے سالار کو لگا اس نے غلط سنا ہو۔۔۔۔۔

یہی کہ اگر اتنی محبت تھی تو شادی کرنے کے بجائے اسے رسوا کیوں کیا کیوں
۔۔۔ اس کی عزت پر ہاتھ ڈالا

جزا اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر چیخی تھی۔۔۔۔

سالار کا دل کیا اس کی جان لے لے جو اس کو جاننے کے باوجود اس پر اتنا گھٹیا
الزام لگا رہی تھی۔۔۔۔ کیا بکو اس کر رہی ہو دماغ ٹھیک ہے تمہارا۔۔۔۔

سالار نے اس کا بازو جھنجھوڑ کر پوچھا۔۔۔۔
مگر وہ بنا ڈرے اس کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔ سالار کو لگا اگر وہ اپنا ضبط کھو گیا تو اس
لڑکی کو جان سے مار دے گا۔۔۔۔

وہ اس کا بازو پکڑے کھینچ کر کمرے سے باہر لے گیا۔۔۔۔
آئندہ میرے کمرے میں قدم مت رکھنا ورنہ وہ حال کروں
گا آئینے میں اپنی شکل نہیں پہچان پاؤ گی۔۔۔۔

وہ اسے دھکا دیتا اس کے منہ پر اپنا دروازہ بند کر گیا۔۔۔۔۔



ہم نے بہت غلط کیا ہم نے اس بچے پر شک کیا۔۔۔ مسز شہزاد نے نم لہجے میں
کہا۔۔۔

Novelistan

۔۔۔ اس وقت وہ دونوں اپنی گاڑی میں گھر جا رہے تھے تھانے سے نکل کر
ہاں مجھے وہ پہلے بھی بے قصور لگتا تھا۔۔۔ لیکن میری بچی کے ساتھ سب کس
نے کیا ہو گا۔۔۔ اور کیوں آخر

شہزاد صاحب پریشانی سے بولے۔۔۔ اس وقت آنکھیں آنسوؤں کی وجہ سے
اتنی دھندلی ہو رہی تھی کہ ان کو آگے کا راستہ بھی صاف نظر نہیں آرہا
تھا۔۔۔

اللہ غارت کرے اسے قبر نصیب ناہو میری بچی کے مجرم کو
۔۔۔ مسز شہزاد پھوٹ پھوٹ کر رونے لگیں

شہزاد شاہ انہیں چپ کروانے کی نیت سے ان کی طرف مڑے اچانک پیچھے سے
ایک تیز رفتار ٹرک انکی گاڑی کو ٹکرا رہا تھا آگے چلا گیا۔۔۔۔۔۔۔۔

شہزاد شاہ نے اپنی بند ہوتی آنکھوں سے اپنی شریک حیات کو دیکھا تھا جو خون
میں لت پت آنکھیں بند کئے پڑی تھی۔۔۔

وہ خود بھی لرزتے لبوں سے کلمہ پڑھتے آخری ہچکی کے ساتھ آنکھیں موند
گئے۔۔۔۔۔

بیچ سڑک پر اتنے بری ایکسیڈنٹ پر وہاں لوگ جمع ہو گئے تھے ایمبولینس اور
۔۔۔۔۔ پولیس کی گاڑی کے سائرن کی آوازیں ہر طرف گونج رہی تھی

۔۔۔۔۔ وہ دونوں ہی موقع پر ہی دم توڑ گئے تھے

۔۔۔۔۔ آدم کو جیسے ہی خبر ملی وہ ان کی باڈی کو لے کر خود گھر آیا تھا

اماں جان پر جو ان پوتی کے بعد بہو اور بیٹی کی لاش دیکھ کر دل کا دورا ہے پڑا
تھا۔۔۔۔۔

لیکن بروقت اسپتال پہنچانے کی وجہ سے ان کی جان بچ گئی تھی وہ اسپتال میں
داخل تھی جہاں کچھ ان کی ملازمہ ان کے ساتھ تھیں۔۔۔۔۔

آدم خانزادہ نے ان کے کچھ رشتہ داروں کے ساتھ مل کر ان کی تدفین کا انتظام
۔۔۔۔۔ کیا تھا

شہزاد شاہ کے بیٹے کو انفارم کرنے کی انہوں نے بہت کوشش کی مگر اس کا نمبر
۔۔۔۔۔ بند ہونے کی وجہ سے وہ بے خبر رہا

تین دن میں تین جنازے اٹھے تھے اس گھر سے لوگ حیران پریشان صدمے
میں تھے۔۔۔۔

کوئی بھی سمجھ نہیں پارہا تھا آخر ان کے ساتھ ہوا کیا۔۔۔۔
اماں جان کا بھانجا ہی تھا جو اس وقت سب کچھ دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

انہوں نے بالاج شاہ کے نمبر پر میسج چھوڑ دیا تھا۔۔۔۔ اور امن جان کا خیال
رکھنے لگے۔۔۔۔

آدم خان زادہ نے سالار کو کمپنی کے کام کے بہانے دوسرے شہر بھیج دیا تھا تا کہ وہ
۔۔۔۔ نارمل ہو جائے



وہ اپنا لاسٹ پیپر دے کر فری ہوا تھا اس نے اپنے فلیٹ میں آکر اپنا فون نکال کر
چارج پر لگایا اور کچن میں بلا گیا جہاں فرجاد کھانا بنا رہا تھا۔۔۔

وہ ایک یتیم لڑکا تھا اس کا باپ پاکستانی تھا جس نے امریکہ میں ہی ایک انگریز
لڑکی سے شادی کی تھی اور شادی کے بعد اس کا باپ دل بھر جانے پر اسے چھوڑ
کر بھاگ گیا تھا۔۔۔۔

اور اس کی ماں اسے پیدا کر کے دس سال بعد ہی اس دنیا سے چلی گئی
تھی۔۔۔۔

تب محلے کے کچھ لوگوں نے اسے ایک یتیم خانے میں ڈال دیا اس کے پاس اپنی
ماں کی ایک ڈائری کے علاوہ کچھ نا تھا اٹھارہ سال کی عمر میں کے بعد وہ وہ یتیم
خانے سے نکل کر ایک میکینک کی دکان پر کام کرنے لگا تھا۔۔۔۔

ایک دن بالاج کو وہ میکیٹک کی دکان پر ملا تھا وہ شکل صورت سے بالکل پاکستانی
تھا۔۔۔۔

اس لئے سلام دعا کے بعد وہ اکثر وہاں جانے لگا اسے الگ سی انسیت سی ہو گئی
تھی فرجاد سے۔۔۔۔

بالاج اسے اپنے ساتھ اپنے فلیٹ میں لے آیا تھا۔۔۔۔ تب سے پچھلے آٹھ
سالوں سے وہ اس کے ساتھ تھا۔۔۔۔

۔۔۔۔ وہ اسے سر کہتا تھا کبھی بھائی

کیا بنایا ہے فرجاد۔۔۔۔۔ اس نے پانی کی بوتل منہ سے لگاتے ہوئے پوچھا

آپ کے چکر میں پیکنگ بھی نہیں کر سکا میں بریانی بنانے میں اتنا ٹائم لگ گیا مجھے
وہ زرا غصے سے کہہ کر برتن نکالنے لگا۔۔۔۔۔

بالاج نے مسکرا کر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔۔۔۔۔

Novelistan

غصہ چھوڑ دے دونوں مل کر کر لیں گے پیکنگ۔۔۔۔۔ آج فاطمہ کی برتھڈے
ہے اسے سر پر انڈینا چاہتا ہوں۔۔۔ دیکھنا مجھے دیکھتے ہے سب کیسے شاکڈ ہو
جائیں گے۔۔۔۔۔

میں نے اسے جھوٹ بولا تھا کہ میں دو مہینے بعد آؤں گا۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ اس نے بریانی کا ایک اسپون منہ میں رکھتے ہوئے کہا

فرجاد مسکرا کر دو پلیٹوں میں بریانی ڈال کر ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھ گیا۔۔۔۔

۔۔۔۔ وہ بھی ساتھ بیٹھ کر کھانے لگا



ان دونوں نے شام کو پاکستان کے لیے نکلنا تھا فرجاد جانا نہیں چاہتا تھا مگر بالاج کی

۔۔۔۔۔ ضد پر وہ پاکستان جانے کے لئے تیار ہو گیا تھا

اور وہ اپنے باپ کو بھی تلاش کرنا چاہتا تھا۔۔۔ مگر اس نے یہ بات بالاج کو نہیں
بتائی۔۔۔۔

ابھی اس نے دو تین نوالے ہی لئے تھے کہ موبائل پر میسج ٹون بجا۔۔۔ اپنے
۔۔۔ موبائل پر اپنے باپ کے خالہ زاد بھائی کا میسج دیکھ کر وہ پریشان ہوا تھا

جس نے اسے جتنی جلدی ہو سکے پاکستان پہنچنے کا کہا تھا۔۔۔۔

Novelistan

اس نے کال ملائی۔۔۔۔

اسلام علیکم انکل خیریت ہے مناسب آپ نے مجھے اتنی جلدی پاکستان پہنچنے کے
لئے کیوں کہا۔۔۔۔۔ اس نے کال اٹھاتے ہی پوچھا۔۔۔

وعلیکم اسلام بیٹا میں تمہیں فون پر نہیں بتا سکتا تم بس جلدی پاکستان پہنچو
تمہارے گھر کو ت۔ ہاری ضرورت ہے۔ مجھ سے اور کچھ مت پوچھنا۔۔۔

انہوں نے کہہ فون بند کر دیا اور وہ پریشان سا وہاں سے اٹھ گیا تھا فرجاد بھی
اسے دیکھ کر کمرے میں آیا تھا۔۔۔۔۔

وہ جلدی جلدی اپنی پیکنگ کرنے لگا دل بیت بری طرح دھڑک رہا تھا اس نے
گھر میں سب کے نمبر پڑائے کیا مگر کسی کا بھی نمبر آن نہیں تھا اور گھر کے
لیڈ لائن پر کوئی فون نہیں اٹھا رہا تھا۔۔۔

سب ٹھیک ہے بھائی آپ پریشان ہیں۔۔۔۔ فرجاد نے اس کی تیزی دیکھ کر

۔۔۔۔۔ پوچھا

پتہ نہیں تم بس جلدی اپنا سامان اٹھاؤ ہمیں نکلنا ہے۔۔۔ اس نے جلدی سے

کہا۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ بیس منٹ بعد وہ دونوں اپنا سامان اٹھائے ایئر پورٹ کے لئے نکلے تھے

۔۔۔۔۔ جبکہ ابھی بھی دو گھنٹے باقی تھے ان کی فلائٹ میں

جس وقت وہ دونوں پاکستان اپنے گھر میں پہنچے گھر کی ویرانی دیکھ کر بالاج کا دل

۔۔۔۔۔ کسی انہونی کے ڈر سے بہت بری طرح دھڑکا تھا

تھوڑا آگے جا کر اسے اماں جان کا بھانجا مل گیا تھا۔۔۔۔
انکل سب کہاں ہیں۔۔۔ اس نے گھبراتے ہوئے ہو چھا۔۔۔۔
بیٹا تم چلو میرے ساتھ۔۔۔۔ وہ بالاج کا ہاتھ پکڑ کر اماں جان کے کمرے میں
۔۔۔ لے گیا فرجاد بھی اس کے پیچھے تھا

۔۔۔ اماں جان کی حالت دیکھ وہ پریشان ہوا تھا وہ دوڑ کر ان تک پہنچا تھا
اماں جان آپ کو کیا ہوا ہے۔۔۔۔ اور گھر میں ماما بابا اور فاطمہ کہاں
ہے۔۔۔۔ اس نے اماں جان کو خود سے لگا کر ہو چھا۔۔۔۔

۔۔۔۔ پھر وہ روتے روتے اسے سب بتاتی چلی گئیں

بالاج کو لگا درد سے اس کا دل پھٹ جائے گا۔۔۔۔۔ اتنا سب کچھ ہو گیا اور وہ اتنا
بے خبر رہا۔۔۔۔۔

وہ ہٹا کٹا مردان کے سینے سے لگ کر رو دیا تھا۔۔۔۔۔
کمرے میں موجود ہر شخص کا چہرہ آنسوؤں سے تھر تھرا
فاطمہ فرجاد سے بھی بہت کلوز ہو چکی تھی وہ اسے چھوٹے بھائیوں کی طرح پیار
کرتی تھی۔۔۔۔۔

صرف شاہ ہاؤس میں وہی تھی بالاج کے علاوہ جس سے وہ بات کرتا تھا۔۔۔۔۔

ماضی ختم۔۔۔۔۔

حال۔۔۔۔۔

ہاں شیریں۔۔۔۔ ٹھیک ہے اچھا

او کے پھر کل صبح ملتے ہیں۔۔۔۔ آدم نے الوداعی کلمات ادا کر کے فون جیب
میں رکھا اور شفا کی طرف دیکھا جو منہ بنائے بیٹھی تھی

کیا ہوا میرے دل کو۔۔۔۔ آدم خانزادہ نے اس کے کندھے کے گرد بازو پھیلا
کر پوچھا۔۔۔۔ نظریں اس کے چہرے پر ٹکی تھی۔۔۔۔

ک۔۔۔۔ کچھ۔۔۔۔ کچھ بھی نہیں۔۔۔۔ وہ اس کے لفظوں اور لمس پر لال ہو گئی
تھی۔۔۔۔

تو منہ کیوں بنایا میری منت کی ماما نے۔۔۔۔ اس نے شفا کی توڑی سے پکڑ کر چہرہ
اپنی طرف کیا۔۔۔۔

اس کی بات پر شفا کے ہونٹوں پر بے ساختہ مسکراہٹ بکھر گئی۔۔۔۔
اب مسکرا کیوں رہی۔۔۔۔ اس نے انجان بن کر پوچھا۔۔۔۔

منت کی ماما اچھا لگا مجھے۔۔۔۔ وہ مسکرا کر بولی۔۔۔۔
اور کیا اچھا لگتا ہے۔۔۔۔ آدم نے اس کے چہرے سے آوارہ لٹو کوکان کے پیچھے
اڑھستے پوچھا۔۔۔۔

آپ کی مونچھیں۔۔۔۔۔ اس نے بے ساختہ اس کی مونچھوں کو دونوں ہاتھوں
سے گھمایا تھا۔۔۔۔

آدم خانزادہ مسکرا کر اس کے ہونٹوں پر جھکا تھا۔۔۔۔

اور اس کے چہرے کو بری طرح لال کر کے پیچھے ہٹا تھا۔۔۔۔

شفانے اس کے سینے پر مکے برسائے اور خود کو چھڑا کر واش روم میں بند ہو گئی
تھی۔۔۔۔

اسے اندر تک اس کے قہقہے کی آواز آئی تھی اس نے شرما کر اپنے چہرے پر ہاتھ
رکھ لئے۔۔۔۔

وہ پور پور اس کی دیوانی ہو چکی تھی وہ اس کے بغیر رہنے کا تصور بھی نہیں کر سکتی
تھی پناہ کے لئے جوڑا گیارشتہ کب محبت میں بدلہ ان دونوں کو ہی خبر نہیں ہو
پائی تھی



فرجاد بالاج بھائی نے اچھا نہیں کیا آیت کے ساتھ۔۔۔۔۔
وہ تو مجھ سے بھی بات نہیں کرتی۔۔۔۔۔ کتنی معصوم سی لڑکی تھی اور بھائی نے کیا کر
دیا اس کے ساتھ وہ زندہ لاش بن گئی ہے۔۔۔۔۔

ہانیہ فرجاد کے سینے پر سر رکھے لیٹی تھی۔۔۔۔۔
مگر وہ کسی گہری سوچ میں تھا اس لئے اس کی بات ناسن سکا۔۔۔۔۔

آیت نے گردن اٹھا کر اسکی طرف دیکھا تو وہ اس کی طرف متوجہ نہیں تھا۔۔۔

آپ سن رہے ہیں میری بات۔۔۔ اس نے جھنجھوڑ کر پوچھا۔۔۔

فرجاد نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔۔۔

ہاں کیا بول رہی تھی تم۔۔۔ اس نے نرمی سے اس کا سر دوبارہ اپنے سینے پر رکھا
تھا۔۔۔

Novelistan

میں آیت کی بات کر رہی آپ نے دیکھا کیسی حالت ہو گئی تھی اس کی
آج۔۔۔

تم ان کو چھوڑو اور مجھ پر دھیان دو۔۔۔۔۔

فرجاد نے جھک کر اس کے ماتھے پر لب رکھے تھے۔۔۔

میں خیال رکھوں گی۔۔۔۔

۔۔۔۔ نہیں بلکل بھی نہیں ہمیں کسی چیز کی ضرورت نہیں

۔۔۔۔ اگر ضرورت ہوئی تو تمہیں بتاؤں گی میں

۔۔۔۔ راشدہ خالہ نے کہہ کر فون بند کیا اور عقیدت کو دیکھا جو کھانا بنا رہی تھی

بیٹا تم باہر آ جاؤ روٹی میں ڈال دیتی ہوں۔۔۔۔

نہیں خالہ میں کرلوں گی آپ آرام کریں۔۔۔۔ بس ہو گیا ہے۔۔۔۔ اس نے

مسکرا کر جواب دیا۔۔۔۔

بیٹا بہت گرمی ہے کچن میں تمہاری طبیعت خراب ہو جائے گی۔۔۔ راشدہ خالہ

کی بات پر اس نے مڑ کر ان کی طرف دیکھا۔۔۔۔

فکر مت کریں خالہ بچپن سے ان سب کی عادت ہے بیمار نہیں پڑتی۔۔۔۔ وہ کہہ
۔۔۔۔ کردوبارہ روٹی بیلنے لگی



تم نے میری اجازت کے بغیر اسے چھوڑا کیسے۔۔۔۔ آدم غصے سے پاگل ہو رہا
تھا۔۔۔۔



سربیل ہو گئی تھی اس کی اور اوپر سے کال تھی آپ کو انفارم کرنے سے منع کیا
گیا تھا۔۔۔۔

الطاف نے نظریں جھکائے کہا۔۔۔

کس نے کروائی اس کی ضمانت۔۔۔۔ اس کے پوچھنے پر جو نام الطاف نے بتایا

۔۔۔۔ اسے یقین نہیں آیا تھا

تمہیں پورا یقین ہے اس بات کا اور پیپر زلے کر آؤ میرے پاس۔۔۔ اس نے

سنجیدگی سے کہا اور بالاج کے نمبر پر کال ملائی۔۔۔۔

۔۔۔۔ السلام علیکم۔۔۔۔ بالاج شاہ اسپیکنگ

فون سے اس کی بھاری آواز گونجی۔۔۔

وعلیکم السلام آدم خانزادہ بات کر رہا ہوں۔۔۔۔۔ آدم کی بات پر وہ سیدھا ہو کر

۔۔۔۔ بیٹھ گیا۔۔۔۔ آیت ڈریسنگ کے سامنے اپنے بال سکھا رہی تھی

اوہ بڑے سالے صاحب کیسے یاد کیا مجھے۔۔۔۔ اس نے جان بوجھ کر آیت کو
سنانے کے لیے اونچی آواز میں کہا تھا۔۔۔۔

اور اس کاریکشن بھی دیکھا تھا بالاج کی بات پر اس کے ہاتھ ایک پل لو تھے
تھے۔۔۔۔۔

ارمان نیازی کی ضمانت کیوں کروائی تم نے۔۔۔ آدم نے بنا کوئی بھی بات کئے
سیدھا پوچھا۔۔۔

میرا نہیں خیال کہ میں کچھ بھی کرنے سے پہلے یا بعد میں آپ کو جواب دینے کا
پابند ہوں۔۔۔۔ بالاج کی بات پر اسے غصہ تو بہت آیا مگر ضبط کر گیا۔۔۔

وہ ایک ڈر کس ڈیلر ہے۔۔۔۔ ہماری نوجوان نسلوں کی تباہی کا سبب ہے

-- وہ۔۔۔۔ وہ ایک خطرناک مجرم ہے

--- آدم نے سنجیدگی سے اسے معاملے کی نزاکت سے آگاہ کرنا چاہا

جب سے اسے پتہ چلا تھا کہ بالاج شاہ فاطمہ شاہ کا بھائی ہے اس کے دل سے تمام
بدگمانی نکل گئی تھی وہ سمجھ گیا تھا بالاج نے آیت کو ٹریپ سالار سے بدلہ لینے
کے لئے کیا۔۔۔۔

اب جو بھی تھا اس نے اپنا پورا خاندان کھویا تھا شاید بالاج کی جگہ وہ خود ہوتا تو غلط
فہمی کی وجہ سے وہ بھی شاید ایسا کچھ کر جاتا۔۔۔۔

یہاں پولیس والے مجرموں کو اپنے پروں میں چھپائے گھوم رہے ہیں
--- میں نے تو بس ایک مجرم کی بیل کروائی ہے۔۔۔ اس میں کوئی بڑی بات
--- نہیں

بالاج شاہ نے اپنے چند لفظوں سے اسے بہت کچھ سمجھا دیا تھا۔۔۔

اوکے سالے صاحب میں فون بند کرتا ہوں آپ کی بہن کو ٹائم بھی تو دینا ہے
ورنہ ناراض ہو جائے گی۔۔۔

بالاج نے جان بوجھ کر کہا اور فون بند کر دیا۔۔۔۔۔

آیت ابھی تک وہی تھمی کھڑی تھی۔۔۔ اب بھی اس نے بولنے کی ضرورت
محسوس نہیں کی تھی۔۔۔۔

ہیلو فرجاد زرا میرے بڑے سالے کا منہ تو بند کرو او میرے کام میں ٹانگ اڑانے
کا شوق چڑا ہے اسے۔۔۔۔ بالاج نے جان بوجھ کر آیت کی چھپی توڑنے کے لیے
۔۔۔ اس پر نظریں جمائے بولا

مہینہ گزرنے کے بعد بھی وہ اس کے ساتھ نہیں بول رہی تھی اب تو بالاج کا صبر
جواب دے گیا تھا۔۔۔

آیت غصے سے اس کی طرف بڑھی تھی اور اس کا گریبان پکڑ لیا تھا۔۔۔۔

آپ کی ہمت کیسے ہوئی میرے بھائی کے بارے میں ایسا بولنے کی میں جان سے
مردوں کی آپ کو۔۔۔۔۔ وہ انتہائی غصے میں اس کے سر پر کھڑی سرخ
آنکھوں سے اس گھور رہی تھی۔۔۔۔۔

بالاج شاہ کو لگا اس کے کانوں کو برسوں بعد سکون ملا ہو۔۔۔۔۔
آخر وہ اسے بولنے پر مجبور کر گیا تھا۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ وہ یک ٹک اسے دیکھنے لگا



آیت نے اس کی خاموشی پر اسے چھوڑ کر اس کا موبائل اٹھانا چاہا۔۔۔۔۔
بالاج ہوش میں آتا اسے گھما کر بیڈ پر لٹا گیا اور موبائل دور پھینک دیا۔۔۔۔۔

--- اور پر شوق نظروں سے اسے دیکھنے لگا

وہ اسکے بہت نزدیک ہو کر اسے دیکھ رہا تھا آیت کو اس کی گرم سانسیں اپنے
--- چہرے پر محسوس ہوئی

--- چھوڑیں مجھے --- آیت کا غصے کے مارے خون کھول اٹھا تھا
وہ اس کو پورے خاندان کے سامنے رسوا کر چکا تھا۔۔۔ اور اب اس کے سامنے
بیٹھ کر اس کے بھائی کو مارنے کی دھمکی دے رہا تھا۔۔۔ آنسو ناچاہتے ہوئے
--- بھی نکل کر گالوں پر بہنے لگے تھے

وہ اسے دور دھکیلنے لگی۔۔۔ بالاج نے اسے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں میں اپنی
انگلیاں پھنسا کر اوپر لگا دئے تھے۔۔۔

اور اس کی گردن پر جھک گیا۔۔۔۔

اس کے نم بالوں سے اٹھتی بھینی بھینی خوشبو اسے مدہوش کر رہی تھی۔۔۔

آیت نے اس کے لمس پر غصے سے اپنے پاؤں پھٹکے تھے۔۔۔۔



۔۔۔۔ وہ اپنی طلب پوری کر کے اس سے دور ہوا

آیت نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر دور دھکیلا اور وہاں سے اٹھ کر جانے

لگی۔۔۔۔

۔۔۔۔ ریکس جانم اس نے آیت کا ہاتھ تھامنا چاہا

مگر وہ بیڈ سے اتر کر دور جا کر کھڑی ہوئی تھی۔۔۔۔

آئینہ میرے بھائیوں سے دور رہنا ورنہ میں آپ کو جان سے مار دوں
گی۔۔۔۔ وہ بالاج کو نفرت سے دیکھ کر پھٹ پڑی تھی۔۔۔۔

بار بار اپنے بھائیوں کی گردان ہر بالاج کا خون کھول اٹھا تھا۔۔۔ وہ دو قدم کا
فاصلہ طے کرتا اس تک پہنچ کر اس کا گال اپنے ہاتھ سے دبوچ گیا۔۔۔۔

تم اپنے ان گھٹیا بھائیوں کی وجہ سے مجھے جان سے مارو گی۔۔۔۔ وہ اس کا منہ
۔۔۔۔ سختی سے جکڑے پوچھنے لگا

گھٹیا آپ ہو اس وجہ سے گھٹیا طریقے سے مجھ سے شادی کی۔۔۔۔۔ وہ بنا ڈرے
اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولی۔۔۔۔۔

اگر تمہارے بھائی جتنی گھٹیا حرکت پر اتر آتا تو تم یو میرے سامنے نظریں ملا کر
نہیں کھڑی ہوتی۔۔۔۔۔ وہ۔۔۔۔۔ سرد لہجے میں بول کر اس کا گال چھوڑ کر دور ہو
گیا۔۔۔۔۔

تم ہو گھٹیا مجھے تمہارے ساتھ نہیں رہنا مجھے ابھی کہ ابھی طلاق دو۔۔۔۔۔
وہ اس کا گریبان پیچھے سے جھکڑتی اسے تیش دلا گئی تھی۔۔۔۔۔

بالاج نے اتنی ہی تیزی سے مڑ کر اپنے ہاتھ کا زور دار تھپڑ اس کے گال پر مارا
تھا۔۔۔۔۔

اس کا طلاق مانگنا اور اپنے بھائیوں کی وجہ سے اسے گھٹیا کہنا اسے جلتے انگاروں پر
لوٹا گیا تھا۔۔۔۔۔

آیت اپنے گال پر ہاتھ رکھے بے یقینی سے اسے دیکھنے لگی ایک بار پہلے بھی اس
کی وجہ سے اس کے بھائی نے زندگی میں پہلی بار اسے تھپڑ مارا تھا اور آج اس نے
تھپڑ مارا تھا۔۔۔

آئی ایم سوری میں تمہیں مارنا نہیں چاہتا تھا۔۔۔۔۔ بالاج شرمندگی سے اس کی
طرف بڑھنے لگا۔۔۔۔۔ وہ اسے تکلیف نہیں دینا چاہتا تھا کیونکہ جو بھی ہو اس
میں آیت کا کوئی قصور نہیں تھا۔۔۔۔۔

ہاتھ مت لگانا مجھے ورنہ میں خود کو ختم کر دوں گی وہ اس کا ہاتھ جھٹکتی چلائی
تھی۔۔۔۔

بالاج نے بے بسی سے اسے دیکھا جس کے گال پر اس کی انگلیوں کے نشان واضح
نظر آرہے تھے۔۔۔۔

وہ اس کی کنڈیشن سمجھ رہا تھا مگر وہ آیت کے منہ سے طلاق لفظ برداشت نہیں کر
پایا۔۔۔۔

آیت میری بات سنو۔۔۔۔

میری نظروں سے دور ہو جائیں۔۔۔ میں آپ کی شکل نہیں دیکھنا چاہتی نفرت
۔۔۔ کرتی ہوں آپ سے بہت نفرت

آپ نے میرا استعمال کیا آپ نے میرے بھائیوں کو نیچا دکھانے کے لئے میرے
جزبات کے ساتھ کھیلا۔۔۔۔

میں نہیں جانتی آپ کی ان سے کیا دشمنی ہے مگر آپ کی آنکھوں میں جیت کی
خوشی دیکھی تھی میں نے جب مجھے میرے ہی بھائیوں کے سامنے رسوا کر رہے
تھے۔۔۔۔

چیتے ہوئے اس کا گلابیٹھ گیا تھا۔۔۔۔

بالاج اس سے نظریں ہٹائے بغیر اسے دیکھنے لگا جو ہریانی ہو کر چیخ رہی
تھی۔۔۔۔

آپ کی کوئی بہن نہیں ہے نا آپ کیا سمجھیں گے کسی بہن کی تکلیف کو
۔۔۔۔ اس کی بات پر

بالاج کی آنکھیں شدت ضبط سے سرخ ہوئیں تھیں۔۔۔ اس نے چہرے پر ہاتھ
پھیر کر اپنا غصہ ضبط کیا تھا۔۔۔

اچھا ہوا آپ کی کوئی بہن نہیں آپ اس قابل ہی نہیں ک۔۔۔۔
بالاج نے سختی سے اس کا منہ دبوچا تھا۔۔۔۔

بس ایک لفظ اور نہیں ورنہ میں بھول جاؤں گا کہ تم میرے دل میں رہتی

ہو۔۔۔۔۔

وہ ناگواری سے کہہ کر اس کو دھکیلتا باہر نکل گیا۔۔۔۔۔



کہاں جا رہی ہو تم۔۔۔۔۔ فروا بیگم نے جزا سے سختی سے پوچھا جو اپنا بیگ اٹھائے
دبے پاؤ گھر سے نکل رہی تھی۔۔۔۔۔

یوں پکڑے جانے پر وہ سخت بد مزہ ہوئی۔۔۔۔۔

کہیں نہیں بس ٹھلنے جا رہی ہوں۔۔۔۔۔ امی طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی

۔۔۔ میری۔۔۔ اس نے سر میں ہاتھ رکھ کے بہانہ بنایا

ٹہلنا ہی ہے تو اپنے شوہر کے ساتھ جاؤ اب اکیلے مردوں کی طرح گھومنا پھرنا
چھوڑ دو اب شادی شدہ ہو اس بات کو ذہن میں رکھا کرو۔۔۔۔۔ فروا بیگم نے
سنجیدگی سے کہہ کر اسے اندر جانے کا اشارہ کیا۔۔۔

مگر امی۔۔۔

مجھے کچھ نہیں سننا شرافت سے اندر جاؤ رات ہونے والی ہے اور تم منہ اٹھائے
باہر جا رہی ہو۔۔۔۔۔

فروا بیگم نے سختی سے کہا۔۔۔۔۔

تو وہ منہ بناتی اندر چلی گئی۔۔۔۔۔ کمرے میں جا کر اس نے بیگ اور دوپٹہ بنا

۔۔۔ دیکھے بیڈ پر پھینکا تھا۔۔۔ جو سیدھے سالار کے منہ پر لگا

سالار نے ناگواری سے اس کو دیکھا جس کا دھیان موبائل میں تھا۔۔۔۔

۔۔۔۔ کمرے میں رہنے کی تمیز سیکھ لو ورنہ نکلو میرے کمرے سے

سالار کی دھاڑ پر اس نے سہم کر بیڈ کی طرف دیکھا اور بیگ اور دوپٹہ دیکھ سارا

۔۔۔۔ معاملہ سمجھ گئی

سوری۔۔۔۔ لٹ مار انداز میں کہہ کر وہ واپس موبائل میں بڑی ہو گئی۔۔۔۔

سالار کو اس کی حرکت انتہائی ناگوار گزری وہ اٹھا اور اس کا بیگ اور دوپٹہ اٹھاتا

ونڈو سے باہر پھینک گیا۔۔۔۔ جو سیدھا جا کر بیک سائیڈ پر بنے پول پر گرا

تھا۔۔۔۔

اس کی حرکت دیکھ جزا جلدی سے ونڈو کے پاس آکر نیچے دیکھا تھا۔۔۔۔۔ جہاں
۔۔۔ اس کا بیگ اور دوپٹہ پانی میں تیر رہا تھا

اس نے خونخوار نظروں سے سالار کو دیکھا۔۔۔ جو سنجیدگی سے اسے ہی دیکھ رہا
تھا۔۔۔۔۔

یہ کیا حرکت کی آپ نے۔۔۔ وہ غصے سے چیخ پڑی۔۔۔
Novelistan

وہی جو تمہیں نظر آرہا ہے۔۔۔۔۔ وہ سنجیدگی سے کہہ کر دوبارہ اپنا لیپ ٹاپ اٹھا
کر بیٹھ گیا۔۔۔

جزا پیر پھٹکتی باہر نکل گئی تھی۔۔۔ جب واپس آئی اس کے ہاتھ میں اپنا گیلابیک
تھا جو اس نے فرش پر ہی الٹ دیا تھا۔۔۔۔

سب سے پہلے اس نے ایک پیپر نکال کر کپڑے سے اسے صاف کیا۔۔۔۔ جو ہلکا
پھلکا گیلابو گیا تھا اٹھ کر وہ پیپر ڈرا کھول کر رکھا اور لاک لگا کر واپس آکر بیٹھ گئی

اور اس میں سے اپنا باقی سامان نکال کر سائیڈ پر رکھنے لگی ساتھ ساتھ سالار کو بھی
۔۔۔ گھور رہی تھی

سالار اس کی ہر حرکت کو بغور دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

مجھے فری آپنی کی طرف جانا ہے ان کو کام تھا مجھ سے وہ اپنے کام سے فارغ ہو کر
اسے بتانے لگی۔۔۔۔

ہاں تو۔۔۔۔۔ سالار نے نا سمجھی سے پوچھا۔۔۔۔۔
تو مجھے چھوڑ کر آئیں کیونکہ امی مجھے اکیلے جانے نہیں دے رہی۔۔۔۔۔ اس نے
اصل وجہ بتائی۔۔۔۔۔

اوکے آجاؤ۔۔۔۔۔ سالار کہہ کر باہر نکل گیا۔۔۔۔۔



بھا بھی نیچھے آپ کے گھر والے آئے ہیں۔۔۔۔ ہانیہ کی آواز پر وہ جو او اندھے
منہ لیٹی ہوئی تھی تڑپ کر اٹھی۔۔۔۔

اس کے چہرے پر نشان دیکھ ہانیہ کو بھی جھٹکا لگا تھا۔۔۔۔
بھا بھی یہ سب۔۔۔۔ اس نے کچھ کہنے کی کوشش کی
مگر آیت سب ان سنا کر کے کمرے سے باہر بھاگی تھی۔۔۔۔
پورے مہینے بعد اپنے گھر والوں کی آمد اسے عید لگی تھی۔۔۔۔

وہ بھاگتے ہوئے نیچے آئی تو سامنے اپنے اپنوں کو دیکھ کر وہ اس کے سینے سے لگ
گئی۔۔۔۔

اماں جان نے افسوس سے آیت کو دیکھا جس کے چہرے پر نشان انہیں شرم دہ
کر گیا تھا۔۔۔۔

سامنے عرش اور سالار کو دیکھ کر وہ ان کی طرف بھاگی تھی۔۔۔

سالار نے آگے بڑھ کر اسے سینے سے لگالیا تھا۔۔۔۔ اپنے بھائی کی آغوش میں
۔۔۔۔ آکر وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی

Novelistan

بہت دیر تک سالار اسے اپنے سینے سے لگائے رہا۔۔۔۔

بس چپ ہو جاؤ سب ٹھیک ہو جائے۔۔۔ وہ اس کے بالوں میں بوسہ دیتا اسے
چپ کروانے لگا۔۔۔۔

--- اماں جان اور ہانیہ ان کی طرف ہی دیکھ رہی تھیں
سالار سے الگ ہو کر وہ عرش سے ملی۔۔۔

اتنی دیر سینے سے لگے ہونے کی وجہ سے اس کے گال پر کسی نے غور نہیں کیا
تھا۔۔۔۔

اچانک سالار کی اس کے گال پر نظر پڑی تو اس کی آنکھوں سے شعلے نکلنے
لگے۔۔۔۔



Novelistan

چہرہ غصے کی شدت سے خطرناک حد تک لال ہو گیا تھا
--- عرش کا بھی سیم یہی حال تھا

یہ کس نے کیا ہے۔۔۔۔ سالار نے اس کا ہاتھ پکڑ کر سیدھا کیا اور سر دلہجے میں
پوچھا۔۔۔۔

وہ ایک دم ہڑبڑا گئی۔۔۔۔۔ اس کے دونوں بھائی سوالیہ نظروں سے دیکھ
رہے تھے۔۔۔ جبکہ آگے کا سوچ کر ہانیہ اور اماں جان کے چہرے پر پریشانی چھا
گئی تھی۔۔۔۔



۔۔۔۔ کچھ۔۔۔۔ نہیں بھائی۔۔۔۔ یہ غلطی سے میں گر
بکواس مت کرو بلکل چپ۔۔۔۔ مجھے صرف سچ سننا ہے۔۔۔۔
وہ انتہائی غصے سے چیخ پڑا۔۔۔۔

آیت نے گھبرا کر اماں جان کو دیکھا۔۔۔ جو نفی میں سر ہلارہی تھی۔۔۔ جو بھی
تھا آخر ان کا پوتا تھا وہ کیسے اپنے پوتے کے خلاف کچھ ہوتا دیکھ سکتی تھی۔۔

کسی نے کچھ نہیں کیا بھائی۔۔۔ اس نے نظریں جھکائے جواب دیا۔۔۔
اپنے پوتے سے کہیے گا بدلہ لینے کا اتنا شوق ہے تو مردوں کی طرح سامنے سے
آکر مجھ سے مقابلہ کرے۔۔۔

عورتوں کو استعمال کرنا چھوڑ دے۔۔۔



تم یہاں نہیں رہو گی چلو میرے ساتھ۔۔۔ سالار آیت کا ہاتھ پکڑ کر اسے لے
جانے لگا۔۔۔

-- بیٹا بیٹھ کر بات کرتے ہیں۔۔۔۔ اس طرح جلد بازی نہیں کرتے
اماں جان اس کے پیچھے چلتی کہنے لگی۔۔۔۔
آیت روبوٹ کی طرح اس کے ساتھ کھینچی چلی جا رہی تھی۔۔۔۔

اتنی بھی کیا جلدی ہے سالے صاحب گھر آئے ہیں تو اپنے بہنوئی سے تو مل کر تو
۔۔۔ جائیں

بالاج شاہ بلیک شلوار قمیض پہنے دروازے سے اپنی پوری شان سے اینٹر ہوا
تھا۔۔۔ فرجاد بھی اس کے ساتھ ہی تھا۔۔۔۔

اسے دیکھ کر عرش جیسے دھیمے مزاج کے شخص کا خون بھی بری طرح کھول اٹھا
تھا۔۔۔ اس نے بالاج کا گریبان پکڑ کر جھٹکا دیا تھا۔۔۔۔

اب منظر ایسا تھا بالاج دروازے میں ان کے سامنے کھڑا تھا۔۔۔۔ جبکہ ان سب
کارخ دروازے کی طرف تھا۔۔۔

بالاج نے ناگواری سے عرش کو پھر اس کے ہاتھ کو دیکھا۔۔۔۔
آیت نے گھبرا کر اپنی گرفت سالار کے ہاتھ میں سخت کی وہ اس کا ہر روپ دیکھ
چکی تھی اس کے غصے سے بھی بخوبی واقف تھی۔۔۔۔

Novelistan

ہاتھ ہٹاؤ۔۔۔۔ بالاج نے سر دلچے میں بولا۔۔۔۔

تم جیسے گھٹیا شخص سے میں بات بھی نہیں کرنا چاہتا۔۔۔۔ جسے عورتوں کو عزت
۔۔۔۔ تک دینا نہیں آتا

عرش اس کے گریبان چھوڑتا آیت کا دوسرا ہاتھ پکڑتا نکلنے

لگا ---

میری بیوی میری اجازت کے بغیر کہیں نہیں جائے گی۔۔۔۔۔ اس نے اپنی
نظریں آیت پر جمائے کہا۔۔۔۔۔

۔۔۔ جو اپنے بھائیوں کے ساتھ کھڑی تھر تھر کانپ رہی تھی
تم ہمیں نہیں روک سکتے اس کو لے جانے سے تم اس قابل ہو ہی نہیں کہ میری
۔۔۔ بہن تمہارے ساتھ رہے

سالار دانت پیس کر بولا۔۔۔

بالاج بیٹا اندر آ کر بات کرو ایسے مسئلے حل نہیں ہوتے۔۔۔ اماں جان متفکر سی
۔۔۔۔ بولیں

ہم یہاں بیٹھنے نہیں آئیں ہم اپنی بہن کو لینے آئیں ہیں اور کے کر جائیں
۔۔۔۔ گے۔۔۔۔ سالار نے سنجیدگی سے جواب دیا

پہلے اپنی بہن سے پوچھ تو لو وہ اپنے پیارے بھائیوں کے ساتھ جانا چاہتی بھی ہے یا
نہیں۔۔۔۔۔ بالاج نے مسکراتی آنکھوں سے آیت کی آنکھوں میں دیکھا
تھا۔۔۔۔۔

وہ اس کی بات میں چھپی دھمکی اچھے سے سمجھ گئی تھی۔۔۔۔ اس کا دل زور سے
دھڑکا۔۔۔۔

آیت ہمارے ساتھ۔۔۔۔۔ ابھی عرش کی بات مکمل بھی نہیں ہوئی تھی اس
نے آرام سے اپنا ہاتھ عرش کے ساتھ ساتھ سالار کے ہاتھ سے بھی نکال لیا
تھا۔۔۔۔۔

ان دونوں نے بے یقینی سے مڑ کر آیت کو دیکھا جو شرمندگی سے ان سے
نظریں چرا رہی تھی۔۔۔

Novelistan

آیت میں نے کہا چلو ہمارے ساتھ تم اس کے ساتھ اب نہیں
رہو گی۔۔۔۔۔ سالار نے غصے سے اس کا ہاتھ پکڑنے کی کوشش کی۔۔۔۔۔

بھائی۔۔۔ میں۔۔۔ بعد میں آؤں گی بالاج کے ساتھ۔۔۔۔ میں یہاں بہت خوش
ہوں۔۔۔۔ اس نے نظریں جھکائے جواب دیا۔۔۔۔ چہرہ آنسوؤں سے تھر
تھا۔۔۔۔

آیت تمہیں اس سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہم جانتے ہیں اس نے تمہیں
زبردستی رکھا ہے تم خوش نہیں ہو۔۔۔۔ تمہیں گھبرانے کی ضرورت نہیں
تمہارے بھائی ساتھ ہیں تمہارے۔۔۔۔

Novelistan

ہم تمہیں کچھ نہیں ہونے دیں گے چلو۔۔۔۔ عرش نے اسے محبت سے
۔۔۔۔ سمجھانے کی کوشش کی

میں خوش ہوں بھائی میں نہیں جانا چاہتی آپ لوگوں کے ساتھ۔۔ آیت کا دل
کیا شرمندگی سے ڈوب مرے ناچاہتے ہوئے بھی وہ اپنے بھائیوں کے خلاف جا
۔۔۔۔ رہی تھی

سالار بے یقینی سے اسے دیکھنے لگا۔۔۔
سن لیا جواب تم لوگوں نے اب نکلو میرے گھر سے۔۔۔۔ بالاج ناگواری سے
بولتا آیت کے گرد بازو پھیلا گیا۔۔۔۔

جس کا مطب خانزادوں کے سامنے اپنی برتری دکھانا تھا۔۔۔
سب کے سامنے اس حرکت پر آیت شرم سے زمین میں گڑھنے والی ہو گئی

۔۔۔۔

سالار نے نفرت سے بالاج کو دیکھا تھا۔۔۔

۔۔۔ باقی سب تماشائی بنے کھڑے تھے

میں آخری بار پوچھ رہا ہوں تم سے چل رہی ہوا بھی ہمارے ساتھ یا نہیں

۔۔۔ سالار نے آیت کو دیکھ کر پوچھا۔۔۔ لہجہ انتہائی سرد تھا

اس نے ایک نظر اپنے دونوں بھائیوں کو دیکھا جو اس کے جواب کے منتظر

تھے۔۔۔

پھر اپنی گردن موڑ کر بالاج کو دیکھا جو پر اسرار مسکراہٹ کے ساتھ اسی کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔ زبان سے کچھ نابول کر بھی وہ اس کی آنکھوں کی دھمکی سمجھ گئی تھی۔۔۔۔۔

بے ساختہ اس کی گردن نفی میں ہل گئی۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ سالار نے مزید کچھ نہیں کہا اور وہاں سے نکل گیا

--- آیت نے تکلیف سے اپنے بھائی کو دیکھا
عرش اسکے پاس آیا۔۔۔۔۔ تم نے آج بہت غلط کیا ہے۔۔۔۔۔ وہ افسوس سے
کہہ کر خود بھی وہاں سے نکل گیا۔۔۔۔۔

ان کے نکلتے ہی وہ زمین پر بیٹھتی چلی گئی۔۔۔۔ اس کا رونادیکھ بالاج کو دکھ سے
زیادہ غصہ آیا کیونکہ ان آنسوؤں کی وجہ وہ اب بھی اس کے بھائیوں کو سمجھ رہا
تھا۔۔۔۔

اس نے آیت کو اٹھانے کی کوشش کی مگر اس نے بالاج کا ہاتھ دور جھٹکا ہاتھ مت
لگانا مجھے۔۔۔۔ وہ نفرت سے چلائی تھی۔۔۔۔

وہ سب کے سامنے اس کے یوں دھتکارنے پر ضبط کر گیا۔۔۔۔

تم نے فاطمہ کا بدلہ لینے کے لئے آیت سے شادی کی۔۔۔۔ اماں جان کی بے
یقین آواز سن کر بالاج نے ان کی طرف دیکھا تھا۔۔۔۔

آیت جورو نے میں مصروف تھی جھٹکے سر اٹھایا۔۔۔۔

یہ نام اس نے پہلے بھی سنا تھا سالار کے ساتھ یہ نام اس نے بہت بار سنا تھا۔۔۔۔

اماں جان آپ کمرے میں جائیں آپ کی طبیعت خراب ہو جائے

۔۔۔۔ گی۔۔۔۔ فرجاد نے اماں جان کو ہانپتے دیکھ کر کہا

نہیں جانا مجھے جواب دو۔۔۔۔ تم ابھی۔۔۔۔ وہ فرجاد کو دور کرتی بالاج کے سامنے

۔۔۔۔ آکھڑی ہوئیں تھیں

اماں جان میں بعد میں آپ کو سب سمجھاؤں گا۔۔۔۔ اس کی بات مکمل ہوتے

ہی اماں جان کا کانپتا ہاتھ اٹھا اور اس کے چہرے پر چھاپ چھوڑ گیا۔۔۔۔

آیت اور ہانیہ نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لیا تھا۔۔۔۔

چپ ایک لفظ نہیں۔۔۔۔ تمہاری ایسی پرورش نہیں کی تھی میں نے اور
تمہارے ماں باپ نے ایک عورت کو استعمال کرو۔۔۔۔

مجھے لگا تم اس سے محبت کرتے ہو تمہارے کہنے پر میں تمہارا رشتہ لے کر گئی تھی
مگر نہیں تم نے صرف اس کے بھائی سے بدلہ لینے کے لئے اس کا استعمال
کیا۔۔۔۔

تم نے ایک عورت پر ہاتھ اٹھایا۔۔۔۔ ہم نے تمہیں عورت کی عزت کرنا
سکھایا تھا اسے بے عزت کرنا نہیں

اماں جان بولتے ہوئے کانپ رہی تھی۔۔۔۔

آیت سکتے کی حالت میں سب سن رہی تھی۔۔۔ آخر کس بات کے بدلے کی بات کر رہے تھے وہ لوگ کیا کیا تھا اس کے بھائی نے۔۔۔ اس نے بالاج کے۔۔۔

جواب دو مجھے۔۔۔۔ اماں جان غصے سے چیخ پڑی تھی۔۔۔۔

آپ اس (گالی) کو سزا دلوانے کی بات کر رہی ہیں۔۔۔ جس کا اپنا بھائی اس کی
پشت پناہی کرتا ہے۔۔۔ اس نے سالار خانزادہ کے خلاف کوئی ثبوت نہیں
رکھا۔۔۔۔۔ نا مجھے ان ثبوتوں کی ضرورت ہے۔۔۔۔۔

اور ویسے بھی میں اسے اتنی آسان سزا دینا نہیں چاہتا تھا۔۔۔۔۔
اگر میں اسے جان سے مار دیتا تو اس کے ساتھ اس کی تکلیف ختم ہو جاتی۔۔۔۔۔
اگر جیل کرواتا تو وہ کچھ دنوں یا کچھ سالوں بعد باہر آ جاتا۔۔۔۔۔ اور میں ایسا نہیں
چاہتا تھا۔۔۔۔۔

میں اسے ایسی تکلیف دینا چاہتا تھا جو اسے پل پل مارے اس لئے میں نے اس کی
بہن کو استعمال کیا۔۔۔۔۔ ان خانزادوں کی جان بستی ہے اپنی بہنوں میں اس

لئے میں نے اسی جان کو قید کر لیا۔۔۔۔ اور ان کو پھڑپھڑاتے دیکھ جو سکون مجھے
ملا ہے میں بتا نہیں سکتا۔۔۔۔

اس کے چہرے پر موجود سفاکی دیکھ کر سب ہی شاکڈ تھے۔۔۔ ایک فرجاد ہی تھا
جو اس کے ہر عمل سے واقف تھا۔۔۔۔

آپ کو کیا لگا تھا اس سے مجھے محبت ہوگی جس کے بھائی نے میری بہن کی عزت
روند کر اس کا بے رحمی سے قتل کر دیا تھا۔۔۔۔ اس نے حقارت سے آیت کو
دیکھا تھا۔۔۔۔ ان نظروں میں موجود نفرت وہ حقارت نے اسے زمین میں
گاڑ دیا تھا۔۔۔۔

سوچ بھی کیسے لیا آپ نے اس کے ساتھ ساتھ اس کے پورے خاندان سے

--- نفرت کرتا ہوں میں

اور اس کے بھائی کے کئے کی سزا یہ بھگتے گی۔۔۔۔ اس نے اگر یہاں سے واپس
جانے کے بارے میں سوچا بھی تو اس سے پہلے اس کے بھائیوں کی لاشیں پہنچیں
گی گھر۔۔۔۔

آیت سن ہوتے دماغ کے ساتھ اس کی نفرت بھرے الفاظ برداشت کر رہی
تھی اس کے لفظوں نے تو آیت کو ہلنے کے قابل نہیں چھوڑا تھا۔۔۔۔

وہ اس کے بھائی پر ایسا گندال لازم کیسے لگا سکتا تھا۔۔۔۔ اس کا بھائی کبھی بھی ایسا
نہیں کر سکتا۔۔۔۔

--- اماں جان اپنے پوتے کا یہ الگ روپ دیکھ کر سکتے میں جاچکی تھیں

آیت لڑکھڑاتے قدموں کے ساتھ اٹھی اور اس کے سامنے جا کر کھڑی
ہوئی۔۔۔۔

میرے بھائی نے کچھ بھی نہیں کیا۔۔۔۔ وہ اس کے سامنے اپنے بھائی کا دفاع
کرنے لگی۔۔۔۔

Novelistan

شٹ اپ جسٹ شٹ اپ۔۔۔۔ وہ اتنے زور سے دھاڑا تھا کہ اس کی آواز
..پورے شاہ مینشن میں گونجی۔۔۔۔ آیت کہ چیخ نکلی تھی۔۔۔۔

بالاج نے غصے سے اس کا بازو دبوچا اور کھینچتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف بڑھنے لگا۔۔۔۔۔ آیت نے مدد طلب نظروں سے اماں جان کو دیکھا۔۔۔۔۔

ہانیہ نے ڈر کے مارے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ کر چیخ کا گلا گھونٹا تھا۔۔۔۔۔

اماں جان اس کے پیچھے بھاگی تھی۔۔۔۔۔

بالاج چھوڑا اس کا ہاتھ۔۔۔۔۔ وہ بہت غصے میں تھیں۔۔۔۔۔

مگر وہ کان دھرے بغیر اسے کمرے میں لا کر گیٹ لاک کر گیا تھا۔۔۔۔۔

پیچھے اماں جان دروازہ بجاتی رہ گئیں مگر اس نے کان نہیں دھرا اور خونخوار

۔۔۔۔۔ نظروں سے آیت کو دیکھتا اس کی طرف قدم بڑھانے لگا

وہ اس کے بڑھتے قدموں کو دیکھ کر فرش پر ہی پیچھے کھسکنے لگیں۔۔۔۔۔ مگر
پیچھے دیوار نے اس کو روک دیا تھا۔۔۔

وہ خوفزدہ نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ وہ ایک گھٹنا فولڈ کئے زمین پر بیٹھتا اس کا چہرہ اوپر اٹھایا
کیا کہا بتاؤ تمہارا بھائی بے قصور ہے۔۔۔۔۔ اس کا لہجہ درد سے چور تھا۔۔۔۔

آیت نے اپنی نظریں اٹھا کر اس کو دیکھا جو سرخ آنکھوں سے اسے دیکھ رہا
تھا۔۔۔۔۔

می۔۔۔ میرے۔۔۔ ب۔۔۔ بھائی۔۔۔۔ کس۔۔۔ کسی۔۔۔ کے
۔۔۔۔ ساتھ۔۔۔ ایس۔۔ ایسا نہیں کر سکتے۔۔۔۔ وہ اٹکتے ہوئے بولیں
۔۔۔۔ بالاج نے اس کے بال سختی سے اپنی مٹھی میں دبوچے
اسے اپنے سر میں درد کی ایک لہر اٹھتی ہوئی محسوس ہوئی۔۔۔۔
۔۔۔ اس نے تکلیف سے ایک سسکی لی
۔۔۔۔ میری بہن کو بلا کر اس کے ساتھ جانوروں کی طرح سلوک کیا گیا
اور پھر اپنی درندگی دکھانے کے بعد اس کا قتل کر دیا۔۔۔۔ پھر بھی تم کہتی ہو
تمہارے بھائی نے کچھ نہیں کیا۔۔۔۔ وہ اس کے چہرے پر جھکا جینچ رہا
تھا۔۔۔۔ اس کے لہجے میں زخمی شیر جیسی پھنکار تھی۔۔۔۔

آج کے بعد تمہارا خاندان ہاؤس والوں سے کوئی واسطہ نہیں ورنہ۔۔۔۔ میں کیا کروں گا مجھے بتانے کی ضرورت نہیں۔۔۔۔ وہ اسے چھوڑتا اٹھ کر کمرے سے نکل گیا۔۔۔۔

اس کے نکلتے ہی اماں جان اس کے کمرے میں آئی تھی اور اس کو تھام کر اپنے سینے سے لگا لیا تھا۔۔۔۔

وہ تھر تھر کانپ رہی تھی۔۔۔۔ اماں جان اسے اٹھا کر اپنے ساتھ کمرے میں لے گئیں۔۔۔۔

۔۔۔۔ اور اسے بیڈ پر بٹھایا

ہانیہ جاؤ ہم تینوں کا کھانا کمرے میں لے کر آؤ۔۔۔ بھابھی تمہاری صبح سے بھوکی
ہے دیکھو کتنی کملا گئی ہے۔۔۔ اماں جان نے اس کے آنسو پونچھتے ہوئے
کہا۔۔۔

ام۔۔۔ اماں۔۔۔ جان۔۔۔ مج۔۔۔ مجھے نہیں۔۔۔ ک۔۔۔ کھا۔۔۔ نا۔۔۔
۔۔۔ روتے روتے اس کی ہچکیاں بند گئیں تھیں
بیٹا کھانے کو منع نہیں کرتے انہوں نے اسے زبردستی واش روم بھیجا فریش ہو
نے کے لئے۔۔۔

اس کے آنے تک ہانیہ بھی کھانا لے کر آچکی تھی۔۔۔ صبح سے بھوکی ہونے
کیوجہ سے اسے چکر بھی آرہے تھے۔۔۔

--- ان تینوں نے تھوڑا تھوڑا کھانا کھایا اور ہانیہ برتن اٹھا کر باہر لے گئی

اماں جان نے اسے اپنے ساتھ ہی سلا لیا تھا۔۔۔۔



وہ دیر رات جب کمرے میں آیا تو خالی کمرہ اس کا منہ چڑھا رہا تھا۔۔۔ اس نے
ڈریسنگ روم اور واش روم دونوں چیک کر کیا وہ کہیں نہیں تھی۔۔۔

اس کے گارڈ بھی سارے باہر کھڑے تھے تو اس کا گھر سے جانا تو ممکن نہیں تھا

اس نے کمرے سے باہر آ کر تھوڑی دیر سوچا پھر اماں جان کے کمرے کی طرف
بڑھ گیا۔۔۔۔

وہ اماں جان کے ساتھ ان کے بیڈ پر دوسری طرف کروٹ لے کر سوئی ہوئی
تھی۔۔۔

وہ قدم قدم چلتا اس کی طرف آیا چہرے پر ابھی اس کی انگلیوں کے نشان واضح
تھے۔۔۔۔

اس نے زرا سا جھک کر اپنے ہاتھ کی پشت سے اس کا گال سہلایا۔۔۔۔۔ وہ جو
سب کے سامنے اس سے نفرت کا دعویدار تھا یہ تو اس کا دل جانتا تھا کتنی شدت
سے وہ اسے چاہنے لگا تھا۔۔۔۔۔

اس نے جھک کر اس گال پر آہستہ سے لب رکھے۔۔۔۔۔ جیسے اپنے دیئے
ہوئے زخموں کی مسیحا کی کر رہا ہو۔۔۔۔۔

وہ جو کچی نیند میں تھی ایک دم اس کے لمس پر جھٹکے سے آنکھیں کھولیں
۔۔۔۔۔ خود پر جھکے بالاج کو دیکھ کر خوف سے اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں
تھی۔۔۔۔۔

اس کی آنکھوں میں اپنے لئے ڈر دیکھ کر وہ اس سے دور ہوا تھا اور مڑ کر کمرے
سے نکل گیا۔۔۔۔۔

آیت نے جلدی سے اٹھ کر دروازہ اچھے سے لاک کیا تھا۔۔۔ اس کا ڈر اس قدر
حاوی ہو گیا تھا۔۔۔ کہ اس کی موجودگی میں اس کا سانس لینا دشوار ہو گیا
تھا۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ اچھے سے تسلی کر کے وہ اپنی جگہ پر آ کر آنکھیں موند گئیں تھیں

بالاج جو اپنے کمرے سے اس کے لیے فرسٹ ایڈ باکس لینے گیا تھا واپسی پر
دروازہ نا کھلنے پر اندر تک جل بھن گیا تھا۔۔۔۔۔

اس نے ناک کرنا مناسب نہیں سمجھا واپس اپنے کمرے میں چلا گیا۔۔۔۔۔



۔۔۔۔۔ تب سے وہ بیمار رہنے لگیں تھیں

تھا۔۔۔ اس کی زو معنی بات پر وہ شرما کر فون بند کر گئی تھی۔۔۔

سالا اور عرش کی کوئی خبر نہیں تھی۔۔۔۔۔ نا جانے کہاں رل رہے تھے۔۔۔۔۔

مجھے لگتا ہے ہمیں آیت سے ملنے جانا چاہیے فری آپ نے ان کا ایڈریس معلوم
کر دیا ہے کسی سے وہ شام تک بتائے گا۔۔۔۔ پتہ نہیں کس حال میں
ہوگی۔۔۔۔۔ جزا نے فکر مندی سے کہا۔۔۔۔

ہاں لیکن اس بات کا اپنے بھائیوں کو پتہ مت چلنے دینا تم فریجہ کے ساتھ جا کر مل
لینا۔۔۔ پتہ نہیں مجھے ابھی بھی لگتا ہے ضرور کوئی بات ہے ورنہ آیت کبھی بھی
اتنا بڑا قدم نہیں اٹھا سکتی۔۔۔۔

Novelistan

۔۔۔۔ سجدہ بیگم کی بات پر دونوں نے اتفاق کیا تھا

بیٹا زرا عرش سے پوچھو تم عقیدت کا کچھ پتہ چلایا نہیں مجھ میں تو اتنی ہمت ہی
نہیں بچی میں اپنے بیٹے سے بات کر سکوں۔۔۔۔۔

سجدہ بیگم نے شرمندگی سے کہا۔۔۔۔۔

میں پوچھوں گی بھائی سے۔۔۔۔۔ جزا نے سنجیدگی سے جواب دیا۔۔۔۔۔

بیگم صاحبہ باہر کوئی خاتون آیا ہے کہ رہا آپ لوگوں سے ملنا ہے ہم ان کو باہر بٹھا
(کر آیا ہے۔۔۔۔۔ گل خان (چوکیدار
نے آکر ان کو اطلاع دی۔۔۔۔۔



اچھا آپ ان کو اندر بھیج دیں۔۔۔۔۔ سجدہ بیگم کی بات پر وہ جی بیگم صاحبہ بول
کر چلا گیا۔۔۔۔۔

اس کے جاتے ہی شفا کھکھلا کر ہنس دی اپنی ماں کو دیکھ کر منت بھی کھکھلانے لگی

کتنا پیار ابولتے ہیں ناچو کیدار انکل۔۔۔ اس نے جزا کی طرف دیکھ کر کہا تو وہ بھی
مسکرا دی۔۔۔

شفا کو اس کا لہجہ بہت پیارا لگتا تھا اور وہ لگتا بھی بالکل اس کے ابو کی طرح تھا
۔۔۔ کبھی کبھار اس کو سلام بھی کر دیتا تھا۔۔۔

سامنے سے آتی عورت کو دیکھ شفا کی مسکراہٹ پل میں سمٹی تھی۔۔۔۔۔ وہ
۔۔۔ گھبرا کر کھڑی ہو گئی

وہ عورت بہت بے تابی سے اس کے پاس آئی اور اس کو گلے سے لگالیا

تھا۔۔۔۔

میری بچی کہاں چلی گئی تھی تم میں نے کہاں کہاں نہیں ڈھونڈا تمہیں کہاں چلی

گئی تھی۔۔۔۔

تارالک (عرف ریشماں اسے سینے سے لگائے آنسو بہا رہی تھی اور وہ پتھر بنی)

۔۔۔ وہاں کھڑی تھی آنکھیں پھتر گئیں تھیں

چپ چاپ مجھے اپنے کمرے میں لے جاؤ ورنہ تمہیں اس گھر میں رہنے کے قابل

نہیں چھوڑوں گی۔۔۔ وہ آہستہ آواز میں سرگوشی کر گئی۔۔۔

۔۔۔ جزا اور سجدہ بیگم حیرانی سے یہ منظر دیکھ رہی تھی

منت بھی بڑی بڑی آنکھوں سے اس عورت کو گھور رہی تھی۔۔۔ جیسے اسے ان کا اپنی ماں کو چھونا پسند نا آیا ہو۔۔۔۔۔

آپ کون ہیں۔۔۔۔۔ جزا نے ہی ان سے پوچھا کیونکہ شفا کے چہرے اس وقت
کچھ بھی انداز الگانا مشکل تھا۔۔۔۔۔ بلکہ وہ بہت گہرے صدمے میں لگ رہی
تھی۔۔۔

میں شفا کی امی ہوں۔۔۔ شفا میری بچی ہے۔۔۔ تار الملک نے جزا کو دیکھ کر بتایا
۔۔۔ اور اپنے دوپٹے سے مصنوعی آنسو صاف کرنے لگی

سجدہ بیگم اور جزا حیران ہو گئیں تھیں۔۔۔۔ کیونکہ ان کے حساب سے شفا کے
والدین اس دنیا میں نہیں تھے۔۔

اچھا بہن بیٹھیں آپ۔۔۔۔ سجدہ بیگم نے خوش اخلاقی سے انہیں بیٹھنے کا اشارہ
کیا۔۔۔۔

نہیں میں اپنی بیٹی سے اکیلے میں کچھ بات کرنا چاہتی ہوں۔۔۔۔ اس کے بعد
مجھے اسپتال جانا ہے۔۔۔۔

پھر کبھی آؤں گی تو ضرور بیٹھوں گی ابھی مجھے نکلنا ہو گا۔۔۔۔ تارا ملک نے
چہرے پر پر جوش مسکراہٹ سجائے کہا۔۔۔ اور آنکھوں ہی آنکھوں میں شفا کو
کچھ اشارہ کیا۔۔۔۔

وہ بچاری پہلے ہی صدمے میں تھی ان کا اشارہ سمجھ کر وہ گھبرا گئی
----- وہ۔ کسی صورت آدم اور منت کو نہیں چھوڑنا چاہتی تھی

جزا چلو بیٹا۔۔۔ آپ لوگ بیٹھیں میں کھانے کے لیے کچھ بھجواتی
۔۔۔ ہوں۔۔۔ سجدہ بیگم ان سے کہہ کر جانے لگی

نہ نہیں ہم ہم کمرے میں جاتے ہیں۔۔۔ شفا کی گھبراہٹ ہوئی آواز سن کر جزا
نے بغور اسے دیکھا تھا۔۔۔ کیونکہ اس وقت اس کے چہرے پر ڈھونڈنے سے
بھی خوشی نہیں مل رہی تھی۔۔۔۔ ڈر اس کے چہرے پر واضح تھا۔۔۔

ٹھیک ہے بھابھی۔۔۔ میں وہیں چائے اور اسنیکس بھجواتی ہوں۔۔۔۔

وہ دونوں وہاں سے کچن کی طرف چلی گئی۔۔۔۔
اور شفا ڈر سے کانپ رہی تھی۔۔۔۔۔ منت بھی ماں کا پلو پکڑتی اس کے پیچھے
کمرے میں آگئی تھی۔۔۔۔

کمرے میں پہنچتے ہی تارا بیگم نے شفا کے بالوں کو سختی سے دبوچے تھے۔۔۔۔۔
شفا کی چیخ نکلتے نکلتے رہ گئی۔۔۔۔۔


اوہ تو یہاں بڑی مچھلی پھنسا کر عیش کر رہی ہو۔۔۔۔۔
تمہیں کیا لگا تھا مجھ سے بچ جاؤ گی تم۔۔۔۔۔ تارا ملک نفرت سے اس کے بال
دبوچے اس کے منہ پر پھنکار رہی تھی۔۔۔۔۔

نہیں نہیں بیٹا جب تک تمہارے باپ سے کیا وعدہ نہیں نبھا دیا تمہارا پیچھا نہیں
----- چھوڑنے والی

--- ان کی بات پر اس نے تکلیف سے اپنی آنکھیں میچ کر کھولیں تھیں
چھوڑیں مجھے۔۔۔ اب آپ نے مجھے نقصان پہنچانے کی کوشش بھی کی تو میرا
شوہر آپ کو نہیں چھوڑے گا۔۔۔
اس نے تارا ملک کا ہاتھ جھٹکتے بہادری سے جواب دیا تھا۔۔۔

اچھا کون سا شوہر۔۔۔۔ تمہارے اسی شوہر کو اگر تمہارے پاسٹ کا پتہ چلا تو
تمہیں اس گھر سے نکال کر باہر کر دے گا۔۔۔۔

اس کی بہادری دیکھ تاراملک حیران تھی۔۔۔

وہ آپ کی کسی بات پر یقین نہیں کریں گے۔۔۔ اس نے تاراملک کی آنکھوں
میں آنکھیں ڈال کر کہا۔۔۔ اور منت کو اپنی گود میں اٹھالیا۔۔۔
جوڈر کر اس سے چپک گئی تھی۔۔۔

اچھا ویسے کیسا لگے گا اگر یہ سب سوشل میڈیا پر چلے گا۔۔۔۔۔

اس نے نے موبائل نکال کر اس کے سامنے کیا جس پر شفا کی انتہائی نازیبا
تصاویر تھیں جسے دیکھ اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں تھی۔۔۔۔

کوئی ماں اتنی سفاک کیسے ہو سکتی تھی۔۔۔۔۔ وہ بھی اپنی ہی سگی اولاد کے
لئے۔۔۔۔۔

ک کیا چ۔۔۔ چاہتی ہیں۔۔۔۔۔ کچھ منٹ تک تو وہ بول ہی نہیں پائی جب بولی تو
آواز لڑکھڑائی تھی۔۔۔۔۔

آنسو گالوں پر بہنے لگے تھے۔۔۔۔۔
اسلام علیکم۔۔۔ رات دس بجے کے قریب وہ تینوں ایک ساتھ ہی گھر میں
داخل ہوئے تھے۔۔۔۔۔ سالار تو آتے ہی سیدھا اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا
۔۔۔۔۔ مگر آدم اور عرش وہی فروا بیگم اور سجدہ بیگم کے پاس بیٹھے تھے۔۔۔۔۔

و علیکم السلام۔۔۔۔۔ کہاں تھے تم تینوں کل سے۔۔۔۔۔ فروا بیگم نے ان سے
پوچھا۔۔۔۔۔

دوڑاتے پوچھا۔۔۔۔۔

--- تھی۔۔۔ اس کا موڈ اچھا دیکھ کر فروا بیگم نے بات شروع کی

یانی لے کر آئی تھی۔۔۔

اسے کہیں نظر نہیں آئی۔۔۔

مجھے آیت کی بہت فکر ہو رہی ہے۔۔۔ بیٹا آیت بچی ہے اگر کوئی غلطی ہو گئی ہے
تو اسے معاف کر دو۔۔۔ اس سے یوں منہ مت موڑو۔۔۔ فروا بیگم اپنی ممتا
کے ہاتھوں مجبور ہو کر اسے سمجھانے لگیں۔۔۔

امی فکر مت کریں بہت جلد یہ مسئلہ ہم حل کر لیں گے آپ فکر مت
کریں۔۔۔ آدم نے سنجیدگی سے کہا۔۔۔

تو انہوں نے اطمینان کی سانس لی۔۔۔ اگر اس نے کہا تھا کہ وہ ٹھیک کر دے گا
مطلب وہ ٹھیک کر دیگا۔۔۔

بیٹا عقیدت کے بارے میں بھی پتہ کرو اس کے گھر سے پتہ کرو وہ کہاں گئی ایسے
کیسے ناراض ہو کر غائب ہو گئی کہیں تو ہوگی۔۔۔۔ تم لوگوں کے اتنی سمجھدار
ہونے کا کیا فائدہ اگر اپنے گھر کے فرد کو ہی ڈھونڈنا سکو۔۔۔۔۔

فروا بیگم نے ان کی لا پرواہی دیکھ کر زرا سختی سے کہا۔۔۔

بڑی امی عقیدت میری ذمہ داری ہے اور میں اسے ڈھونڈ لوں گا آپ پریشان
مت ہوں۔۔۔۔ فروا بیگم کی بات پر سالار نے سنجیدگی سے ان کو جواب دیا اور
اٹھ کر چلا گیا۔۔۔۔۔

سجدہ بیگم نے اپنے بیٹے کو نظروں سے اوجھل ہونے تک دیکھا تھا۔۔۔۔



آج خلاف معمول کمرے میں اندھیرا تھا۔۔۔۔۔ ورنہ وہ جس بھی وقت آتا وہ
اسے کبھی فروا بیگم کے ساتھ کچن میں نظر آتی یا منت کے ساتھ کھیلتی ہوئی

۔۔۔۔۔

مگر آج وہ کمرہ بند کئے سوئی ہوئی تھی۔۔۔۔۔
اسے تشویش ہوئی۔۔۔۔۔ وہ دھیمے قدموں سے اس کی طرف بڑھا جو گٹھری بنی
لیٹی تھی۔۔۔ اور اس کے چہرے سے کمبل ہٹا کر دیکھا۔۔۔۔۔

چہرہ لال ہو رہا تھا۔۔۔۔۔

آدم نے اس کے گال پر ہاتھ رکھا تو ایسا لگا جیسے جلتے ہوئے توے پر ہاتھ رکھ دیا
ہوا۔۔۔۔ بخار سے اس کا جسم بری طرح تپ رہا تھا۔۔۔۔

اس نے پریشانی سے کمرے کی لائٹ آن کی اور دوبارہ اس کے پاس آکر اس کو
۔۔۔۔ چیک کرنے لگا

اتنا تیز بخار ہے اور کسی کو پتہ بھی نہیں چلا اس نے فوراً جزا کو کال کر کے
بلا یا۔۔۔۔۔



Novelistan

۔۔۔۔۔ اس کے آنے تک وہ اسے سیدھا کر کے لٹا چکا تھا

جی بھائی۔۔۔۔۔ وہ جب آئی آدم میڈیسن نکال رہا تھا۔۔۔۔۔

--- شفا کو کب سے بخار ہے اور انہوں نے کچھ کھایا یا نہیں
اس نے جزا سے پوچھا تو وہ اس کا چہرہ چھو کر دیکھنے لگی۔---

بھا بھی شام تک تو ٹھیک تھی پتہ نہیں بخار کب ہو گیا اتنا تیز اور انہوں نے تو کھانا
بھی نہیں کھایا آج سوئی ہوئی تھی تو کسی نے جگانا مناسب نہیں سمجھا۔---

--- وہ شرمندگی سے بتانے لگی
Novelistan

ان کی آواز پر وہ اپنی آنکھوں کو زبردستی کھولنے کی کوشش کرنے لگی مگر
آنکھوں پر اتنا وزن محسوس ہو رہا تھا کہ چاہ کر بھی وہ کھول نہیں پارہی
تھی۔---

اچھا ایک کام کرو کچھ لائٹ سا بنا کر لا دو مجھے۔۔۔ اس نے جزا کو باہر بھیجا اور خود
اس کے پاس آ کر اسے اٹھانا لگا۔۔۔۔

شفا اٹھ کر بیٹھیں۔۔۔۔ اس نے شفا کی کمر میں ہاتھ ڈال کر سہارا دے کر بٹھانا
۔۔۔۔ چاہا مگر وہ اسی کے کندھے پر نڈھال سی سر رکھ گئی

اس کی گرم سانسیں اسے اپنی گردن پر محسوس ہوئی۔۔۔۔
اس کی آنکھیں بند تھیں۔۔۔۔

جزا کے آنے پر وہ تھوڑا اس سے دور ہوا۔۔۔۔ وہ ٹرے لا کر اس کے سامنے
رکھ گئی۔۔۔۔۔

بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر رہی تھی۔۔۔۔

پوچھا۔۔۔

منت امی کے پاس ہے۔۔۔۔۔ جزا نے سنجیدگی سے جواب دیا۔۔۔۔۔

دروازہ بند کر گئی۔۔۔

شفا اٹھیں پہلے میڈیسن لیں۔۔۔ اس نے اس کا گال تھپتھپایا۔۔۔

اس نے اپنی جلتی آنکھیں کھولنے کی کوشش کی مگر ناکام رہی۔۔۔

آدم نے اسے پہلے تھوڑا سا سوپ پلایا جو اس بہت مشکل سے حلق سے اتارا اور
منہ موڑ گئی۔۔۔۔

اچھا بس یہ ٹیبلٹ کھائیں اور کچھ نہیں آدم نے ٹیبلٹ اس کے منہ میں رکھا اور
پانی کا گلاس اس کے منہ سے لگا دیا۔۔۔۔۔
اسے پانی پلا کر آدم نے گلاس سائیڈ پر رکھا اور اسے لٹا کر اچھے سے کمبل ڈال کر
اٹھ گیا۔۔۔۔۔

آدم نے جلدی سے اپنا یونیفارم چینج کیا اور واپس آکر بیڈ پر آکر اسے اپنے بازو
میں لٹا کر آنکھیں موند گیا۔۔۔۔۔

کیا کیا خواہشات لئے وہ گھر لوٹا تھا۔۔۔ مگر شفا کی طبیعت نے اس کی خواہشات
پر پانی ڈال دیا۔۔۔

مگر اسے دکھ اپنی رات برباد ہونے سے زیادہ اپنی معصوم بیوی کی بیماری کا تھا

۔۔۔

مجھے۔۔۔ آپ۔۔۔ چاہیے۔۔۔ ہو۔۔۔ بس آپ کے ساتھ رہنا۔۔۔ وہ گند گندی
ہے بہت۔۔۔ وہ نیند میں اس کے سینے سے لگی ہلکی ہلکی بڑبڑا رہی تھی۔۔۔

آدم نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔۔۔ پتہ نہیں وہ اتنی انسکیور کیوں
تھی۔۔۔ اپنے اور اس کے رشتے کو لے کر۔۔۔

وہ ہمیشہ یہی ایک بات کہتی تھی۔۔۔ مجھے آپ کے ساتھ رہنا ہے۔۔۔۔۔ اسے
کیوں لگتا تھا وہ اسے چھوڑ دے گا۔۔۔۔۔

اس بات کا جواب اسے ڈھونڈنے کے بعد بھی نہیں ملتا تھا۔۔۔

۔۔۔ اور وہ کس کی بات کر رہی تھی وہ کچھ سمجھ نہیں پایا

وہ ہلکے سے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتا رہتا کہ وہ پرسکون ہو جائے۔۔۔



صبح تقریباً آٹھ بجے کے ٹائم اس کی آنکھ دروازہ بجنے پر کھلی۔۔۔

شفا اس کے سینے میں منہ دیئے گہری نیند میں تھی آدم نے اس کا ماتھا چھو کر دیکھا
بخار اتر چکا تھا۔۔۔

دروازہ اب بھی بج رہا تھا۔۔۔۔۔ اور باہر سے منت کی ہلکی ہلکی آواز ابھی بھی
آ رہی تھی جو شاید شفا کو پکار رہی تھی۔۔۔ اس نے جلدی سے اٹھ کر دروازہ
کھولا۔۔۔

منت آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو لئے کھڑی تھی اس کے ساتھ جزا بھی
تھی۔۔۔

ابھی وہ اس کو گود میں اٹھاتا شفا پیچھے سے آ کر اسے گود میں اٹھا کر چومنے
لگی۔۔۔

--- صبح ساتھ بجے سے اٹھ کر بھا بھی کے لئے رو رہی تھی
بہت ضد کر رہی تھی اس لئے میں اسے لے آئی۔۔۔۔۔ جزا آدم کو بتا کروہاں
سے چلی گئی۔۔۔

مدے ماما تے پات رینا ہے (مجھے ماما کے پاس رہنا ہے)۔۔۔۔۔ منت اس کے گردن
میں منہ چھپا گئی۔۔۔۔۔

شفانے نم آنکھوں سے اسے دیکھ کر اس کے گال چومے۔۔۔۔۔ میرا بچہ ماما ہمیشہ
آپ کے پاس رہے گی۔۔۔۔۔ شفا اسے لے کر بیڈ کی طرف بڑھ گئی۔۔۔۔۔ آدم
کو اس نے پوری طرح اگنور کیا تھا۔۔۔۔۔

یہ بات اس نے بخوبی نوٹ کی تھی۔۔۔۔۔

وہ دونوں ماں بیٹی ایک دوسرے میں اتنے مگن ہو گئے تھے۔۔۔۔۔ اس کی
طرف کسی نے دھیان نہیں دیا۔۔۔۔۔ وہ بھی اپنا دوسرا یونیفارم لیتا واش روم
میں گھس گیا۔۔۔۔۔

اس کے واپس آنے پر بھی شفا نے کوئی ریسپانس نہیں دیا تھا اس نے ڈریسنگ کے
سامنے بالوں میں برش پھیرتے ہوئے ان کو دیکھا۔۔۔۔۔
اس کی بیٹی تو ماں کے ملنے پر باپ کو بھول گئی تھی۔۔۔۔۔
اس نے زور سے برش ٹیبل پر رکھا۔۔۔۔۔

ان دونوں نے ہی چونک کر اس کی طرف دیکھا تھا جو ان دونوں کو مر رہے ہی
گھورے جا رہا تھا۔۔۔۔۔

آپ رکیں میں ناشتہ لے کر آتی ہوں وہ ہڑبڑا کر اٹھی تھی۔۔۔۔

نہیں مہربانی آپ کی آپ اپنی بیٹی کے ساتھ ہی مصروف رہیں۔۔۔۔ میں اپنا
ناشتہ خود کر لوں گا۔۔۔۔

آدم منہ بناتا باہر نکل گیا۔۔۔۔ پہلی بار وہ اپنی ہی بیٹی سے جیسلس ہوا تھا۔۔۔۔
اس کے جانے کے بعد وہ خود تیار ہوتی منت کو تیار کرتی باہر نکل آئی تھی جہاں
سب گھر والے بیٹھے تھے۔۔۔۔ جزا اور سجدہ بیگم کو دیکھ اس نے نے نظریں
چرائی۔۔۔۔

کیونکہ کل تار الملک کے جانے کے بعد اس نے ان دونوں کو منع کیا تھا کہ وہ آدم سے اس بات کا ذکر نہ کریں کیونکہ آدم کو اس کی ماں پسند نہیں اس لئے وہ غصہ کرے گا۔۔۔

اس کی بات پر دونوں نے ہی ہامی بھری تھی کیونکہ شفا کے چہرے سے ہی لگ رہا تھا وہ بہت ڈری ہوئی ہے۔۔۔

انہوں نے تار الملک کے ڈر کو آدم کا ڈر سمجھا تھا اس لئے انہوں نے بھی اس سے معاملے میں خاموشی اختیار کر لی۔۔۔

بیٹا طبیعت کیسی ہے اب جزا نے بتایا بخار تھارات کو تمہیں امی نے اسے دیکھ کر مندی سے پوچھا۔۔۔

جی امی ابھی میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔۔۔ اس نے نظریں جھکائے جواب

دیا۔۔۔۔

۔۔۔۔ منت اس کی گود سے اتر کر گارڈن میں جا چکی تھی



صبح سے ہی اس کی طبیعت خراب تھی۔۔۔۔ الٹی کر کر کے اسے کمزوری ہو رہی
راشدہ خالہ اور ان کے شوہر رشتے دار کی میت میں گئے ہوئے تھے۔۔۔ وہ اکیلی بیڈ
پر نیم دراز تھی۔۔۔۔

ناجانے عرش کیا کر رہے ہونگے اس وقت پتہ نہیں مجھے یاد کرتے بھی ہیں یا
نہیں۔۔۔۔۔۔ اس نے دل میں سوچا۔۔۔۔۔

وہ مجھے کیوں یاد کریں گے بھلا اپنی پسندیدہ بیوی کے ہوتے ہوئے۔۔۔۔۔ اس کے
دماغ نے فوراً جواب دیا۔۔۔

جب سے اسے اپنے وجود میں دوسری جان کا احساس ہوا تھا اس کا دل ہر وقت
عرش کو یاد کرنے لگا تھا۔۔۔۔۔
اسے یاد کرتے ہوئے وہ کب گہری نیند میں چلی گئی اسے پتہ ہی نہیں چلا۔۔۔۔۔

رات کا تیسرا پہر تھا جب سگریٹ کی عجیب سی اسمیل سے اسے اپنا دم گھٹتا ہوا
محسوس ہوا۔۔۔۔۔

جب سانس لینا مشکل ہو گیا تو اس نے جھٹ سے اپنی آنکھیں کھولی۔۔۔ مگر
دھوئیں کی وجہ سے اسے کچھ نظر نہیں آیا۔۔۔

ہاتھ بڑھا کر اس نے لیمپ آن کرنے کی کوشش کی مگر اپنا ہاتھ کسی کی گرفت
میں محسوس کر کے اس کی چیخ نکلی تھی جسے عرش نے ہاتھ رکھ کر روکا تھا۔۔۔

اندھیرے میں بھی اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں تھیں۔۔۔ اس کے
کلون کہ خوشبو سے وہ اسے پہچان چکی تھی۔۔۔

کیسی ہے میری پیاری بیوی۔۔۔ وہ اس کے کان کے پاس جھکا سر گوشی کر
گیا۔۔۔

اس کی گھمبیر سرگوشی پر عقیدت کو اپنی ریڑھ کی ہڈی میں سرسراہٹ سی
محسوس ہوئی۔۔۔۔۔

د۔۔۔ دور ہٹیں۔۔۔۔۔ اس نے عرش کو دور کرنے کی کوشش کی
مگر وہ کسی پہاڑ کی طرح اپنی جگہ سے ایک انچ بھی نہیں ہلا۔۔۔۔۔

کیوں کیا میری قربت اتنی ناگوار گزر رہی ہے۔۔۔۔۔ وہ سر دلچے میں بولتا اس کی
کان کی لو پر دانت گاڑھ گیا۔۔۔۔۔

عقیدت نے درد کے مارے سسکی لی تھی بے ساختہ آنکھوں سے آنسو نکل آئے
تھے۔۔۔۔۔

پلیز۔۔۔۔ مجھے سانس نہیں آرہا۔۔۔ اس نے اپنے آنسو کو روکتے کہا۔۔۔۔

عرش اس کے ہونٹوں پر جھکا اور قطرہ قطرہ اپنی سانسیں اس کی سانسوں میں
اندھیلنے لگا۔۔۔۔

عقیدت نے سختی سے اسکی شرٹ بھینچی تھی۔۔۔۔
وہ اس کو ہونٹوں کو آزادی بخشا اس کی گردن پر جھک گیا اور وہاں بھی اپنے
۔۔۔۔ دانت گاڑے

چھوڑیں درد ہو رہا ہے مجھے اپنی بیوی کے پاس جائیں۔۔۔ وہ غصے سے چیخ پڑی
تھی۔۔۔۔

عرش نے ناگواری سے اس کی چیخ سنی تھی اور اس سے تھوڑا دور ہو کر سائیڈ
لیپ آن کر دیا۔۔۔۔

کمرہ پورا روشنی میں نہا گیا تھا۔۔۔

عرش نے اسے دیکھا جس کے چہرے پر آنسو کے نشان تھے۔۔۔ اور وہ شکایتی
نظروں سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

کیوں آئے ہیں آپ۔۔۔۔ اس نے سنجیدگی سے پوچھا۔۔۔۔ جبکہ دل اس کو
اتنے عرصے بعد دیکھ کر بری طرح دھڑک رہا تھا۔۔۔

یہی سوال میں تم سے پوچھتا ہوں۔۔۔۔ میرے نکاح میں ہوتے ہوئے تم
میرے گھر سے نکل کر یہاں کیوں آئی۔۔۔۔

سالار کے چہرے پر سنجیدگی تھی۔۔۔۔

کیونکہ میں آپ کی شادی شدہ لائف میں کوئی ڈسٹر بنس نہیں چاہتی تھی۔۔۔۔
اس نے عرش کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا۔۔۔۔

عرش کو غصہ تو بہت آیا اس کی بات پر مگر ناجانے کیوں اس کے سامنے آتے ہی
سارا غصہ جاگ کی طرح بیٹھ گیا۔۔۔۔

نہیں ریزن یہ نہیں ہے بلکہ ریزن یہ ہے کی تم مجھ سے چھپ کر مجھے اپنے پیچھے
پاگل کرنا چاہ رہی تھی تم چاہتی تھی میں پاگل ہو جاؤں جس میں تم کامیاب رہی
ہو۔۔۔۔۔ وہ سرد لہجے میں بولتا کلیپنک کر گیا۔۔۔۔

عقیٹ نے کوئی جواب نہیں دیا وہ تو ابھی تک صدمے میں تھی کہ عرش کو اس
---- کے ٹھکانے کا پتہ کیسے چلا

کیونکہ جس نے اس کی مدد کی تھی وہ وعدہ توڑنے والوں میں سے نہیں
تھی----

جواب دو۔۔۔ وہ سختی سے اس کا بازو دبویچ گیا تھا۔۔۔

Novelistan

بولو کیا چاہتی تھی تمہاری محبت میں سڑکوں کی خاک چھانتا پھروں یا خودکشی
کر لوں----

وہ نہایت سنجیدگی سے بولتا نظریں اس کے چہرے پر ٹکا گیا۔۔۔۔

میں ایسا کچھ نہیں چاہتی تھی۔۔۔۔ میں اس لئے چھوڑ کر آئی کیونکہ میں سوتن
۔۔۔۔ برداشت نہیں کر سکتی

میں اپنے شوہر کو کسی اور کے ساتھ بانٹنے کی ہمت نہیں رکھتی تھی۔۔۔۔
وہ جب بولی تو لہجے میں بے بسی ہی بے بسی تھی۔۔۔۔

کیونکہ وہ تھک گئی تھی۔۔۔۔ اپنے اندر ساری تکلیفوں کو برداشت کر کے وہ
بکھر گئی تھی۔۔۔۔ جب سے اسے اپنے ماں بننے کا پتہ چلا وہ دہرے ازیت میں
مبتلا تھی۔۔۔۔

جب وہ اکیلی تھی تب اسے صرف اپنی فکر تھی مگر وہ اپنے بچے کو باپ کے ہوتے
ہوئے کسی اور کے درپردہ میں نہیں لانا چاہتی تھی۔۔۔۔

وہ اپنی اولاد کے لیے ماں اور باپ دونوں کی محبت چاہتی تھی۔۔۔۔۔
مگر اس میں ہمت نہیں تھی واپس جانے کی وہ خاندانہ ہاؤس اپنی مرضی سے چھوڑ
کر آئی تھی۔۔۔۔۔

وہ تو خواب میں بھی نہیں سوچ سکتی تھی وہ شخص اس کے لئے اتنا پریشان
ہو گا۔۔۔ اسے تو لگا تھا اس کے جانے پر وہ جشن منائے گا۔۔۔۔۔

Novelistan

مگر یہ کیا وہ تو عرش کا دوسرا ہی روپ دیکھ رہی تھی یہ وہ عرش تو نا تھا جو اس کے
ہوتے ہوئے دوسری شادی کی بات کر رہا تھا۔۔۔۔۔

یہ وہ عرش تھا جو اس کی محبت میں پاگل لگ رہا تھا۔۔۔۔۔

وہ ٹھیک سے حیران بھی نہیں ہو پائی تھی جب عرش نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اپنی جانب کھینچا۔۔۔ اور زور سے اپنے سینے میں بھینچا تھا۔۔۔ بے حد بے
۔۔۔ قراری تھی اس کے لمس میں

اپنے دونوں بازو اس کے گرد سختی سے باندھ رکھے تھے۔۔۔
اس کی گرفت اتنی سخت ترین تھی کہ عقیدت کے لئے سانس لینا مشکل ہو گیا۔۔۔ اس کی کلون کی خوشبو اس کے سانسوں میں بری طرح سوار ہو رہی تھی۔۔۔۔۔

اوپر سے اس کا اس طرح حق سے سینے میں بھینچنا اس کے سینے میں موجود
دھڑکن کی رفتار بڑھا گیا۔۔۔۔

عقیدت نے کوئی مزاحمت نہیں کی ایک سکون کی لہر تھی جو اس کے وجود میں
سرائیت کرتی جا رہی تھی۔۔۔۔ اس نے آسودگی سے آنکھیں موند لیں دل
سے شدت سے دعا نکلی کہ یہ لمحہ یہی رک جائے۔۔۔۔ اس نے اپنے دونوں
ہاتھ اٹھا کر بے خیالی میں اس کے پشت پر رکھ دیئے

۔۔۔ اور سکون سے اپنی آنکھیں موند لیں

محبت ہو گئی ہے مجھ سے۔۔۔۔ عرش کی دھیمی سرگوشی اس کی سماعتوں سے
۔۔۔۔ ٹکرائی

اس نے میکانیکی انداز میں سر ہلا دیا۔۔۔۔
آنکھیں بند ہونے کے باوجود عرش اس کے گردن جنبش محسوس کرتا مسکرا
دیا۔۔۔۔ دھڑکنوں میں ایک سکون کی لہر دوڑ گئی تھی۔۔۔۔

پھر کیوں نہیں روکا مجھے دوسری شادی سے۔۔۔۔۔ عرش نے شکایتی لہجے میں
پوچھا۔۔۔۔۔

وہ جو اس کے آغوش میں سکون محسوس کر رہی تھی جھٹکے سے اس سے الگ
ہوئی۔۔۔۔۔

اپنی دھڑکنوں کو ہموار کرنے کی کوشش کی جو اس کے پاس آنے پر بری طرح
دھڑک رہا تھا۔۔۔۔۔

ڈھیر سارے آنسو آنکھوں میں جمع ہو گئے۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ عرش نے حیرت سے اسے دیکھا جو اس سے نگاہیں چرا رہی تھیں

اس نے ایک قدم آگے بڑھایا تھا۔۔۔۔ مگر عقیدت نے ہاتھ اٹھا کر روک دیا

پلیز چلے جائیں۔۔۔۔ مج مجھے آپ کی ضرورت نہیں۔۔۔۔ اس نے جب بولا تو
عرش نے خونخوار نظروں سے اسے گھورا۔۔۔۔

مجھے تمہاری ضرورت ہے۔۔۔۔ چلو جلدی سے۔۔۔۔ وہ اٹھتا اسے بھی بستر سے
اٹھا گیا۔۔۔۔

آپ کو میری ضرورت نہیں اس لئے آپ نے میرے ہوتے دوسری شادی کی
۔۔۔۔ ہے۔۔۔۔ اس نے شکوہ کناں نظروں سے اسے دیکھا

میں نے کوئی شادی نہیں کی وہ صرف ایک ناٹک تھا ڈیم اٹ
تمہیں بات سمجھ کیوں نہیں آرہی محبت کرتا ہوں تم سے صرف تم سے
۔۔۔۔۔ اسلئے تم سے شادی کی

۔۔۔۔۔ شدید محبت ہو گئی ہے تم سے
وہ اس کے سر پر کھڑا غصے سے چیخ پڑا۔۔۔۔۔
Novelistan

عقیدت نے حیرانگی سے اسے دیکھا۔۔۔۔۔
ک۔۔۔ کیا۔۔۔ آپ نے سچ میں شادی نہیں کی۔۔۔
اس نے چمکتی آنکھوں سے پوچھا۔۔۔۔۔

شادی تو میں کر چکا ہوں۔۔۔ اس کی آنکھوں کی دیپ جو اس کے شادی نا
کرنے پر جل اٹھے تھے ایک دم بجھ گئے۔۔۔

دھڑکنوں کی رفتار ایک دم سست ہو گئی تھی۔۔۔

عرش نے بغور اس کا چہرہ دیکھا تھا۔۔ اس کا چہرہ دیکھ اس نے اپنی اٹڈ آنے والی
۔۔ مسکراہٹ بڑی مشکل سے روکی تھی

۔۔۔ عرش اس کی طرف بڑھا دیکھو عقیدت

چھوڑیں مجھے۔۔۔ اس نے خود کو چھڑانے کی کوشش کی۔۔

تمہیں چھوڑوں گا تو کس کو پکڑوں گا اکلوتی بیوی ہو تم میری۔۔۔۔

-- وہ اس کا سر زبردستی اپنے سینے سے لگانے کی کوشش کی
عقیدت نے حیران نظروں سے اسے دیکھا جو مشکل سے اپنی مسکراہٹ ضبط
کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔

--- جب اسے بات سمجھ آئی وہ اس کے سینے پر زور زور سے مکے برسانے لگی

Novelistan

بہت گندے ہیں آپ بہت میں آپ سے بات نہیں کرونگی وہ روتے ہوئے اس
---- کے سینے سے لگ گئی

--- دل سے ایک بہت بڑا بوجھ سرک گیا تھا

مسکراہٹ اور آنسو کا وہ ملا جلا امتزاج اتنا خوبصورت تھا کہ عرش بے ساختہ اس
---- کے ہونٹوں پر جھک گیا



--- رات دیر سے وہ گھر آیا تھا۔۔۔ تھوڑی دیر میں اسے واپس بھی جانا تھا
وہ کمرے میں داخل ہوا تو وہ دونوں ماں بیٹی اپنی اپنی عادت سے مجبور بیڈ پر پھیل
کر سو رہے تھے۔۔۔

وہ اسٹڈی روم میں جا کر بند ہو گیا۔۔۔
آدھے گھنٹے میں اپنا کام مکمل کرتا باہر نکلا تو شفا اپنی جگہ بدل چکی تھی۔۔۔

وہ قدم قدم چلتا اس کی طرف گیا اور جھک کر شفا کے گال پر لب رکھے۔۔۔۔

اس نے کسمسا کر کروٹ بدل لی۔۔۔۔

اسے اس کایوں منہ موڑنا پسند نہیں آیا اس لئے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتا کھینچ کر

اسے سیدھا کیا اور اس کے چہرے ہر جھک گیا۔۔۔۔

شفا کی ایک دم سے آنکھ کھلی تھی خود پر جھکے آدم خامزادہ کو دیکھ کر اس کی سانسیں
رک گئی تھی۔۔۔۔

Novelistan

وہ اپنی طلب پوری کرتا اس سے دور ہو کر اسے دیکھنے لگا جو اپنی سانسیں روکے

پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

۔۔۔ سانس لو۔۔۔ آدم نے سنجیدگی سے کہا

اس کا صدمہ ناٹوٹا دیکھ وہ اس کے گال پر جھک گیا اور وہاں اپنی بئیر ڈزر گڑتا
اس کے جسم میں سنسنی دوڑا گیا تھا۔۔۔۔

شفا ایک لمبی گہری سانس لیتی اپنا چہرہ موڑ گئی۔۔۔۔ اس کی شفاف گردن آدم
خانزادہ کے سامنے تھی جہاں اس کے کان کے پیچھے ایک تل تھا۔۔۔۔

اس تل پر نظر پڑتے ہی آدم اس پر کسی شکاری کی طرح جھپٹا تھا۔۔۔۔
اور اپنے لبوں کے لمس سے وہ اسے کانپنے پر مجبور کر گیا تھا۔۔۔۔
دیوانگی کا عجیب عالم تھا اس کا دل شفا کو چھوڑ کر جانے پر آمادہ ہی نہیں تھا۔۔۔۔

پ۔۔۔۔ پلینز۔۔۔۔ وہ اس کی دیوانگی پر لرز کر رہ گئی۔۔۔۔ اس نے بیڈ شیٹ کو اپنی
مٹھیوں میں بھینچ رکھی تھی۔۔۔۔

آدم اپنی جنونیت اس کی گردن پر دکھاتا اس سے دور ہوا تھا۔۔۔۔ اور خمار آلود
۔۔۔۔ نظروں سے اسے دیکھنے لگا

ایک ہفتہ ہے آپ کے پاس اچھے سے خود کو تیار کر لیں۔۔۔۔
اس کے بعد ایک بھی رات آپ میری اجازت کے بغیر سو نہیں پائیں گی
۔۔۔۔ وہ سنجیدگی سے بولتا اسے کپکپانے پر مجبور کر گیا تھا۔۔۔۔
وہ جھک کر اس کے ماتھے پر بوسہ دیتا کمرے سے نکل گیا۔۔۔۔

اس کے نکلنے کے بعد شفا نے اپنی اٹکی سانس بحال کی۔۔۔۔



آپ جا کر آیت بی بی کو بلا کر لائیں۔۔۔ بالاج نے ناشتے کے ٹیبل پر بیٹھتے ملازمہ سے کہا۔۔۔۔

جہاں پہلے ہی اماں جان کے ساتھ ہانیہ اور فرجاد بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔۔

تم رہنے دو ہانیہ تم بھابھی کے لئے ناشتہ نکال کر دو یہ دے آئے گی۔۔۔۔

اماں جان نے ملازمہ کو روکتے ہانیہ سے سنجیدگی سے کہا۔۔۔۔

کوئی ناشتہ نہیں جائے گا کمرے میں تم اسے بلا کر لاؤ ابھی۔۔۔ بالاج نے بھی

سنجیدگی سے کہا۔۔۔۔

میں نے کہا نا ناشتہ لے کر جانا تو لے کر جانا۔۔۔۔۔ اماں جان نے ملازمہ کو دیکھتے
زرا سختی سے کہا۔۔۔۔۔

ہانیہ جلدی سے آیت کے لئے ناشتہ نکالنے لگی اور بالاج اماں جان کا غصے سے لال
۔۔۔۔۔ پڑتا چہرہ سنجیدگی سے دیکھنے لگا

کیونکہ اس کے حساب سے اس نے کچھ بھی غلط نہیں کیا تھا اور اماں جان کا
ناراض ہونا اسے بالکل اچھا نہیں لگا تھا۔۔۔۔۔

وہ دو دن سے بالکل بھی اس سے بات نہیں کر رہی تھی اور اس کی بیوی کو بھی
۔۔۔۔۔ اپنے کمرے میں لے گئیں تھیں یہ بات اس سے ہضم نہیں ہو رہی تھی

فرجاد خاموشی سے اپنا ناشتہ کرنے لگا۔۔۔ اور ایک نظر دونوں کو بھی دیکھ
لیتا۔۔۔

کب تک میری بیوی کو اپنے پاس رکھنے کا ارادہ ہے آپ کا۔۔۔ بالاج نے براہ
راست اماں جان سے پوچھا

فرجاد اس سے کہہ دو مجھ سے بات مت کرے۔۔۔ اس نے میری تربیت کو
سوالیہ نشان بنا دیا سب کے سامنے۔۔۔

اماں جان نے جس قدر غصے میں کہا

بالاج کو بہت دکھ ہوا تھا۔۔۔ آنکھیں ضبط سے لال ہو گئیں تھیں اس کی۔۔۔

--- آپ ان گھٹیا لوگوں کی وجہ سے مجھ سے ناراض ہو رہی ہیں
کیا آپ اپنے بیٹے بہو کا خون بھول گئیں جو اس گالی --- کی وجہ سے ایکسیڈنٹ
میں ان کا بہا تھا۔۔۔ آپ ان کے جنازے بھول گئیں جو اسی گھر سے اٹھے
تھے۔۔۔ ایک ساتھ

آپ اپنی پوتی کو بھول گئیں جسے اس درندے نے مار دیا تھا۔۔۔۔
وہ جب بولنے پر آیا تو انہیں سب کچھ یاد دلا گیا اس کی
--- دھاڑ سن کر آیت ڈرتے ہوئے باہر آئی تھی

جہاں وہ ڈانگ ہال میں کھڑا چیخ رہا تھا۔۔۔

اس کے ماتھے اور بازو کی ابھری ہوئی نسیمیں اس کے ضبط کا پتہ دے رہی
تھی۔۔۔۔

آپ کو کیا لگتا ہے میں اس کو چھوڑ دوں گا۔۔۔۔ کبھی نہیں اسے اپنے کئے کی سزا
ملے گی۔۔۔۔

پہلے سوچا تھا اسے آیت کے ذریعے سزا دوں گا اس کی بہن کو بھی اسی تکلیف سے
گزاروں گا جو اس نے میری بہن کو دی۔۔۔۔

Novelistan

لیکن یہ کمبخت دل اس معاملے میں آپ کے پوتے کے ساتھ دغا کر گیا۔۔۔۔
وہ دو دن سے میرے کمرے میں نہیں ہے تو مجھے لگ رہا میں سانس نہیں لے پا رہا

۔۔۔۔

اتنی ضروری ہو گئی ہے وہ آپ کیوں نہیں سمجھ رہی اماں جان

وہ آخر میں ان کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھتا ان کے ہاتھ تھام گیا۔۔۔۔۔

فرجاد مزید برداشت نہ کر پاتا وہاں سے نکل گیا تھا۔۔۔۔۔

آپ تو سمجھیں مجھے۔۔۔۔۔ اس کی بات پر اماں جان اپنے آپ کو مزید سخت نہیں
کر سکی اور جھک کر اسے سینے سے لگا گئیں آنسوؤں ان کی بوڑھی آنکھوں سے
۔۔۔۔۔ نکل کر جھریوں زدہ چہرے پر گرنے لگیں

آیت نے یہ منظر دیکھ کر دیوار کا سہارا لیا تھا۔۔۔۔۔ اسے ان دونوں سے بہت
ہمدردی ہوئی تھی۔۔۔۔۔

اس کی اپنی آنکھیں بھی نم تھی۔۔۔۔ مگر وہ اپنی فیملی کو قصور وار ماننے کو تیار
نہیں تھی اس کا دل کہہ رہا رہا ضرور کچھ مسنگ ہے جس کی وجہ سے یہ لوگ غلط
فہمی کا شکار ہوئے۔۔۔۔

۔۔۔۔ وہ کچھ سوچ کر وہاں سے واپس اپنے اور بالاج کے کمرے میں آگئی



آج سنڈے تھا اس لئے سالار گھر پہ ہی تھا۔۔۔۔ ناشتے کے بعد سب لاؤنج میں
بیٹھے تھے سجدہ بیگم اور فروا بیگم ملازموں سے اپنی نگرانی میں پورے گھر کی
۔۔۔۔ صفائی کروا رہی تھی

جبکہ سالار موبائل میں مصروف تھا۔۔۔۔

جزا کب سے اس کے نکلنے کا انتظار کر رہی تھی تاکہ وہ جائے تو جزا آرام سے نکل جائے مگر سالار تھا کہ وہاں سے اٹھنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔۔۔۔ نا اس کا کوئی ارادہ نظر آرہا تھا۔۔۔۔

اس نے گھڑی میں ٹائم دیکھا صبح کے گیارہ بجنے والے تھے۔۔۔۔

Novelistan

امی مجھے اپنی دوست سے ایک کام ہے ایک دو گھنٹے تک آ جاؤں گی۔۔۔۔ وہ اپنا بیگ کندھے پر لٹکائے فروا بیگم کے سامنے آ کر بولی۔۔۔۔

کیونکہ جب سے شادی ہوئی تھی امی کچھ زیادہ ہی سختی کرنے لگی تھی اس پر اس
لئے بنا اجازت اب اسکا گھر سے نکلنا مشکل ہو گیا تھا۔۔۔۔

فروا بیگم نے اسے گھور کر دیکھا۔۔۔۔

شوہر تمہارا اتنے وقت بعد گھر پر ہے اس پر توجہ دو یہ باہر سیر سپاٹے کرنا چھوڑ
دو۔۔۔۔ کہہ کر وہ دوبارہ اپنے کام کی طرف متوجہ ہو گئی۔۔۔۔

جزانے ایک نظر سالار کو دیکھا جو ایسے موبائل میں مگن تھا جیسے اس کے علاوہ
وہاں کوئی دوسرا موجود ہی نا ہو۔۔۔۔

امی بس ایک گھنٹے کی بات ہے میں آجاؤں گی جلدی۔۔۔۔ اس نے دوبارہ
کوشش کی۔۔۔

فکر مت کرو جس کام کی نیت سے تم جانا چاہتی ہو اس کام کی ضرورت نہیں
پڑے گی۔۔۔۔

سالار کی زو معنی بات پر اس نے جھٹکے سے مڑ کر دیکھا جواب سامنے سے شفا کے
ساتھ آتی منت کو گود میں بٹھا گیا تھا۔۔۔۔

ک۔۔۔۔ کیا مطلب ہے آپ کا۔۔۔۔ اسے اپنی چوری پکڑے جانے کا ڈر بہت
تھا۔۔۔۔

مگر اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔۔۔۔

(منت نے تاتو تو بوت مت تیا۔۔۔۔ (منت نے چاچو کو بہت مس کیا

منت تو تلی زبان میں بولتی اس کے گال پر کسکر گئی۔۔۔۔

چاچو نے بھی منو کو بہت مس کیا۔۔۔۔ سالار نے مسکراتے ہوئے۔۔۔ اس کے

۔۔۔۔۔ ماتھے کا بوسہ لیا تھا

فروا بیگم نے اس کو اتنے ٹائم بعد مسکراتے دیکھ کر ہمیشہ خوش رہنے کی دعادی
تھی۔۔۔۔

اللہ پاک سالار کو بھی جلدی سے ایک پیاری سی بیٹی سے نوازے۔۔۔۔ سجدہ بیگم
نے اسے خوش دیکھ کر دعادی۔۔۔۔

سب نے ایک ساتھ آمین کہا تھا۔۔۔۔ جس میں سالار کی آواز بھی شامل
تھی۔۔۔۔ ان کی بات پر جزاکان کی لوتک سرخ ہوئی تھی۔۔۔۔

انشاء اللہ چھوٹی امی بہت جلد آپ دادی بنیں گی۔۔۔ سالار کی بات پر سوائے
۔۔۔ جزا کے سب مسکرا دی

مگر اس کے چہرے کی ہوائیاں اٹھ گئی تھی۔۔۔ اس کی چھٹی حس اسے بہت
کچھ آگاہ کر رہی تھی۔۔۔

ایک دم داخلی دروازے پر نظر پڑتے ہی اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں
۔۔۔ تھیں

سب ہی کی نظریں دروازے پر اٹھی تو پلٹنا بھول گئیں۔۔۔۔ ایک پرانا سا
منظر پھر اپنا وقت دہرا رہا تھا۔۔۔

سر کوئی ارمان نیازی ملنا چاہتے ہیں آپ سے۔۔۔۔ بالاج کی سیکرٹری نے اسے
۔۔۔۔ آکر اطلاع دی

فرجاد سے کہیں اسے ڈیل کر لے۔۔۔۔ بالاج نے بنا سنا اٹھائے جواب دیا اور
۔۔۔۔ اپنے کام میں مگن رہا

۔۔۔۔ تقریباً پندرہ منٹ بعد اس کے آفس میں داخل ہوا تھا
یہ شخص میرے ہاتھوں سے قتل ہو جائے گا۔۔۔۔ اس نے منہ بنا کر کہا اور
۔۔۔۔ آفس میں ادھر سے ادھر چکر لگانے لگا

کیوں کیا ہوا۔۔۔۔۔ بالاج نے سکون سے پوچھا جبکہ نظریں اب اسی کے
۔۔۔۔۔ چہرے پر ٹکی ہوئی تھی

کمینہ انسان مدد کے عوض آپ کے اور میرے لئے لڑکی کی آفر کر کے گیا
ہے۔۔۔۔ فرجاد کے لہجے میں ارمان نیازی کے لیے بے انتہا ناگواری
تھی۔۔۔۔

بالاج کی بھی آنکھیں غصے سے لال ہو گئیں تھی۔۔۔۔ مگر وہ سنجیدگی سے فرجاد
کو دیکھتا رہا۔۔۔۔

آپ کا اس کی مدد کرنا میری سمجھ میں نہیں آیا۔۔۔۔ آپ کو چاہئے تھا اس کو
اچھا سا سبق سکھاتے پوری زندگی یاد رکھتا۔۔۔۔ بھابھی کو اغوا کروانے والا یہی
انسان تھا۔۔۔۔

فرجاد نے اسکی خاموشی پر مزید کہا۔۔۔۔

بالاج فائل بند کرتا مسکراتا چیئر پر ٹیک لگا گیا۔۔۔۔

میرے نزدیک دنیا کا سب سے بڑا گنہگار پتہ ہے کونسا شخص ہے۔۔۔۔ اس نے
فرجاد سے پوچھا۔۔۔۔

جو عورت کی عزت نہیں کرتا اور اسے کھلونا سمجھتا ہے۔۔۔۔
فرجاد نے فوراً جواب دیا۔۔۔۔



تو کیا ارمان نیازی کی سزا بس اس کو سبق سکھانا تھوڑی تھا۔۔۔۔ اس نے بالاج
بیوی کو اغوا کیا تھا اس کی سزا تو اسے مل کر رہے گی اور وہ ایسی سزا ہوگی جو وہ
پوری زندگی یاد رکھے گا۔۔۔۔

تم بس دیکھتے جاؤ۔۔۔۔۔ بالاج پر سوچ نظروں سے دیکھتا اپنا ارادہ ظاہر کر
گیا۔۔۔۔۔

بالاج اس کی بات سمجھ کر سر ہلاتا اٹھا گیا۔۔۔۔۔
کہاں جا رہے ہو۔۔۔۔۔ اس کو جاتا دیکھ بالاج نے پوچھا۔۔۔۔۔

وہ ہانی کی طبیعت تھوڑی خراب ہے ایک دو دن سے اسے ہاسپٹل لے کر جانا ہے

او کے جاؤ تم۔۔۔۔۔ لیکن رات تک اکاؤنٹ والا کام مکمل کر لینا۔۔۔۔۔ بالاج کے
کہنے پر وہ سر ہلا کر نکل گیا۔۔۔۔۔



عرش کے ساتھ عقیدت کو دیکھ سب حیران ہو گئے تھے۔۔۔۔

وہ اس کے پیچھے چپ کر کھڑی تھی۔۔۔۔
عرش اسے کو لے کر سب سے پہلے سجدہ بیگم کے سامنے آیا جو حیران کھڑی
تھی۔۔۔۔

امی۔۔۔۔ عرش کے پکارنے پر وہ ہوش میں آئیں اور آگے بڑھ کر
عقیدت کو سینے سے لگا گئیں اس کو دوبارہ اپنے بیٹے کے ساتھ کھڑے دیکھ ان
۔۔۔۔ کے دل کا بوجھ ایک دم زائل ہو گیا تھا

وہ ہر نماز میں بس یہی دعا کرتی کہ عقیدت جلدی سے مل جائے۔۔۔ اور آج
اسے سامنے دیکھ کر ان کا دل پر سکون ہو گیا تھا۔۔۔۔۔

مجھے معاف کر دو بیٹا میں نے بہت غلط کیا تمہارے ساتھ میں بہت شر مندہ ہوں

۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ سجدہ بیگم اس کا ماتھا چومتی شر مندگی سے بولیں

پلیز ایسا مت کہیں۔۔۔۔۔ آپ۔ مجھ سے بڑی ہیں آپ کو حق ہے بولنے کا

۔۔۔۔۔ عقیدت جو پہلے ہی گھبرائی ہوئی تھی۔۔۔ ان کے اس طرح معافی مانگنے

پر شر مندہ ہو گئی۔۔۔

پائی۔۔۔ تم مجھے معاف کر دو۔۔۔

معافی مانگیں گی۔۔۔۔



۔۔۔ شفا سے بھی ملی

گندیں

جزا کی حیران نظریں ابھی تک عقیدت پر ٹکی تھی۔۔

جبکہ ایک واحد سالار ہی تھا جس کا سارا دھیان اپنی بیوی کے رنگ اڑے چہرے
کی طرف تھا۔۔۔۔

لگتا ہے صدمہ بہت گہرا لگا ہے۔۔۔۔ وہ اس کے کان کے پاس جھکتا گھمبیر آواز
میں سرگوشی کر گیا۔۔۔۔

وہ جو ابھی تک حیرت میں مبتلا تھی اپنے کان کے پاس سرگوشی پر۔۔۔۔ اپنے منہ
سے نکلنے والی چیخ کو روک نہیں پائی تھی۔۔۔۔

اس کی چیخ سن کر سب اس کی طرف متوجہ ہو چکے تھے۔۔۔۔

فروا بیگم نے گھور کر اپنی بیٹی کو دیکھا۔۔۔۔۔

کیا ہوا آپ ٹھیک ہیں۔۔۔۔۔ شفا نے پریشانی سے پوچھا۔۔۔۔۔

کک کچھ نہیں بس گردن پر کسی چیونٹی نے کاٹ لیا شاید۔۔۔۔۔ وہ سب کے
سامنے شرمندہ ہو گئی تھی۔۔۔۔۔

اس لئے دانت پیس کر سالار کی جانب دیکھا جو واپس منت کے پاس بیٹھا اسے
اپنے موبائل میں کچھ دکھانے میں مصروف تھا۔۔۔۔۔

اسلام علیکم۔۔۔۔۔ آدم خانزادہ کی بھاری گھمبیر آواز پر سب نے دروازے کی
سمت دیکھا تھا۔۔۔۔۔

سفید شلوار قمیض میں براؤن پشاور کی چپل پہنے آستین کہنیوں تک فولڈ کئے
۔۔ کلائی میں مہنگے برینڈ کی گھڑی پہنی ہوئی تھی

اپنے وجیہہ پر سنیلٹی کے ساتھ وہ شفا کی دل کہ دھڑکنیں بڑھا گیا تھا۔۔۔۔

سب نے یک زبان ہو کر اسکے سلام کا جواب دیا تھا۔۔۔۔

نظر لگ جانے کے ڈر سے شفا اپنی نظروں کا زاویہ بد گئی۔۔۔

آدم خانزادہ اپنے بھاری قدم اٹھاتا شاپر ٹیبل میں رکھ کر سالار سے منت کو اٹھا
لیا۔۔۔۔

اور شفا کے ساتھ ٹو سیٹر صوفے پر پھیل کر بیٹھ گیا۔۔۔۔۔

اس کے اس طرح سب کے سامنے پاس بیٹھنے پر شفا سمٹ کر تھوری دور ہوئی
تھی۔۔۔۔۔ چہرہ اتنے میں ہی سرخ ہو گیا تھا۔۔۔۔۔

آدم یہ کیا یہ۔۔۔۔۔ فروا بیگم نے شا پر کی طرف اشارہ کر کے پوچھا جو کسی
بیکری کا تھا۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ امی مٹھائی ہے یہ۔۔۔۔۔ اس نے سنجیدگی سے جواب دیا

اتنی مٹھائی خیریت ہے کوئی خوشی کی خبر ملی ہے کیا۔۔۔

انہوں نے خوشی سے پوچھا۔۔۔۔۔

یہ آپ سالار سے پوچھیں میں تو اسی کے میسج کرنے پر آتے ہوئے لے کر آیا
ہوں۔۔۔۔ وہ سنجیدگی سے بولتا اپنی بیٹی کی طرف متوجہ ہو گیا تھا جو اسے کان
میں کچھ بتا رہی تھی۔۔۔۔۔

اب سب نے سوالیہ نظروں سے سالار کی طرف دیکھا تھا۔۔۔۔ جبکہ جزا آہستہ
آہستہ اپنے شوہر کی کارستانی سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔۔۔
آپ سے کہا تھا نا بہت جلد دادی بنیں گی آپ تو منہ میٹھا کیجیے مبارک ہو
آپکو۔۔۔۔۔

۔۔۔۔ سالار ایک مٹھائی کا ٹکڑا نکالتا سجدہ بیگم کے منہ سے لگا گیا

۔۔۔ فروا بیگم جلدی سے آگے بڑھ کر جزاکا ماتھا چوم گئی
میں بہت خوش ہوں تمہارے لئے۔۔۔۔۔ فروا بیگم خوشی سے لبریز آواز میں
بولی۔۔۔۔۔

وہ ہونکوں کی طرح فروا بیگم کو دیکھنے لگی۔۔۔

۔۔۔ سجدہ بیگم بھی اسے تھام کر گلے لگا چکی تھی

ایسا کچھ نہیں ہے جیسا آپ لوگ سمجھ رہے ہیں۔۔۔۔۔ آخر اس نے تنگ

آکر کہا۔۔۔۔۔

اس کی بات پر سب پریشان ہو گئے تھے۔۔۔۔
کیا مطلب کیا میں دادی نہیں بننے والی۔۔۔۔ سجدہ بیگم نے نا سمجھی سے
پوچھا۔۔۔۔

۔۔۔۔ بننے والی ہیں مگر میرے ساتھ ایسا کچھ نہیں ہے پلینز
وہ شرم سے گردن نہیں اٹھا پارہی تھی۔۔۔۔
شفا بھی پریشانی سے سب سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی جبکہ عقیدت اپنی گردن
جھکائے کھڑی تھی۔۔۔۔

تو کیا سالار نے جھوٹ کہا۔۔۔۔

نہیں سالار نے بھابھی کی بات کی ہے۔۔۔۔ میری نہیں وہ فروا بیگم کی بات پر
عقیدت کی طرف اشارہ کر گئی۔۔۔۔

سب کو اپنی طرف دیکھ کر عقیدت شرم سے زمین میں گڑھنے والی ہو گئی
تھی۔۔۔۔

۔۔۔۔ عرش کی آنکھیں بھی حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں تھیں

Novelistan

اس کے چہرے ہر موجود شرم و حیا نے انہیں سب راز افشاء کر دیئے تھے۔۔۔۔

مبارک ہو بڈی۔۔۔۔ سالار مسکراتا عرش کے گلے لگ گیا۔۔۔۔

عرش کے چہرے پر ایک بھرپور مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔۔۔۔

خیر مبارک مجھے بھی موقع دو جلدی تاکہ میں بھی تمہیں مبارکباد دے
سکوں۔۔۔۔

۔۔۔۔ وہ مسکرا کر کہتا اس سینے میں بھیج گیا

انشاء اللہ۔۔۔۔ سالار نے مسکرا کر کہا۔۔۔۔

فروا بیگم خوشی سے اپنی بہو کا چہرہ چومے جا رہی تھی۔۔۔۔ سب کے ہی چہرے
خوشی سے کھل گئے تھے۔۔۔۔

عرش کا چہرہ بھی خوشی سے تھمتھما رہا تھا جبکہ عقیدت شرمائی سی سب کے بیچ
بیٹھی تھی عرصے بعد وہ دل سے مسکرا رہی تھی۔۔۔۔

ویسے آپ کو کیسے پتہ چلا بھابھی کا۔۔۔۔۔

یہ سوال وہاں سے آیا تھا جہاں سے کسی نے امید نہیں کی تھی۔۔۔۔۔ آدم نے داد
دیتی نظروں سے اپنی بیوی کو دیکھا تھا جبکہ سب کی نظریں جزا کی طرف تھیں

۔۔۔۔۔

بتاؤ جزا۔۔۔۔۔ عرش نے سنجیدگی سے پوچھا تو عقیدت اور جزا نے ایک دوسرے
کو گھبرا کر دیکھا تھا۔۔۔۔۔

... جس نے وہاں بیٹھے لوگوں کو بہت کچھ سمجھا دیا تھا
مطلب تم شروع سے سب جانتی تھی۔۔۔۔۔ عرش نے بے یقینی سے پوچھا

۔۔۔۔۔

جزاشر مندگی سے اپنا سر جھکا گئی۔۔۔۔۔ سالار کا اس کا سر جھکانا بالکل پسند نہیں
آیا۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ میری بیوی سب جانتی تھی انفیکٹ یہ لگاتا رہا ان سے ملنے جاتی رہی ہے
لیکن یہاں سے جانے کا فیصلہ بھابھی کا اپنا تھا اگر جزا ان کی مدد نہیں کرتی تو وہ خود
کہیں چلی جاتی پھر تمہیں تو ملنے سے رہی تھی۔۔۔۔۔ اس لئے میری بیوی کو
گھورنے کے بجائے شکریہ ادا کرو۔۔۔۔۔ سالار نے عرش کو گھور کے کہا تھا جو
اس کے سامنے بیٹھ کے اسی کو بیوی کو غصے سے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔

جزا نے حیرانگی سے سالار کو دیکھا جس میں اتنے سالوں بعد سالار کی پرانی جھلک
نظر آئی تھی۔۔۔۔۔

پہلے بھی وہ ایسے ہی اس کی غلطیوں پر اسے سب سے بچا لیتا تھا۔۔۔۔

تو اسے مجھے بتانا چاہیے تھا عرش نے ناراضگی سے کہا۔۔۔۔

اس سوال کا جواب تم اپنی بیوی سے پوچھو۔۔۔۔ سالار نے سنجیدگی سے جواب

دیا۔۔۔۔

وہ اپنی بیوی کو تنگ کرنا چاہتا تھا مگر اپنی بیوی کو سب کے سامنے غلط ثابت ہوتے

۔۔۔ بھی نہیں برداشت کر سکتا تھا

روم میں آئیں۔۔۔۔ آدم شفا کے کان کے پاس جھک کر کہتا منت کو فروا بیگم

کے حوالے کرتا وہاں سے اٹھ گیا۔۔۔

شفانے ہڑ بڑا کر سب کو دیکھا مگر سب اپنے دھیان میں تھے۔۔۔
وہ بھی آہستہ سے وہاں سے اٹھ کر کمرے کی طرف بڑھ گئی۔۔۔

میں نے جزا کو قسم دی تھی کہ وہ میرے بارے میں کسی کو نا بتائے اور نا گھر کی
۔۔۔ کوئی بھی بات مجھے بتائے

ورنہ میں اس گھر کو چھوڑ کر چلی جاؤنگی۔۔۔



اس لئے وہ مجبور تھی کسی کو کچھ نہیں بتایا۔۔۔ سب کو اپنی طرف سوالیہ
نظروں سے دیکھتے دیکھتے اس نے دھیمے سے جواب دیا تھا۔۔۔

بس چھوڑو جو ہوا سو ہوا خوشی کا دن ہے آج۔۔۔ کوئی لڑائی بحث نا کرو۔۔۔

---- سجدہ بیگم نے سب کو جھڑکا تھا۔۔۔ خوشی سے انکا چہرہ دمک رہا تھا



تیار ہو جائیں دس منٹ میں ہمیں جانا ہے۔۔۔ آدم نے مصروف انداز میں کہا
اور واش روم میں گھس گیا۔۔۔

Novelistan

شفا تھوڑی دیر اس کے باہر نکلنے کا انتظار کرتی رہی تاکہ اس سے پوچھ سکے کہاں
---- جانا ہے مگر پھر بعد میں پوچھنے کا سوچتی وہ اپنا ابایا اور شوز نکال کر لائی تھی

جو کچھ دن پہلے آدم اس کے لئے لایا تھا۔۔۔۔۔ وہ جلدی سے تیار ہو کر خود کو
آئینے میں دیکھنے لگی وہ خود کو اتنی خوبصورت لگ رہی تھی بے ساختہ وہ نظریں
چراگئی۔۔۔۔۔

آدم جب باہر نکلا تو اسے اپنی پسند کے سانچے میں ڈھلے دیکھ کر اسے بہت خوشی
ہوئی تھی۔۔۔۔۔ بلیک اینڈ وائٹ آباے میں وائٹ شوز پہنے وہ بے حد پیاری
لگ رہی تھی مگر یہ وقت اس کی تعریف کرنے کا نہیں تھا۔۔۔۔۔

اس لئے وہ بھی وائٹ شرٹ کے ساتھ بلیک پینٹ پہنے جلدی سے بالوں کو سیٹ
لئے اس کا ہاتھ پکڑ کے نکلا تھا۔۔۔۔۔

ان دونوں کو ساتھ نیچھے آتے دیکھ کر فرق بیگم اور۔ سجدہ بیگم نے ماشاء اللہ کہا
تھا۔۔۔۔

باقی سب اپنے اپنے کمرے میں جا چکے تھے۔۔۔۔ اور منت کو سالار اپنے ساتھ
باہر لے کر گیا تھا۔۔۔۔

امی ہم ایک کام سے جارہے ہیں کچھ دیر تک آجائیں گے۔۔۔۔ آدم نے فروا
بیگم سے کہا اور وہ دونوں دعائیں لیتے گھر سے نکلے تھے

۔۔۔۔ گاڑی ایک بہت رش والی جگہ پر رکی ہوئی تھی
جہاں کالے کوٹ میں لوگ آنا جانا کر رہے تھے اسے سمجھنے میں بالکل ٹائم نہیں لگا
کہ وہ کورٹ ہے۔۔۔۔

ہم یہاں کیوں آئے ہیں۔۔۔ اس نے گھبرا کر آدم سے پوچھا۔۔۔۔۔

آج پیشہ تھی آپ کے بابا کے مجرم کی بس آپ کی گواہی کے بعد انشاء اللہ انہیں
۔۔۔۔۔ پھانسی سے کوئی نہیں بچا سکتا وہ گاڑی سائیڈ پر لگاتا اس کی طرف مڑا
آپ بالکل نہیں گھبرا ئیں گی آپ آدم خانزادہ کی بیوی ہیں نڈر اور بہادر بننا ہے
۔۔۔۔۔ جو کچھ ہوا آپ سب جج کے سامنے بتائیں گی۔۔۔

Novelistan

آدم اس کا ہاتھ تھامتا اسے سمجھانے لگا۔۔۔۔۔

جو اس کی باتیں سنتی کانپنے لگی تھی۔۔۔۔۔

مگر میں کیسے۔۔۔۔۔ وہ دھیرے سے منمننائی۔۔۔۔۔

آپ کر سکتی ہیں اور اس کیس کو اتنا لڑکا نہیں سکتے انہیں ان کی سزا مل کر رہے
گی۔۔۔۔۔ آدم اس کا گال تھتھپاتا باہر نکل کر اسکا ہاتھ پکڑ کے اسے بھی نکال
گیا۔۔۔۔۔

سامنے ہی شہر یار آفندی کھڑا تھا۔۔۔ اسے آتا دیکھ شہر یار نے اس کے ساتھ
چلتی اس چھوٹی سی لڑکی کو دیکھا تھا
جو اس کے ساتھ چلتی آبا ئے میں بہت معصوم لگ رہی تھی کبھی اس جگہ اس کی
بہن ہوا کرتی تھی اور آج وہ چھوٹی سی لڑکی کھڑی تھی۔۔۔

آدم اس سے گلے ملا۔۔۔۔۔ کیسے ہو۔۔۔۔۔ آدم نے پوچھا۔۔۔
الحمد للہ بالکل ٹھیک۔۔۔۔۔ شہر یار نے سنجیدگی سے جواب دیا۔۔۔

میٹ مائی وائف۔۔۔۔۔ شفا آدم خانزادہ۔۔۔۔۔ آدم نے شفا کو دیکھ شہریار سے
اس کا تعارف کروایا۔۔۔۔۔

وہ جو بہت کشمکش میں تھی چونک کر ان کی طرف دیکھا

اور شفا یہ میرے بچپن کا دوست ہے شہریار آفندی۔۔۔۔۔ یہی آپ کے ابو کا
۔۔۔۔۔ کیس یہی دیکھ رہے ہیں

آدم نے شفا کو مخاطب کرتے کہا۔۔۔۔۔

اسلام علیکم بھابھی۔۔۔۔۔ شہریار نے احتراماً سلام کیا۔۔۔۔۔

وعلیکم اسلام۔۔۔۔۔ اس وقت وہ کچھ بھی سمجھ نہیں پارہی تھی گھبراہٹ سے

۔۔۔۔۔ ماتھے پر پسینہ آگیا تھا۔۔۔۔۔ اس لئے دھیرے سے جواب دیا

چلیں اندر ہیرنگ شروع ہونے والی والی ہے۔۔۔۔۔ شہریار کے اشارے پر
آدم اس کا ہاتھ تھامتا آگے بڑھ گیا۔۔۔۔۔

وہ کمرہ عدالت میں اپنے شوہر کے ساتھ داخل ہوئی تو سب سے پہلی نظر اس
شخص پر پڑی جس نے اس کی آنکھوں کے سامنے بے دردی سے اس کا قتل کر
دیا تھا۔۔۔۔۔

اس کی آنکھوں کے سامنے وہ سارا منظر پھر سے چلنے لگا۔۔۔۔۔ آنکھیں بے
ساختہ آنسوؤں سے بھر گئیں اس نے گہرا کر آدم کا بازو تھالیا اور پیچھے چھپنے کی
۔۔۔۔۔ کوشش کرنے لگی

آدم نے اس کا ڈر سمجھ کر اس کے کندھے پر بازو رکھ کر اپنے تحفظ کا احساس
دلایا۔۔۔۔۔

شہریار جا کر اپنی جگہ پر بیٹھ چکا تھا۔۔۔۔۔
جج صاحب کے آنے پر کب کاروائی شروع ہوئی۔۔۔ کیا باتیں ہو رہی تھیں
اسے کچھ سنائی نہیں دے رہا تھا۔۔۔۔۔ اسے بس اس وقت تین مختلف آوازیں
۔۔۔۔۔ کان میں گونجتی محسوس ہو رہی تھی

بھاگ۔۔۔۔۔ جاؤ۔۔۔۔۔ بیٹا۔۔۔۔۔ شفا میری بچی۔۔۔۔۔ بھاگ
۔۔۔۔۔ جاؤ یہ بھیڑیے تمہیں۔۔۔۔۔ نوچ لیں گے میری بچی بھاگ جاؤ۔۔۔۔۔

میری۔۔۔ فکر۔۔۔ مت کرو بیٹا بھاگ جاؤ۔۔۔

اشفاق صاحب خون میں لت پت پڑے اٹکتے ہوئے بول رہے تھے۔۔۔

آپ میری بیوی ہیں آدم خانزادہ کی بیوی آپ کمزور نہیں ہیں بہادر بنے میں
۔۔۔ ہمیشہ آپ کے ساتھ ہوں



نفرت ہے تم باپ بیٹی سے مجھے۔۔۔ اگر تم نے میری بات نہیں مانی تو تمہاری یہ

تصویریں سوشل میڈیا پر گھومیں گی۔۔۔۔

اور تمہارا وہ شوہر میرے لوگوں کی ایک گولی کی مار ہے۔۔۔

شفا۔۔۔ آدم نے اسے دھیرے سے پکارا۔۔۔

مگر وہ اس قدر بری طرح خیالوں میں غلطاں تھی کہ آدم کی آواز ناسن سکی

۔۔۔۔۔

آدم اس کا لرزنا بہت اچھے سے محسوس کر رہا تھا۔۔۔ اس نے دوبارہ ہلکا سا اس
کا بازو پکڑ کر پکارا۔۔۔

وہ آنسوؤں سے بھری آنکھوں سے اسے دیکھنے لگے۔۔۔۔ وہ اس کا درد سمجھ سکتا
تھا لیکن یہ کام تو کرنا ہی تھا ورنہ ان مجرموں کو شہ مل جاتی۔۔۔۔ آدم خانزادہ
کو اپنا آپ ان آنکھوں میں ڈوبتا محسوس ہوا۔۔۔۔

اٹھیں جائیں حج صاحب جو بھی پوچھیں سب سچائی سے جواب دینا
ہے۔۔۔۔ ڈریے گامت میں یہیں بیٹھا ہوں۔۔۔۔ آدم اسے حوصلہ دیتا آگے
کی طرف اشارہ کر گیا۔۔۔۔
وہ لرزتی ٹانگوں سے اٹھی اور اس مخصوص جگہ پر کھڑی ہو گئی۔۔۔۔

کیا نام ہے آپ کا۔۔۔۔ شہریار آفندی نے پیشہ ورا نہ انداز میں پوچھا۔۔۔۔

شفا آدم خانزادہ۔۔۔۔ اس نے دھیرے سے جواب دیا۔۔۔۔ آدم کے ہونٹوں

پر ایک دھیمی سی مسکراہٹ بکھر گئی۔۔۔۔

اشفاق احمد آپ کے کیا لگتے تھے۔۔۔۔

میرے ابو۔۔۔۔



اٹھارہ مارچ کی رات کیا ہوا تھا۔۔۔۔ شہریار کے پوچھنے پر اس نے سامنے اپنے

۔۔۔ باپ کے قاتل کو دیکھا جو اسے ہی گھور رہا تھا

اس نے مڑ کر دائیں طرف بیٹھے آدم کو دیکھا جو آنکھوں سے اسے بولنے کا اشارہ کر رہا تھا۔۔۔

مگر اس کی نظر پیچھے موجود ایک وجود پر اٹک گئی جو اسے تنزیہ نظروں سے دیکھ رہی تھی۔۔۔ اس نے گھبرا کر نظروں کا زاویہ بدل لیا۔۔۔

اٹھارہ مارچ کی رات کیا ہوا تھا۔۔۔ شہر یار نے دوبارہ پوچھا۔۔۔

میں اپنے۔۔۔ اپ۔۔۔ اپنے ابو۔۔۔ کے ساتھ۔۔۔ رات۔۔۔ ک کھانا کھا رہی تھی۔۔۔ کہ اچانک دو نقاب پوش لوگ ہمارے گھر میں گھس آئے۔۔۔

انہوں نے ابو۔۔۔۔۔ سے ساری قیمتی چیزیں مانگی۔۔۔ مگر ابو۔۔۔ نے منع۔ کر
دیا اور ان سے مزاحمت کرنے لگے۔۔۔۔۔

اس دور ان ان نقاب۔۔۔ پوشوں نے ابو پر گو۔۔۔ گولی۔۔۔ چلا دی۔۔۔
وہ آنسوؤں کے درمیان اٹکتے ہوئے انہیں بتانے لگی۔۔۔۔۔ آدم حیران تھا۔۔۔

کیا ان دونوں میں سے ایک افضل ملک بھی تھا۔۔۔ شہریار نے دوبارہ پوچھا

۔۔۔۔۔

وہ نظریں جھکائے نفی میں سر ہلا گئی۔۔۔۔۔ آدم کو سو والٹ کا جھٹکا لگا

تھا۔۔۔۔

کیا اس رات آپ کے بابا کا قتل افضل نے کیا تھا۔۔

۔۔۔ نہیں

اس رات افضل آیا تھا آپ کے گھر؟

۔۔۔ نہیں

اس کے جواب پر وہاں موجود کچھ لوگوں کے چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ

تھی۔۔۔۔

اور آدم اور شہریار حیران پریشان تھے۔۔۔۔

کیونکہ آدم افضل کی پکچر شفا کو دکھا کر پہلے ہی پوچھ چکا تھا اس سے۔۔۔ تو آج
جھوٹ بولنے کی وجہ اسے سمجھ نہیں آئی۔۔۔

ایک دم غصے کی ایک لہر اسے اپنے جسم میں اٹھتی ہوئی محسوس ہوئی۔۔۔

وہ لرزتی ٹانگوں سے وہاں کھڑی تھی۔۔۔۔

شفا کی گواہی کی وجہ سے فیصلہ افضل کے حق میں ہوا تھا۔۔۔۔

فیصلہ ہوتے ہی وہ بنا کسی کی طرف دیکھے شہریار کو اشارہ کرتا شفا کی طرف بڑھا
اور اس کا ہاتھ سختی سے تھامتا کمرہ عدالت سے نکلتا چلا گیا۔۔۔۔۔



رات دیر سے وہ گھر میں داخل ہوا۔۔۔۔۔ اس کا دل بار بار اماں جان کے کمرے
کی طرف ہمک رہا تھا جہاں اس کی بیوی چھپی بیٹھی تھی۔۔۔

اس نے خود پر ضبط کے کڑے مراحل بٹھائے اور اپنے کمرے کی طرف چلا

گیا۔۔۔

کمرے میں آکر وہ بنالائٹ آن کیے واش روم چلا گیا تھوڑی دیر بعد وہ صرف

ایک ٹراؤزر میں واپس آیا اور بیڈ پر اپنی جگہ پر آکر لیٹ گیا۔۔۔ ایک دم اسے

کچھ محسوس ہوا۔۔۔



ہاتھ بڑھا کر دیکھا تو وہ کوئی وجود تھا۔۔۔ اسے سمجھنے مٹ ایک سیکنڈ نہیں لگا وہ

کون ہے۔۔۔ ایک دم اسے کھینچ کر اپنے پاس کیا۔۔۔ اور اسے سختی سے اپنے

سینے میں بھینچ لیا۔۔۔

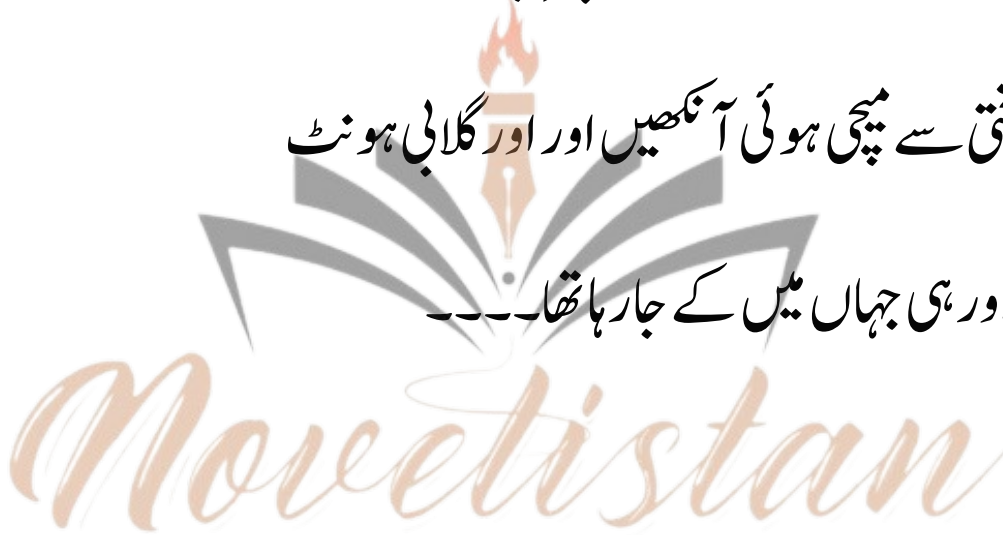
دودن اس سے دور رہا تھا زندگی ویران سی ہو گئی تھی۔۔۔ اور آج اسے اپنے
کمرے میں دیکھ اس کی تمام تھکاوٹ اترتی محسوس ہوئی

وہ جو نیند کی وادیوں میں گھوم رہی تھی کسی کے کھینچنے پر بھوکلا کر اسے دیکھنے کی
کوشش کرنے لگی۔۔۔ اسے اپنی ہڈیاں چٹختی ہوئی محسوس ہوئی۔۔ اتنی سختی
تھی بالاج کے لمس میں

درد ہو رہا۔۔۔ وہ دھیرے سے منمنائی۔۔۔

بالاج اس تھوڑا سا دور ہوا مگر اسے چھوڑا نہیں۔۔۔۔ اور ہاتھ بڑھا کر سائیڈ
لیمپ آن کر دی۔۔۔۔

نائٹ بلب کی ہلکی روشنی میں اس کا چہرہ بالاج شاہ کے سامنے تھا
۔۔۔۔ سختی سے مچی ہوئی آنکھیں اور اور گلابی ہونٹ
اسے کسی اور ہی جہاں میں کے جا رہا تھا۔۔۔۔



اس کی نظریں بے تابی سے آیت کے چہرے کا طواف کر رہی تھی۔۔۔۔
اس کی لرزتی پلکوں کو وہ خمار آلود نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔
آیت بنا آنکھیں کھولے خود کو آہستہ سے چھڑانے لگی۔۔۔۔

--- کیوں ڈر سے بند کرتی ہو آنکھیں

یقین کرو جانم کوئی چومنے سے نہیں مرتا۔۔۔۔

وہ گھمبیر لہجے میں بولتا اس کی بند آنکھوں میں لب رکھ کے دور ہوا تھا۔۔۔۔

آیت جھٹ سے اپنی آنکھیں کھول کر خوفزدہ نظروں سے اسے دیکھنے

لگی۔۔۔۔ *Novelistan*

نیند سے جاگنے کی وجہ سے آنکھیں گلابی ہو رہی تھی۔۔۔۔

حسن دیکھیں گے تیری آنکھوں کا۔۔۔

کچی نیند سے جگا جگا کر تجھے۔۔۔۔

وہ اس کے گردن میں جھکے کان میں دھیمی سرگوشی کر گیا۔۔۔۔

دل شرارت پر آمادہ تھا اسے اپنے کمرے میں دیکھ کر اسے خود پر کنٹرول نہیں

کر پار ہا تھا۔۔۔۔

اس کے لب سرسراتے ہوئے گردن کا طواف کر رہے تھے۔۔۔

ب بالاج۔۔۔۔ اس کے لمس اور بے باک لفظوں سے گھبرا کر اس نے

پکارا۔۔۔۔۔

بالاج نے گردن اٹھا کر اسے دیکھا جو بہت گھبرائی ہوئی سرخ چہرے سے اسے

----- کوئی گڑیا ہی لگی

جی جان بالاج۔۔۔۔۔ اس نے اپنی شہادت کی انگلی اس کے چہرے پر پھیرتے

پوچھا۔۔۔۔۔

مجھے نیند آرہی ہے۔۔۔۔۔ وہ منہ بسور کر بولی۔۔۔۔۔ اس کا اتنے پاس آنا اس کی

دھڑکنوں کی رفتار بڑھا گیا تھا۔۔۔۔۔

میں دور اتوں سے سویا نہیں ہوں۔۔۔۔ وہ اپنے ہونٹوں کا لمس اس کے چہرے
پر چھوڑتا گھمبیر لہجے میں بولا۔۔۔۔

۔۔۔۔ نظریں بار بار اس کے ہونٹوں پر اٹک رہی تھیں

چھوڑیں۔۔۔۔ وہ زرا اس کی نظروں سے گھبرا کر سختی سے بولی۔۔۔۔

ناچھوڑا تو۔۔۔۔ بالاج نے بھی اسی کے انداز میں جواب دیا۔۔۔۔

میں کل اماں جان کے کمرے میں سو جاؤں گی۔۔۔۔ اس نے بالاج کو ڈرانا

چاہا۔۔۔۔

اور اس کا تیر بلکل نشانے پر لگا تھا۔۔۔۔

جان نالے لوں تمہاری اگر آج کے بعد اماں جان کے کمرے میں سوئی
تو۔۔۔۔۔ بالاج نے گھور کر دیکھا تھا۔۔۔۔۔

اگر آپ نے تنگ کیا تو میں سچ میں کل واپس کمرے میں آؤں گی ہی نہیں
۔۔۔۔۔ وہ اس بار زرا اتر کر بولی۔۔۔۔۔ دل میں ایک عجیب سی خوشی تھی اس
بات کی کہ وہ اس کے بغیر رہ نہیں سکتا۔۔۔۔۔

او کے ایک شرط پر چھوڑوں گا۔۔۔۔۔ اس نے سنجیدگی سے کہا

مجھے قبول ہے۔۔۔۔ وہ جلدی سے بولی۔۔۔۔ وہ بس اسے دور کرنا چاہتی
تھی۔۔۔۔ اسے اپنی سانسیں تیز رفتار سے چلتی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔۔

پکا تم مکر نہیں سکتی پھر۔۔۔

۔۔۔۔ پکا۔۔۔۔ نہیں مکروں گی

مجھے کس کرو۔۔۔۔ وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتا پر شوخ لہجے میں بولا۔۔۔۔

۔۔۔ اس کی بات پر آیت کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا تھا

کتنے وہ ہیں آپ۔۔۔۔ وہ نظریں چرا کر بولی۔۔۔۔ گال شدید لال ہو گئے

تھے۔۔۔۔

کیا ہوں۔۔۔۔۔ بالاج نے سنجیدگی سے پوچھا۔۔۔ جبکہ آنکھیں چمک رہی تھیں۔۔۔ یہ پہلی رات تھی جب وہ نارمل ہسپینڈوائف کی طرح بات کر رہے تھے۔۔۔ اور بالاج کو یہ سب اتنا اچھا لگ رہا تھا کہ بس وقت یہیں رک جائے



بے شر۔۔۔۔۔ اس کا جملہ مکمل ہونے سے پہلے ہی بالاج جھک کر اس کے الفاظ
اچک گیا۔۔۔۔۔

وہ اس کی بڑھتی گستاخیوں پر شرم سے آنکھیں میچ گئی۔۔۔۔۔

بالاج اس کے ہونٹوں کو آزادی بخشا اسے کھینچ کر اپنے سینے میں بھینچ

گیا۔۔۔۔۔

سو جاؤ۔۔۔۔۔ بالاج دھیرے سے بولتا اس کے بالوں میں لب رکھ کر سکون سے

آنکھیں موند گیا۔۔۔۔۔

آیت نے ایک گہری سانس لی اور سونے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔۔۔ پتہ نہیں

اس نے جو فیصلہ کیا تھا وہ ٹھیک تھا یا نہیں مگر وہ اپنی فیملی کو کسی بھی صورت اس

الزام سے نجات دلانا چاہتی تھی۔۔۔۔۔ اسی لئے وہ بالاج کے سامنے خود کو نارمل

۔۔۔۔۔ ظاہر کر رہی تھی



اس کی تیز ڈرائیونگ اس کے شدید غصے میں ہونے کا پتہ دے رہی
تھی۔۔۔۔۔ اور وہ فرنٹ سیٹ پر بیٹھی مسلسل ہچکیوں سے رو رہی
تھی۔۔۔۔۔ *Novelistan*

وہ جب بھی غصے میں ہوتا تھا اپنا غصہ انتہائی سنگین جرم میں بند مجرموں پر اتارتا
تھا۔۔۔۔۔

اور آج تو اس کے ساتھ وہ ہستی تھی جو اس کے غصے کی اصل وجہ تھی مگر وہ چاہ کر بھی اسے اپنا غصہ نہیں دکھانا چاہتا تھا۔۔۔۔

چپ ہو جائیں وہ سرد لہجے میں بولا۔۔۔۔ مگر شفا کی ہچکیوں میں مزید اضافہ ہوا تھا۔۔۔۔



میں نے کہا چپ ہو جائیں آپ کو بات سمجھ نہیں آرہی۔۔۔۔

آدم خانزادہ مزید اپنے غصے کو کنٹرول نہیں کر پایا تھا اس لئے سائیڈ پر گاڑی روک کر اس پر چیخا تھا۔۔۔۔

شفا اس کی ڈانٹ پر سہم کر اسی کے سینے میں چپ گئی تھی۔۔۔۔۔

آدم ایک دم ٹھہر گیا۔۔۔۔۔ اسے اپنے سینے پر اس کے آنسو بہت بری طرح

سے محسوس ہو رہے تھے۔۔۔۔۔

وہ اس کے شرٹ کو مٹھی میں بھینچے بہت زیادہ رو رہی تھی۔۔۔

آدم نے اس کے گرد بازو باندھ دیئے اور اسے رونے دیا۔۔۔۔۔

جب روتے روتے اس کے آنسو ختم ہو گئے تو وہ آہستہ سے اس کا حصار توڑ کر دور

ہوئی۔۔۔۔۔

آدم نے ٹشو نکال کر اس کی طرف بڑھایا۔۔۔۔۔

شفانے بھیگی نظریں اٹھا کر اس کی طرف دیکھا جو سنجیدگی سے اسے ہی دیکھ رہا
تھا۔۔۔۔۔

وہ ٹشو اس کے ہاتھ سے لیکر اچھے سے اپنا چہرہ صاف کر گئی۔۔۔۔۔
اور سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔۔۔۔۔

Novelistan

آدم کچھ نہیں بولا دوبارہ ڈرائیونگ اسٹارٹ کر کے ریسٹورنٹ کے راستے پر
گاڑی ڈال دی۔۔۔۔۔

شام کے چھ بج رہے تھے۔۔۔۔ اور سمندر کے کنارے بنے اس ریسٹورنٹ
سے سمندر کا منظر بہت خوبصورت نظر آتا تھا۔۔۔۔

کیا کھائیں گی۔۔۔۔ آدم نے مینیو دیکھ کر پوچھا۔۔۔۔ اس نے نفی میں سر
ہلایا۔۔۔۔۔



۔۔۔۔ لال آنکھیں سو جھمی ہوئیں تھیں
چھوٹی سی ناک بھی مسلسل رونے کی وجہ سے سرخ تھی۔۔۔۔

آدم نے اپنی مرضی سے آرڈر دیا اور اس کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھ گیا۔۔۔۔

شفا بار بار اپنے ہاتھ کی لکیروں کو دیکھتی اور ہچکی لیتی۔۔۔۔۔ اور کوئی اس وقت

۔۔۔۔۔ آدم خانزادہ سے پوچھتا وہ کیسے خود پر ضبط کر کے بیٹھا ہے

آدم نے پانی کی چھوٹی سی بوتل کھول کر اس کی طرف بڑھائی۔۔۔۔۔ اس نے

جلدی سے وہ بوتل تھام لی۔۔۔۔۔

اور منہ سے لگا کر ایک ہی سانس میں ختم کر گئی۔۔۔۔۔ وہ بس کسی بھی طرح اپنے

آنسوؤں کو روکنا چاہتی تھی۔۔۔۔۔ جو بار بار نکل کر باہر آرہے تھے۔۔۔۔۔

پانی کا ایک قطرہ اس کے توڑی کے خم پر رک گیا تھا۔۔۔۔۔

اس کو دیکھ کر آدم خانزادہ کو اپنے گلے میں شدید پیاس کا احساس ہوا۔۔۔۔۔

اس نے دوسری بوتل اٹھا کر منہ سے لگالی۔۔۔۔۔

اس کے بعد بھی اس کی پیاس ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی۔۔۔۔۔

آدم نے ہاتھ بڑھا کر اس کی توڑی پر موجود قطرے کو اپنے انگھوٹے سے اچک

لیا اور اپنے ہونٹوں سے لگا کر اپنی پیاس بجھانے کا انتظام کیا۔۔۔۔۔

اس کی اس بے باک حرکت پر شفا کی پلکیں لرزی تھیں۔۔۔۔۔ وہ اپنی گردن

مزید جھکا گئی۔۔۔۔۔

ویٹر کے کھانا سرف کرنے پر آدم نے گول گپے کی پلیٹ اس کے سامنے کی

مجھے نہیں کھانا۔۔۔ اس نے دھیرے سے کہا۔۔۔

آدم نے ایک پلیٹ میں چائینز رائس اور چکن جلفریزی نکال کر اس کے سامنے

۔۔۔ رکھی



جب تک یہ سارا ختم نہیں کریں گی میں آپ کو گھر نہیں لے کر جاؤں
گا۔۔۔ آدم سختی سے کہتا اپنی پلیٹ پر جھک گیا۔۔۔ جس کا مطلب تھا وہ کچھ
سننا نہیں چاہتا۔۔۔

اور ویسے بھی وہ صرف اپنا غصہ کنٹرول کرنے کے لئے یہاں آیا تھا تا کہ وہ گھر جا
کر اس سے نرمی سے وجہ پوچھ سکے۔۔۔ ورنہ جتنا غصہ اس وقت اس کو تھا اس
سے کوئی بعید نہیں وہ اسے اچھا خاصا ڈانٹ دیتا۔۔۔

۔۔۔ وہ بھی آدم کے ڈر سے آہستہ آہستہ کھانے لگی

وہ کب سے سامنے بیٹھی عورت کی نظریں آدم اور خود پر محسوس کر رہی
تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسٹائلش بلیک پینٹ کے ساتھ ریڈ شرٹ پہنے بلیک ہیل کے ساتھ وہ لیئر کٹنگ
میں کٹے ہوئے بالوں میں وہ کوئی ہیروئن ہی لگ رہی تھی۔۔۔

مگر شفا کو اس کی نظریں بہت زہر لگی جو آدم کو دلچسپی سے دیکھ رہی تھی


مجھے گھر جانا ہے۔۔۔۔۔ شفا نے آدم کو دیکھ کر کہا۔۔۔۔۔ کیونکہ وہ مزید اس
عورت کی نظریں برداشت نہیں کر پار رہی تھی۔۔۔۔۔

--- چلتے ہیں۔۔۔ وہ ویٹر کو بل کا اشارہ کرتا اٹھ گیا

تھوڑی دیر بعد آدم اس کا ہاتھ تھامتانا کلاتھا۔۔۔۔

مگر ان ہاتھوں میں نرمی اب بھی نہیں آئی تھی۔۔۔

؟۔ رونے کی وجہ پوچھ سکتا ہوں آپ سے



آدم خانزادہ سنجیدگی سے اس کے سامنے کھڑا پوچھنے لگا۔۔۔

وہ شام کو اسے چھوڑ کر چلا گیا تھا اب رات گئے گھر لوٹا تو وہ جائے نماز میں بیٹھی

---- دعا مانگتے ہوئے رو رہی تھی

اور اس کا اس قدر شدت سے رونا آدم خانزادہ کی برداشت سے باہر

تھا۔۔۔۔ اس کی دعا مکمل ہوتے ہی وہ اس کے سر پر کھڑا سختی سے پوچھنے لگا



کک کچھ نہیں۔۔۔۔ وہ گھبرا کر کھڑی ہو گئی تھی۔۔۔

میں نے پوچھا روکیوں رہی ہیں آپ۔۔۔۔۔ آدم نے ایک بار پھر اپنا سوال

دہرایا۔۔۔۔۔

مجھے ابو کی یاد آرہی۔۔۔۔۔

اپنے فادر کے قاتل کو بچانے کے بعد انکو یاد کرنے کا حق نہیں بنتا آپ

کا۔۔۔۔۔ آدم سرد لہجے میں بولتا وہاں سے کبرڈ کی طرف بڑھ

گیا۔۔۔۔۔ اور اپنا ٹراؤزر شرٹ نکال کر واشروم کی طرف بڑھ گیا۔۔۔۔۔

پیچھے وہ زمین پر بیٹھتی ہچکیوں سے مزید رونے لگی۔۔۔۔۔ وہ کیسے اپنا غم بتاتی کسی کو
۔۔۔۔۔ اس کو تو سگے رشتے نے تکلیف دی تھی۔۔۔۔۔

پندرہ منٹ بعد جب وہ واپس آیا تو وہ ویسے ہی زمین پر بیٹھی ہچکیوں سے رو رہی
تھی۔۔۔۔۔

اس کی آواز اتنی اونچی ضرور تھی کہ بیڈ پر سوئی منت کی نیند خراب ہو سکتی
تھی۔۔۔۔۔

آدم بیڈ کی طرف بڑھا اور منت کو اٹھاتا کمرے سے نکلنے لگا۔۔۔۔۔ اس کو نکلتے
دیکھ وہ گھبرا کر اس کے سامنے آگئی۔۔۔۔۔

ک۔۔۔ کہا۔۔۔ں جار۔۔۔ ہے ہیں۔۔۔۔ وہ اس سے سوال کرنے لگی

۔۔۔۔۔

آپ اچھے سے اپنا رونا پورا کر لیں۔۔۔۔ ڈونٹ وری کوئی آپ کو ڈسٹرب

۔۔۔ نہیں کرے گا۔۔۔۔۔ آدم نے سنجیدگی سے جواب دیا

نہ۔۔۔ نہیں۔۔۔ پلیز۔۔۔۔ اس کی بات مکمل ہونے سے پہلے وہ کمرے سے

نکل گیا۔۔۔۔ اس کے جاتے ہی وہ بیڈ پر اوندھے منہ لیٹ کر پھوٹ پھوٹ کر

۔۔۔۔۔ رونے لگی

اللہ پلیز میری مدد کر میں یہ سب برداشت نہیں کر پاؤں گی۔۔۔ میں مر جاؤں

۔۔۔ گی اللہ میری مشکلیں دور فرما

میں منت اور آدم کے بغیر نہیں جی سکتی۔۔۔۔

وہ دل میں اللہ سے ہمکلام تھی۔۔۔۔


آپ مجھے شدید غصہ دلارہی ہیں۔۔۔۔ اب کے آدم نے شدید براہم لہجے میں

بول۔۔۔۔

اچانک پیچھے سے اس کی غصے بھری آواز سن کر وہ ہڑبڑا کر اٹھی تھی دوپٹہ اس کے کندھے سے سرک کر بیڈ پر گر چکا تھا۔۔۔۔۔ وہ گھبرا کر اسے دیکھنے لگی۔۔۔۔۔ اسے لگا تھا وہ ناراض ہو کر چلا گیا ہے واپس کمرے میں نہیں آئے گا۔۔۔۔۔

اس کے ماتھے پر بلوں کو دیکھ کر وہ مزید شرمندہ ہو گئی۔۔۔۔۔ اس لئے وہ دھیرے سے قدم بڑھاتی اس کے پاس آئی۔۔۔۔۔ وہ خود بھی نجانے تھی وہ کیا کرنے جا رہی ہے۔۔۔۔۔

پھر اس نے وہ کیا جو آدم خانزادہ نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا۔۔۔۔۔ وہ آگے
بڑھتے ہوئے ایڑھی کے بل کھڑے ہوتے دونوں ہاتھوں سے اس کا چہرہ تھام کر
نیچے کرتی اس کے ماتھے پر لب رکھ چکی تھی۔۔۔۔۔

اس سے پہلے کہ وہ اس سے دور ہوتی آدم ہوش میں آتا اس کھینچ کر اس کے
۔۔۔۔۔ لبوں کو اپنے لبوں سے قید کر گیا

شفانے اسکی شرٹ کو سختی سے تھامی تھی۔۔۔۔۔

اور اپنے مرضی پوری کرتا وہ اس سے تھوڑا دور ہوا تھا۔۔۔۔۔

اس نے گہری گہری سانس لے کر خود کو نارمل کرنے کی کوشش کی جبکہ خود اس
---- سے نظریں ملانے کی ہمت نہیں کر پار ہی تھی

اتنے پاس آکر آپ میرے جذبات کو بھڑکار رہی ہیں۔۔۔۔۔ آدم خانزادہ کی
سرگوشی اس کے کانوں سے ٹکرائی تھی۔۔۔۔۔

نہ نہیں۔۔۔۔۔ وہ۔۔۔۔۔ میں۔۔۔۔۔ اس سے کوئی بات نہیں بن پائی تھیں اس لئے
نظریں جھکا گئی۔۔۔۔۔

اگر آج آپ سے کچھ مانگوں تو ملے گا۔۔۔۔۔ آدم گھمبیر لہجے میں بولتا اس کی
دھڑکنوں کو تیز کر گیا۔۔۔۔۔

ج۔۔۔۔۔ جی۔۔۔۔۔

آپ کو محسوس کرنا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔ بوجھل لہجہ جان لیوا تھا۔۔۔۔۔
شفا سے اپنی نظروں کو اٹھانا محال ہو گیا۔۔۔۔۔ چہرہ کان کی لوتک سرخ ہو گیا تھا
Novelistan

اٹس اوکے آپ کی اجازت کے بغیر میں کبھی بھی آپ کے قریب نہیں آؤں گا
سو جائیں آپ۔۔۔۔۔ وہ سنجیدگی سے کہتا

وہاں سے جانے لگا۔۔۔۔۔

شفا کا دل اس کی ناراضگی کا سوچ کر بری طرح دھڑکا تھا۔۔۔۔۔ مگر اس میں ہمت
نہیں تھی ہاتھ بڑھا کر اسے روک لے۔۔۔۔۔

اس کے سرخ کندھاری چہرے کو کشمکش میں دیکھ کر آدم نے جانے کے بجائے
اسے کھینچ کر سینے میں بھینچ لیا تھا۔۔۔۔۔

آپ بہت جلد مجھے کہیں کا نہیں چھوڑیں گی۔۔۔۔۔ بری طرح کسی نشے کی
طرح میرے اعصاب پر سوار ہونے لگی ہیں۔۔۔۔۔ آپ کی خوشبو مجھے آپ
کے پاس آنے پر اکساتا ہے۔۔۔۔۔

وہ اس کے بالوں میں منہ چھپائے دھیمی سی سرگوشی کتنے لگا۔۔۔۔

میرے صبر کا مزید امتحان مت لیں۔۔۔۔۔ میرے جزبات میرے اختیار سے

باہر ہو رہے ہیں مگر آپ کی اجازت میرے لیے سب سے اہم ہے۔۔۔۔۔ وہ

۔۔۔۔۔ اس کی گردن پر اپنی بئیر ڈرگڑتا اس کے جسم میں سنسنی دوڑا گیا

آدم کی بئیر ڈز کی چھبن اس کی گردن میں گدگدی کے باعث بن رہے تھے

Novelistan

۔۔۔۔۔ آپ جانتی ہیں آپ کے آنسو مجھے تکلیف دیتے ہیں

ان آنکھوں میں بس خوشی کے دیپ جلتے دیکھنا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔

آدم کی آنکھوں میں اسکے بکھرے سر اُپے کو دیکھ۔۔ خمار اترنے لگا
تھا۔۔۔۔۔ نا جانے وہ کتنے دنوں سے اس کی قربت کا طلب گار
تھا۔۔۔۔۔ اس کی خاموشی اسے مزید گستاخیوں پر اکسارتی تھی۔۔۔

رونے کی وجہ سے پورا چہرہ پہلے ہی لال تھا اس کے لفظوں نے مزید سرخ
کندھاری کر دیا تھا۔۔۔۔۔

آپ کے گال مجھے بری طرح بہکا رہے ہیں۔۔۔۔۔۔ وہ اپنے ہاتھ کا انگوٹھا اس

کے گال پر پر پھیرتا گھمبیر لہجے میں بولا۔۔۔۔۔۔

اور جھک کر اس کے سیدھے گال پر لب رکھ گیا۔۔۔۔۔۔

اس کے لمس پر شفا نے سختی سے اپنی آنکھیں میچ لی۔۔۔۔۔۔

آدم اس کے دوسرے گال پر جھکانر می سے وہاں اپنا لمس چھوڑنے لگا

۔۔۔۔۔۔ کمر میں اس کے ہاتھ کی گردش نے پہلے ہی اسکی سانسیں روک رکھی

تھی گال پر اس کے مونچھوں کی چھبب نے مزید اس کے دل کی دھڑکن کی

اسپیڈ بڑھادی تھی۔۔۔۔۔۔

اس نے آدم کو خود سے دور کرنے کی کوشش کی مگر آج وہ دور ہونے کا نام ہی
نہیں لے رہا تھا۔۔۔۔۔

آدم خانزادہ اس کی مزاحمت کو ناکام بناتا اس کے ہونٹوں کو اپنی گرفت میں لے
گیا۔۔۔۔۔ شفا اس کی جھلسا دینی والی قربت میں سب فراموش کرتی اپنے آپ
کو اس سے چھڑانے لگی۔۔۔۔۔
جبکہ آدم تو اسی کسی اور ہی جہاں میں لے جانے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔۔۔۔ وہ اسے
چھوڑنے کے بجائے اسے اسی حالت میں بیڈ پر لٹا گیا۔۔۔۔۔

اس کی سانسوں کو مدھم محسوس کر کے آدم اس سے تھوڑا دور ہوا۔۔۔۔۔

اور اس کی بند آنکھوں کو چاہت سے دیکھنے لگا۔۔۔۔۔ اس کے دور ہوتے ہی

۔۔۔۔۔ شفا نے لمبی سانسیں لینا شروع کر دی

اپنی سانسوں کو اعتدال میں لانے کے بعد اس نے آہستہ سے اپنی آنکھیں

کھولیں۔۔۔۔۔ نظریں جا کر آدم کی خمار آلود نگاہوں سے ٹکرائی تو وہ خود کو

چھپانے کے لیے دونوں ہاتھوں کو اپنے چہرے پر رکھ گئی۔۔۔۔۔



آدم اس کی معصوم حرکتوں پر مسکراتا لائیٹ آف کر کے اس پر جھک

گیا۔۔۔۔۔

اس کے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں پر اپنی انگلیاں پھنساتا

وہ اس کی فرار کی ساری راہیں بند کر گیا۔۔۔۔۔

اس کی آنکھوں میں کوئی رعایت نہیں تھی وہ آج اس کی ہر سانس پر قابض ہو

جانا چاہتا تھا۔۔۔۔۔

وہ چاہتا تھا اس کی بیوی کو کوئی تکلیف یاد نہ رہے بس اگر کچھ یاد ہو تو۔۔۔۔۔ بس

آدم خانزادہ اور اس کی قربت۔۔۔۔۔

Novelistan

وہ اس کی گردن سے بال ہٹا کر وہاں اپنے لبوں سے اس کی جان نکلنے کا سامان

کر رہا تھا۔۔۔۔۔

پلیز نہیں۔۔۔۔۔ وہ گھبرا کر بولی۔۔۔۔۔ شفا نے اپنے ہاتھ چھڑانے

چاہے۔۔۔۔۔

- مگر آدم اس کے لبوں پر اپنے لب رکھ کر اس کے لفظوں کو پی گیا۔

وہ اس کے دھڑکنوں کی گونج اپنے سینے پر محسوس کر سکتا تھا۔۔۔۔۔

آدم خانزادہ کے دلوں کی دھڑکنوں میں آج ایک طوفان برپا تھا۔۔۔۔۔ جو

آج سب کچھ بہا کر لے جانا چاہتا تھا آج وہ کسی صورت اسے چھوڑنے کا ارادہ

_____ نہیں رکھتا تھا

وہ اپنے بھڑکتے دل کو سکون دینا چاہتا تھا جو صرف شفا کے وجود سے ہی ممکن

تھا۔۔۔۔۔

آدم نے اسکے بالوں کو مٹھی میں جکڑا اور اس کے کندھے سے شرٹ سرکاتا

۔۔۔۔۔ وہاں جھک گیا

اس کے لبوں نے آج شفا کی جان نکالنے کی قسم کھائی تھی وہ مزید برداشت ناکر

پاتی اس کے کندھے کو سختی سے تھام گئی۔۔۔۔۔

آدم تھا کہ اس سے دور ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا برسوں کی تشنگی تھی جو پوری

۔۔۔ ہی نہیں ہو رہی تھی۔۔۔۔۔ وہ اپنی ہر تشنگی مٹا دینا چاہتا تھا

شفا اس کے سینے پر زور دے کر پیچھے دھکیلنے لگی۔۔۔۔۔ آدم کی بے تابیاں اور
بے قراری سہن کر پانا اس کے بس کی بات نا تھی۔۔۔۔۔

آدم نے اس کے دونوں ہاتھ اپنے ایک ہاتھ سے جکڑ لیے جو اسے پیچھے دھکیلنے کی
کوشش کر رہے تھے۔۔۔۔۔

۔۔۔ اس کا ایک ہاتھ اس کے جسم میں گردش کرنے لگا تھا

Novelistan

سس۔ سانس۔۔۔۔۔ ن۔ نہں آرہا۔۔۔۔۔ اس کی بھرائی ہوئی آواز آدم کے

کانوں سے ٹکرائیں تو آدم خانزادہ اس کے ماتھے پر لب رکھتا اسے پرسکون

کرنے کے لیے لیٹتا سینے میں بھینچ گیا۔۔۔۔۔

اس کے دور ہونے پر بھی اس کی دھڑکنوں کا شور بہت زیادہ تھا۔۔۔۔۔ ڈر سے
اس کا پورا جسم لرز رہا تھا۔۔۔۔۔ مگر وہ آدم کے سینے سے لگی اس کی نظروں سے
چھپنے کی کوشش میں تھی۔۔۔۔۔

ڈر رہی ہیں مجھ سے۔۔۔۔۔ وہ اسے پر سکون کرنے کے لئے بالوں میں ہاتھ
۔۔۔ پھیرتا پوچھنے لگا
شفانے اثبات میں سر ہلا دیا۔۔۔۔۔ اب وہ اس کے نرم لہجے پر دھیرے
دھیرے پر سکون ہو رہی تھی۔۔۔

ڈرنا بھی چاہیے آخر میرے اتنے مہینوں کی بے تابوں کا حساب دینا ہے

۔۔۔۔۔

وہ خمار آلود لہجے میں بولتا اچانک اسے سیدھا کرتا اس کے کندھے پر جھک گیا

تھا۔۔۔۔۔

اب کے اسکے لب کندھے سے نیچے کا صفر بہت بے باکی سے طے کر رہے

تھے۔۔۔۔۔



شفا کانپ کر اپنی سانسیں روک گئی تھی۔۔۔۔۔

ان سانسوں کی روانی کے لیے بہت ضروری ہو گئیں ہیں آپ۔۔۔۔۔ وہ اپنے

لبوں کا لمس اس کے وجود پر چھوڑتا دھیمے لہجے میں بول رہا تھا

دنیا کے سامنے سیریس اینگری مین دکھنے والا وہ شخص صرف اس کا تھا۔۔۔۔ اور

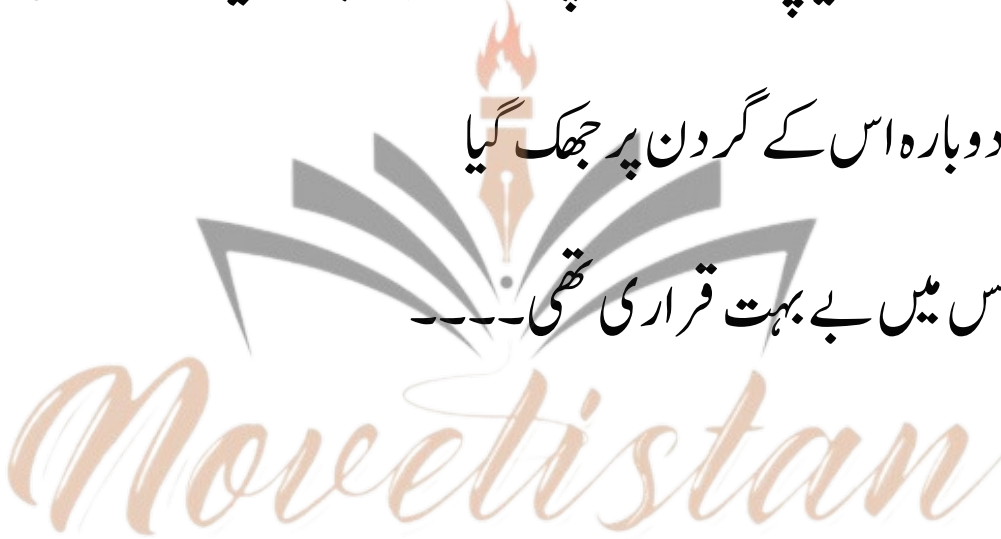
۔۔۔۔ وہ اس شخص کے دل و دماغ پر راج کرنے لگی تھی

اس کی لمس پر وہ بری طرح سرخ ہو رہی تھی۔۔۔

وہ اس کے کان کے پیچھے موجود تل پر بری طرح جھک گیا تھا۔۔ اس کو بخشتا وہ

۔۔۔۔ دوبارہ اس کے گردن پر جھک گیا

اس کے لمس میں بے بہت قراری تھی۔۔۔



اس کے جسم پر آدم خانزادہ کے لبوں کی گردش نے اس کی رہی سہی قصر پوری

کردی تھی۔۔۔۔

وہ اس کی کمر پر ہاتھ لے جا کر ایک جھٹکے میں اس کی فراک کی زپ توڑ

گیا۔۔۔۔۔

شفانے اس کی شرٹ شدت سے اپنی مٹھی میں بھیج کی تھی۔۔۔۔۔

جب اس سے خود کو چھڑانا ممکن ہو گیا تو اس نے خود کو آدم کے رحم و کرم پر

چھوڑ دیا۔۔۔۔۔
Novelistan

آہستہ آہستہ وہ سارے پردے گراتا اسے خود میں سمیٹتا چلا گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ اس کے دکھ کو اپنی قربت میں بھولنے پر مجبور کرتا اسے سینے میں بھینچ

گیا۔۔۔۔۔



مجھے بٹی چاہیے۔۔۔۔۔ تمہیں پہلے بتا رہا ہوں۔۔۔۔۔ عرش اس کو سینے پر لٹائے

۔۔۔۔۔ بولنے لگا

عقیدت نے اسے گھورنے کی کوشش کی جس نے کل رات سے اس کا جینا حرام

کر رکھا تھا۔۔۔

۔۔۔۔ گھورومت۔۔۔۔ عرش اس کی آنکھوں پر ہاتھ رکھتا تھا پر لب رکھ گیا

عقیدت کی پلکیں لرز گئی۔۔۔۔ ایک سکون کی لہر پورے جسم میں سرایت کر
گئی۔۔۔۔

چلو مان لیا تمہارے بس میں نہیں لیکن تم اللہ سے دعا تو کر سکتی ہو

نا۔۔۔۔ عرش نے مسکین سی شکل بنا کر کہا۔۔۔۔

لیکن میں اللہ سے پہلے اپنے لئے پیار سا بیٹا مانگوں گی۔۔۔۔ عقیدت نے حسرت
سے کہا۔۔۔۔

کیوں۔۔۔۔۔ عرش نے نا سمجھی سے کہا۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ تاکہ وہ اپنی بہن کا محافظ بنے۔۔۔۔۔ بھائی کے بغیر لڑکیاں رل جاتی ہیں

میں سوچتی ہوں اگر آپ نہیں آئے ہوتے نکاح والے دن تو آج میری زندگی

کیسی ہوتی۔۔۔۔۔ ایک چھت کے لئے میں ایک نشئی انسان کا ٹور چر سہہ رہی

ہوتی۔۔۔۔۔ *Novelistan*

اس کے لہجے کا درد محسوس کر کے عرش اسے سینے میں بھینچ گیا۔۔۔۔۔

تم میرے نصیب کی تھی تو کیسے کسی اور کے نکاح میں جاتی اللہ نے تمہیں میرے
لئے بھیجا ہے اور ہمیشہ میری ہی رہو گی۔۔۔

اور میں اپنی اولاد کو اتنا مضبوط بناؤں گا کہ وہ کبھی بھی کسی کی ناجائز بات برداشت
نہیں کرے گا۔۔۔ چاہے وہ بیٹا ہو یا بیٹی۔۔۔۔۔

وہ بھاری گھمبیر لہجے میں بولتا اس کے سارے ڈر دور کر گیا۔۔۔۔۔



آپ کی ہمت کیسے ہوئی میری اجازت ہے بغیر میری چیزوں کو ہاتھ لگانے
کی۔۔۔۔۔ جزا اس کے سر پر کھڑی زرا سختی سے بولی۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ مجھے کسی بھی چیز کو ہاتھ لگانے کے لیے تمہاری اجازت کی ضرورت نہیں

۔۔۔۔۔ سالار سنجیدگی سے بولتا اپنے موبائل میں گم ہو گیا

Novelistan

جزا کو اس کا اس طرح روکھا انداز بہت چھبایا تھا۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ آپ مجھے اگنور نہیں کر سکتے۔۔۔۔۔ اب کے وہ زرا ناگواری سے بولی

--- سالار نے موبائل سائیڈ پر رکھ دیا اور پر شوخ نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا

میں نے ایسا بھی نہیں کہا تھا اب۔۔۔۔ اس کی نظروں سے گھبرا کر وہ جانے لگی



مگر سالار نے کھینچ کر اسے گود میں بٹھالیا تھا۔۔۔۔

وہ اس افتاد پر جی جان سے لرزی تھی کہاں اس کا اگنور کرنا برداشت نہیں ہو رہا

تھا اب جب اس کی پوری توجہ خود پر تھی تب بھی برداشت نہیں کر پار ہی

تھی۔۔۔۔

چھوڑیں۔۔۔ وہ سختی سے بولی۔۔۔ مگر نگاہیں جھکی ہوئی تھی۔۔۔

چھوڑنے کے لئے نہیں پکڑا۔۔۔ وہ گھبیر لہجے میں بولتا اس کی سانسیں خشک
کر گیا تھا۔۔۔

اور ویسے بھی ایک ریپسٹ بندے سے کیسے امید کر سکتی ہو۔۔۔ کہ وہ اتنے
پاس آکر تمہیں چھوڑ دے گا۔۔۔

اس کی اگلی بات نے جزا کو نظریں اٹھانے پر مجبور کر دیا تھا۔۔۔ سالار سرد
نظروں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔

-----م-----میں۔۔۔۔۔اس وقت۔۔۔۔۔غصے۔۔۔۔۔اس نے کچھ کہنا چاہا

مگر سالار جھک کر اس کے ہونٹوں پر جھک کر اس کی جان نکال گیا۔۔۔۔۔اس
کے لمس میں اس قدر سختی تھی۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔جزا کو اپنے منہ میں خون کا ذائقہ محسوس ہوا

اپنی ساری فرسٹریشن اس کے ہونٹوں پر نکال کر وہ اسے بیڈ پر دھکیل کر کمرے
سے نکل گیا۔۔۔۔۔

اس کے جاتے ہی وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔۔۔۔ اس کے منہ سے غصے کی
حالت میں نکلے ہوئے لفظ سالار کو اتنی تکلیف دے گا اسے اندازا نہیں تھا نا وہ
جانتی تھی ان سب کا بدلہ آیت سے لیا جائے گا۔۔۔۔۔

شاہ مینشن میں ایک خوبصورت صبح کا آغاز تھا۔۔۔۔۔
آیت بالاج کے اٹھنے سے پہلے ہی تیار ہو کر باہر آ گئی تھی۔۔۔۔۔

Novelistan

سرخ جوڑے میں ہلکا سا میک اپ کئے کانوں میں نازک سے ٹاپس پہنے وہ بہت
حسین لگ رہی تھی۔۔۔۔۔

اماں جان نے اسے اپنے پاس بٹھا کر نظر اتاری تھی۔۔۔۔ اور اس پر سے پیسے
وار کر ملازمہ کو پکڑا دیئے تھے۔۔۔۔

اللہ تم دونوں کو ہمیشہ خوش رکھے آباد رکھے۔۔۔۔ اماں جان کی دعا پر وہ دھیمے
سے مسکرائی تھی۔۔۔۔

میں بہت خوش ہوں تم اپنی مرضی سے اپنے اصل کے پاس چلی گئی۔۔۔۔
تمہاری اس سمجھداری کی میں قائل ہو گئی ہوں۔۔۔۔
۔۔۔۔ سمجھدار بیویاں ہی گھر کو جنت بناتی ہے

اماں جان اس کی تعریفیں کرنے لگی وہ بس دھیمی سی مسکراہٹ کے ساتھ ان کی

---- باتیں سن رہی تھی

بیٹا جاؤ بالاج کو بلا کر لاؤ ناشتے کا ٹائم ہو گیا ہے۔۔۔۔۔ اماں جان کے کہنے پر وہ نا

چاہتے ہوئے بھی کمرے کی طرف بڑھ گئی۔۔۔۔۔

وہ شرٹ لیس اونڈھے منہ بیڈ پر سویا ہوا تھا۔۔۔۔۔ اس کو اس حالت میں دیکھ کر

۔۔۔ اس کی پلکیں لرز گئیں

سنے اٹھیں اماں جان بلارہی ہیں۔۔۔ اس نے دوسری طرف دیکھ کر بالاج کو
پکارا۔۔۔

دو تین بار آواز دینے پر بھی اس کو اٹھتا نہ دیکھ اسے غصہ آگیا تھا۔۔۔

اٹھیں۔۔۔ اس نے بالاج کے کندھے پر ہاتھ رکھا ہی تھا کہ وہ سیدھا ہوتا سے
کھینچتے اپنے اوپر گرا چکا تھا۔۔۔

اس کی حرکت پر آیت گھبرا کر اس کے کندھے کو سختی سے تھام چکی
تھی۔۔۔

ملائم ہاتھ معصوم چہرہ یہ خوب صورت نین اور ہونٹ۔۔۔

قتل باقی ہے بس۔۔۔۔۔ اوزار تو سب پورے ہیں۔۔۔۔۔

وہ اس کے چہرے پر نظریں جمائے گھمبیر لہجے میں شاعری بولتا اسے لال کر گیا
تھا۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ وہ خود کو چھڑا کر اٹھنے لگی
ابھی کہاں جانم ابھی ہماری آنکھوں کی پیاس بجھی نہیں۔۔۔ وہ اسے مزید خود
میں بھیج گیا۔۔۔۔۔

پلیز چھوڑیں۔۔۔۔۔ اماں جان بلا رہی ہیں۔۔۔۔۔ شرم سے اس کا نظریں اٹھانا
مشکل ہو گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔

اماں جان کے پوتے پر دھیان دو۔۔۔۔۔

وہ اس کے بالوں کو پکڑ کر خود پر جھکاتے اس کے ہونٹوں پر لب رکھ

گیا۔۔۔۔۔

آیت سختی سے آنکھیں میچ کر خود کو سنبھالنے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔۔۔



۔۔۔ شہد کی مٹھاس اپنی جگہ

مگر ہائے تمہارے ہونٹ۔۔۔

وہ اس کے ہونٹوں کو آزادی بخشا اسے دیکھ کر بے باکی سے بولا۔۔۔۔۔

اس کی گرفت ڈھیلی محسوس کر کے آیت ایک سو بیس کی اسپیڈ سے کمرے سے
نکلے تھی۔۔۔۔۔

اس کے جاتے ہی بالاج شاہ بھی اٹھتا اپنے کپڑے لے کر واش روم میں بند ہو
گیا۔۔۔۔۔



امی۔۔۔۔۔ اس نے جھجک کر سجدہ بیگم کو پکارا تھا۔۔۔۔۔

سجدہ بیگم نے مڑ کر اسے دیکھا جو گلابی کلر کے لان کے سوٹ میں بہت پیاری لگ
رہی تھی۔۔۔

بیٹا تم اتنی جلدی کیوں اٹھ گئی۔۔۔ سجدہ بیگم اس کے پاس آئی تھی اس وقت
وہ دونوں کچن میں کھڑے تھے۔۔۔

میں آپ کے ساتھ ناشتہ بنانے آئی ہوں۔۔۔ عقیدت نے مسکرا کر کہا۔۔۔

بلکل نہیں کچن کے لیے میں اور بھابھی ہیں نا ہم سب کر لیں گے تم آرام کرو یہ
آرام کے دن ہیں۔۔۔ گھوموں پھروں عرش کے ساتھ۔۔۔ باہر جاؤ

پھر بچوں کے بعد ویسے بھی گھومنے کا وقت نہیں ملے گا۔۔۔۔

سجدہ بیگم محبت سے کہہ کر اسے باہر لے آئی تھی۔۔۔۔

مگر مجھے فری بیٹھنا اچھا نہیں لگتا۔۔۔۔ وہ معصومیت سے بولی۔۔۔۔

عرش سے بول کر میں تمہارے لیے کتابیں منگواتی ہوں جس میں بچوں کی کئی

کیسے کرنی چاہیے۔۔۔۔ کیسے بچوں کو اٹھانا چاہئے سب لکھا ہوتا ہے۔۔۔۔

بس وہ پڑھنا وقت گزر جائے گا۔۔۔۔ باقی وقت تم گھومنے پھرنے میں گزارو

۔۔۔۔۔

سجدہ بیگم اسے سمجھا کر واپس کچن میں چل گئی۔۔۔۔۔

وہ وہاں بیٹھی رب کی بہت بار شکر گزار ہوئیں تھی جنہوں نے اسے اتنی

آزمائشوں کے بعد اس فیملی سے نوازا تھا۔۔۔۔۔ جن کے ساتھ سکون ہی

۔۔۔۔۔ سکون تھا



آہستہ آہستہ اس نے اپنی آنکھیں کھولی تو خود کو کو آدم خانزادہ کے حصار میں قید

پایا۔۔۔۔۔

اس نے مندی مندی آنکھوں سے آدم کو دیکھا جو پر سکون سویا ہوا تھا۔۔۔۔۔

وہ ایک مکمل مردانہ وجاہت سے بھرپور مرد تھا۔۔۔۔۔

اس کی مونچھیں اور بئیر ڈزا سے بہت پسند تھی۔۔۔۔۔

وہ شخص اسے اندھیرے سے روشنی میں لے آیا تھا۔۔۔۔۔ صرف وہی نہیں بلکہ

آدم بھی اس سے محبت کرنے لگا تھا۔۔۔۔۔ یہ بات اسے بلندی پر پہنچا گیا

تھا۔۔۔۔۔
Novelistan

کل کیسے اس نے اپنی محبت کا اظہار کیا تھا۔۔۔۔۔ اس کے تمام تکلیفوں کو وہ اپنے

بانہوں میں سمیٹ کر بھولنے پر مجبور کر گیا تھا۔۔۔۔۔

اسے گزری رات پوری پوری شدت سے یاد آئی تھی اور جیسے جیسے اسے سب
یاد آتا گیا اس کا چہرہ خطرناک حد تک سرخ ہو گیا تھا۔۔۔

وہ اس کا بازو ہٹا کر نکلنے لگی مگر وہ نیند میں بھی اسے خود میں بھیج گیا۔۔۔



سو جاؤ۔۔۔ وہ سرگوشی میں بولتا اسے قریب کر گیا۔۔۔

صص۔ صبح۔۔۔ ہو۔۔۔ وہ گئی۔۔۔۔۔ گھبراہٹ کی وجہ سے اس کے منہ سے

۔۔۔۔ الفاظ نکلنے سے انکاری ہو گئے تھے

شش۔۔۔۔ آدم کی سزنش پر وہ خاموش ہو گئی۔۔۔۔ مگر شرم کے مارے وہ
خود سے بھی نظریں نہیں ملا پارہی تھی۔۔۔

وہ چاہتی تھی آدم کے اٹھنے سے پہلے ہی کمرے سے نکل جائے وہ کیسے اس کا سامنا
کرے گی۔۔۔۔ مگر آدم اسے چھوڑنے کو تیار ہی نہیں تھا۔۔۔

ابھی بمشکل دس منٹ ہی گزرے تھے کہ دروازے کی آواز پر اس کی آنکھ کھل
گئی۔۔۔

۔۔۔ گھڑی میں ٹائم دیکھا تو صبح کے آٹھ بج رہے تھے

شفا تو سختی سے آنکھیں میچ کر لیٹی تھی۔۔۔۔۔ گزری رات اس کا ڈرنا شرمنا یاد
کر کے چہرے پر مسکراہٹ بکھر گئی۔۔۔۔۔

وہ سمجھ گیا دروازے پر کون ہو سکتا ہے اس لئے پہلے اٹھ کر وارڈروب کی طرف
۔۔۔۔۔ بڑھا وہاں سے شفا کے کپڑے لے کر اس کے پاس آیا

اٹھیں جا کر فریش ہو جائیں۔۔۔۔۔ اس نے دھیرے سے شفا کو پکارا مگر اس نے تو
جیسے آدم کے سامنے نظر نا اٹھانے کی قسم کھائی تھی۔۔۔۔۔

شفا اٹھ جائیں جاناں ہم بہت لیٹ ہو گئے ہیں۔۔۔۔۔ اس نے شفا کے گال پر ہاتھ
پھیرا۔۔۔۔۔

اچھا آپ کے کپڑے یہاں رکھے ہیں میں دروازہ کھولنے جا رہا ہوں منت باہر

--- کھڑی ہے آپ جا کر فریش ہو جائیں

اسے ٹھس سے مس نا ہوتے دیکھ اس کی شرم سمجھتا اس کے کپڑے رکھ کر

دروازے کی طرف بڑھ گیا۔۔۔

اس کے قدموں کی آواز دور محسوس کر کے اس نے جھٹ سے آنکھیں کھولیں

--- اور اپنے پاس رکھے کپڑے اٹھاتی

واش روم میں بھاگی تھی۔۔۔۔۔

اسے واش روم میں بند ہوتے دیکھ آدم نے دروازہ کھول کر منت کو گود میں اٹھا
لیا تھا جو اسے گھور کر دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

کیا ہوا میرا بیٹا غشہ ہے آج اپنے پیپا سے۔۔۔۔۔ آدن اس کا گال چومتا کمرے
میں لے آیا۔۔۔۔

ماما تو بلاؤ۔۔۔ منت نے باپ کو جواب دینے کے بجائے ماں کی تلاش میں کمرے
میں نظر دوڑائی۔۔۔۔۔

پہلے پیپا سے تو ناراضگی ختم کرونا۔۔۔۔۔ آدم اسے اپنے سینے پر لٹا گیا۔۔۔۔

اس نے ناراضگی سے آدم کو دیکھا۔۔۔۔۔ میری پرس غصہ کیوں
ہے۔۔۔۔۔

(میں آپ تے بات نہیں تلون دی) میں آپ سے بات نہیں کروں گی

منت کی ناراضگی برقرار تھی۔۔۔ آدم کا قہقہہ پورے کمرے میں گونجتا تھا اس کی
چھوٹی پھولی سی ناک دیکھ کر۔۔۔



آکر اپنی بیٹی کو سنبھالیں۔۔۔۔۔ میں باہر جا رہا ہوں۔۔۔۔۔

شفا کو واشروم سے نانکتے دیکھ وہ ڈریسنگ روم میں گھس گیا۔۔۔۔۔

اس کے جاتے ہی کلک کی آواز کے ساتھ وہ دروازہ کھول کر باہر آئی تھی۔۔۔۔

منت اس کو دیکھ کر لپٹ گئی تھی۔۔۔۔

شفا نے بھی اس کے گال چوم لئے۔۔۔۔

آدم خانزادہ جو اس کے باہر نکلنے کا انتظار کر رہا تھا بلیک سوٹ پہنے گیلے بالوں میں
نکھرے روپ میں باہر آتا دیکھ کر وہ ڈریسنگ روم سے باہر نکل آیا۔۔۔

مجھے مکمل کرنے کا شکریہ زندگی۔۔۔۔ اس نے پیچھے سے شفا کے گھنے بالوں

والے سر پر لب رکھے تھے۔۔۔

شفا اس اچانک افتاد پر گھبرا گئی۔۔۔۔

وہ تو سمجھی تھی وہ کمرے سے چلا گیا۔۔۔۔۔

شفا کا دل بے اختیار زور سے دھڑکا اسکی بو جھل سرگوشی پر۔۔۔۔۔ اس نے

۔۔۔ مڑنے کی کوشش کی مگر آدم نے اسے ایسا کرنے سے روک دیا

۔۔۔۔ اس کی سرگوشی اتنی دھیمی تھی کہ وہ بھی بمشکل سن پارہی تھی

منت ان سب سے بے خبر ابھی تک شفا کی کمر میں ہاتھ باندھے اس کے پیٹ سے

لیٹی ہوئی تھی۔۔۔۔

باپ بیٹی کے بیچ اپنی سچویشن سوچ کر اس کے ہونٹوں پر ایک گہری مسکراہٹ
بکھر گئی تھی جسے چاہ کر بھی وہ ضبط نہیں کر پائی۔۔۔۔۔۔۔۔

آپ کی۔ مسکراہٹ میرے دل میں آپ کے لئے موجود محبت میں دن بدن
۔۔۔۔۔۔۔۔ اضافہ کرتی جا رہی ہے

وہ دن دور نہیں جب میں اپنا کام دھند اچھوڑ کر آپ کے پہلو سے چپک جاؤں

۔۔۔۔۔۔۔۔ گ

آدم کی دھیمی سرگوشی پر اس کی جان ہلکان ہو رہی تھی۔۔۔۔۔ اسے کسمساتا
دیکھ منت اس سے الگ ہوئی تھی۔۔۔۔۔

اور منت کے الگ ہوتے ہی آدم جھٹکے سے اس سے دور ہوا تھا۔۔۔
اور واش روم میں گھس گیا۔۔۔

اس کے جاتے ہی شفا نے ایک گہری سانس لی۔۔۔۔۔ وہ محبت کی بات کر رہا تھا
جبکہ شفا اس کی اچھائی کی وجہ سے اس سے عشق کر بیٹھی تھی۔۔۔۔۔



سب ناشتے پر آدم اور شفا کا انتظار کر رہے تھے۔۔۔۔۔ ان تینوں کو ایک ساتھ
ڈائننگ ہال میں داخل ہوتے دیکھ فروا بیگم نے نظر اتاری تھی۔۔۔۔۔

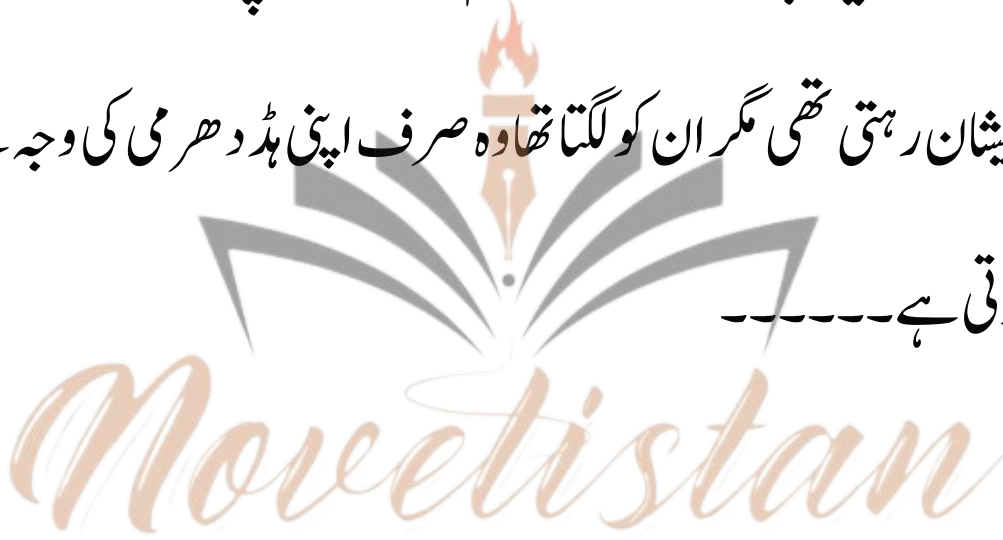
آدم کے چہرے پر چمک ہی نہ رہی تھی اور شفا کا شرمایا روپ انہیں بہت کچھ سمجھا
گیا تھا۔۔۔۔۔



وہ سب کو سلام کرتے اپنی اپنی چئیر پر بیٹھ گئے تھے۔۔۔۔۔
منت کو فروا بیگم اپنے ساتھ بٹھا چکی تھی۔۔۔۔۔

ہر کوئی مکمل تھا وہاں بس ایک جزا ہی تھی جو اسی سے ناشتہ کر رہی تھی سالار
آج بھی موجود نہیں تھا۔۔۔۔۔

فردا بیگم ماں تھی کیسے بچوں کی خوشی اور غم کا سمجھ نہیں پاتی۔۔۔۔۔ جزا کے لئے
وہ اکثر پریشان رہتی تھی مگر ان کو لگتا تھا وہ صرف اپنی ہڈ دھرمی کی وجہ سے اپنا
نقصان کرتی ہے۔۔۔۔۔



بیٹا میں چاہ رہی ہوں اب عرش کا ولیمہ کر دیا جائے۔۔۔۔۔
عرش کی شادی کسی کو علم نہیں ماشاء اللہ سے اب نیا مہمان آنے والا ہے تو
۔۔۔۔۔ ہمیں اس کام میں دیری نہیں کرنی چاہیے

میں نے اور سجدہ نے تو اگلے سنڈے کا سوچا ہے اب تم لوگ دیکھ لو۔۔۔۔۔ کونسا
دن صحیح رہے گا۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ فروا بیگم ان دونوں کی طرف دیکھ کر بولیں
ٹھیک ہے امی جیسا آپ لوگوں کو بہتر لگے۔۔۔۔۔ میرے خیال سے سنڈے کا
دن بہتر رہے گا۔۔۔۔۔

جو جو تیاری کرنی ہے وہ ہم کر لیں گے آپ فکر مت کریں۔۔۔۔۔

آدم نے ان کو پُر سکون کیا۔۔۔۔۔ اور نیچے سے شفا کا ہاتھ تھام لیا۔۔۔ وہ جو
پہلے ہی سب کے سامنے گردن نہیں اٹھاپا رہی تھی اس کی حرکت پر گڑبڑ ا
گئی۔۔۔۔۔

کیا ہوا بیٹا کوئی پریشانی ہے۔۔۔۔۔ سجدہ بیگم نے شفا کی پریشان صورت دیکھ کر
پوچھا۔۔۔۔۔



ن۔ نہیں چھوٹی امی میں ٹھیک ہوں۔۔۔۔۔ سب کی توجہ خود کی طرف دیکھ کر
۔۔۔۔۔ وہ شرمندہ ہو گئی تھی

آدم نے اس کی حرکت دیکھ کر مسکراہٹ دبائی۔۔۔۔

عرش مہمانوں کی لسٹ تم بنا لینا اور سالار سے کہنا آکر مجھ سے آفس میں
ملے۔۔۔۔

آدم ناشتے سے فارغ ہو کر اٹھ گیا۔۔۔۔ عرش نے اثبات میں سر ہلا دیا۔۔۔۔

اب تو غصہ چھوڑو پرسنس۔۔۔۔ اب تو مان جاؤ

۔۔۔۔ آدم جانے سے پہلے منت کو منانے لگا

(میں نئی مانوں دی) (میں نہیں مانوں گی)

وہ منہ پھلا کر بولی۔۔۔۔۔

اچھا یہ تو بتا دو کیوں ناراض ہے میرا بیٹا۔۔۔۔۔ آدم نے مسکین سی شکل بنا کر

پوچھا

آپ مدے لو زما ماتے پاس تو نے نئی دیتے خد تو داتے ہیں

(۔۔۔ آپ مجھے روزما کے پاس سونے نہیں دیتے خود سو جاتے ہیں)

Novelistan

سب کے سامنے اس کی بات پر آدم جی بھر کر شر مندہ ہو گیا تھا۔۔۔۔۔

آدم کو اپنے آپ پر غصہ آیا اسے پتہ ہوتا اس کی بیٹی اس بات پر ناراض ہے تو وہ

---- اس سے سب کے سامنے پوچھتا ہی نہیں

شفا سے تو وہاں بیٹھنا محال ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ اس کی جھکی گردن مزید جھک

گئی۔۔۔

سب نے اپنی مسکراہٹ روکی تھی۔۔۔۔

منت جلدی سے ناشتہ فٹش کرو۔۔۔۔ آخر بیٹے کا سرخ چہرہ دیکھ فر و ابیگم کو ہی

خیال آیا اور وہ منت کے منہ میں نوالہ ڈال کر اس کا منہ بند کر گئی۔۔۔۔

آدم سرخ چہرے کے ساتھ ہی وہاں سے نکل گیا تھا۔۔۔۔۔ عرش بھی اس کے

۔۔۔ پیچھے ہی نکلا تھا



بالاج بیٹا کچھ دنوں کے لئے بہو کو باہر لے جاؤ گھوم پھر لے گی ہنی مون ہو جائے

گاتم لوگوں کا۔۔۔۔۔

اس وقت وہ لاؤنج میں ہی بی جان سے اپنے سر کی مالش کروا رہا تھا۔۔۔۔ آیت
اس کی بے باکی وجہ سے ہانیہ کے ساتھ ہی بیٹھی تھی اس کے اشارے پر بھی وہ
۔۔۔۔۔ کمرے میں نہیں آئی تو مجبوراً وہ بھی باہر آ کر بیٹھ گیا

آج اس نے صرف آیت کے ساتھ وقت گزارنے کے لیے آفس سے چھٹی کی
تھی مگر وہ تھی کہ ہاتھ آنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔۔۔۔

وہ آنکھوں ہی آنکھوں میں اسے دھمکی دے کر اماں جان کی طرف پیٹھ کر کے
۔۔۔۔۔ آنکھیں بند کر بیٹھ گیا تھا

تاکہ وہ وہ اس کے سر کی مالش کر سکے۔۔۔۔

سر باہر دولیڈیز آئی ہیں آیت میڈم سے ملنے۔۔۔۔

ملازم نے آکر انہیں اطلاع دی تو آیت جو بیٹھی ہوئی تھی جھٹکے سے کھڑی ہو

گئی۔۔۔۔

ان کو جا کر منع کر دو میڈم نہیں ملنا چاہتی ان سے۔۔۔۔ بالاج نے اپنی ہی دھن

میں منع کر دیا۔۔۔۔

ان کو اندر بھیجو منع کرنے کی ضرورت نہیں۔۔۔۔ اماں جان نے آیت کی

آنسوؤں بھری آنکھوں کو دیکھ کر کہا۔۔۔۔

یار اماں جان میں نہیں چاہتا کہ اس۔ خاندان سے میری بیوی کوئی تعلق
رکھے۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ بالاج نے ناراضگی سے کہا

پلیز مجھے ملنے دیں۔۔۔۔۔ آیت کی بھرائی ہوئی آواز پر اس نے آیت کو
دیکھا۔۔۔۔۔ جو التجاء کرتی نظروں سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔

Novelistan

اور وہ پل میں ان سمندر جیسی گہری آنکھوں میں ڈوب گیا تھا۔۔۔۔۔

اسے اس وقت یہ بات ماننی پڑی وہ اس سے ہر بات منوانے کا ہنر رکھتی
تھی۔۔۔۔۔

جاؤ ان کو اندر بھیجو۔۔۔۔۔ وہ زرارنا راضگی سے کہہ کر اٹھ کر صوفے پر بیٹھ چکا

تھا۔۔۔۔۔

فروا بیگم فریجہ کے ساتھ آج شاہ مینشن آئیں تھیں۔۔۔۔۔ ملازمہ کے ساتھ
جب وہ اندر داخل ہوئیں تو سامنے ہی آیت بے صبری سے ان کا انتظار کر رہی
تھی۔۔۔۔۔

انکو دیکھتے ہی وہ بھاگ کر فروا بیگم کے گلے لگی تھی۔۔۔۔۔

فروا بیگم نے سگی ماں کی طرح اس کا ماتھا چوما تھا۔۔۔

آخر کو سگی اولاد کی طرح خیال رکھا تھا۔۔۔۔

وہ فروا بیگم سے الگ ہو کر فریجہ سے ملی مگر اس نے فریجہ میں وہ گرمجوشی محسوس

نہیں کی جو ہمیشہ ہوا کرتی تھی۔۔۔۔

اس نے ایک نظر اپنی بہن کو دیکھا جو ناراض نظروں سے اسے ہی دیکھ رہی

تھی۔۔۔۔ شرمندگی سے وہ اپنی نظریں جھکا گئی۔۔۔۔

فروا بیگم اور فری نے آگے بڑھ کر اماں جان کو سلام کیا

ہانیہ سے بھی ملی۔۔۔۔۔ مگر وہ مغرور شہزادہ بلیک ٹراؤزری ٹشرٹ میں ٹانگ پر
ٹانگ رکھے لا پروا انداز میں بیٹھا موبائل یوزر رہا تھا جیسے اس کے علاوہ وہاں کوئی
ناہو۔۔۔۔۔۔۔

اس کی حرکت پر آیت بے وجہ ہی سب کے سامنے شرمندہ ہو گئی۔۔۔۔۔
اتنے لوگوں کے ہوتے ہوئے بھی وہاں خاموشی تھی کسی کو کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا
۔۔۔۔۔ کیا بولے ہانیہ اماں جان کے اشارے پر کچن میں چلی گئی تھی

جب پانچ منٹ تک کوئی کچھ نہیں بولا تھا بالاج اپنا موبائل سائیڈ پر رکھتا سیدھا ہو
کر بیٹھا تھا۔۔۔۔۔

جی کہیے کیسے آنا ہوا آپ لوگوں کا۔۔۔ بالاج نے سنجیدگی سے فری سے

پوچھا۔۔۔۔۔

کیونکہ وہ جتنا بھی بد تمیز تھا مگر بڑوں سے سرد لہجے میں بات کرنا اب وہ بہت

معیوب سمجھنا تھا۔۔۔۔۔

اور فری تقریباً اس کی جتنی یا شاید ایک آدھ سال بڑی تھی ایسا اس کا ماننا تھا

۔۔۔۔۔ وہ شکل سے ہی پہچان چکا تھا وہ آیت کی بہن ہے۔۔۔۔۔ کیونکہ وہ خوبخو

آیت جیسی تھی۔۔۔

---- فری نے گھور کر اسے دیکھا۔۔۔۔ جسے بڑے چھوٹے کی تمیز نہیں تھی

ظاہر سی بات ہے اتنے دھوکے کھانے کے بعد یہاں ہم دعوتیں اڑانے تو آئے
نہیں ہونگے۔۔۔۔

اگر آئے ہیں تو کسی کام سے ہی آئیں ہونگے۔۔۔۔ اگر آپ اپنی مصروفیت سے
تھوڑا وقت نکال لیں تو کچھ بات کرنا چاہیں گے۔۔۔۔

Novelistan

فری بھی اس کی بات کے جواب میں طنز کرنا نہیں بھولی تھی۔۔۔۔ جبکہ دھوکے
۔۔۔۔۔ کا مطلب آیت اور بالاج اچھے سے سمجھ گئے تھے

فروا بیگم نے فری کے ہاتھ میں ہاتھ رکھ کر اسے غصہ کرنے سے روکا تھا۔۔۔۔۔

اماں جی بچوں سے جو غلطیاں ہو گئی اسے ہم سدھار نہیں سکتے مگر ہم کوئی بہتر
۔۔۔ راستہ نکال کر اسے صحیح کر سکتے ہیں

اب آیت اور بالاج نے اپنی مرضی سے جو بھی فیصلہ کیا وہ ان کی زندگی ہے لیکن
جس معاشرے میں ہم رہتے ہیں وہاں ان سب چیزوں کو اچھا نہیں سمجھا جاتا

ابھی تو کسی کو اس بارے میں پتہ نہیں لیکن جیسے ہی سب کو پتہ چلا خاندان والے
باتیں بنائیں گے۔۔۔۔۔ لوگ بہت کچھ کہیں گے۔۔۔۔۔

اس لئے میں چاہتی ہوں کہ اس سنڈے عرش کے ولیمے ساتھ آیت کی رخصتی

----- کر دی جائے

----- تاکہ کسی کو بھی کچھ بولنے کا موقع نہ ملے

فروا بیگم نے بول کر اماں جان کی طرف دیکھا جو ان کی بات سے سہمت نظر

آ رہی تھی۔۔۔ جبکہ بالاج ابھی تک ویسے ہی اکڑ کے بیٹھا تھا۔۔۔۔۔

میں آپ کی بات سے متفق ہوں۔۔۔۔۔

مجھے منظور نہیں۔۔۔۔۔ بالاج نے ان کی بات کاٹی تھی سب نے حیرانگی سے
ان کی طرف دیکھا۔۔۔۔۔

مجھے منظور نہیں۔۔۔۔۔ بالاج نے اماں جان کی بات کاٹی تھی سب نے حیرانگی سے
اس کی طرف دیکھا جو بنا کسی لحاظ کے منع کر چکا تھا۔۔۔۔۔

تب تاک ہانیہ بھی ملازمہ کے ساتھ ان کے لئے چائے اور اسٹیکس وغیرہ لے
کر آچکی تھی اتنا سیریس ماحول دیکھ کر وہ بھی پریشان ہو چکی تھی۔۔۔۔۔

مجھے منظور نہیں کہ میری بیوی اس گھر میں دوبارہ جائے۔۔۔۔۔ اور رہی بات
لوگوں کی باتیں بنانے کی تو میری بیوی کے بارے میں غلط بولنے والوں کی زبان
۔۔۔۔۔ کاٹنے کی طاقت رکھتا ہوں میں۔۔۔۔۔ اس لئے آپ لوگ فکر مت کیجئے

۔۔۔۔۔ مگر بیٹا

چلیں بڑی امی۔۔۔۔۔ فروا بیگم نے کچھ بولنا چاہا مگر فری ان کا ہاتھ تھام کر اٹھا چکی
تھی۔۔۔۔۔

آپی میری بات سنیں۔۔۔۔۔ آیت نے روتے ہوئے اس کا بازو پکڑ لیا تھا۔۔۔۔۔

ماشاء اللہ۔۔۔۔۔ بہترین انتخاب کیا ہے تم نے اپنے لئے۔۔۔۔۔ خوشی ہوئی بہت
عزت ملی ہمیں آج یہاں سے اللہ کرے ہمیشہ خوش رہو۔۔۔۔۔ لیکن اگر تم اپنی

پسند کے بارے میں ہمیں پہلے بتا دیتی تو آج لوگوں کے سامنے ہمیں جواب دہ
----- نہیں ہونا پڑتا

فری افسوس سے اس کا ہاتھ اپنے بازو سے ہٹاتی فروا بیگم کو تھامے باہر نکل گئی
تھی-----

---- ان کے نکلتے ہی آیت بھی روتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف بھاگ گئی

عجیب ڈرامے بازی لگا رکھی ہے یار جو بھی آتا ہے میری بیوی کو رلا کر چلا جاتا
یہ۔۔۔۔۔ اسی لئے میں ان لوگوں کو اندر لانے سے منع کر رہا تھا۔۔۔۔۔

اس وقت آیت کے آنسو دیکھ وہ انتہائی غصے میں تھا۔۔۔۔۔

تم نے ان کے ساتھ بالکل اچھا نہیں کیا۔۔۔۔۔ اماں جان نے افسوس سے پوتے
کو دیکھا۔۔۔۔۔

اب آپ بھی ان کی وجہ سے مجھے ہی سنائیں۔۔۔۔۔ وہ غصے سے بولتا کمرے کی
طرف بڑھ گیا تھا۔۔۔۔۔

آیت میں نے کہا کھولو دروازہ۔۔۔۔۔ اس کے تین چار بار ناک کرنے پر بھی
جب اندر سے آواز نہیں آئی تو اس نے ملازم سے
کمرے کی ڈیپلیکٹ کی منگوائی۔۔۔۔۔

۔۔۔ اس کے رونے کی آواز باہر تک آرہی تھی
ان نے جب دروازہ کھولا تو وہ بیڈ کے کونے پر بیٹھی ہچکیوں سے رو رہی تھی
۔۔۔۔۔ وہ تڑپ کر اس تک پہنچا اور اسے تھام کر سیدھا کیا۔۔۔۔۔

روئی روئی سو جھی آنکھیں بھگے ہونٹ سرخ چہرہ دیکھ وہ بہت پریشان ہوا
تھا۔۔۔۔۔

کیوں رو رہی ہو یار۔۔۔۔۔ بالاج اس کے آنسو انگلی کے پوروں سے صاف
کرتے بولا۔۔۔۔۔

آیت نے کوئی جواب نہیں دیا مگر آنسوؤں تو اتر سے بہہ کر اس کا چہرہ بھگورے
تھے۔۔۔۔۔

بالاج نے پانی کا گلاس بھر کر منہ سے لگایا وہ دو گھونٹ پی کر پیچھے کر گئی۔۔۔۔۔
اچھا چپ رونا بند وہ اسے سینے سے لگاتا کسی بچے کی طرح پچکارنے لگا۔۔۔۔۔

آپ۔۔۔ بہت۔۔۔ برے ہیں۔۔۔ ہمیشہ اپنی منمائی کرتے ہیں۔۔۔ کبھی مجھ
سے نہیں پوچھتے میں کیا چاہتی ہوں۔۔۔ ہمیشہ اپنا۔۔۔ فیصلہ تھوپتے ہیں

۔۔۔۔۔

میں بھی۔۔۔ انسان ہوں۔۔۔ میری بھی کوئی مرضی ہو سکتی ہے۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ مگر آپ نے مجھے انسان سمجھا ہی نہیں

وہ اسی کے سینے سے لگی روتے ہوئے اس کی شکایت کر رہی تھی۔۔۔۔۔

سالار کو بہت افسوس ہوا کاش وہ سالار کی بہن نا ہوتی تو شاید آج اس کی بیوی اس
پر فخر کر رہی ہوتی۔۔۔۔۔

جانم پلیز رونا بند کرو۔۔۔۔۔ دیکھو ہم کل ہی دھوم دھام سے اپنا ولیمہ کریں گے
تمہاری ہر خواہش پوری کروں گا۔۔۔۔۔

---- اس کی بات پر آیت نے غصے سے اسے دور دھکیلنا اور اٹھ کر جانے لگی
---- کہاں جا رہی ہو---- بالاج نے اس کا ہاتھ تھامنا تھا
اماں جان کے پاس اب میں وہیں رہوں گی---- وہ غصے سے کہہ کر پانا ہاتھ
چھڑانے لگی----

مگر کیوں---- وہ پریشان صورت لئے کھڑا ہو گیا----
کیونکہ آپ نے مجھے آپنی اور بڑی امی کے سامنے بہت شرمندہ کیا ہے۔۔۔ جب
آپ کو میری فکر نہیں تو میں کیوں آپ کی فکر کروں۔۔۔۔
وہ سختی سے جواب دے کر مڑنے لگی مگر بالاج نے پیچھے سے اس کے گرد بازوؤں
باندھ دیئے تھے۔۔۔

--- یہ ظلم نا کرو مجھ پر جانم تمہارے بغیر بالاج شاہ کا گزارہ ممکن نہیں
وہ اس کے کان میں جھکتا سرگوشی کرنے لگا۔۔۔۔۔

آیت نے بمشکل آپنی دھڑکنوں کو شور کرنے سے روکا تھا۔۔۔۔۔
چھوڑیں مجھے میں آپ کی کسی بات میں نہیں آؤں گی۔۔۔۔۔
--- اس نے مزاحمت کرنے کی کوشش کی

اچھا بتاؤ کیا چاہتی ہو تم۔۔۔۔۔ آخر ہار مانتے وہ اسے بیڈ پر اپنے ساتھ بٹھا
گیا۔۔۔۔۔ وہ خود بھی جانتا تھا وہ زیادہ بول گیا جبکہ وہ آیت کی فائدے کی ہی بات
--- کرنے آئے تھے

مجھے نہیں کہنا کچھ بھی آپ میری بات نہیں مانیں گے۔۔۔۔ وہ اب بھی مسلسل
رورہی تھی۔۔۔۔

وعدہ کرتا ہوں آج صرف تمہاری مانوں گا۔۔۔۔ لیکن تمہیں بھی میری کچھ
ماننی پڑے گی۔۔۔۔

اس نے کچھ سوچ کر کہا۔۔۔۔
مجھے گھر جانا ہے۔۔۔۔ وہ نظریں جھکائے بولی۔۔۔۔ جیسے یقین ہو وہ منع کر دے
گا۔۔۔۔

مجھے چھوڑ کر؟۔۔۔۔ بالاج نے کسی خدشے کے تحت پوچھا۔۔۔۔ جبکہ دل کو پورا
یقین ہو چکا تھا وہ اسے چھوڑ کر کبھی نہیں جائے گی۔۔۔۔۔

مجھے۔۔۔ بس۔۔۔ وہاں۔۔۔۔۔ سے رخصت ہونے دیں۔۔۔ بڑی امی بہت مان
سے مجھے لینے آئیں تھیں۔۔۔۔۔ وہ۔۔۔ اٹکتے ہوئے بولی۔۔۔۔۔

واپس آؤ گی میرے پاس۔۔۔۔۔ بالاج نے سنجیدگی سے پوچھا۔۔۔۔۔

اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔۔۔۔۔
وہ اسے کھینچ کر اس کا جڑا دبوچ گیا۔۔۔۔۔

اگر وہاں جا کر میرے ساتھ دھوکا کرنے کی کوشش کی تو یاد رکھنا بالاج شاہ کی
محبت دیکھی ہے تم نے اس محبت کو انتقام کی بھینٹ مت چڑانا پچھتاؤ

گی۔۔۔۔۔ ٹھیک چھ دن بعد سنڈے کو میں بارات لے کر آؤں گا تمہیں لینے اس
کے بعد تم خانزادہ مینشن کا نام بھی نہیں لو گی۔۔۔۔۔ صرف تم اور میں۔۔۔ ہم
ایک دوسرے کے لئے ہونگے بس۔۔۔۔۔

چھو کر دور ہو گیا۔۔۔۔۔

گلے لگ گئی۔۔۔۔۔

قصی

اور اسے خوش دیکھ کر بالاج بھی مسکرا دیا۔۔۔۔۔ میں اماں جان کو بتا کر آتی

۔۔۔۔۔ ہوں وہ اس سے الگ ہو کر باہر جانے لگی

یہ تو ہوئی تمہاری بات۔۔۔۔۔ میری بات کون مانے گا۔۔۔۔۔ جانم اس نے پیچھے

۔۔۔۔۔ سے آواز لگائی

اس کے دروازے کی طرف بڑھتے قدموں کو بریک لگی تھی۔۔۔۔۔ اور پریشانی

سے بالاج کی طرف دیکھا۔۔۔۔۔

ادھر آؤ۔۔۔۔۔ وہ آرام سے پھیل کر بیڈ پر لیٹ گیا تھا۔۔۔۔۔ اس کے اشارے

پر آیت گھبراتے ہوئے اس کی طرف بڑھی بالاج کی آنکھیں اسے گھبرانے پر

..... مجبور کر رہی تھی

۔۔۔ اس کے پاس آنے ہر بالاج نے اسے کھینچ کر خود پر گرایا تھا

اس اچانک فٹاد پر آیت نے آنکھیں سختی سے میچ لی تھی۔۔۔

وہ اس کے روپ کو آنکھوں سے نہارنے لگا۔۔۔۔۔ اس کی آنکھوں کی تپش سے
آیت کو اپنا چہرہ جلتا ہوا محسوس ہونے لگا۔۔۔۔۔ اس نے دھیرے سے
آنکھیں کھولیں تو وہ اسے ہی دیکھ رہا ان نظروں کا پیام سمجھ کر وہ خود میں سمٹ
گئی۔۔۔۔۔

جانم۔۔۔۔۔ بالاج کی خمار آلود لہجے پر اس کے ہونٹ کپکپائے تھے۔۔۔۔۔
کس می۔۔۔۔۔ بالاج کی فرمائش پر آیت نے جھٹکے سے ہونٹوں کی طرح اسے
دیکھا۔۔۔۔۔
کس می جانم۔۔۔۔۔ بالاج نے دوبارہ کہا۔۔۔۔۔
کک۔۔۔۔۔ کیوں۔۔۔۔۔ وہ گھبرا کر بولی۔۔۔۔۔
کیوں کرتے ہیں؟ اس کے عجیب سوال پر بالاج نے اسے گھور کر دیکھا۔۔۔۔۔
مطلب میں کیوں کروں۔۔۔۔۔ آیت دھیرے سے منمننائی۔۔۔۔۔

---- تو کیا م رینا سے مانگ لوں کس۔۔۔ اس کی بات پر بالاج چڑ کر بولا

---- آیت نے خونخوار نظروں سے اسے دیکھا۔۔۔۔۔ کون ہے رینا
میری سیکرٹری۔۔۔ اس نے اطمینان سے جواب دے کر آیت کو دیکھا جو
ساری شرم بالائے طاق رکھ کر کھا جانے والی نظروں سے اسے گھور رہی تھی

مطلب یہ سب کرنے جاتے ہیں آپ آفس میں۔۔۔۔۔ وہ خالص بیویوں والے
انداز میں اس سے لڑنے کو تیار ہو گئی تھی۔۔۔۔۔

----- اب تم اتنے نخرے دکھاؤ گی تو کہیں نا کہیں تو

دانت گاڑ چکی تھی۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ بید پر بیٹھ گئی

تختی

جانا کینسل۔۔۔ وہ سرد لہجے میں کہہ کر وہاں سے جانے لگا۔۔۔

آیت بھاگ کر اس کے سامنے آگئی۔۔۔۔۔ پلیز منع مت کریں میں سوری کر
رہی ہوں معاف کر دیں پلیز۔۔۔۔۔ وہ اس وقت رونے والی ہو گئی تھی۔۔۔۔۔

بالاج نے اس کی شکل دیکھ کر مسکراہٹ روکی تھی۔۔۔۔۔

آیت کو جب کچھ سمجھ نہیں آیا تو اپنے پاؤں اوپر کرتی اس کے زخم پر لب رکھ
گئی۔۔۔۔۔

اس کی حرکت نے بالاج شاہ کو بری طرح گھائل کیا تھا۔۔۔۔۔

ایک سکون کی لہر روح میں سرایت کر گئی تھی۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ اس نے آیت کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے خود میں بھینچ لیا

تیار ہو جاؤ میں باہر انتظار کر رہا ہوں تمہارا۔۔۔۔۔ جلدی آنا ورنہ میرا ارادہ
بدلنے میں وقت نہیں لگے گا۔۔۔۔۔ وہ اس کے ماتھے پر لب رکھتا کمرے سے
۔۔۔۔۔ نکل گیا

اس کے نکلتے ہی اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا وہ کیا کرے ہاتھ پاؤں بری طرح کانپ
رہے تھے۔۔۔۔۔ وہ کیسے سب کا سامنا کرے گی۔۔۔۔۔



تم چاہتے کیا ہو مجھے بتا دو اتنے لا پرواہ تو تم کبھی نہیں ہوئے سالار تم نے مجھے پہلے
۔۔۔۔۔ کیوں نہیں بتایا۔۔۔۔۔ آدم خانزادہ غصے سے اس پر برس رہا تھا

بھائی مجھے نہیں پتہ وہ سب کیسے غائب ہو گیا آئی نو وہ آپ نے مجھے پر بھروسہ کر
کے رکھوایا تھا مگر وہ میرے لاکر میں سے غائب ہو گیا۔۔۔۔۔ مجھے پتہ ہی نہیں چلا



وہ شرمندگی سے اسے بتا رہا تھا۔۔۔۔۔

.... وہی تمہاری بے گناہی کے ثبوت تھے میرے پاس

Novelistan

اب جانتے ہو تم وہ آیت سے بدلہ لے گا ہر چیز کا میں تم سے پچھلے ایک مہینے سے
مانگ رہا ہوں کبھی کوئی بہانہ تو کبھی کوئی۔۔۔۔۔

زمہ داری نام کی کوئی چیز ہے یا نہیں۔۔۔۔۔ آدم کا بس ناچلا وہ اسے زندہ زمیں
میں گاڑ دے۔۔۔۔۔

آیت کا نام مت لیں میرے سامنے اس نے اس گھٹیا آدمی کے سامنے میرے
ساتھ آنے کے بجائے اس کے ساتھ کو ترجیح دی۔۔۔۔۔

سالار سنجیدگی سے بولا۔۔۔۔۔
بکو اس مت کرو۔۔۔۔۔ وہ اگر ان سب میں پھنسی ہے تو اسکی وجہ تم
ہو۔۔۔۔۔

اب مجھے کچھ سوچنے دو تم جاؤ آفس اور کہیں اور جانے کے بجائے مجھے گھر میں ملنا
تم۔۔۔۔۔

آدم سنجیدگی سے کہہ کر اپنے آفس سے نکل گیا۔۔۔۔

پیچھے وہ بھی غصے سے وہاں سے نکل کر آفس چلا گیا تھا۔۔۔۔۔



وہ اماں جان سے مل کر بالاج شاہ کے ساتھ خازنہ مینشن آئی تھی۔۔۔۔۔
مگر اندر جانے کی ہمت نہیں تھی ناہی بالاج اندر جانا چاہتا تھا۔۔۔۔۔

واپس چلتے ہیں۔۔۔۔۔ اسے دروازے کی طرف حسرت سے دیکھتا دیکھ کر بالاج
نے اسٹیرنگ سنبھالی تھی۔۔۔۔۔

ن۔ نہیں۔۔۔۔۔ آیت نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔۔۔۔۔ اور التجاء کرتی نظروں
سے اسے دیکھا۔۔۔۔۔

کسی دن جان لے لوگی تم میری۔۔۔۔۔ بالاج اس کو دیکھتا افسوس سے
بولا۔۔۔۔۔

اور گاڑی کو دروازے کی طرف موڑ دیا۔۔۔۔۔
آیت کو گاڑی میں بیٹھے دیکھ کر چاکیدار نے دروازہ کھول دیا تھا۔۔۔۔۔
پورچ میں گاڑی روک کر اس نے دوسری طرف سے آکر آیت کا ہاتھ تھام کر
نکالا۔۔۔۔۔ جبکہ گھبراہٹ کی وجہ سے اس سے ٹھیک سے چلا بھی نہیں جا رہا
تھا۔۔۔۔۔

بلیک جینز کے ساتھ بلیک ٹی شرٹ اور لیڈر کی جیکٹ پہنے

وہ آیت کا ہاتھ پکڑے اندر داخل ہوا۔۔۔۔۔

رات کے نوبے وہاں سالار اور شفا کے علاوہ سب ہی بیٹھے تھے۔۔۔۔۔

آدم اور عرش کچھ دیر پہلے ہی آئے تھے۔۔۔۔۔

ان کو اندر آتا دیکھ سب کھڑے ہو گئے تھے۔۔۔۔۔ سجدہ بیگم اسے دیکھ کر آگے
بڑھی۔۔۔۔۔

اپنوں پر نظر پڑتے ہی وہ بالاج سے ہاتھ چھڑا کر سجدہ بیگم کی طرف بھاگی اور ان
کے گلے لگ گئی۔۔۔۔۔

بالاج نے ضبط سے اپنے خالی ہاتھ کو دیکھا تھا۔۔۔۔۔ جہاں سے وہ اپنا ہاتھ چھڑا کر
گئی تھی۔۔۔۔۔ ایک دم چہرہ خطرناک حد تک سنجیدہ ہو گیا تھا۔۔۔۔۔

سنجیدگی تو فری آدم اور عرش کے چہرے پر بھی چھائی ہوئی تھی۔۔۔۔۔ آدم کو خاموش دیکھ کر عرش وہاں سے چلا گیا تھا۔۔۔۔۔

آیت باری باری سب سے ملنے لگی۔۔۔۔۔ جب آدم کے پاس آئی تو وہ بہت گھبرائی ہوئی تھی کہیں وہ اسے دھتکارنا دے پہلے کی طرح۔۔۔۔۔

آدم نے بازو کھول کے اس کی مشکل آسان کر دی تھی۔۔۔۔ آئی ایم سوری
 بھائی آئی ایم سوری۔۔۔ اس کے پاس آتے ہی وہ ہچکیوں سے رونے لگی
 شش میں سب جانتا ہوں ڈونٹ وری

کاش وہ جان جاتی کتنی مشکلوں سے وہ یہ سب ضبط کر رہا ہے۔۔۔۔۔

بیٹا اندر آ جاؤ۔۔۔۔۔ سجدہ بیگم نے بالاج کو کھڑا دیکھ کر اندر بلایا۔۔۔۔۔

آیت نے چونک کر اس کی طرف دیکھا جو سنجیدگی سے اسے ہی دیکھ رہا
تھا۔۔۔۔۔ اس کے چہرے پر سرد مہری دیکھ اسے احساس ہو گیا
تھا۔۔۔۔۔ وہ فوراً اپنی نظریں جھکا گئی۔۔۔۔۔

امی دو کپ کافی بھجوا دیں ڈرائنگ روم میں۔۔۔۔۔ تم چلو میرے ساتھ کچھ بات
کرنا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔ اس نے فروا بیگم کے بعد بالاج سے کہا اور خود ڈرائنگ
روم کی طرف بڑھ گیا۔۔۔۔۔

بالاج کا اپنا کام ناہوتا تو وہ کبھی اس کے ساتھ نہیں جاتا۔۔۔۔۔

دونوں سنجیدگی سے بیٹھے ایک دوسرے کی طرف دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔

میں سنڈے کو پوری بارات کے ساتھ اپنی بیوی کو لینے آؤں گا۔۔۔۔۔ بالاج
نے سنجیدگی سے آیت کو لانے کا مقصد بیان کیا۔۔۔۔۔

اور تمہیں ایسا کیوں لگتا ہے کہ ہم اسے تمہارے ساتھ رخصت کریں
گے۔۔۔۔۔

کیوں کہ وہ میری بیوی ہے اور تم مجھے روک نہیں سکتے اسے لے جانے

سے۔۔۔۔

بالاج نے بھی اسی سنجیدگی سے جواب دیا۔۔۔۔

وہی بیوی جسے بلیک مل کر کے تم نے نکاح کیا۔۔۔۔۔ آدم نے بھی اس کی
۔۔ آنکھوں میں دیکھ کر بولا۔۔۔۔ کہ وہ سب کچھ جان چکا ہے

Novelistan

دور سے دیکھ کر کوئی بھی اس بات کا اندازہ نہیں لگا سکتا تھا کہ وہ اس وقت ایک
دوسرے پر لفظوں کی گولہ باری کر رہے ہونگے۔۔۔۔۔ بلکہ ایسا لگ رہا تھا جیسے
۔۔۔۔۔ آپس میں کوئی مشورہ کر رہے ہیں

جو بھی ہے لیکن اب وہ میرے نکاح میں ہے اور نکاح کا مطلب تو سمجھتے ہونا تم
یعنی اب اس پر صرف میرا حق ہے۔۔۔۔۔

اور تمہاری بہن میرے ساتھ رہنا چاہتی ہے بتایا تو ہو گا تمہارے بھائیوں نے
تمہیں۔۔۔۔۔

بالاج مسکرا کر بولتا پیچھے ٹیک لگا گیا۔۔۔۔۔
آدم نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلا دیا۔۔۔۔۔



ٹھیک ہے۔۔۔۔۔ لیکن ایک عورت کو بدلے کے لئے استعمال کرنا
شہزاد شاہ کے بیٹے کو زیب نہیں دیتا۔۔۔۔۔ نا جانے وہ کیا سننا چاہتا تھا۔۔۔۔۔

محبت کرتا ہوں میں اس سے ڈیم اٹ۔۔۔۔ اور پوری دنیا کے سامنے سے اسے
رخصت کروا کر اسی گھر سے لے کر جاؤں گا۔۔۔۔ دیکھ لینا وہ وہ غصے سے
۔۔۔۔ چلاتا اٹھ کھڑا ہوا تھا

۔ جبکہ آدم خانزادہ پر سکون انداز میں بیٹھا اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

اور تمہارے بھائی کے کئے گئے گناہ کا حساب تو اسے ہی دینا پڑے گا وہ بھی بہت
جلد۔۔۔۔ وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر وہاں سے نکلتا چلا گیا۔۔۔۔
اس کے جانے تک آدم اسے دیکھتا رہا۔۔۔۔

وہ صرف آیت کو لے کر اس کے جزبات جاننا چاہتا تھا۔۔۔۔ جو وہ جان چکا
تھا۔۔۔۔۔

رہی بات سالار کی تو وہ بے قصور ہے یہ بات بہت جلد بالاج بھی جان جائے
گا۔۔۔

وہ اپنے کمرے میں جانے کے بجائے گھر سے ہی نکل گیا۔۔۔۔



مجھے مت مارو میرا کوئی قصور نہیں آف ہائے مجھے چھوڑ دو میں نے سب کچھ اس
کے کہنے پر کیا۔۔۔۔

میں سب بتانے کو تیار ہوں۔۔۔۔ الطاف کی مار سے وہ شخص ادھ مرا ہو گیا
تھا۔۔۔۔

تین دن سے مسلسل مار کھانے کی وجہ سے اس کی حالت بری ہو گئی تھی۔۔۔۔۔

آدم اور شہریار ٹانگ پر ٹانگ رکھے اندھیرے میں بیٹھے سکون سے یہ منظر دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔

الطاف نے افضل کو الٹا لٹکایا ہوا تھا۔۔۔۔۔ اور اس کے جسم پر بری طرح مار کر اس کی حالت جانوروں جیسی کر دی تھی۔۔۔۔۔

عدالت سے رہائی کے بعد آدم خانزادہ کے اشارے پر اسے الطاف نے حفیہ طور پر اٹھالیا تھا۔۔۔۔۔

وہ سمجھ چکا تھا کوئی توبات ہے جو شفا ڈر کی وجہ سے اپنا اسٹیٹمنٹ بدل گئی۔۔۔۔۔

جو لڑکی منہ دکھائی کی جگہ اپنے باپ کے لئے انصاف مانگ سکتی ہے جو اپنے باپ کو اپنی آنکھوں سے مرتا ہوا دیکھ چکی تھی وہ بھلا کیسے خود اپنے ہی باپ کے قاتل کو پہچاننے سے انکار کر دیتی ضرور کوئی اور بات تھی جو اسے جاننا تھا

اور وہ شفا پر کوئی زور نہیں ڈالنا چاہتا تھا اس لئے اس نے خود سب کچھ حل کرنے کا فیصلہ کیا۔۔۔۔۔

اور اسے منت نے اسی رات بتا دیا تھا کہ گھر میں ایک گندی آنٹی آئی تھی جو اس کی ماما کو ڈانٹ کر گئی۔۔۔۔۔

جزا سے پوچھنے پر اسے پتہ چلا کوئی عورت خود کو شفا کی ماں بتا رہی تھی۔۔۔۔۔ اور وہ عورت شکل سے ہی مشکوک لگ رہی۔۔۔۔۔ اس وقت تو اس نے انتظار کیا کہ

شفا سے خود بتا دے مگر جب اس نے نہیں بتایا تو آدم نے بھی پوچھنا مناسب
نہیں سمجھا۔۔۔۔۔

اب بس وہ یہ جاننا چاہتا تھا شفا نے آخر افضل کو پہچاننے سے انکار کیوں کیا آخر کیا
وجہ ہو سکتی ہے۔۔۔۔۔



مجھے۔۔۔ سیدھا۔۔۔ کرو۔۔۔ خدا کا واسطہ ہے۔۔۔
افضل ان کے سامنے گڑ گڑانے لگا تھا۔۔۔ وہ تو سمجھا تھا عدالت سے رہا ہو کو وہ
بچ جائے گا۔۔۔ مگر وہ انجان تھا اس بات سے کہ اس کا پالا آدم خانزادہ سے پڑا
ہے۔۔۔۔۔

آدم کے اشارے پر الطاف نے اسے سیدھا کیا تھا۔۔۔۔۔

آزاد ہوتے ہی وہ ایک دم زمین پر لیٹ گیا تھا۔۔۔۔۔

آدم چلتے ہوئے اس کے پاس آیا اور گریبان سے پکڑ کر اسے کھڑا کیا اور سنبھلنے کا
موقع دیئے بغیر ایک زوردار تھپڑ اس کے منہ پر مارا تھا وہ دور جا گرا۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ اپنے سامنے آدم کو دیکھ اسے اپنی ٹانگوں سے جان نکلتی محسوس ہوئی

صاحب مت ماریں میں آپ کو سب بتاتا ہوں۔۔۔۔۔ وہ اس کے پاؤں پکڑے
گڑ گڑانے لگا

اتنے دنوں کی مار اور بھوک پیاس نے اس کے حواس گم کر دیئے تھے۔۔۔۔۔

بولو ایک ایک لفظ بلکل سچ۔۔۔۔۔ اگر جھوٹ بولا تو تمہاری زبان یہیں کاٹ
دوں گا۔۔۔۔۔

وہ الطاف کے ہاتھ سے کینچی پکڑتے بولا۔۔۔۔۔

میں نے اشفاق بھائی کو مارا لیکن میری اس سے کوئی دشمنی نہیں تھی بس اس کی
بیٹی کو اٹھانے کے لیے مارنا پڑا۔۔۔۔۔

شفا کے نام پر آدم کے بھاری ہاتھ کے تھپڑ نے اس کا منہ تیرھا کر دیا تھا۔۔۔۔۔

اور اپنی کمر سے گن نکال کر اس پر تھان چکا تھا۔۔۔۔۔

شہریار اگر اسے نہیں روکتا تو وہ اس کو جان سے مار دیتا۔۔۔۔۔

کالم ڈاؤن۔۔۔۔۔ جلد بازی میں تم سب خراب کر دو گے۔۔۔۔۔ شہریار اسے
زبردستی بٹھا چکا تھا۔۔۔۔۔

تم سے یہ سب کس نے کروایا۔۔۔۔۔ شہریار نے سنجیدگی سے پوچھا۔۔۔۔۔ آدم
خانزادہ بہت ضبط سے وہاں بیٹھا تھا۔۔۔۔۔

تارالملک۔۔۔۔۔ اشفاق احمد کی بیوی۔۔۔۔۔ اس۔۔۔۔۔ اس نے کروایا مجھ سے
۔۔۔۔۔ سب

کیوں۔۔۔۔۔ اس نے سنجیدگی سے پوچھا۔۔۔۔۔

وہ اشفاق احمد سے بدلہ لینا چاہتی تھی۔۔۔۔۔ افضل نے ڈرتے ہوئے
بتایا۔۔۔۔۔

پھر وہ انہیں سب بتاتا چلا گیا۔۔۔۔۔

ساری سچائی جان کر وہ تینوں ہی شکڑ نہیں ہوئے تھے کیونکہ اس طرح کے
بہت سارے کیسز وہ پہلے ہی دیکھ چکے تھے۔۔۔۔۔

الطاف کو اشارہ کرتے وہ دونوں وہاں سے نکل آئے پھر اپنے اپنے راستے چل
دیئے۔۔۔۔۔



وہ جو رات کے بارہ بجے گھر میں داخل ہوا تھا۔۔۔۔۔ سب کو بیٹھے دیکھ حیران ہوا
تھا۔۔۔۔۔ مگر وہ حیرانی غصے میں تب بدلی جب اس نے سب کے بیچ آیت کو بیٹھے
دیکھا۔۔۔۔۔

---- بھائی۔۔۔ وہ آگے بڑھنے لگی مگر سالار نے ہاتھ اٹھا کر اسے روکا تھا

۔۔۔۔۔ میں لیپ ٹاپ پر اپنا کام کر رہا تھا اٹھ کر باہر آ گیا

دو۔۔۔۔۔ فروا بیگم نے اسے سمجھانے کی کوشش کی۔۔۔

تحقیق

اس انسان کے ساتھ رہنے کو ترجیح دی۔۔۔

اس کے لہجے میں سختی کے ساتھ ساتھ دکھ بھی تھا۔۔۔۔۔

_____ سختی سے اسے بولا

سالار----- آدم کی سخت گھمبیر آواز پر سب نے اس کی طرف دیکھا
تھا-----

جو اسی وقت گھر میں داخل ہوا تھا-----

تمیز سے بات کرو جو بھی ہوا اس میں آیت کی کوئی غلطی نہیں
تھی----- آدم نے اسے گھور کر دیکھا تھا-----

Novelistan

آپ کو لگتا ہے میں انجان ہوں مجھے نہیں پتہ چلا کہ اس گھٹیا شخص نے اسے کس
طرح بلیک مل کیا کس طرح نکاح کے لئے فورس کیا-----
سب جان چکا ہوں بھائی-----

--- اس کی بات پر ساری عورتیں منہ پر ہاتھ رکھے دیکھنے لگیں

جبکہ آیت کے آنسو دیکھ سب کی آنکھیں نم تھیں۔۔۔۔

لیکن اس کو آزادی دی تھی ہم نے جو چاہا وہ پورا کیا۔۔۔۔ کبھی کسی چیز سے نہیں

روکا۔۔۔۔ پھر یہ کیوں اس سے ڈر گئی۔۔۔۔

کیوں اس نے ہم میں سے کسی کو نہیں بتایا۔۔۔۔

اس کی نظر میں ہم بھائی اتنے کمزور تھے کیا جو اس کی حفاظت نہیں کر پاتے اس

نے ایک بار بھی ہم سے شئیر کرنے کی کوشش نہیں کی۔ کیوں۔۔۔۔۔

اس وقت وہ چیخ رہا تھا ایک باغی آنسو نکل کر اس کی داڑھی پر جذب ہو گیا
تھا۔۔۔۔۔ کسی نے بھی اسے پہلے کبھی بھی اسے اس حالت میں نہیں دیکھا
تھا۔۔۔۔۔

آپ جانتے ہیں اس دن جب ہم اس کو لینے گئے اس نے ہمارے ساتھ آنے سے
انکار کر دیا۔۔۔۔۔ یہ اتنا سب ہونے کے بعد بھی اس آدمی کے ساتھ رہنا
چاہتی اس وقت بھی اسے ہم پر یقین نہیں ہوا۔۔۔۔۔

وہ سب کو کسی بچے کی طرح بتا رہا تھا اور آیت کچھ نا کر کے بھی مجرم بن گئی
تھی۔۔۔۔۔

_____ گئی

بھائی مجھے معاف کر دیں مجھے معاف کر دیں میں ڈر گئی تھی۔۔۔۔۔

مجھے نہیں پتہ مجھ سے کیسے ہو گیا سب میں آپ لوگوں کو کھونا نہیں چاہتی تھی

بھائی مجھے معاف کر دیں۔۔۔۔۔

میرا سب کچھ آپ لوگ ہیں

اب میں کبھی نہیں جاؤں گی میں گھر سے بھی نہیں نکلوں گی۔۔۔۔۔۔ وہ اس

وقت ہچکیوں سے روتی ہوئی اس سے معافی مانگ رہی تھی۔۔۔۔۔

اسے چپ نہ ہوتا دیکھ سالار بھی مزید خود کو پھتر نہیں کر سکا اسے خود میں بھیج لیا

شش بس اب چپ ہو جاؤ۔۔۔۔۔ وہ اس کے بالوں میں لب رکھتا سے چپ
۔۔۔۔۔ کروانے لگا

آدم نے ایک گہری سانس لے کر شفا کی طرف دیکھا جو روتے روتے مسکرا رہی
تھی۔۔۔۔۔

اور وہ بدلتے موسم کا منظر اسے اس قدر حسین لگا کہ اگر اس وقت وہ کمرے میں
ہوتی تو اس سے بچ ناپاتی۔۔۔۔۔

کسی کی نظریں خود پر محسوس کر کے شفا نے جب نظریں اٹھا کر دیکھا تو دل
دھک سے رہ گیا۔۔۔۔۔ کیوں کہ وہ سب کے سامنے بھی اس پر نظریں جمائے
کھڑا تھا۔۔۔۔۔

وہ جلدی سے اپنی نظریں جھکا گئی۔۔۔۔ ایک دم چہرہ لال ہو گیا تھا۔۔۔۔



چائے بنادوں کیا آپ کے لئے۔۔۔۔۔ سالار کو سرد باتے دیکھ کر اس نے پوچھا
۔۔۔۔۔ اس نے دیکھا تھا وہ جب سے کمرے میں آیا تھا اپنا سر مسلے جا رہا
تھا۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ نہیں

سرد بادوں۔۔۔۔ اس نے دوبارہ پوچھا۔۔۔۔

ہممم۔۔۔۔

----- اس کی بات پر جزا صوفے سے اٹھ کے بیڈ پر آگئی

اس کے بیٹھتے ہی سالار اپنا سر اس کی گود میں رکھ چکا تھا۔-----

جزا نے اپنی سانس تک روک لی۔-----

دباؤ۔----- آدم کی بات پر وہ خود کو کمپوز کرتی دھیرے دھیرے سے اس کا

----- سردبانے لگی

ابھی بھی محبت کرتی ہو مجھ سے۔----- سالار اسے ہی دیکھ رہا تھا۔-----

نہیں۔----- اس نے سنجیدگی سے جواب دیا۔----- سالار کو اس سے ایسے ہی

جواب کی امید تھی۔-----

کیا اتنی جلدی محبت ختم ہو جاتی ہے۔----- اس نے دوبارہ پوچھا۔-----

نہیں محبت ہوتی تو قائم رہتی۔۔۔۔۔ وہ۔ کیرا بچپنا تھا جو وقت کے ساتھ ختم ہو گیا۔۔۔۔۔ اس نے انتہائی سفاکی سے اس کی آنکھوں میں دیکھ کر جواب دیا تھا۔۔۔۔۔

سالار کا دل کئی ٹکڑوں میں تقسیم ہوا تھا۔۔۔ مگر اس نے خاموشی سے آنکھیں موند لیں۔۔۔۔۔

جزا نے غور سے اس کو دیکھا یہی وہ شخص تھا جس کے لیے کبھی وہ پاگل ہوا کرتی تھی۔۔۔۔۔

اور آج بھی اس کا دل صرف سالار کو ہی پکارتا ہے۔۔۔۔۔ مگر وہ یہ بات کبھی بھی اسے بتانے کا ارادہ نہیں رکھتی تھی۔۔۔۔۔

وہ دونوں ہی اپنی اپنی انا میں یہ بات بھول چکے تھے قسمت ہر کسی کو دوسرا موقع
نہیں دیتی۔۔۔۔۔

تم سب تیار ہو جانا شام کو عرش کے ساتھ شاپنگ کے لیے جانا
ہے۔۔۔۔۔ فروا بیگم نے ان چاروں سے کہا جو اس وقت آیت کے کمرے
میں بیٹھی تھیں۔۔۔۔۔

امی ہم کل چلے جائیں گے۔۔۔۔۔ آج بھابھی جا کر اپنے ولیمے کا ڈریس کے آئیں
بھائی کے ساتھ۔۔۔۔۔ جزا نے عقیدت کو دیکھ کر کہا۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ چلو جیسا تم لوگوں کو ٹھیک لگے۔۔۔۔۔ فروا بیگم کہہ کر واپس چلی گئیں

ویسے تم سب نے ایک چیز نوٹ کی ہے۔۔۔۔۔ جزا نے شفا پر نظریں جمائے
پوچھا۔۔۔۔۔

کیا۔۔۔ عقیدت اور آیت نے بیک وقت پوچھا تھا۔۔۔۔۔

کل سے ہماری چھوٹی سی بھابھی صاحبہ زیادہ گلو نہیں کر رہی۔۔۔۔۔

جزا کی بات پر دونوں نے ہی اچانک شفا کو دیکھا تھا۔۔۔۔۔ جو واقع پہلے کے
مقابلے میں بہت کھلی کھلی لگ رہی تھی۔۔۔۔۔

سب کے اس طرح دیکھنے اور ان کی بات کا مطلب سمجھتے وہ شرم سے سرخ پڑھ
گئی تھی۔۔۔۔۔

بلکہ خود سو جاتے ہیں۔۔۔۔۔ اس نے کہہ کر آیت کے ہاتھ پر ہاتھ مارا
۔۔۔۔۔ تھا۔۔۔۔۔ ان کے مزاق پر شفا سے وہاں بیٹھنا مشکل ہو گیا

میں بات نہیں کرونگی آپ لوگوں سے۔۔۔۔۔ وہ سرخ چہرے کے ساتھ وہاں
سے اٹھنے لگی۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ اچھا ناب نہیں کہتے کچھ۔۔۔۔۔ پکا جزا نے کھینچ کر اسے واپس بٹھالیا
ان کے چپ ہونے پر وہ بھی ناراضگی سے بیٹھ گئی۔۔۔۔۔

ویسے بھا بھی کیسا ڈریس لیں گی آپ۔۔۔۔۔ جزا نے مسکراتے ہوئے عقیدت
سے پوچھا۔۔۔۔۔

شفا اور آیت بھی اسی کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔
جیسا عرش کو پسند آئے۔۔۔۔۔ عقیدت نے جھجھکتے ہوئے جواب دیا۔۔۔۔۔

----- اوہو----- ہاؤر و مینٹک

بھئی بیوی ہو تو عقیدت بھا بھی جیسی فرمانبردار----- جزا نے کہا تو سب قہقہہ لگا
----- کرہننے لگی

اور آیت تم بھی اپنے میاں کی پسند سے لوگی یا پھر خود کی----- اب کے اس کے
توپوں کا رخ آیت کی طرف تھا-----

Novelistan

مجھے کوئی شاپنگ نہیں کرنی----- وہ سنجیدگی سے بولی-----

کیوں--- بھئی کیا تمہارے میاں جی خود کریں گے-----

مجھے واپس نہیں جانا مجھے بس یہیں رہنا ہے اب میں بھائی کو ناراض نہیں کرنا
چاہتی اب پہلے ہی بہت ساری غلطیاں ہوئیں ہیں مجھ سے اب میں کسی کو شکایت
کا موقع نہیں دینا چاہتی۔۔۔۔۔ وہ اپنی آنکھوں کو نم ہونے سے روک نہیں پائی
۔۔۔۔۔ تھیں

آپ روئیں مت۔۔۔۔۔ شفا جو اس کے ساتھ ہی بیٹھی تھی اسے اپنے ساتھ لگا
۔۔۔۔۔ گئیں



سالار کو چھوڑو تم کیا چاہتی ہو۔۔۔۔۔ کیا بالاج بھائی نے تم سے کوئی بدلہ لیا۔۔۔۔۔
مطلب کوئی ٹار چر مارنا پیٹنا۔۔۔۔۔
تکلیف دینا نوکروں کی طرح ٹریٹ کرنا ایسا کچھ کیا۔۔۔۔۔
جزانے اب کے اس کے آنسو صاف کر کے پوچھا۔۔۔۔۔

نہیں انہوں نے میرے ساتھ وہاں کچھ بھی غلط نہیں کیا۔۔۔ اماں جان اور ہانیہ
۔۔۔۔ نے میرا ہمیشہ بہت خیال رکھا

اس نے مجھے بس ایک بار تھپڑ مارا تھ جس دن سالار بھائی آئے تھے
۔۔۔۔ کیونکہ میں نے بالاج کو بہت برا بھلا کہا تھا۔۔۔۔ اور طلاق مانگی
تھی۔۔۔۔ تو غصے میں مجھ پر ہاتھ اٹھایا تھا پھر جلدی سے سوری بھی بولا
تھا۔۔۔۔

بس وہ بھائی سے بہت نفرت کرتا ہے وہ سمجھتا ہے ان کی بہن کے ساتھ جو بھی
ہو اوہ بھائی نے کیا۔۔۔۔

وہ آخر میں بے بسی سے بولی تھی۔۔۔۔

تم رہنا چاہتی ہو ان کے ساتھ۔۔۔۔۔ عقیدت کے سوال پر اسے سمجھ نہیں آیا
وہ کیا جواب دے۔۔۔۔۔

میں نے وعدہ کیا ہے ان کے ساتھ میں واپس جاؤں گی مگر میں بھائی کو ناراض
نہیں کرنا چاہتی۔۔۔۔۔ وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تھی۔۔۔۔۔

ان کا تو ہمیشہ ہی دماغ خراب رہتا ہے۔۔۔۔۔ ان کو تو بھائی ہی سیدھا
کریں گے۔۔۔۔۔ ہر کسی کو اپنا غلام سمجھ رکھا ہے۔۔۔۔۔ دوسروں کو جھکانا ہی
ان کا پسندیدہ مشغلہ ہے۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ جزا سنجیدگی سے بول کر اس کو چپ کروانے لگی

کارڈ ہے اور کیا۔۔۔۔۔۔ آدم سکون سے جواب دیتا اپنے کام کرنے لگا

کیا

Novelistan

پر بتا چکی تھی۔۔۔۔۔ آدم سیدھے ہو کر بیٹھ گیا۔۔۔۔۔

ایک تو وہ کل رات سے گھر نہیں گیا تھا اور کام کی وجہ سے شدید درد الگ سے تھا
سر میں۔۔۔۔ ایک سالار جو ہر وقت سب کو کاٹنے کو دوڑ رہا تھا۔۔۔۔

مجھے اپنی بہن کو اس کے ساتھ رخصت نہیں کرنا۔۔۔۔۔ غصے سے اس کی آواز
اونچی ہونے لگی تھی۔۔۔۔

تو کیا کرنا ہے گھر بٹھانا چاہتے ہو اسے پوری زندگی۔۔۔۔۔ آدم کو اس کی بات پر
غصہ آگیا تھا۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ اس کی شادی کہیں اور کروادیں گے مگر بالاج شاہ کے ساتھ نہیں
آپ کیسے بھول سکتے ہیں اس نے آیت سے شادی بدلے کے لئے کی
ہے۔۔۔۔۔

تو تم یہ کیوں بھول رہے ہو کہ آیت بالاج شاہ کے نکاح میں ہے۔۔۔۔۔ اس کی
بیوی ہے ہم یا کوئی دوسرا اس بات سے انکار نہیں کر سکتا۔۔۔۔۔
اور رہی بات کہیں اور شادی کروانے کی تو تمہیں کیا لگتا
ہے وہ اتنی آسانی سے آیت کو چھوڑے گا۔۔۔۔۔

وہ اب کھڑے ہو کر اسے ہر اینگل سے سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔۔۔

وہ نہیں چھوڑے گا تو ہم کیا کمزور ہیں جو اپنی بہن کی حفاظت نہیں کر سکتے

۔۔۔۔۔

بیٹھو تم۔۔۔۔۔ آدم نے اسے اشارہ کیا تو سامنے رکھی کرسی پر بیٹھ گیا۔۔۔۔۔

تمہیں بالاج سے مسئلہ کیا ہے۔۔۔۔۔ ادم نے اطمینان سے پوچھا۔۔۔

وہ ایک انتہائی گھٹیا شخص ہے۔۔۔۔

کونسی گھٹیا حرکتیں کی۔۔۔۔۔

بھائی آپ انجان نہیں ہیں اس نے جو بھی کیا اس سے۔۔۔ سالار نے چڑ کر

جواب دیا۔۔۔۔۔

تمہارے منہ سے سننا چاہتا ہوں۔۔۔ ادم نے سنجیدگی سے کہا۔۔۔

اس نے مجھ سے بدلہ لینے کے لئے میری بہن کا استعمال کیا۔۔۔۔۔ اس نے

سنجیدگی سے جواب دیا۔۔۔۔۔

لیکن اس نے آیت سے بدلہ نہیں لیا اس کے گھر میں رہتے ہوئے بھی آیت کو

----- کوئی تکلیف نہیں ملی

اس نے آیت کو تھپڑ مارا تھا جس کا نشان اس کے چہرے ہم نے خود دیکھا
تھا۔۔۔۔ اس نے آدم کی بات کاٹ کر کہا۔۔۔۔

تمہاری بیوی تم سے لڑ کر طلاق مانگے وہ بھی بے وجہ تو تم کیا
کرو گے۔۔۔۔ آدم کی بات وہ اچھے سے سمجھ گیا تھا۔۔۔۔

وہ کتنا ہی اچھا انسان ہو بھلے لیکن بھائی وہ میری بہن کے لئے ٹھیک نہیں ہے وہ
میرا بدلہ اس سے لے گا۔۔۔۔۔

وہ محبت کرتا ہے آیت سے کوئی بھی شخص اپنی محبت کو بدلے کی بھینٹ نہیں
چڑھائے گا۔۔۔۔۔

اور اگر اس نے ایسا کرنا ہوتا تو ان دیڑھ مہینوں میں وہ اس کے ساتھ بہت برا کر
چکا ہوتا۔۔۔۔۔ اس نے کچھ غلط نہیں کیا اس کا مطلب ہے وہ آیت سے محبت
کرتا ہے۔۔۔۔۔

بھلے پہلے اس کی جیت کچھ بھی رہی ہو۔۔۔۔۔ لیکن اس نے غلط آیت کے ساتھ
پھر بھی نہیں کیا۔۔۔۔۔

اور وہ ایک اچھا انسان ہے۔۔۔۔۔
ایک بار تم اس کی۔ جگہ خود کو رکھ کر سوچنا کہ جو اس کی بہن کے ساتھ ہوا خدا
نخواستہ کسی کی بھی بہن کے ساتھ ہوتا تو وہ انسان کیا کرتا۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ اچھے سے سوچ کر مجھے جواب دینا

تم اس کے سر پرست ہو فیصلہ تمہارا ہی ہو گا۔۔۔۔ آخر میں آدم نے جس لہجے
میں کہا وہ اپنے آپ میں ہی شرمندہ ہو گیا۔۔۔۔۔

بھائی میرا وہ مطلب نہیں تھا۔۔۔۔ اسے فوراً اپنی غلطی کا احساس ہو گیا
تھا۔۔۔۔۔

جاؤ سالار مجھے کام کرنے دو۔۔۔۔ اس نے سختی سے کہا تو وہ بھی شرمندگی سے
اٹھ کر چلا گیا۔۔۔۔۔



یار تمہیں پہننا ہے نا تم پسند تو کرو۔۔۔۔۔ عرش نے زرا سختی سے کہا۔۔۔۔۔

وہ پچھلے ایک گھنٹے سے اسے لئے مختلف ڈیزائنرز کے پاس گھوم رہا تھا مگر وہ تھی
کہ سب عرش پر چھوڑ کر بیٹھ گئی۔۔۔۔۔

لیکن میں آپ کی پسند کا پہننا چاہتی ہوں۔۔۔۔۔ عقیدت نے معصوم شکل بنا کر کہا
تو اس کا دل کیا اپنی بیوی کا منہ چوم لے۔۔۔۔۔

مگر ہائے رے قسمت۔۔۔۔۔ اس وقت وہ پبلک پلیس میں تھے۔۔۔۔۔

اچھا میری جان۔۔۔۔۔ پہلے بولنا تھا ناگو نگوں کی طرح صرف گردن ہلائے جا رہی
تھی۔۔۔۔۔

پھر آخر کار ایک گھنٹے کی مزید جہد و جہد کے بعد وہ اپنی بیوی کے لئے ایک پیاری
سی میکسی پسند کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔۔۔۔۔

وہ پیچ کمر کی ایک بہت پیاری سی میکسی تھی۔۔۔۔۔ جس پر باریک اسٹون کا نفاست
سے کام ہوا تھا۔۔۔۔۔

--- دیکھنے والے کی آنکھ بار بار اس پر ٹہر رہی تھی
مزید کچھ چیزیں لے کر وہ دونوں ریسٹورنٹ سے لپچ کر کے رات کے دس بجے
گھر آئے تھے۔۔۔۔۔ عرش اسے کمرے میں چھوڑ کر سالار کے پاس چلا گیا
تھا۔۔۔۔۔



تم سب اللہ پر چھوڑ دو وہ بہتر کرے گا۔۔۔۔۔ وہ سالار کے ہاتھ سے سگریٹ لیتا
دور پھینک چکا تھا۔۔۔۔۔

کمرے میں بھرے دھوئیں سے اس بات کا اندازہ لگانا مشکل نہیں تھا کہ وہ بہت
دیر سے مسلسل اسموکنگ کر رہا ہے۔۔۔۔

ٹھیک ہے میں مانتا ہوں وہ اپنی جگہ صحیح ہے لیکن اس بات کی کیا گارنٹی کہ وہ
آیت کو تکلیف نہیں دے گا۔۔۔۔



سالار کو بس اسی ایک بات کا ڈر تھا۔۔۔۔

یار ہم اسے تمہاری بے گناہی کا ثبوت دکھائیں گے تو اسے بھی اپنی غلطی کا
احساس ہو جائے گا۔۔۔۔

وہ نہیں دے گا تکلیف کیونکہ اگر وہ اتنا برا ہوتا تو آج آیت صحیح سلامت ہمارے
سامنے نہیں ہوتی۔۔۔۔ عرش نے اسے پیار سے سمجھایا۔۔۔۔۔

--- ٹھیک ہے۔۔۔۔۔ سالار نے ایک گہری سانس لی
میں نے دیکھا ہے تم جزا سے کھنچے کھنچے رہتے ہو۔۔۔۔۔ عرش جو بہت دنوں
سے اس سے بات کرنا چاہتا تھا آج آخر کا پوچھ لیا۔۔۔۔۔

ایسا کچھ نہیں ہے۔۔۔۔۔ وہ نظریں چرا کر اٹھنے لگا۔۔۔۔۔

میری آنکھوں میں دیکھ کر بات کر مجھ سے سالار یا رتھے ہو کیا گیا ہے کس طرح
کی عجیب حرکتیں کر رہے ہو تمہیں پتہ بھی ہے جب سے فاطمہ والا ٹاپک
اسٹارٹ ہوا ہے تم اس سے مزید دور ہو گئے ہو۔۔۔۔۔

----- عرش نے اسے کھینچ کر واپس بٹھایا تھا

کیونکہ میں فاطمہ سے محبت کرتا ہوں۔۔۔۔۔ میں ان دونوں کے ساتھ نا انصافی
کر رہا ہوں۔۔۔۔۔ وہ لڑکی میرے نام پر برباد ہو کر اس دُنیا سے چلی گئی اور جزا
وہ میرے ساتھ ہو کر بھی میں اسے خوش نہیں رکھ پا رہا۔۔۔۔۔

بکو اس مت کرو۔۔۔۔۔ عرش زور سے چیخا تھا۔۔۔۔۔
اس وقت وہ دونوں چھت پر بنے اسٹڈی روم میں تھا۔۔۔۔۔ اس لئے عرش کی
آواز کسی نے نہیں سنی۔۔۔۔۔

Novelistan

تیرے رگ رگ سے واقف ہوں میں کوئی محبت نہیں تجھے فاطمہ سے نا پہلے تھی
ناب ہے۔۔۔۔۔ صرف ایک احساسِ ندامت ہے جس وجہ سے تم اپنا آج برباد
کر رہے ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اس کے ساتھ جو ہوا نہیں ہونا چاہیے تھا بہت غلط ہوا لیکن وہ سب تم نے نہیں کیا
تھا تو کیوں خود کو اس گلٹ سے آزاد نہیں کرتے۔۔۔۔ ختم کر چکے ہونا تم اس
کے مجرم کو پھر کیوں تجھے سکون نہیں مل رہا میرے بھائی۔۔۔۔

وہ اسے جھنجھوڑ رہا تھا۔۔۔۔۔ وہی تو تھا جو سالار کے رگ رگ سے واقف
تھا۔۔۔۔۔

کیونکہ وہ اس کا اصل مجرم نہیں تھا۔۔۔۔۔ سالار کی آواز اتنی دھیمی تھی کہ وہ
بمشکل سن پایا۔۔۔۔۔

کیا کہا۔۔۔۔۔ عرش نے بے یقینی سے پوچھا۔۔۔۔۔

ہاں وہ اس کا اصل مجرم نہیں تھا وہ ان سب میں برابر شامل تھا مگر وہ اس کا اصل
مجرم نہیں تھا۔۔۔۔۔

جس نے اس کی عزت کو تار تار کیا وہ شخص کوئی اور تھا۔۔۔ جس تک میں اپنی
غلطی کی وجہ سے نہیں پہنچ پایا۔۔۔۔۔

کاش اسے مارنے کے بجائے زندہ چھوڑ دیا ہوتا تو آج میں فاطمہ کے اصل مجرم
تک پہنچ جاتا۔۔۔۔۔ وہ افسوس سے اپنے سر دونوں ہاتھوں میں گرا
گیا۔۔۔۔۔

ماضی۔۔۔۔۔

جب فاطمہ کی ڈیٹھ کے بعد آدم نے سالار کو اسلام آباد بھیج دیا تھا تب وہ کچھ ٹائم

----- تک بہت صدمے میں رہا

--- اس کے بعد وہ بہت جلد وہاں سے بھی واپس آگیا تھا

ایک نئے عزم کے ساتھ وہ فاطمہ کے قاتلوں کو عبرتناک سزا دینا چاہتا تھا۔۔۔

اس نے فاطمہ کے مجرم کی تلاش میں دن رات ایک کر دی تھی۔۔۔۔۔ وہ باہر

سب کے ساتھ نارمل رہتا تھا ہنس مکھ سا لیکن ایک عرش ہی تھا جو اس کے ہر کام

سے باخبر تھا اور اس کی مدد بھی کرتا تھا۔۔۔۔۔

لیکن چاہ کر بھی ان کو کوئی سراغ نہیں مل پارہا تھا۔۔۔۔۔ پورے ڈیڑھ سال
تک ان لوگوں نے ہر کوشش کر لی لیکن ان کو ایسا کچھ نہیں ملا جس سے پتہ چلتا
کہ فاطمہ کا دشمن کون ہے۔۔۔۔۔

ایک دن عرش اور سالار یونیورسٹی فرینڈ کی برتھڈے پر گئے تھے وہاں ان کو
ایک لڑکا نظر آیا جو تھا تو یونیورسٹی کا لیکن ان کے ڈیپارٹمنٹ کا نہیں
تھا۔۔۔۔۔ سمیر ملک نام تھا اس کا
سب سے مشکوک چیز تھی اس کی ہائیٹ اور اس کے ہاتھ پر بنا ٹیٹو کا نشان ایک دم
سالار کے دماغ میں جھماکا ہوا تھا۔۔۔۔۔

ایسا ہی ٹیٹو اس لڑکے کے ہاتھ پر بھی تھا۔۔۔ جو اس سے آبائے میں لڑکی کے
بھیس میں ٹکرایا تھا۔۔۔۔۔ اور اس کا موبائل چرایا تھا۔۔۔۔۔ وہ بھی
لڑکیوں کی جتنی ہائیٹ کا تھا۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ سالار غصے سے اٹھ کر جانے لگا

پاگل مت بنو۔۔۔۔۔ تم صرف ایک ٹیٹو کی بنیاد پر اس پر الزام نہیں لگا
سکتے۔۔۔۔۔

صبر کرو ہمیں مزید ثبوت تلاش کرنے دو۔۔۔ کم از کم ہمارے پاس اب ایک
سرا تو ہاتھ لگا ہے نا انشاء اللہ بہت جلد ہم مجرم کو سزا بھی دلوادیں
گے۔۔۔۔۔ اسے جزباتی ہوتا دیکھ عرش نے اسے روکا تھا۔۔۔۔۔

اس کی بات سالار کو بھی ٹھیک لگی اس لئے وہ واپس بیٹھ گیا۔۔۔۔۔

پھر کچھ دنوں تک وہ دونوں اس کے بارے میں ساری انفارمیشن نکلا چکے
تھے۔۔۔۔

اسے بہت بار فاطمہ سے بات کرتے ہوئے بھی دیکھا گیا تھا۔۔۔۔ اور وہ بہت
ساری لڑکیوں کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرنے کی وجہ سے کئی بار یونیورسٹی سے نکالا جا
چکا تھا۔۔۔۔

مگر پھر اس کے دوست یار مل کر اسے صحیح پروف کر کے دوبارہ اس کا نام بحال
کروا دیا جاتا تھا۔۔۔۔

اس لئے ان کا سارا شک یقین میں بدلتا گیا۔۔۔۔

اب بس وہ اس کے منہ سے قبول کروانا چاہتے تھے۔۔۔۔۔ اس لئے ان دونوں
نے اسے اغوا کر لیا تھا۔۔۔۔۔

اور وہ دونوں اس پر نظریں جمائے بیٹھے تھے جو کرسی پر بندھے ہونے اور
آنکھوں پر پٹی کے باوجود اطمینان سے بیٹھا تھا۔۔۔۔۔

کوئی فائدہ نہیں سالار خانزاہ مجھ سے چھپنے کا میں جانتا ہوں تم ہی جس نے مجھے
کڈنیپ کیا ہے اس لئے کھول دو۔۔۔۔۔ سمیر ملک انتہائی گھمنڈ سے بولا تھا۔۔۔

۔۔۔ عرش نے جا کر اس کی آنکھوں سے پٹی اتاری
۔۔۔۔۔ تو وہ ان دونوں کو ہی تمسخر اڑاتی نظروں سے دیکھ رہا تھا

سالار کا بس نہیں چلا وہ اس کے مسکراتے چہرے ہر اتنی گولیاں اتارے کہ اس
----- کا چہرہ پہچاننا مشکل ہو جائے

جب تمہیں پتہ ہے کہ ہم نے تمہیں اغوا کیا ہے تو یقیناً تم یہ بھی جانتے ہو کہ ہم
نے ایسا کیوں کیا۔۔۔۔۔ عرش نے دانستہ طور پر فاطمہ کا نام لینے سے پرہیز کیا
تھا۔۔۔۔۔

افلورس فاطمہ شاہ کی وجہ سے۔۔۔۔۔ سمیر ملک نے مسکرا کر ان کو دیکھا۔۔۔۔۔

سالار کی گرفت اپنی گن پر سخت ہوئی تھی۔۔۔۔۔
عرش نے سختی سے اپنی مٹھیاں بھینچ لیں تھی۔۔۔۔۔ وہی جانتے تھے کیسے خود کو
روک رکھا تھا۔۔۔۔۔

کیوں کیا اس کے ساتھ ایسا۔۔۔۔۔ عرش نے سنجیدگی سے پوچھا۔۔۔۔۔

کیونکہ مجھے بھاگنی تھی وہ مگر (سالی) نخرے بہت کرتی تھی اس لئے سبق سکھا دیا

اور۔۔۔۔۔

اس کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی سالار شاہ کی گن سے نکلنے والی گولیاں اس کے سینے کے آر پار ہوئیں تھیں۔۔۔۔۔

اور وہ بے دم ہو کر کرسی پر پیچھے لڑھک گیا تھا۔۔۔۔۔

عرش نے بھی نفرت سے اس کے مردہ وجود کو دیکھا تھا۔۔۔۔۔

ان کی آنکھوں کے سامنے بار بار فاطمہ شاہ کا زخمی چہرہ آرہا تھا۔۔۔۔۔
ان کا ارادہ اس کے منہ سے اپنا جرم قبول کروا کر پولیس کے حوالے کرنے کا
تھا۔۔۔۔۔

مگر جس قدر بے رحمی سے فاطمہ کو مار کر وہ ڈھٹائی سے قبول کر رہا تھا۔۔۔۔۔ یہ
بات سالار برداشت نہیں کر پایا۔۔۔۔۔

اس کے بعد عرش اور سالار نے مل کر اس کے لاش کو ایسے ٹھکانے لگایا تھا کہ
کوئی ڈھونڈ بھی نہیں پاتا۔۔۔۔۔

حال۔۔۔۔۔

جانتے ہو۔۔۔۔ میں نے سمیر ملک کاڈی این اے فاطمہ۔ کی باڈی سے ملے ڈی
این اے سے میچ کروایا تھا مگر وہ میچ نہیں ہوا۔۔۔۔۔
سالار اپنا سر ہاتھوں میں گراے بیٹھ گیا۔۔۔۔۔
عرش کے پاس الفاظ نہیں تھے کہ وہ کچھ بول پاتا۔۔۔۔۔



کیسی ہیں تار املک صاحبہ۔۔۔۔ آدم ان کے سامنے رکھی چمیر پر ٹانگ پر ٹانگ
رکھے بیٹھ گیا تھا۔۔۔۔۔

دو گھنٹے پہلے ہی اس نے اپنی پولیس ٹیم کو بھیج کر اپنی ساس کو بہت عزت سے
بلوایا تھا۔۔۔۔۔

کیوں مجھے اریسٹ کیا گیا ہے۔۔۔۔۔ میرا جرم کیا ہے۔۔۔۔۔ وہ سختی سے پوچھنے لگی۔۔۔۔۔ جبکہ دل اندر ہی اندر بہت ڈرا ہوا تھا یہ سوچ کر کہ شفا نے سب کچھ بتا تو نہیں دیا۔۔۔۔۔

ارے آپ تو ناراض ہی ہو گئیں ہیں آپ سے تھوڑی گپ شپ کرنے کے لئے
 بلوایا گیا ہے۔۔۔۔۔ آخر پتہ چلا ہے کہ آپ میری ساس کے عہدے پر فائز ہیں
 تو سلام دعا تو بنتی ہیں نا۔۔۔۔۔

آدم نے چھتے ہوئے لہجے میں کہا۔۔۔۔۔

----- تار املک نے گھبرا کر اسے دیکھا

اشفاق احمد کو کیوں مارا۔۔۔۔۔ اس کے دیکھنے پر آدم نے سیدھا سیدھا سوال
پوچھا۔۔۔۔۔ ایک لیڈی کا نسیبیل بھی آدم کے پیچھے رجسٹر لئے کھڑی
تھی۔۔۔۔۔

تار املک کے چہرے کا رنگ اڑا تھا۔۔۔۔۔ اس کی بات پر۔۔۔۔۔
نہ نہیں۔۔۔۔۔ میں نے کسی۔۔۔۔۔ کو نہیں مارا۔۔۔۔۔

لیکن افضل کے مطابق تو گولی آپ نے چلائی تھی۔۔۔۔۔ آدم خانزادہ نے
سنجیدگی سے کہا۔۔۔۔۔

یہ دیکھو۔۔۔۔ اس نے ایک ویڈیو اس کے سامنے چلائی۔۔۔ جس میں ایک
شخص کہہ رہا تھا کہ تارا ملک نے اشفاق کا قتل کیا۔۔۔۔

یہ یہ جھوٹ بول رہا ہے یہ افضل ملک ہے ہی نہیں اور جس وقت اشفاق کا قتل
۔۔۔۔ ہوا اس بجے میں اس وقت اپنی فرینڈ کی بیٹی کی برتھڈے پارٹی میں تھی

اس نے جلدی سے صفائی دی۔۔۔۔ جبکہ گھبراہٹ سے ماتھے پر پسینہ آگیا
تھا۔۔۔۔

آدم نے مسکرا کر اس کی طرف دیکھا۔۔۔۔۔

آپ کو کیسے پتہ اشفاق احمد کا قتل کس وقت ہوا؟ بقول آپ کے آپ نے قتل کیا
ہی نہیں پھر اس کی موت کا وقت آپ کو کیسے پتہ-----

اور دوسری بات آپ کو کیسے پتہ یہ افضل نہیں ہے۔۔۔۔۔ آپ تو کسی افضل کو
جانتی ہی نہیں تھی پھر اسے افضل ماننے سے انکار کیوں کیا۔۔۔۔۔

آدم نے اس کے چاروں طرف چکر لگاتے پوچھا۔۔۔۔۔

تار الملک کو فوراً اپنی غلطی کا احساس ہوا تھا۔۔۔۔۔

وہ میں۔۔۔ میں۔۔۔ نے کسی اخبار۔۔۔ میں پڑھا تھا۔۔۔۔۔ اس نے تھوک

نگلتے بولنے کی کوشش کی مگر آدم خانزادہ کی آنکھوں نے اسے چپ کروا

دیا۔۔۔۔۔

جھوٹ۔۔۔۔ وہ اتنی زور سے دھاڑا کہ تارِ ملک فوراً سے کھڑی ہو
گئی۔۔۔۔۔

ناتواشفاق صاحب کے قتل کی خبر کسی اخبار میں چھپی تھی اور ناہی کسی سوشل
سائیڈ پر۔۔۔۔۔

اس لئے جو بھی کہنا بلکل سچ کہنا کیونہ تمہاری حقیقت سے ہم واقف ہو چکے ہیں
Novelistan

نہیں بیٹا تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔۔۔ میں نے ایسا کچھ نہیں کیا۔۔۔۔ اس کی
شکل اس وقت اتنی بھیانک ہو رہی تھی کہ دیکھنے والا بھی توبہ کرے۔۔۔۔۔

اتنے گناہ کر کے بھی وہ کتنی ڈھٹائی سے جھوٹ بول رہی تھی۔۔۔۔۔

الطاف۔۔۔۔۔ آدم کی آواز پر الطاف افضل کا ہاتھ ہتھکڑیوں میں جھکڑے اندر
لایا تھا۔۔۔۔۔

اس کی شکل دیکھ کر تار الملک کو ایسا لگا۔۔۔۔۔ جیسے ساتوں آسمان اس کے سر پر
آگرے ہو۔۔۔۔۔ اسکی شکل دیکھ کر لگ رہا تھا وہ سب اگل چکا ہے۔۔۔۔۔

Novelistan

تت۔۔۔۔۔ تم۔۔۔۔۔ یہاں۔۔۔۔۔ الفاظ زبان سے نکلنے سے انکاری تھے۔۔۔۔۔
ہاں میں۔۔۔۔۔ افضل نے اسے دیکھ کر غصے سے کہا۔۔۔۔۔ کیونکہ اسی کی وجہ سے
ہی وہ پھنسا تھا۔۔۔۔۔

سراسی عورت نے مجھ سے سب کروایا اسی نے مجھ سے اشفاق احمد کا قتل کروایا
---ورنہ میری کوئی ذاتی دشمنی نہیں تھی اشفاق احمد کے ساتھ----

افضل نے طوطے کی طرح سب کچھ اگل دیا تھا۔۔۔۔

یہ جھوٹ بول رہا ہے میں نے اسے کچھ نہیں کہا اس نے خود مارا کیونہ یہ مجھ سے
شادی کرنا چاہتا تھا۔۔۔۔ خود کو پھنستے دیکھ کر تارا ملک نے جھوٹ بولا۔۔۔۔

سر میرے پاس سارے ثبوت ہے۔۔۔۔ میرے موبائل میں سب کچھ ریکارڈ
ہے کیونکہ مجھے پتہ تھا یہ عورت ایک دن مجھے بھی ڈس لے گی اس لئے میں ہر
۔۔۔۔۔ ایک جرم کا ثبوت بنا کر خود کے پاس محفوظ رکھتا تھا

اس نے ایک ایک کر کے اپنا موبائل الطاف سے لے اس میں موجود ویڈیوز
آدم کو دکھانے لگا۔۔۔۔۔ جس میں صاف ظاہر تھا کہ اسی نے افضل کو اشفاق کو
۔۔۔۔۔ مارنے کو کہا تھا

اور کیسے ہر چیز کی پلاننگ کی۔۔۔۔۔

افضل کی بات پر تاراملک نے اسے خونخوار نظروں سے گھورا تھا۔۔۔۔۔

اب بھی سچ بولنا ہے یا جھوٹ پر قائم رہنا ہے۔۔۔۔۔ آدم قدم قدم چلتا تارا
ملک کے پاس آکر رکا تھا۔۔۔۔۔

تاراملک نے اس کو ایک نظر دیکھا۔۔۔۔۔ اس کے پاس سارے ثبوت تھے
اس لئے جھوٹ بولنے کا فائدہ نہیں تھا۔۔۔۔۔

ہاں میں نے کروایا سب۔۔۔۔۔ آخر کار اس نے قبول کر لیا۔۔۔۔۔
کیوں۔۔۔۔۔ آدم نے سنجیدگی سے پوچھا۔۔۔۔۔

میں ایک رقصہ تھی۔۔۔۔۔ وہاں مجھے اشفاق نے دیکھا تھا اس کو میں پسند
آگئی۔۔۔۔۔ اس نے مجھے شادی کی آفر کی جسے میں نے قبول کر لیا۔۔۔۔۔ کیونکہ
اس کے پاس دولت بہت تھی۔۔۔۔۔

شادی کے بعد ایک سال تک تو سب ٹھیک چلتا رہا۔۔۔۔۔ میں نے اس کے کہنے پر
سب چھوڑ دیا تھا۔۔۔۔۔

مگر ایک دن مجھے پتہ چلا جس دولت کو میں اس کی دولت سمجھ رہی تھی وہ دولت
اس کے ایک چچا زاد بھائی کی امانت تھی۔۔۔۔ اور جس کمپنی کو وہ چلا رہا تھا وہ بھی
اس کے کزن کی تھی وہ وہاں صرف ایک مینیجر تھا۔۔۔۔ اس کا کزن کسی وجہ
سے ملک سے باہر تھا۔۔۔۔

جب وہ واپس پاکستان آیا تو اشفاق نے اس کی دولت اس کی ہر چیز اسے واپس
کر دی۔۔۔۔



تب تک شفا ایک سال کی ہو چکی تھی۔۔۔۔

مجھے جب اس بارے میں پتہ چلا تو میں اشفاق سے بہت زیادہ لڑی
۔۔۔۔۔۔۔۔ اس کا کہنا تھا کہ اس نے مجھ سے دولت کے بارے میں کوئی

جھوٹ نہیں بولا۔۔۔۔۔ کیونکہ ہماری کبھی اس حوالے سے بات نہیں ہوئی
تھی۔۔۔۔۔

اس کے بعد اشفاق مجھے اور شفا کو اپنے گھر لے آیا جو پرانے والے گھر جتنا بڑا تو
نہیں تھا مگر اچھا تھا۔۔۔ اور ایک اچھے ایریا میں تھا۔۔۔ لیکن مجھے زیادہ
چاہیے تھا۔۔۔ اور وہ بات بات پر مجھ پر روک ٹوک کرنے لگا۔۔۔ یہ چیز مجھ
سے برداشت نہیں ہوئی۔۔۔

زندگی اسی طرح چل رہی تھی میرا بھی کوئی دوسرا اٹھکانہ نہیں تھا۔۔۔ اس لئے
میں اشفاق کے ساتھ رہنے پر مجبور تھی۔۔۔

اس کے بعد میری ملاقات ایک دن افضل سے ہوئی یہ بھی وہیں پر نوکری کرتا تھا جہاں میں ڈانس کرتی تھی۔۔۔۔۔

آہستہ آہستہ ہمارا سلسلہ چل نکلا۔۔۔۔ میں نے اشفاق سے طلاق لے لی
۔۔۔۔ لیکن اس نے مجھے اس دن گالی دی تھی اور میرے منہ پر تھپڑ مارا
تھا۔۔۔۔ جس کا بدلہ میں نے اس کی بیٹی سے لینے کی قسم کھائی تھی۔۔۔۔

میں نے افضل کو شفا کو اغوا کرنے کے لئے ہی بھیجا تھا مگر وہ اشفاق سامنے آ گیا وہ
میرے کام میں رکاوٹ بن رہا تھا اس لئے مجھے مجبوراً اسے مارنے کا کہنا
پڑا۔۔۔۔

تارامک اپنا کیا ہر گناہ قبول کر گئی۔۔۔۔۔ آدم نے نفرت سے اس عورت کو
دیکھا۔۔۔۔۔ شفا بھی اسی عورت کی سگی اولاد تھی مگر اس میں اس عورت
جیسی مکاری کا ایک پرسنٹ بھی نہیں تھا۔۔۔۔۔

آدم الطاف اور افضل کو وہاں سے بھیج چکا تھا۔۔۔۔۔
اور کسی کانسیبل کو اشارہ کر کے خود بھی نکلنے لگا۔۔۔۔۔
خدا کے لئے مجھے معاف کر دو میں بہت شرمندہ ہوں مجھ سے غلطی سے ہو گیا
۔۔۔۔۔ سب میں بہت شرمندہ ہوں

وہ آدم کا ہاتھ پکڑ کر اسے روکنے لگی۔۔۔۔۔ مگر لیڈی کانسیبل نے اسے آدم
سے الگ کر کے دور جھٹکا تھا۔۔۔۔۔ وہ زمین پر منہ کے بل گری تھی۔۔۔۔۔

آدم نے ایک گہری سانس خارج کی اور گھر کے لیے نکل گیا۔۔۔۔۔ کیونہ صبح
کے چھ بج رہے تھے وہ پچھلے دو دن سے گھر نہیں گیا تھا۔۔۔۔۔



وہ تھکا ہارا جب کمرے میں داخل ہوا تو دونوں ماں بیٹھی ایک دوسرے سے لپٹی
خوب خرگوش کے مزے لے رہی تھی

---- اپنی بیٹی کو اس طرح شفا سے لپٹے دیکھ وہ شدید جلن کا شکار ہوا

تھا۔۔۔۔

وہ اس وقت شفا سے سکون حاصل کرنا چاہتا تھا۔۔۔۔ مگر اس کی اپنی ہی بیٹی
کباب میں ہڈی کا رول ادا کر رہی تھی۔۔۔۔۔

وہ فریش ہو کر شفا کی سائیڈ آکر لیٹ گیا۔۔۔۔ مگر نیند تھی کہ آنکھوں سے
کو سوں دور تھی۔۔۔۔۔

وہ اٹھامنت کو شفا سے الگ کر کے تھوڑا دور کیا۔۔۔۔ اور دوبارہ اپنی جگہ پر لیٹ کر شفا کو کھینچ کے بانہوں میں بھر کر آنکھیں موند گیا۔۔۔۔۔

کسی کے کھینچنے اور اپنی گردن پر گرم سانسوں کی تپش سے اس کی آنکھ کھلی

اپنے پیٹ پر بندھے ہاتھ پر نظر پڑی تو پلکیں بے ساختہ جھک گئی۔۔۔۔۔ دل کی دھڑکن اچانک تیز ہو گئی۔۔۔۔۔

شفا نے آہستہ سے اس کے ہاتھوں کو ہٹانے کی کوشش کی۔۔

۔۔۔۔۔ اسے لگ رہا تھا وہ سانس نہیں لے پا رہی

جاناں۔۔۔۔۔ آدم کی دھیمی سی سرگوشی اور گردن پر سرسراتے اس کے لبوں
نے اس کی جان حلق میں اٹکادی تھی۔۔۔۔۔

وہ جو دودن سے اداس تھی آج اس کے آنے پر پریشان ہو گئی تھی۔۔۔۔۔
مجھ مجھے۔۔۔۔۔ شفا نے کچھ کہنے کی کوشش کی مگر آدم اسے سیدھا کرتا اس کے
لبوں پر جھک کر اس کے لفظوں کو نگل گیا۔۔۔۔۔

شفا نے سختی سے بیڈ شیٹ دبوچ لی۔۔۔۔۔
مگر آدم دور ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا۔۔۔۔۔ اس کے لمس میں اس قدر سختی
تھی کہ شفا کے لئے سانس لینا مشکل ہو گیا۔۔۔۔۔

جب وہ دور نہیں ہوا تو شفا نے زور سے اس کے بال کھینچے۔۔۔۔۔۔۔

----- آدم دور ہو کر خمار آلود نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا

آدم کے دور ہوتے ہی وہ زور زور سے کھانسنے لگی۔۔۔۔۔ آنکھیں

----- آنسوؤں سے بھر گئیں تھیں

آدم اس کی گردن پر جھک گیا۔۔۔۔۔ وہاں اپنے لبوں کا لمس چھوڑنے

لگا۔۔۔۔۔ اس کی بے قراری دیکھ لگ رہا تھا آج بھی وہ اسے سب بھلانے پر مجبور
کر دے گا

Novelistan

اس سے پہلے کہ وہ مزید گستاخی کر تا منت کے رونے پر وہ ہڑبڑا کر دور ہوا

تھا۔۔۔۔۔

دونوں نے منت کی طرف دیکھا وہ روتے ہوئے اٹھ بیٹھی تھی۔۔۔۔۔

آدم کا چہرہ دیکھ شفا کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ آگئی تھی جسے اس نے لب
بھینچ کر روکا۔۔۔۔۔

شفا نے آگے بڑھ کر منت کو اٹھالیا۔۔۔۔۔
آدم نے گھور کر دونوں کو دیکھا اور کمبل منہ میں ڈال کر لیٹ گیا۔۔۔۔۔ وہ جانتا
تھا اس کی بیٹی اب سونے والی نہیں تھی۔۔۔۔۔



شادی میں صرف چار دن باقی تھے۔۔۔۔۔ ابھی تک مہمانوں کے پاس
انویٹیشن بھی نہیں گیا تھا۔۔۔۔۔

سالار اور عرش صبح کے دس بجے دونوں ہی ایک ساتھ اترے تھے نیچے۔۔۔۔۔ وہ
دونوں ہی تیار تھے۔۔۔۔۔

ان دونوں کی بیویوں نے حیرانگی سے ان کی طرف دیکھا۔۔۔۔۔ کیونکہ انہیں لگا
تھا وہ دونوں ہی گھر پر نہیں ہیں۔۔۔۔۔ مگر انکو ایک ساتھ نیچے اترتا دیکھ وہ
معاملہ سمجھ گئیں تھیں۔۔۔۔۔

عرش اور سالار آج تم لوگ کہیں نہیں جاؤ گے۔۔۔۔۔ ناشتہ کر کے سب سے
پہلے مہمانوں کی لسٹ بنا کر دو تا کہ شام تک ساری دعوتیں مکمل ہو جائے

۔۔۔۔۔۔۔
فروا بیگم نے سنجیدگی سے کہا۔۔۔۔۔

آیت بھی اپنے کمرے سے نکل کر فریش سی باہر آئی تھی مگر اس کی آنکھوں کی
اداسی سب نے نوٹ کی تھی۔۔۔۔۔

سالار تم کیٹرننگ والوں کو آرڈر دے دینا۔۔۔۔۔ جتنی سستی تم لوگ دکھا
رہے ہو ہو جائے گا کام۔۔۔۔۔

شام کو تم سارا اور جزا کو شاپنگ پر بھی لے جانا۔۔۔۔۔ انہوں نے سختی سے
سالار سے کہا۔۔۔ ایک وہی تھا جو ہمیشہ بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والا اب انتہا کی
لاپرواہی دکھا رہا تھا۔۔۔۔۔

جی بڑی امی۔۔۔۔۔ وہ زبردستی ناشتہ اپنے منہ میں ڈالتا سنجیدگی سے بولا۔۔۔۔۔

ابھی وہ دونوں ناشتہ کر کے فری ہوئے تھے کہ ملازم نے آکر بتایا کہ آیت بی بی
کے لئے سامان آیا ہے شاہ ہاؤس سے۔۔۔۔۔

یہ سنتے ہی آیت نے گھبرا کر سالار کو دیکھا جو سنجیدگی سے سامنے دیکھ رہا تھا

۔۔۔۔۔
جہاں سے ملازم بڑی بڑی تھالیاں اٹھائے شاہی انداز میں اندر آرہے
تھے۔۔۔۔۔
Novelistan

۔۔۔۔۔ ان کے ساتھ ہانیہ اور اماں جان بھی تھیں
سالار ناشتہ چھوڑ کر بنا کچھ کہے کمرے میں چلا گیا۔۔۔۔۔
۔۔۔۔۔ جزانے بھی اس کا انداز بمشکل ہضم کیا تھا

اس کی ہمت نہیں ہوئی کہ وہ آگے بڑھ کر اماں جان سے ملے۔۔۔۔

جزا اس کا ہاتھ پکڑ کر ان کے بیچ لے آئی۔۔۔۔۔ وہ زبردستی مسکرا کر ان سے
ملی۔۔۔۔۔

ملازم ساری تھالیاں رکھ کر جا چکے تھے۔۔۔۔۔
شفا اور عقیدت بھی اماں جان سے احتراماً جھک کر ملی تھی۔۔۔۔۔

یہ سب بالاج نے اپنی پسند سے لیا ہے۔۔۔۔۔ امید کرتی ہوں آپ لوگوں کو
۔۔۔۔۔ پسند آئے گا۔۔۔۔۔ کچھ رسمی سلام دعا کے بعد اماں جان نے کہا

آیت آپ کی بہو ہے جیسا چاہے پہنائے۔۔۔۔۔ اگر بالاج نے یہ سب پسند کیا ہے تو
ضرور اچھا ہی ہو گا۔۔۔۔۔ سجدہ بیگم نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

ان کی بات پر اماں جان بھی مسکرا دی۔۔۔۔

یہ آپ کے لئے بھائی نے بھیجا ہے بھابھی۔۔۔۔۔ ہانیہ نے سب سے نظریں بچا

کر ایک موبائل اس کے حوالے کیا۔۔۔۔۔ وہ اسی کے ساتھ بیٹھی تھی باقی

۔۔۔۔۔ سب کا دھیان اماں جان کی طرف تھا

اس نے گھبرا کر ہاتھ پیچھے کر لیا۔۔۔۔۔

نہ نہیں مجھے نہیں چاہئے۔۔۔۔۔ اس نے گھبرا کر جواب دیا۔۔۔۔۔

پلیز لے لیں ورنہ بھائی بہت ناراض ہونگے۔۔۔۔۔ مجھ سے۔۔۔ اس نے مسکین

شکل بنا کر کہا تو آیت ناچاہتے ہوئے بھی وہ موبائل لے کر دوپٹہ میں چھپا چکی تھی

۔۔۔۔۔

کچھ دیر بعد وہ لوگ چلے گئے تو جزا جوالہ مکھی بنی کمرے میں داخل ہوئی
تھی۔۔۔۔۔ آدم کو سگریٹ پیتے دیکھا کا دماغ گھوم گیا تھا۔۔۔۔۔

وہ آگے بڑھ کر اس کے ہاتھ سے سگریٹ چھین کر پھینک چکی تھی۔۔۔۔۔

سالار نے سنجیدگی سے اسے دیکھا اور ایک دم اسکے بالوں کو جھکڑ کے اسے بیڈ پر
پھینک کر خود اس کے اوپر آگیا تھا۔۔۔۔۔

Novelistan

یہ سب اتنا اچانک ہوا کہ اسے سوچنے کا موقع ہی نہیں ملا۔۔۔۔۔
دونوں ہی ایک دوسرے کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہے

تھے۔۔۔۔۔

کیا سمجھتے ہیں خود کو آپ پوری دنیا آپ کی مرضی سے چلے گی۔۔۔۔۔ باقی سب
بھیڑ بکریاں ہیں جسے جیسے چاہیں گے آپ چلائیں گے۔۔۔۔۔ جزا غصے سے اسے
دیکھتی بولی۔۔۔۔۔

مگر سالار کچھ نہیں بولا وہ تو اس کے نین نقش میں ایسے گم ہوا تھا اسے آس پاس کا
ہوش ہی نہیں رہا۔۔۔۔۔
اس کی نظروں تپش سے جزا کو اپنا چہرہ کھلاتا محسوس ہوا۔۔۔۔۔
چھوڑیں۔۔۔۔۔ وہ اسے دھکا دیتی اٹھنے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔۔۔ مگر سالار نے
۔۔۔۔۔ اس کی گردن میں اپنا چہرہ چھپا گیا تھا

تھک چکا ہوں میں سکون دے دو۔۔۔۔۔ وہ جب بولا تو اس کے لفظوں میں پنہا
درد کو وہ بہت مشکل سے برداشت کر گئی۔۔۔۔۔

محبت نہیں کرتے تو کیوں سکون چاہیے مجھ سے۔۔۔۔ وہ بھرائی ہوئی آواز میں
بولی۔۔۔۔

کیونکہ بیوی ہو تم میری۔۔۔۔ تم میرے لئے خاص ہو۔۔۔ مگر مجھے تم سے
محبت نہیں۔۔۔۔ وہ گھمبیر لہجے میں بولتا۔۔۔۔ اس کے دل کو کئی ٹکڑوں میں
تقسیم کر گیا تھا۔۔۔۔

یعنی بس میرے جسم کی طلب ہے۔۔۔۔ نا جانے وہ کیا سننا چاہتی تھی۔۔۔۔

بیوی کو شوہر کے سکون کے لئے بنایا گیا ہے۔۔۔۔ اگر میں تم سے کوئی طلب
پوری کر بھی لوں تو اس میں کوئی برائی نہیں تم میرا سکون ہو۔۔۔۔۔

سالار کی بات پر اس نے سختی سے آنکھیں میچ کر اپنے آنسوؤں کو روکنے کی
کوشش کی تھی۔۔۔۔۔

اس کے آنسوؤں کو اپنی کینٹی پر گرتے محسوس کر کے سالار اس سے دور ہو کے
بیٹھ گیا تھا۔۔۔ اور اس کو دیکھنے
لگا۔۔۔۔۔



آئی ایم سوری۔۔۔ اس نے ندامت سے کہا۔۔۔ مگر جزا اسے کوئی بھی
جواب دیئے بغیر کمرے سے نکل گئی۔۔۔



سر بالاج شاہ کی شادی ہے سالار خانزادہ کی بہن کے ساتھ۔۔۔۔۔
ارمان نیازی کے بندے نے آکر اسے اطلاع دی۔۔۔۔۔ ارمان نیازی نے
ہاتھ میں موجود گلاس اٹھا کر دیوار پر مارا تھا۔۔۔۔۔

نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔۔۔۔۔ وہ لڑکی صرف اور صرف ارمان نیازی کی
ہے۔۔۔۔۔ ارمان نیازی کی دسترس میں آکر آج تک کوئی نہیں گیا۔۔۔۔۔ تو وہ
لڑکی۔ کیسے جاسکتی ہے۔۔۔۔۔
اسے میرے پاس ہی آنا ہے۔۔۔۔۔

بالاج شاہ نے سالار خانزادہ کو اتنی آسانی سے معاف کر دیا یہ کیسے ممکن
ہے۔۔۔۔۔

وہ غصے سے کمرے میں ادھر سے ادھر ٹہل رہا تھا۔۔۔۔۔

اگر وہ دونوں مل گئے تو میرا سچ بہت جلد پتا چل جائے گا ان کو۔۔۔۔۔

ان کو ایک نہیں ہونے دوں گا۔۔۔۔۔ وہ اس وقت بہت آگے کی سوچ رہا
تھا۔۔۔۔۔

Novelistan



بیوی کیا مانگے چلی گئی تم تو اپنی اماں جان کو ہی بھول گئے۔۔۔۔۔ بالاج ابھی گھر
میں داخل ہوا ہی تھا اماں جان اسے آتا دیکھ کر طنز کرنا نہیں بھولی۔۔۔۔۔

ان کی بات پر وہ مسکراتے ہوئے اماں جان کی گود میں سر رکھتا لیٹ گیا۔۔۔۔۔

یار آپ کو کیسے بھول سکتا ہوں آپ تو میری پہلی محبت ہیں۔۔۔۔ وہ شرارتی انداز میں بولتا ان کے گال چوم گیا۔۔۔۔

پرے ہٹ پتہ ہے بڑی پہلی محبت تین دن بعد شکل دکھا رہے ہو۔۔۔۔۔ پتہ بھی ہے کہ ایک بھوڑی اماں جان اس گھر میں پڑی ہیں۔۔۔۔۔ اماں جان نے ناراضگی سے منہ پھیر لیا۔۔۔۔۔

ارے ناراض تو مت ہوں۔۔۔۔۔ جلدی جلدی سارے کام نمٹا رہا ہوں۔۔۔۔۔ تاکہ شادی کے بعد لمبے ہنی مون پر جاسکوں۔۔۔۔۔

آخر آپ کو جلدی سے تحفہ بھی تو دینا ہے۔۔۔۔۔

بالاج سنجیدگی سے بول کر بیٹھ گیا۔۔۔

کیسا تحفہ اماں جان نے نا سچھی سے پوچھا۔۔۔۔۔

آپ کو پرپوتی دوں گا تحفے میں اس کے لئے محنت کرنی پڑے گی

----- نا----- بالاج کی بے شرمی پر وہ اس کی پیٹھ پر تھپڑ لگا گئیں

بے شرم۔۔۔۔۔اماں جان اس کی بات پر سرخ ہو گئی تھی۔۔۔

میرا کام کیا یا نہیں۔۔۔۔۔ ہانیہ کو آتے دیکھ کر اس نے پوچھا۔۔۔۔۔

کر دیا تھا آپ کا کام لیکن اس کے بدلے میرا گفٹ کہاں

_____مے _____اس نے مسکرا کر پوچھا

مل جائے گا۔۔۔۔۔ بس ایک کپ اچھی سی چائے پلا دو۔۔۔۔۔ بالاج مسکرا کر
۔۔۔۔۔ کہتا موبائل نکال کر میسج کرنے لگا
کیسی ہو۔۔۔۔۔ اس نے میسج کیا۔۔۔۔۔ جو اگلے ہی پل سین تو ہو گیا تھا مگر
ریپلائے نہیں آیا۔۔۔۔۔

بالاج انتظار کرتا رہا آیت کے ریپلائے کا مگر اس کی طرف سے کوئی ریسپونس نا
دیکھ اس نے دوبارہ میسج کیا۔۔۔۔۔

یہ تم مجھے اگنور کر رہی ہو۔۔۔۔۔ بہت بھاری پڑنے والا ہے تم پر۔۔۔۔۔

بالاج کے میسج پر اس کی پلکیں لرزی تھیں۔۔۔۔ اس نے جلدی سے موبائل
آف کر کے کبرڈ میں رکھ دیا۔۔۔۔۔ دل بہت تیزی سے دھڑک رہا
تھا۔۔۔۔۔

فری کی آواز پر وہ دروازہ بند کرتی نیچے آگئی تھی۔۔۔۔۔
سچ جاننے کے بعد فری نے بھی اپنی ناراضگی ختم کر دی تھی مگر وہ بالاج کے حق
میں اب بھی نہیں تھی۔۔۔۔۔

اس کا لائیو اسٹیموڈ آسمان کو چھونے والا ہوتا ہے۔۔۔ اس کے ساتھ کیسے گزارا
کرے گی یہ۔۔۔۔۔ فری نے سنجیدگی سے کہا۔۔۔۔۔
اس وقت ساری خواتین بیٹھی شادی کے حوالے سے ہی ڈسکشن کر رہی
تھی۔۔۔۔۔

بیٹا عورت مرد کا مزاج بدلنے کا ہنر رکھتی ہے۔۔۔۔۔ اب آدم کو ہی دیکھ
لو۔۔۔۔۔ کتنا سنجیدہ رہنے والا انسان تھا۔۔۔۔۔ شاز و نادر ہی مسکرایا کرتا
تھا۔۔۔۔۔ اب جب سے شفا اس کی زندگی میں آئی ہے کھل کے مسکرانے لگا
ہے۔۔۔۔۔

سجدہ بیگم نے شفا کو دیکھ کر کہا تو۔۔۔۔۔ اس کے چہرے پر شرمیلیں مسکراہٹ
بکھر گئی۔۔۔۔۔



چھوٹی امی یہ آدم خانزادہ ہے ایک پوزیٹو انسان۔۔۔۔۔ اور وہ بالاج شاہ جس کا
مقصد ہی خانزادوں کو نقصان پہنچانا ہے۔۔۔۔۔ اسے کیسے آپ لوگ اچھا سمجھ
سکتے ہیں۔۔۔۔۔

کیونکہ اس نے اپنی بہن کو کھویا ہے۔۔۔۔۔ اور اس کی جگہ کوئی خاندانہ بھی ہوتا
تو اتنا ہی نیگیٹو سوچتا اور کرتا جتنا وہ کر رہا۔۔۔ تم اپنے زہن پر زیادہ زور مت ڈالو

وہ دیکھو تمہارا بیٹا میری بیٹی کو مارنے گیا ہے۔۔۔۔۔

اوپر ریلنگ پر کھڑے ہو کر آدم سنجیدگی سے بولتا اسے باہر لان کی طرف اشارہ
کر گیا۔۔۔ جہاں اریب منت کے پیچھے بھاگ رہا تھا۔۔۔۔۔

تمہاری بیٹی بھی کم تیز نہیں ہے۔۔۔۔۔ میرے بیٹے کی حرکتوں پر نظر رکھا کرو
بس۔۔۔۔۔ فری آدم کو گھور کر اپنے بیٹے کے پیچھے بھاگی تھی کیونکہ وہ راستے
سے ایک پھتراٹھا چکا تھا منت کو مارنے کے لئے۔۔۔۔۔

سب کے چہرے پر مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔۔۔۔ ان کی نوک جھونک پر۔۔۔

شفا آپ میرا سوٹ نکال دیں مجھے ڈیوٹی پے جانا ہے۔۔۔۔۔ آدم کہہ کر واپس
اپنے کمرے میں غائب ہوا تھا۔۔۔۔

اس نے منت کو مخاطب کر کے کہا تو وہ بھی اٹھ کر کمرے کی طرف بڑھ
گئی۔۔۔۔



کمرے میں داخل ہوتے ہی آدم نے شفا کو گھور کر دیکھا۔۔۔۔۔
اب بھی نا آتی کمرے میں بیٹھی رہتی باہر۔۔۔۔۔ اس نے ناراضگی سے کہا تو شفا
نے اپنی مسکراہٹ روکی۔۔۔۔۔

ادھر آئیں۔۔۔۔۔ آدم نے اسے بلایا تو دھڑکتے دل کے ساتھ قدم بڑھاتی اس
تک پہنچی۔۔۔۔۔ آدم نے کھینچ کر اسے اپنی گود میں بٹھایا تو وہ گھبرا کر اس کے
کندھے کو تھام گئی۔۔۔۔۔

مجھے مس کیا۔۔۔۔۔۔۔ آدم کی بھاری گھمبیر آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی
۔۔۔۔۔ شفا بولنے کی ہمت نہیں کر پائی۔۔۔۔۔ جھکی نظریں مزید جھک گئی
تھی۔۔۔۔۔

آدم نے جھک کر اس کے گال پر اپنا گال رگڑا۔۔۔۔۔ آدم کی بیروڑ کی چھبن
سے اس کے دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئی تھی۔۔۔۔۔

ماما۔۔۔۔۔ منت کی آواز پر جھٹکے سے دور ہوئے تھے دونوں۔۔۔۔۔ وہ دروازے
کے بچوں پیچ کھڑی غصے سے آدم کو گھور رہی تھی۔۔۔۔۔

آدم نے اس چھوٹی پٹاخہ کو گھور کر دیکھا تھا جو اس کے اسپیشل مومنٹ انجوائے
کرنے کا موقع ہی نہیں دے رہی تھی۔۔۔۔۔

چار دن کیسے گزرے گئے کچھ پتہ ہی نہیں چلا۔۔۔۔۔
آج آیت کی بارات اور عرش اور عقیدت کا ولیمہ تھا۔۔۔۔۔
شفا آدم کے لائے ہوئے نیوی بلیو کلر کے لہنگے میں فروا بیگم کی دی ہوئی خاندانی
۔۔۔۔۔ جیولری پہنے بے حد حسین لگ رہی تھی

منت نے بھی نیوی بلیو کلر کی فرائڈ پہن رکھی تھی جس میں وہ بہت پیاری لگ
رہی تھی۔۔۔۔۔ وہ فروا بیگم کے ساتھ ہی جا چکی تھی۔۔۔

ان دونوں کی ہر چیز آدم نے خود پسند کی تھی۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ فنگشن کا انتظام شہر کے بہترین بینکوائٹ میں کیا گیا تھا

عقیدت اور آیت پارلر جا چکی تھی۔۔۔۔۔ جبکہ جزا اور شفا نے گھر پر تیار ہونے کو
ترجیح دی۔۔۔۔۔

وہ تیار ہو کر جزا کے کمرے میں آئی تو وہ بھی ریڈ اور وائٹ کو مینینیشن میکسی میں
ہلکا سا میک اپ کئے ہیل پہن رہی تھی۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ شفا کو آتا دیکھ کر ہلکا سا مسکرائی

۔۔۔۔۔ آئیں بیٹھے پہلے میں آپ کو تیار کر دیتی ہوں پھر چلتے ہیں

خاموش بیٹھیں تیار کیسے ہوتے ہیں میں آپ کو بتاتی ہوں۔۔۔۔۔ جزا سے چپ

۔۔۔ کروا کر اپنے ہاتھوں کی مہارت اس کے چہرے پر دکھانے لگی

----- تقریباً آدھے گھنٹے بعد اس نے آئینے میں خود کو دیکھا تو حیران رہ گئی

نفاست سے کئے گئے میک اپ میں وہ مزید حسین ہو گئی تھی۔۔۔۔

فکر مت کریں آج تو بھائی کی نظریں آپ پر سے ہٹنے کا نام نہیں لے

گی۔۔۔۔۔ جزا نے شرارت سے کہا تو وہ شرمائی۔۔۔۔۔

بھا بھی آپ کو بھائی بلارہے ہیں۔۔۔۔۔ سالار جلدی میں کمرے میں داخل
ہوتے ہوئے بولا۔۔۔۔۔ مگر جزا پر نظر پڑتے ہی اس کے قدم تھم گئے
تھے۔۔۔۔۔

شفاجی بھائی کہتی کمرے سے نکل گئی۔۔۔۔۔ سالار کا ٹھکنا جزا نے بہت اچھے
۔۔۔۔۔ سے محسوس کیا تھا
مگر وہ اس پر دھیان دیئے بغیر اپنا سامان سمیٹنے لگی۔۔۔۔۔ آج نا جانے کیوں دل
بہت ادا اس ہو رہا تھا۔۔۔۔۔

سالار قدم قدم چلتا اس کے پیچھے آکر رکا۔۔۔۔۔ خوبصورت لگ رہی
ہو۔۔۔۔۔ سالار کی گھمبیر آواز اسے اپنے بہت پاس سے سنائی دی تھی ایک پل کو

اس کے ہاتھ تھمے دل کی دھڑکن تیز ہوئی۔۔۔۔۔ اس کا دل چاہا سالار کے سینے
سے لگ جائے۔۔۔۔۔

اور اگلے ہی پل جیسے وہ اس کے دل کی آواز سن چکا تھا۔۔۔۔۔ اس کی کمر میں ہاتھ
ڈال کر اسے سیدھا کیا اور اپنے سینے میں بھینچ لیا۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ دونوں کی دھڑکنیں اس وقت ایک ساتھ دھڑک رہی تھیں
جزانے بھی اپنے ہاتھ اس کے گرد باندھ دیئے۔۔۔۔۔ ایک سکون کی لہر سالار
خانزادہ کے دل اور روح میں سرایت کر گئی۔۔۔۔۔

جزانے پہلی بار اپنی انا کو سائیڈ پر رکھ کر سالار کے گرد سختی سے بازوؤں کا حصار
باندھ رکھا تھا۔۔۔۔۔ جیسے اس سے دور ہونے کا ڈر ہو۔۔۔۔۔

سالار کے ہونٹوں پر مدھم سی مسکراہٹ بکھر گئی۔۔۔۔۔ وہ جانتا تھا وہ لڑکی اس
کے سامنے جتنی سخت بننے کی کوشش کرے مگر وہ آج بھی اس سے بے انتہا
محبت کرتی ہے۔۔۔۔۔

تم مجھے بے ایمانی پر اکسار ہی ہو۔۔۔۔۔ وہ اس کے کان میں جھک کر جس انداز
میں بولا۔۔۔۔۔ جزا کو اپنی ریڑھ کی ہڈی میں سرسراہٹ محسوس ہوئی
مگر وہ آنکھیں بند کئے بس اس کو محسوس کر رہی تھی۔۔۔۔۔ وہ بس وقت کے تھم
جانے کی دعائیں کر رہی تھی۔۔۔۔۔
دھڑکنوں کا شور کانوں میں سنائی دے رہا تھا۔۔۔۔۔

اس کی اس قدر بے خودی دیکھ سالار خانزادہ حیران ہوا تھا۔۔۔۔۔
جزا یہاں دیکھو۔۔۔۔۔

سالار نے نرمی سے اسے خود سے الگ کرنے کی کوشش کی مگر اس نے سختی سے
سالار کی شرٹ پیچھے سے تھام رکھی تھی۔۔۔۔۔

تم ٹھیک ہو۔۔۔۔۔ سالار اس کی اندرونی کیفیت سے انجان پریشانی سے پوچھنے لگا

۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ پتہ نہیں۔۔۔۔۔ اس کے لب دھیرے سے ہلے
اس کے لبوں کی حرکت اپنے سینے پر محسوس کر کے سالار خانزادہ کو اپنا روم روم
سلگتا محسوس ہوا۔۔۔۔۔

کیا آج بھی وہ محبت زندہ ہے۔۔۔۔۔ جو کبھی تم میرے لئے محسوس کرتی
تھی۔۔۔۔۔ وہ گھمبیر لہجے میں بولتا اسے لرزے پر مجبور کر گیا تھا۔۔۔۔۔

مگر وہ خاموش رہی لب کچھ کہنے کی حالت میں نا تھے۔۔۔۔۔
بولو جزا۔۔۔۔۔ سالار نے اس کے چہرہ اپنے سینے سے نکال کر پوچھا۔۔۔۔۔

اس کی نم آنکھیں دیکھ اسے اپنا آپ ان نین کٹوروں میں ڈوبتا محسوس
ہوا۔۔۔۔۔

جزا نے اپنی نظریں اٹھا کر دیکھا تو سالار کی بے خود نگاہوں سے اس کی نظریں
ٹکرائیں۔۔۔۔۔

وہ فوراً اپنا چہرہ جھکانے لگی۔۔۔۔۔ مگر سالار نے اس کا چہرہ تھام کر اسے ایسا کرنے
سے روک دیا۔۔۔۔۔

جواب دو مجھے کیا ہوا ہے تمہیں؟

ایوری تھنگ اس او کے نا۔۔۔۔ سالار اس کے چہرے کے گرد ہاتھ رکھتا اس کی
آنکھوں میں دیکھتا پریشانی سے پوچھنے لگا۔۔۔۔۔

وہ اسے کیا جواب دیتی۔۔۔۔ کیوں اس کا دل گھبرا رہا ہے وہ خود انجان
تھی۔۔۔۔۔ پھر سالار کو کیا جواب دیتی۔۔۔۔۔

وہ اس سے خود کو چھڑا کر جانے لگی۔۔۔۔۔
سالار نے کھینچ کر اس کی کوشش ناکام بنا دی۔۔۔۔۔ وہ اس افتاد پر اس کے
سینے سے ٹکرائی تھی۔۔۔۔۔

سانسیں ایک دم بے ترتیب ہو گئیں تھیں۔۔۔۔۔ اس کے لمس پر اس کے لبوں
نے بولنے سے انکار کر دیا تھا۔۔۔۔۔

اس کے جسم کا سارا لہو نچوڑ گیا تھا۔۔۔۔۔

دھتکار سکتا تھا۔۔۔۔۔ آنسو ناچاہتے ہوئے بھی گالوں پر بہہ نکلے۔۔۔۔۔

فکر مندی سے پوچھنے لگا۔۔۔۔۔

--- جو رکنے کا نام نہیں لے رہے تھے۔۔۔۔۔

ہمیں چلنا چاہیے۔۔۔۔۔ وہ سنجیدگی سے بولتی کمرے سے نکل گئی۔۔۔۔۔

سالار اس کے جانے کے بعد وہاں کھڑا اپنی کی گئی زیادتیوں کے بارے میں
سوچنے لگا۔۔۔۔۔

وہ جب بھی آگے بڑھنے کی کوشش کرتا تھا جانے کیوں فاطمہ کا زخمی چہرہ اس
کی آنکھوں کے آگے آ جاتا تھا۔۔۔۔۔



وہ لال ٹیل لہنگے میں بھاری زیورات پہنے دلہن بنی اس وقت برائڈل روم میں
بیٹھی اپنے ہاتھ مسل رہی تھی۔۔۔۔۔

مہمان آنا شروع ہو گئے تھے۔۔۔۔۔ فروا بیگم سجدہ بیگم اور فری کے ساتھ
مہمانوں کے استقبال کے لئے انٹرنس پر کھڑی تھیں۔۔۔۔۔

ان دونوں کو پارلر سے تھوڑی دیر پہلے ہی عرش لے کر آیا تھا۔۔۔۔۔

Novelistan

عقیدت تو اطمینان سے بیٹھی تھی تھوڑی گھبراہٹ اس کو بھی تھی پہلی بار زندگی
میں دلہن بنی تھی مگر آیت کی حالت دیکھ کر ایسا لگ رہا تھا وہ کسی بھی وقت لہرا کر
گر جائے گی۔۔۔۔۔

آیت ریلکس یار کیوں گھبرا رہی ہو سب اچھا ہو گا۔۔۔۔۔ عقیدت نے اس کا
۔۔۔ ہاتھ تھام کر کہا

بھابھی مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے پتہ نہیں کیا ہو گا۔۔۔۔۔ اسے کل رات کی بالاج
سے ہوئی بات یاد آئی۔۔۔۔۔

کل رات۔۔۔



تھوڑی دیر پہلے ہی بیوٹیشن اسے مہندی لگا کر گئی تھی۔۔۔۔۔
مہندی سوکھنے کے بعد نا جانے کیا سوچ کر اس نے کبرڈ میں چھپایا ہوا موبائل
نکالا۔۔۔۔۔ اور آن کرتے ہی بالاج کے انگنت میسجز اور کالز لگی ہوئی
تھی۔۔۔۔۔

اس کی بے باکی بھرے میسجز دیکھ کر آیت کے گال کان کی لوتک سرخ ہوئے
تھے اس نے موبائل کا سیلفی کیمرہ آن کر کے ٹائمر لگا کر سامنے رکھا اور اپنے
----- چہرے کے آگے دونوں ہاتھ رکھ کے دو تین پکچرز بنائیں

ان میں سے جو سب سے پیاری پکچر تھی وہ شرارتی مسکان ہونٹوں پر سجائے
بالاج کے نمبر پر سینڈ کر دی-----

میسج سینڈ ہوتے ہی اگلے ہی سینڈ بالاج کی کال آنے لگی-----
اس کا دل زور و شور سے دھڑک رہا تھا۔۔۔۔۔ اس نے کال کاٹ
دی-----

کال بند کرتے ہی بالاج کا میسج جگمگانے لگا۔۔۔۔۔

اگر نہیں چاہتی کہ میں ابھی تمہارے پاس آ جاؤں تو شرافت سے فون
اٹھاؤ۔۔۔۔۔ بالاج کا دھمکی بھرا میسج پڑھ کر اس کے ہاتھوں پر پسینہ آ گیا
تھا۔۔۔۔۔ دوبارہ فون بجنے لگا تو اس نے کپکپاتے ہاتھوں سے فون اٹھا کر کان سے
لگایا۔۔۔۔۔

کیسی ہے میری جانم۔۔۔۔۔ بالاج شاہ کی گھمبیر آواز پر اس کا چہرہ لال ہوا
تھا۔۔۔۔۔

Novelistan

ٹھ۔۔۔ ٹھیک ہو۔۔۔۔۔ ایت نے دھیمے لہجے میں جواب دیا۔۔۔۔۔

لگتا ہے خود کو پور پور میری قربت سہنے کے لئے تیار کر رہی ہو۔۔۔۔۔ خمار آلود
لہجے میں بولتا اس کا ماتھا پسینے سے نم کر گیا۔۔۔۔۔

اس کی بے باکی پر آیت نے اپنا حلق تر کیا۔۔۔
پلیز۔۔۔۔۔ مجھ۔۔۔۔۔ سے ایسی۔۔۔۔۔ باتیں مت کریں۔۔۔۔۔ وہ لڑکھڑاتے لہجے
میں بول کر اس کو قہقہہ لگانے پر مجبور کر گئی۔۔۔۔۔

پھر کیسی باتیں کروں۔۔۔۔۔ بالاج شاہ کی گھمبیر آواز پر اس نے آنکھیں
میچی۔۔۔۔۔

آ۔۔۔ آپ مجھ۔۔۔۔۔ مجھ سے۔۔۔۔۔ محبت کرتے ہیں نا۔۔۔۔۔ اس نے مان
بھرے لہجے میں پوچھا۔۔۔۔۔

ہاں یہ خطا میرا دل کر بیٹھا ہے۔۔۔۔۔ وہ افسوس بھرے لہجے میں بولتا آیت کو
غصہ دلا گیا۔۔۔۔۔

اپنے دل کو کیوں الزام دے رہے ہیں۔۔۔۔۔ وہ ناراضگی سے بولی۔۔۔۔۔

کیوں نادوں الزام دل نادان کو۔۔۔۔۔
ارادہ دشمنی کا تھا۔۔۔۔۔ مگر محبت ہو گئی۔۔۔۔۔ وہ گہری سانس لیتا سنجیدگی سے
بول۔۔۔۔۔



مجھے کچھ کہنا ہے۔۔۔۔۔ اس کی بات پر آیت نے اپنے آپ کو مضبوط کرنے کی
۔۔۔۔۔ کوشش کی

حکم میری جان یہ غلام آپ کا ہر حکم بجالانے کے لئے حاضر ہے۔۔۔۔۔ بالاج
اس وقت بہت اچھے موڈ میں تھا یا شاید آیت سے بات کرتے ہی اس کی زبان
۔۔۔۔۔ میں شہد گھل جاتا تھا

وہ میں سالار بھائی۔۔۔۔۔
بہتر ہو گا تم ہمارے بیچ کبھی بھی اس شخص کا نام مت لو۔۔۔۔۔ اس سے ہر گناہ کا
حساب میں لے کر رہوں گا۔۔۔۔۔ تم اس بیچ کچھ نہیں بولو گی۔۔۔۔۔
مگر میری بات۔۔۔۔۔ بالاج سنجیدگی سے اپنی بات کہہ کر فون بند کر گیا
۔۔۔۔۔

وہ کتنی ہی دیر فون کو پریشانی سے دیکھنے لگی۔۔۔۔۔ وہ یہ شادی بھی صرف
سب کچھ ٹھیک کرنے کے لئے کر رہی تھی۔۔۔۔۔

ہاں اس کا دل بالاج کے لئے دھڑکنے لگا تھا۔۔۔۔۔ مگر جو اس نے آیت کے ساتھ
کیا۔۔۔۔۔ اس کا دل شدید ناراض تھا۔۔۔۔۔ وہ اتنی آسانی سے اسے معاف
کرنے کا ارادہ نہیں رکھتی تھی وہ یہ سب صرف اپنے بھائی کو بچانے کے لئے
کر رہی تھی۔۔۔۔۔

آیت ٹھیک ہو تم۔۔۔۔۔ اسے گہری سوچ میں دیکھ کر عقیدت نے پکارا۔۔۔۔۔
ہاں۔۔۔۔۔ جی میں ٹھیک ہوں بھابھی۔۔۔۔۔ اس نے جلدی سے جواب
دیا۔۔۔۔۔

اتنے میں جزا اور شفا بھی ایک ساتھ داخل ہوئی تھی۔۔۔۔۔
ماشاء اللہ کتنی پیاری لگ رہی ہیں آپ دونوں شفا نے ان کو دیکھ کر مسکراتے
ہوئے کہا۔۔۔۔۔

آپ بھی بہت پیاری لگ رہی ہیں بھابھی۔۔۔۔۔ عقیدت نے اس کے دکتے
چہرے پر نظریں جمائے کہا تو وہ مسکرا دی۔۔۔۔۔

جزا ادا سی سے بیٹھی سب کو دیکھ رہی تھی جبکہ آیت کا گھبراہٹ سے حال ہی
خراب تھا۔۔۔۔۔

عرش خانزادہ ڈارک گرے تھری پیس پہنے سالار کے ساتھ بینکونٹ میں داخل
ہوا تھا۔۔۔

اس کے بزنس سرکل اور فیملی فرینڈز ریلیٹیو سب شامل تھے وہاں۔۔۔۔۔

تھوڑی دیر بعد عقیدت کو شفا اور جزا دونوں طرف سے تھامے اسٹیج پر لائی تھیں

----- ان تینوں کی نظریں ہی اپنی اپنی بیویوں پر اٹک گئی تھی

آدم نے اپنی بیوی کے معصوم چہرے پر نظر ڈالی جو وہاں موجود سب میں نمایاں
نظر آرہی تھی۔-----

وہ جزا کی موجودگی کی وجہ سے گاڑی میں اسے ٹھیک سے دیکھ بھی نہیں پایا
تھا۔-----

یہاں بھی وہ آتے ہی سب میں گم ہو گئی تھی۔-----

عرش ایک سیڑھی نیچے اترتا عقیدت کا لرزتا ہاتھ تھا متا اوپر لے آیا
تھا۔۔۔۔۔ وہ اس کے ساتھ چلتی بے حد حسین لگ رہی تھی۔۔۔۔۔
عرش نے اسے لا کر صوفے پر بٹھایا۔۔۔۔۔ اور خود بھی کچھ فاصلے پر بیٹھ
گیا۔۔۔۔۔ ابھی بارات آنے میں تھوڑا ٹائم تھا۔۔۔۔۔

سالار کی نظریں جزا کے اداس چہرے کا طواف کر رہی تھی۔۔۔۔۔ اس کا دل
کیا وہ سب بھول کر بس اپنے دل کی مانیں اور اس لڑکی کو خود میں بھیج
لے۔۔۔۔۔ اسے کسی ایسی جگہ لے جائے جہاں ان دونوں کے علاوہ کوئی نا
ہو۔۔۔۔۔ ایک بار اپنا دل کھول کر اس کے سامنے رکھ دے۔۔۔۔۔

آدم کے بلانے پر وہ اپنے خیالوں سے چونکا۔۔۔۔۔ اور اس کی طرف چل دیا
اس کے جاتے ہی جزا نے ایک نظر اسے دیکھا تھا۔۔۔۔۔



وہ آیت کے پاس آیا تھا۔۔۔۔۔ سالار کو دیکھتے ہی وہ بھاگ کر اس کے سینے سے
لگی تھی۔۔۔۔۔ اپنی چھوٹی سی بہن کو دلہن کے روپ میں دیکھ کر اس کی
آنکھیں بھی نم ہوئی تھی۔۔۔۔۔

بھائی مجھے نہیں جانا۔۔۔ وہ اس کے سینے سے لگی۔۔۔۔۔ بھرائی ہوئی آواز میں
بولی۔۔۔۔۔

کیوں میری جان سب کو جانا پڑتا ہے شادی کے بعد۔۔۔۔ پریشان مت ہو
۔۔۔۔ ہم ہیں نا تمہارے ساتھ۔۔۔۔ اس نے اپنے ہاتھ کے پوروں سے اس
۔۔۔۔۔ کے آنسو پونچھے

آپ ناراض نہیں ہیں مجھ سے؟ اس نے نظریں جھکائے پوچھا۔۔۔۔

نہیں میں بالکل ناراض نہیں کیونکہ جو بھی ہوا وہ ہمارے نصیب میں لکھا
تھا۔۔۔۔ اس میں تمہارا کوئی قصور نہیں اور بالاج ایک اچھا انسان ہے۔۔۔۔ تم
خوش رہو گی۔۔۔۔

سالار نے اس کے ماتھے کا بوسہ لیا تھا۔۔۔۔۔

بارات کے آنے کا شور سن کر وہ آیت کو آرام کرنے کا کہتا وہاں سے نکلا
تھا۔۔۔۔۔

اس کے نکلتے ہی آیت نے اپنے سینے پر ہاتھ رکھا تھا۔۔۔۔۔

ڈھول دھماکوں کی آوازیں اندر تک آرہی تھی۔۔۔۔۔ اور ان آوازوں کے
ساتھ اس کی دھڑکنیں بھی تیز ہو رہی تھی۔۔۔۔۔

ابھی بمشکل پانچ منٹ ہی گزرے ہوئے گولی کی آواز کے ساتھ ایک دم لوگوں
کی چیخوں کی آوازیں گونج اٹھی تھی۔۔۔۔۔ ان آوازوں میں آدم اور عرش کی
۔۔۔۔۔ آوازیں بھی شامل تھیں

فروا بیگم اور سجدہ بیگم کے چیخنے کی آواز پر وہ لڑکھڑاتے قدموں سے باہر بھاگی
تھی۔۔۔۔۔ اس کا دل کسی انہونی کے احساس سے بند ہونے کو تھا۔۔۔۔۔

سالار خانزادہ بارات کے شور پر باہر آیا تھا۔۔۔۔۔

جہاں بالاج شاہ اپنی وجیہہ پر سنیلٹی کے ساتھ بلیک شیروانی پہنے۔۔۔۔۔ اماں
جان کا ہاتھ پکڑے اندر داخل ہو رہا تھا۔۔۔۔۔ ہانیہ اور فرجاد بھی ان کے
ساتھ ہی تھے پیچھے کچھ باراتی بھی ان کے ساتھ ہی داخل ہوئے تھے۔۔۔۔۔

آدم خانزادہ عرش باقی فیملی میمبران کے استقبال کے لئے کھڑے تھے

۔۔۔۔۔

پڑنے دینا چاہتا تھا۔۔۔۔۔

[illegible]

کے بیچ گولی کون چلا سکتا تھا۔۔۔۔۔

سالار نے نظریں اٹھا کر دیکھا تو اسے لگا کسی نے اس کا دل مٹھی میں بھینچ لیا
ہو۔۔۔۔۔ دنیا تھمنا کیا ہوتا ہے۔۔۔ اس وقت کوئی سالار سے پوچھتا۔۔۔۔۔
ایک دم سب کی چیخ بلند ہوئی تھی۔۔۔۔۔

جزا اپنے خون سے رنگے ہاتھوں کو اپنی بند ہوتی آنکھوں سے بے یقینی سے دیکھ
رہی تھی۔۔۔۔۔

سالار ہوش میں آتا اس کی طرف بھاگا تھا اس کے گرنے سے پہلے ہی وہ اسے
تھام چکا تھا۔۔۔۔۔

اس نے اپنے لرزتے ہاتھوں سے سالار کا چہرہ چھوا تھا اور آنکھیں بند کر
گئی۔۔۔۔۔

ایک دم کہرام مچ گیا تھا۔۔۔۔۔ شور اس قدر زیادہ تھا کسی کو کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔۔۔۔۔

سالار جیسا مضبوط مرد اس وقت جزا کا بے جان وجود اپنی بانہوں میں لئے زمین پر
کسی ہارے ہوئے جواری کی طرح بیٹھا تھا۔۔۔۔۔ اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کیا
۔۔۔۔۔ کرے

سب حیران پریشان سے سمجھنے کی کوشش کر رہے تھے۔۔۔ اتنی سیکیورٹی میں کوئی کیسے اس طرح مار کے جاسکتا تھا۔۔۔۔

آدم سالار کے بازوؤں سے جزا کو اٹھا کر باہر بھاگا تھا۔۔۔۔۔ اس سے پہلے ہی
بالاج شاہ اپنی گاڑی کا کربک دروازہ کھول چکا تھا۔۔۔۔۔

آدم کے بیٹھتے ہی وہ گاڑی زن سے بھگالے گیا تھا۔۔۔۔۔
فروا بیگم اپنی بیٹھی کے خون سے لے پت وجود کو دیکھ کر لہرا کر زمین بوس ہوئی
تھی۔۔۔۔۔

عرش اور احد (فری کا شوہر) بچارے کچھ سمجھ نہیں پارہے تھے کس کو
سنجھالے۔۔۔۔۔

Novelistan

عورتوں کی چیخ و پکار نے ایک عجیب سا سما باندھ دیا تھا۔۔۔۔۔ ہر آنکھ اشک
بار تھیں۔۔۔۔۔ احد اور فری مل کر فروا بیگم کو اسپتال لے گئے تھے۔۔۔۔۔

اٹھو سالار ہوش میں آؤ۔۔۔۔۔ عرش اسے غصے سے جھنجھوڑنے لگا۔۔۔۔۔

جوابی تک اسی جگہ ساکت بیٹھا تھا جہاں جزا گری تھی۔۔۔۔۔

اسے ہوش میں نا آتا دیکھ کر سالار نے کھینچ کر تھپڑ سالار کے چہرے پر مارا

قصہ



ایک آنسو ٹوٹ کر اس کے گال پر بہہ گیا تھا۔۔۔۔۔

عرش اسے کھینچ کر اسپتال کی طرف روانہ ہوا تھا۔۔۔۔۔ ان کے قدم من

من بھر کے ہو رہے تھے۔۔۔۔۔

۔۔۔ اپنے شوہر کو بچانے کے لئے وہ بچی گولی کے سامنے آگئی

صحیح کہہ رہی ہیں آپ۔۔۔۔ میں نے دیکھا تھا اس نے سالار کو دھکا
دیا۔۔۔۔ اور پھر خود گولی کا شکار ہو گئی۔۔۔۔

عورتوں کی باتیں آیت سن ہوتے دماغ کے ساتھ سن رہی تھی۔۔۔۔۔
دلہن بنی وہ وہیں بیٹھتی چلی گئی۔۔۔۔۔
۔۔۔۔۔ لوگ ترحم بھری نگاہوں سے ان سب کو دیکھ رہی تھی

شفا تو منت کو گلے لگائے تھر تھر کانپ رہی تھی۔۔۔۔۔ عقیدت سجدہ بیگم کو
سنجھانے کی کوشش کرتی خود بھی رو رہی تھی۔۔۔۔۔ اماں جان بھی ان کو
سنجھال رہی تھی۔۔۔۔۔

کون جانتا تھا خوشیوں بھرے ماحول میں ایک دم صف ماتم بچھ جائے

گا۔۔۔۔۔

کچھ مہمان جانا شروع ہو گئے تھے۔۔۔۔۔ اور کچھ رشتے دار ان روتی ہوئی عورتوں کو سنبھالنے کی کوشش کر رہے تھے۔۔۔۔۔

آپ سب لوگ گھر چلیں میں یہاں کا انتظام سنبھال لیتا ہوں۔۔۔۔۔

الطاف نے آدم کے کہنے پر ان سب کو گھر جانے کو کہا۔۔۔۔۔ احد بھی واپس

آچکا تھا تا کہ ان کو گھر چھوڑ سکے۔۔۔۔۔

۔۔ لیکن ان میں سے کوئی بھی گھر جانے کو تیار نہیں تھا

ان کے ضد کرنے پر سب کو اسپتال لے گئے تھے۔۔۔۔۔
وہ سب آپریشن تھیٹر کے باہر بیٹھے تھے۔۔۔۔۔ جزا کو آپریشن کے لیے لے
جایا گیا تھا۔۔۔۔۔ گولی بالکل پیٹ کے آر پار ہوئی تھی۔۔۔۔۔

اس وقت آدم کا سفید کرتا خون میں نہایا ہوا تھا۔۔۔۔۔

بالاج دیوار سے ٹیک لگائے ایک گھٹنا فولڈ کئے کھڑا تھا۔۔۔۔۔ کبھی کبھی ایک
نظر سالار پر بھی ڈال لیتا جس کی حالت قابل رحم لگ رہی تھی۔۔۔۔۔

جبکہ سالار ابھی تک ویسے ہی بیٹھا اپنے ہاتھ کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔

عرش فروا بیگم کے ساتھ دوسرے وارڈ میں تھا۔۔۔۔۔ ان کا بی پی خطرناک حد
تک شوٹ کر گیا تھا۔۔۔۔۔

احد کے ساتھ ان چاروں کو آتے دیکھ کر سب سے پہلے آدم ان کی طرف بڑھا
تھا۔۔۔۔۔

چھوٹی امی آپ لوگ کیوں آئے ہیں پلیز گھر جائیں طبیعت خراب ہو جائے گی
۔۔۔۔۔ آپ سب کی۔۔۔۔۔ اس نے سجدہ بیگم کو گلے لگا کر کہا

وہ کس کس کو سنبھالتا سب ہی غم سے نڈھال تھے۔۔۔۔۔
میں گھر کیسے جاسکتی ہوں میری بچی زندگی موت سے لڑ رہی ہے۔۔۔۔۔ روتے
روتے ان کی آنکھیں سو جھ گئیں تھی۔۔۔۔۔

آپ تینوں گھر جائیں۔۔۔ اس نے سجدہ بیگم کو بٹھا کر ان تینوں سے
کہا۔۔۔۔۔

مگر ہم۔۔۔ شفا نے کچھ کہنا چاہا۔۔۔۔۔

آنسو ابھی تک اس کی آنکھوں سے جاری تھے۔۔۔۔۔ اور سوئی ہوئی منت کو
گود میں اٹھایا ہوا تھا۔۔۔۔۔

پلیز گھر جائیں بس دعا کریں۔۔۔۔۔ مجھ میں ہمت نہیں میں مزید کسی کو سنبھال
سکوں۔۔۔۔۔ اس نے جس لہجے میں کہا۔۔۔۔۔ شفا اور عقیدت کو اس پر ترس
آیا تھا۔۔۔۔۔

آیت تو وہاں ہو کر بھی وہاں نہیں تھی اس کی نظریں بالاج پر جمی تھی۔۔۔۔۔ جو
خود بھی اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔ وہ آہستہ آہستہ قدم
بڑھاتی۔۔۔۔۔ بالاج تک آئی۔۔۔۔۔

اس سے پہلے کہ بالاج سیدھا ہو کر اس کے آنسو صاف کرتا۔۔۔۔۔

آیت کے ہاتھ سے پڑنے والے تھپڑ نے اسے شاکڈ کر دیا تھا۔۔۔۔۔

Novelistan

لے لیا بدلہ مل گیا سکون آپ کو۔۔۔۔۔ میرے بھائی سے بدلہ لینا چاہتے تھے اور

آج خود ایک بے گناہ لڑکی کے قاتل بن بیٹھے۔۔۔۔۔ کیوں کیا آپ نے

کیوں۔۔۔۔۔ میں چیختی رہی میرا بھائی بے قصور ہے انہیں پھنسا یا گیا۔۔۔۔۔

لیکن آپ نہیں مانے آپ اپنے بدلے میں اتنے اندھے ہو گئے کہ ان کو جان سے مارنے چلے تھے۔۔۔۔۔ مگر آپ نے آج ہم سب کو مار دیا مجھے نفرت ہو رہی ہے نفرت وہ غصے سے اس کا گریبان پکڑے چیخ رہی تھی۔۔۔۔۔

آدم ہوش میں آتا اسے کھینچ کر پیچھے کر گیا۔۔۔۔۔ ہوش میں آؤ پتہ بھی ہے کیا بول رہی ہو۔۔۔۔۔ آدم نے سختی سے اسے کہا تھا۔۔۔۔۔

بھائی اس نے۔۔۔۔۔
Novelistan

چپ بلکل ایک لفظ مت بولنا گھر جاؤ ابھی یہ ہسپٹل ہے۔۔۔۔۔

آدم نے سختی سے کہا تو وہ سرخ آنکھوں سے بالاج کو۔۔۔۔۔

ترس بھری نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔

سالار خالی دماغ کے ساتھ وہاں بیٹھا سب کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔

اس کی انا کو لگا رہی تھی۔۔۔۔۔

— — — — —



اچانک منہ پر گرنے والے تھے پانی سے وہ ہوش میں آیا تھا۔۔۔۔۔ ہڑبڑا کر
۔۔۔۔۔ سامنے دیکھا تو فرجاد اس کے سر پر کھڑا اسے گھور رہا تھا

وہ تو سالار کو مار کر بالاج کو پھنسانا چاہتا تھا تا کہ وہ سب بالاج کی جان کے دشمن بن
جائیں اور اس طرح آیت اس کو مل جاتی۔۔۔۔۔

اور فاطمہ کے قاتل کا کسی کو پتہ بھی نہیں چلتا۔۔۔۔۔
وہ یہ سب خود کرنا چاہتا تھا تا کہ کوئی غلطی نہ ہو۔۔۔۔۔ اس لئے خود گیا تھا ویٹر کا
بھیس بدل کر۔۔۔۔۔

۔۔۔۔ وہ بالکل چپ کر اس پر نشانہ باندھ کر کھڑا تھا
اور وہ کامیاب بھی ہو جاتا مگر عین موقع پر اس لڑکی نے بیچ میں آکر سارا معاملہ
خراب کر دیا تھا۔۔۔۔۔ وہ وہاں سے چپ چاپ تے وہاں نکل آیا تھا مگر اچانک پیچھے
سے کسی نے

اس کے منہ پر رومال رکھ کر بے ہوش کر دیا تھا۔۔۔۔۔

جب ہوش میں آیا اپنے سامنے فرجاد کو کھڑا دیکھ کر اس کے رونگھٹے کھڑے ہو
گئے تھے۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ مجھے یہاں کیوں لائے ہو۔۔۔۔۔ ارمان نیازی چیختے ہوئے بولا

مسز سالار خانزادہ کو کیوں مارنے آئے تھے۔۔۔۔۔ اس نے سنجیدگی سے سوال کیا۔۔۔۔۔ کیونکہ وہ لوگ ابھی تک انجان تھے کہ حملہ جزا پر نہیں سالار پر ہوا ہے۔۔۔۔۔ کونکہ اس وقت سب کا دھیان باراتیوں پر تھا۔۔۔۔۔

میں نے ایسا کچھ نہیں کیا چھوڑ مجھے جان سے مار دوں گا تمہیں۔۔۔۔۔ ابھی کھولو مجھے ورنہ اچھا نہیں ہو گا تمہارے ساتھ۔۔۔۔۔ ارمان نیازی دھمکی پر اتر آیا تھا۔۔۔۔۔

--- تو تم سچ نہیں بتاؤ گے۔۔۔۔۔ فرجاد نے سنجیدگی سے پوچھا

میں نے نہیں مارا کسی کو۔۔۔ تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔۔۔۔۔ ارمان نے اسے
۔۔۔۔۔ یقین دلانے کی کوشش کی

وہ یہ سوچ کر ہی پریشان تھا کہ اس نے اپنے بندوں کو آگاہ نہیں کیا تھا یہ سب
کرنے سے پہلے اگر خاندان کے اور بالاج شاہ مل کر اس کو دفنا بھی دیں گے تو کسی
کو خبر نہیں ہوگی۔۔۔۔۔

Novelistan

فرجاد سنجیدگی سے مڑ گیا۔۔۔ اور دو منٹ بعد جب آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک
۔۔۔۔۔ انجیکشن تھا

دیکھو تم جو مانگوں گے میں دوں گا۔۔۔۔ میں تمہیں بالاج شاہ سے زیادہ دوں
گا ایسا مت کرو مجھے جانے دو۔۔۔۔

اس کی بات پر فرجاد نے وہ انجیکشن اس کی گردن پر انجیکٹ کر کے اس کا منہ بند
کر دیا تھا۔۔۔۔۔

وہ اسے چھوڑتا اس طے خانے سے نکل آیا تھا۔۔۔۔۔
اور اسپتال کی طرف اپنی گاڑی موڑ دی۔۔۔۔۔



گھنٹوں کے انتظار کے بعد ڈاکٹر کے باہر آتے ہی آدم اور عرش ڈاکٹر کی طرف
لپکے تھے۔۔۔۔۔ سالار اپنی لرزتی ٹانگوں سے اٹھا۔۔۔۔۔ ڈاکٹر کا چہرہ اسے
خوفزدہ کر رہا تھا۔۔۔۔۔

بالاج شاہ سوالیہ نظروں سے ڈاکٹر کی جانب ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔

ڈاکٹر میری بہن کیسی ہے۔۔۔۔۔ آدم نے دھڑکتے دل سے پوچھا۔۔۔۔۔

دیکھئے مسٹر خانزادہ بلڈ بہت زیادہ بہہ گیا تھا۔۔۔ اس وجہ سے آئی ایم سوری ہم
بے بی کو نہیں بچا سکے۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ مگر پیشینٹ کا آپریٹ کر کے ہم گولی نکال چکے ہیں

ابھی ہم کچھ کہہ نہیں سکتے۔۔۔۔۔ آپ دعا کریں۔۔۔۔۔

ڈاکٹر کے الفاظ سے سالار خانزادہ زلزلے کی زد میں آگیا تھا۔۔۔۔۔ کیا وہ باپ
بننے والا تھا۔۔۔۔۔

عرش نے اسے تھام کر حوصلہ دیا تھا۔۔۔۔۔

بالاج نے آگے بڑھ کر آدم کے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا۔۔۔۔۔ بہت مشکل سے
آدم ضبط کر رہا تھا۔۔۔۔۔ اسے سب کچھ اپنے ہاتھ سے پھسلتا ہوا لگا۔۔۔۔۔

سالار خود کو عرش سے الگ کرتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔۔۔۔۔

عرش نے اس کے پیچھے جانے کی کوشش کی مگر آدم نے اسے اشارے سے
روک دیا۔۔۔۔۔ اسے اکیلے رہنے دو کچھ وقت۔۔۔۔۔ آدم افسوس بھرے
لہجے میں بولتا بیٹھ گیا۔۔۔۔۔



فرجاد بالاج کی طرف بڑھا تھا۔۔۔۔۔

کہاں تھے تم پچھلے تین گھنٹے سے کہاں غائب ہو۔۔۔۔۔ بالاج نے سختی سے
پوچھا۔۔۔۔۔

بھائی تھوڑا بڑی تھا میں بتاتا ہوں بعد میں آپ کو۔۔۔۔۔ فرجاد نے سنجیدگی سے
جواب دے کر عرش کی طرف دیکھا۔۔۔۔۔

ڈاکٹر نے کیا بتایا۔۔۔۔۔ اس نے بالاج سے پوچھا۔۔۔۔۔
کوئی تسلی بخش جواب نہیں۔۔۔۔۔ تم پتہ لگاؤ یہ حرکت کون کر سکتا
ہے۔۔۔۔۔۔۔ بالاج سنجیدگی سے کہہ کر گھر میں فون ملانے لگا تا کہ اماں جان کا
حال جان سکے۔۔۔۔۔۔۔

میں پتہ لگا چکا ہوں بھائی مجرم بھی قید میں ہے۔۔۔۔۔
اس کی بات پر بالاج نے جھٹکے سے سر اٹھا کر دیکھا۔۔۔۔۔

جب گولی چلی عین اسی وقت میں نے ارمان نیازی کو ویٹر کے لباس میں بھاگتے
دیکھا۔۔۔۔۔ اور وہ جلدی میں اپنی گن بھی چھپا رہا تھا۔۔۔۔۔

میں اس کے پیچھے بھاگا۔۔۔۔۔ اور اسے بے ہوش کر کے اپنے ٹھکانے پر چھوڑ
کے آ رہا ہوں۔۔۔۔۔ مجھے شروع سے ہی یہ بندہ بہت زیادہ مشکوک لگتا
ہے۔۔۔۔۔

اس کی بات سن کر بالاج اسے کھینچ کر سینے سے لگا چکا تھا۔۔۔۔۔ ویلڈن میرے
بھائی۔۔۔۔۔ آئی ایم پراؤڈ آف یو۔۔۔۔۔ اس نے خوشی سے فرجاد کا پیٹھ تھپتھپایا
تھا۔۔۔۔۔

آدم جو فروان بیگم کو دیکھنے گیا تھا اس کو آتا دیکھ کر بالاج اس کی طرف بڑھ
گیا۔۔۔۔۔

عرش کو بھی بلا لیا تھا اشارے سے۔۔۔۔۔
اور جیسے جیسے بالاج ان کو بتاتا گیا۔۔۔۔۔ ان کا چہرہ غصے سے خطرناک حد تک
لال ہو گیا تھا۔۔۔۔۔

اس نے یہ بھی بتایا کہ آیت کو بھی ایک بار ارمان نیازی اغوا کر چکا تھا جہاں سے
بالاج نے اسے بچایا۔۔۔۔۔۔

ارمان نیازی کے نام پر عرش کا دماغ ٹھٹکا تھا وہ یہ نام پہلے بھی سن چکا تھا۔۔۔۔۔۔ مگر
جزا کی کسی کے ساتھ کیا دشمنی ہو سکتی تھی۔۔۔۔۔۔ یہ بات کسی کو سمجھ نہیں آرہی
تھی۔۔۔۔۔۔



میں اس کو جان سے مار دوں گا میری بہن پر گولی چلانے کی ہمت کیسے
ہوئی۔۔۔۔۔۔ آدم غصے سے پاگل ہو رہا تھا۔۔۔۔۔۔

بلکل بہن کے گناہگار کو معافی کسی صورت نہیں۔۔۔۔۔۔ اور اگر مجھے سالار کو مارنا
ہو گا تو سب کے سامنے ماروں گا بزدل نہیں ہوں میں اتنی ہمت رکھتا ہوں کہ

اپنے مجرم کو آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر سزا دے سکوں اور ایسا وقت آنے پر
میں کروں گا بھی مگر ایک عورت کو تکلیف دینا میری تربیت میں شامل نہیں اپنی
بہن کو یہ بات بتا دینا۔۔۔۔۔ بالاج سنجیدگی سے بولتا انہیں بہت کچھ جتا گیا
تھا۔۔۔۔۔

تم لوگوں کا مجرم ہمارے پاس ہے جب چاہو گے تم لوگوں کے حوالے کر دیں
گے۔۔۔۔۔

بالاج سنجیدگی سے بول کر فرجاد کو اشارہ کرتا وہاں سے نکل گیا۔۔۔۔۔



اس کے اندر دھواں سا بھر گیا تھا۔۔۔۔۔ وہ ہسپتال سے نکل تو آیا تھا مگر سمجھ
نہیں آرہا تھا کہاں جائیں۔۔۔۔۔ صبح کی روشنی آہستہ آہستہ پھیل رہی
تھی۔۔۔۔۔

وہ شکستہ حال لئے وہی رکھے ایک بھینچ پر بیٹھ گیا۔۔۔۔۔
وہ بکھرا حال۔ لئے کسی فقیر کی مانند لگ رہا تھا۔۔۔۔۔ خون سے سنی اس کی سفید
شرٹ۔۔۔۔۔ بکھرے بالوں کے ساتھ وہ بہت قابلِ رحم لگ رہا تھا۔۔۔۔۔
اس نے ہمیشہ اپنے لفظوں کے ساتھ ساتھ عمل سے بھی اسے تکلیف دی
تھی۔۔۔۔۔

وہ تو بچپن سے ہی اس کی دیوانی تھی۔۔۔ مگر آہستہ آہستہ کیسے عشق میں گرفتار
ہوئی اسے بھی خبر نہیں ہوئی۔۔۔۔۔

وہ لڑکی اس کے حصے کی موت کو اپنی طرف موڑ چکی تھی۔۔۔۔

بالاج جو اپنی گاڑی لے کر گھر کے لئے نکلا تھا۔۔۔۔ اسے اس طرح شکستہ حال
میں بیٹھا دیکھ ایک پل کو رک کیا۔۔۔۔

اگلے ہی پل نفرت سے چہرہ موڑ کر وہ اپنی گاڑی زن سے اس کے سامنے سے بھگا
لے گیا۔۔۔۔۔

ناجانے اسے وہاں بیٹھے کتنا وقت گزرا تھا۔۔۔۔۔ عرش کے پکارنے پر ہوش
میں آیا۔۔۔۔۔

اٹھو یہاں کیا کر رہے ہو۔۔۔۔۔ عرش نے اسے اٹھایا۔۔۔۔۔

وہ ناراض ہو گئی ہے مجھ سے۔۔۔۔۔ سالار کھوئے کھوئے لہجے میں بولا۔۔۔۔۔

تو اسے منالو کیا یہاں بیٹھنے سے وہ مان جائے گی۔۔۔۔۔ عرش سے اسکی حالت
دیکھی نہیں جارہی تھی ایک طرف بہن تھی تو دوسری طرف ساتھی دوست
بھائی۔۔۔۔۔ سب کچھ۔۔۔۔۔

وہ نہیں مانے گی میں نے آج تک اسے کوئی خوشی دی ہی نہیں بس ازیت دی
ہے۔۔۔۔۔ سالار تکلیف سے آنکھیں میچ گیا۔۔۔۔۔
عرش نے اسے خود میں بھیج لیا۔۔۔۔۔

Novelistan

وہ تم سے محبت کرتی ہے۔۔۔۔۔ ایسا ہو ہی نہیں سکتا کہ وہ تم سے زیادہ دیر ناراض
رہ سکے۔۔۔۔۔ عرش نے اسے تھم کر کہا۔۔۔۔۔

اس کی آنکھیں چھلک پڑی تھیں۔۔۔۔۔ ان لوگوں نے اسے جو ان مرد کو بچوں کی طرح روتے دیکھا تھا۔۔۔

وہ جزا پر نظریں جمائے کسی بچے کی طرح رو رہا تھا۔۔۔۔۔

----- آدم آگے بڑھا اور اسے اپنے سینے سے لگالیا

بھائی اسے کہیں لوٹ آئے میرے پاس میں نہیں جی پاؤں گا

اسے کہے ناراضگی چھوڑ دے۔۔۔۔ میں جھوٹ بولتا تھا کہ میں اس سے محبت
نہیں کرتا۔۔۔۔ لیکن میں مر رہا ہوں اسے ایسے دیکھ کر وہ کیسے میرے ساتھ
ایسا کر سکتی ہے وہ کیوں میرے سامنے آئی اس نے میرے حصے کی گولی کھائی ہے
بھائی اسے کہے مجھے معاف کر دے۔۔۔۔۔ وہ اس طرح رو رہا تھا۔۔۔۔۔ کہ
فرجاد جو اس سے نفرت کرتا تھا اس کی بھی آنکھیں نم ہوئی تھی۔۔۔۔۔

اپنی بیوی سے اتنی محبت کرنے والا شخص کیسے کسی کی بیٹی کے ساتھ ایسا وحشیانہ
سلوک کر سکتا ہے۔۔۔۔۔ وہ بس سوچ ہی سکا۔۔۔۔۔

آس پاس سے گزرتے لوگ اس وجہہ شخص کو روتے دیکھ حیرت زدہ
تھے۔۔۔۔۔

اچانک اندر موجود نرس بھاگتی ہوئی باہر آئی تھی۔۔۔۔۔ اور ڈاکٹر کو آواز لگا کر

۔۔۔۔۔ وہ دوبارہ اندر چلی گئی

وہاں سب پریشان ہو گئے تھے۔۔۔۔۔ ڈاکٹر کے ساتھ ہی سالار اور آدم

اندر چلے گئے تھے۔۔۔۔۔

وہاں سالار کا پورا وجود ہچکولے کھا رہا تھا۔۔۔۔۔ وہ اٹک اٹک کر سانس لینے کی
کوشش کر رہی تھی۔۔۔۔۔

Novelistan

پلیز آپ لوگ باہر جائیں پیشنٹ کی حالت کریٹیکل ہے۔۔۔۔۔

نرس نے آکر ان کو نکالنے کی کوشش کی۔۔۔۔۔

بھائی مجھے یہاں رہنے دیں پلیز۔۔۔۔۔ سالار نے گھبرا کر کہا تھا۔۔۔۔۔ جزا کی
حالت دیکھ اس کا دل بہت تیزی سے دھڑک رہا تھا۔۔۔۔۔

آپ۔ لوگ جائیں باہر یہاں نہیں رک سکتے۔۔۔۔۔ ڈاکٹر نے سختی سے کہہ کر
انکو باہر نکالا تھا۔۔۔۔۔

ان کے باہر نکلتے ہی فرجاد اور عرش پریشانی سے اس کی طرف آئے
تھے۔۔۔۔۔



جزا اٹھیک ہو جائے گی۔۔۔۔۔ تم بس دعا کرو۔۔۔۔۔ سالار نے چونک کر
اسے دیکھا تھا۔۔۔۔۔ ہاں بس دعا اللہ ہی تو اس کی دعا قبول کر سکتا
تھا۔۔۔۔۔

وہ بھاگتے ہوئے اسپتال میں موجود مسجد کی طرف بھاگا تھا۔۔۔۔۔ اور خاموشی
سے اللہ کی بارگاہ میں سر جھکا دیا۔۔۔۔۔

کہا تو بس اتنا۔۔۔۔۔ اسے مجھ سے مت چھین اللہ تو اسے لوٹا
دے۔۔۔۔۔ آنسو زار و قطار بہہ کر اس کی ہتھیلی پر گر رہے تھے۔۔۔۔۔




خانزادہ ہاؤس میں ماتم کا سماں تھا۔۔۔۔۔ کل تک جہاں سب چہچہاتے پھر رہے
تھے آج سبکی آنکھیں سو جھمی ہوئیں تھیں۔۔۔۔۔

آیت اپنے کمرے میں بکھرے بالوں کے ساتھ ابھی تک کل والے حلیے میں
بیٹھی تھی۔۔۔۔۔ روتے روتے اسکی آنکھیں سوجھ گئیں تھی۔۔۔۔۔

وہ کیسے ایک قاتل سے محبت کر سکتی تھی جو اپنے انتقام میں ایک معصوم لڑکی کو
نشانہ بنا گیا تھا۔۔۔۔۔

جزا اس کی بہن تھی بچپن سے جوانی تک انہوں نے ایک ساتھ وقت گزارا
تھا۔۔۔۔۔



آج اسی کی وجہ سے بالاج کو موقع ملا تھا جزا کو مار کے سالار سے بدلہ لینے
کا۔۔۔۔۔

آیت ایسے روتے نہیں ہے اٹھو دعا کرو۔۔۔۔۔ دعا سے تو تقدیر بھی بدل جاتی
ہے۔۔۔۔۔ دیکھنا جزا بھی ٹھیک ہو جائے گی۔۔۔۔۔

عقیدت اسے کل والی حالت میں دیکھ کر پریشان ہوئیں تھی۔۔۔۔۔ ایک
سادہ سا سوٹ نکال کر آیت کے ہاتھ میں تھا کر اسے واش روم بھیجا۔۔۔۔۔ وہ
بھی خاموشی سے واش روم چلی گئی۔۔۔۔۔

تھوڑی دیر بعد وہ شرمندہ سی باہر آ کر بیٹھ گئی۔۔۔۔۔

فروا بیگم ابھی تک اسپتال میں تھی۔۔۔۔۔ فریجہ اور سجدہ بیگم ان کے ساتھ ہی
۔۔۔۔۔ تھیں

گھر میں صرف شفا عقیدت اریب اور منت ہی موجود تھے۔۔۔



بالاج اماں جان سے مل کر فرجاد کے کمرے کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔۔۔۔ ہانیہ
اماں جان کے ساتھ ہی سوئی ہوئی تھی اس لئے اسے جگانا مناسب نہیں سمجھا

Novelistan

اسے کچھ ضروری ڈاکو منٹس چاہئے تھے۔۔۔ جس کے لئے اسے مجبوراً بنانا پڑا

فرجاد کے کمرے مٹ جانا پڑا۔۔۔۔۔ ویسے بھی

اس کے کمرے میں فائلز وغیرہ کا سیف الگ سے تھا۔۔۔۔۔

جس کا لاک صرف اسے اور فرجاد کو ہی پتہ تھا۔۔۔۔۔
وہ خاموشی سے اندر چلا گیا اور سیف میں سے اپنی مطلوبہ فائل نکال کر جیسے ہی
مڑنے لگا وہ ٹھٹک کر رکا۔۔۔۔۔

جس چیز پر اس کی نظر پڑی ایک دم وہ سناٹے میں آ گیا تھا۔۔۔۔۔

وہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا ایسا کچھ ہو گا۔۔۔۔۔
وہ ہمیشہ کیا سوچتا رہا۔۔۔۔۔ اور حقیقت کیا نکلی۔۔۔۔۔ اسے اپنے پیروں پر جمے
رہنا مشکل ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ اس نے سہارے کے لئے ٹیبل پر ہاتھ رکھا
تھا۔۔۔۔۔

آخر کار سب کی دعاؤں اور ڈاکٹروں کی محنت سے معجزاتی طور پر جزا کو ہوش آگیا
تھا۔۔۔۔۔ گھر میں ایک خوشی کی لہر دوڑ گئی تھی سب اللہ کے حضور شکرانے
کے نفل ادا کر کے آئے تھے۔۔۔۔۔

سب سے پہلے سجدہ بیگم اور فروا بیگم کے ساتھ آدم وارڈ میں داخل ہوا
تھا۔۔۔۔۔ وہ ہوش میں تو آچکی تھی مگر دوائیوں کے زیر اثر ابھی تک گنودگی
میں تھی۔۔۔۔۔

کچھ ہی گھنٹوں میں اس کا چہرہ زرد ہو گیا تھا۔۔۔۔۔



سب سے پہلے آدم نے آگے بڑھ کر جزا کے ماتھے پر لب رکھے۔۔۔۔۔ اس نے
دھیرے سے اپنی آنکھیں کھولیں۔۔۔۔۔ سجدہ بیگم اور فروا بیگم۔۔۔۔۔ منہ پر
ہاتھ رکھے بے آواز آنسو بہا رہی تھی۔۔۔۔۔

ام۔۔۔می۔۔۔اس نے ہاتھ اٹھانے کی کوشش کی مگر کمزوری کے باعث ایسا نا
کر سکی۔۔۔۔

وہودونوں بھاگتی ہوئی اس کے پاس آئیں تھیں۔۔۔۔میری بچی تم ٹھیک ہونا
درد تو نہیں ہو رہا۔۔۔۔فروا بیگم اس کر چہرہ چومتی پوچھنے لگی۔۔۔۔

م۔۔۔میں۔۔۔ٹھیک۔۔۔ہوں۔۔۔وہ اٹک اٹک اٹک کر جواب
دیتی۔۔۔دروازے کی طرف متلاشی نگاہوں سے دیکھنے لگی۔۔۔۔

س۔۔۔سال۔۔۔لار۔۔۔اس نے سوالیہ نظروں سے آدم کو دیکھا۔۔۔جونم
آنکھوں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

باہر ہی ہے آتا ہی ہو گا۔۔۔۔۔ آدم نے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔۔۔۔۔
امی آپ لوگ اب باہر چلیں اور رونا بند کر دیں دیکھیں بالکل ٹھیک ہے
جزا۔۔۔۔۔

آدم ان دونوں کو پچکارتا باہر لے آیا تھا کیونکہ وہ دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔ ان کے
رونے کی وجہ سے جزا پریشان ہو رہی تھی۔۔۔۔۔

باری باری سب جزا سے ملے تھے مگر وہ نہیں آیا جس کا وہ انتظار کر رہی
تھی۔۔۔۔۔ اتنی دھتکار کے بعد بھی نا جانے کیوں وہ اسی شخص کے انتظار میں
تھی۔۔۔۔۔

اسے اپنی بے ہوشی میں اس کی چیخیں رونا بولنا سب سنائی دیا تھا مگر وہ پگلی اب بھی
وہ سب اپنا خواب سمجھ رہا تھا۔۔۔۔۔

جیسے ہی گھر میں خبر پہنچی۔۔۔۔۔ سب احد کے ساتھ اسپتال آ گئیں تھیں۔۔۔۔۔

آئی ایم سوری۔۔۔۔۔ آیت نے جزاکا ہاتھ اپنی آنکھوں سے لگا کر روتے ہوئے
کہا۔۔۔۔۔

اس وقت صرف لڑکیاں ہی اس کے پاس تھی۔۔۔۔۔

جبکہ آدم چیخ کرنے گھر جا چکا تھا۔۔۔۔۔

تم۔۔۔۔۔ سوری۔۔۔۔۔ کیوں بول۔۔۔۔۔ رہی ہو۔۔۔۔۔ جزا نے حیرانگی سے

پوچھا۔۔۔۔۔ فری بھی حیران تھی۔۔۔۔۔

کیونکہ یہ سب میری وجہ سے ہوا۔۔۔۔۔ ناوہ بارات لے کر آتا
وہ بھائی سے بدلہ لینے کے لئے تم پر گولی چلاتا۔۔۔۔۔

وہ روتے ہوئے بولی۔۔۔۔۔ جزا نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔۔۔۔۔
کک۔۔۔۔۔ کس کی بات کر رہی ہو۔۔۔۔۔ درد کی وجہ سے اسے بولنے میں بھی
دشواری ہو رہی تھی۔۔۔۔۔

بالات شاہ۔۔۔۔۔ آیت نے دانت پیس کر اس کا نام لیا تھا۔۔۔۔۔
جزا نے بے ساختہ نفی میں سر ہلایا۔۔۔۔۔

اسے یاد آیا تھا جب بالاج شاہ اپنی فیملی اور رشتے داروں کے ساتھ بارات لے کر
آیا تھا۔۔۔۔۔ تب سب ہی ان کی طرف متوجہ تھے وہ بھی عقیدت کے پاس
سے اٹھ کر وہیں جا رہی تھی۔۔۔

مگر اس کی نظر ویٹر کے لباس میں ملبوس ارمان نیازی پر پڑی تھی جو چینجنگ
روم کے دروازے پر کھڑا ہاتھ میں ٹرے اٹھائے اس کے نیچے گن چھپائے
سالار شاہ کا نشانہ باندھے کھڑا تھا۔۔۔۔۔
وہ ارمان نیازی کا نام نہیں جانتی تھی مگر وہ اسے فاطمہ کے حادثے والی رات اس
فارم ہاؤس سے نکلتے دیکھ چکا تھا۔۔۔۔۔

اس نے تو سالار اور عرش کی باتیں سنی تھی جس میں وہ دونوں فاطمہ کے قاتل
کو مارنے کا زکر کر رہے تھے۔۔۔۔۔

پھر کیسے۔۔۔۔۔ وہ زندہ تھا۔۔۔۔۔

وہ زیادہ دیر سوچنا سکی یہ سوچ ہی اس کی جان نکال رہی تھی کہ وہ شخص سالار کو مارنے والا۔۔۔۔۔ وہ اپنی پوری قوت سے بھاگی تھی۔۔۔۔۔ اور سالار کو دھکا دیا

تھا۔۔۔۔۔

ایک دم کوئی گرم لوہے کی کوئی چیز پیٹ میں گھسی ہوئی محسوس ہوئی۔۔۔۔۔



اس کے بعد اس نے سالار کو خود کی طرف بھاگتے دیکھا تھا۔۔۔۔۔

اس کے بعد اسے کچھ بھی یاد نہیں

آپی۔۔۔۔۔ مجھے۔۔۔۔۔ بالاج۔۔۔۔۔ بھائی۔۔۔۔۔ نے نہیں مارا۔۔۔۔۔

اس نے فری کو دیکھ کر کہا۔۔۔۔۔ سب نے حیرانگی سے اس کی طرف دیکھا تھا

۔۔۔

مجھے پتہ ہے گولی انہوں نے نہیں چلائی مگر جس نے بھی چلائی ان کے کہنے پر
چلائی ہے کیونکہ سب نے دیکھا تھا حملہ تم پر نہیں سالار بھائی پر ہوا تھا اور ان کو
بچاتے ہوئے گولی تمہیں لگی۔۔۔۔۔ آیت اتنی بدگمان تھی کہ جزا کے
کہنے پر بھی وہ یہ بات ماننے کو تیار ہی نہیں تھی کہ بالاج بے قصور ہے۔۔۔۔۔

آپ لوگ یہ باتیں بعد میں کیجئے گا۔۔۔۔۔ ان کی طبیعت خراب ہو جائے
گی۔۔۔۔۔

شفائے جزا کی حالت دیکھ کر کہا۔۔۔۔۔ جو بہت تکلیف میں لگ رہی تھی۔۔۔۔۔

ابھی تو فری اور مردوں کے ہر کوئی اس بات سے انجان تھا کہ وہ ایکسپیکٹ
کر رہی تھی۔۔۔۔۔

ہاں آیت ابھی تم بھی پر سکون ہو جاؤ جزا تم بھی آرام کرو۔۔۔۔۔ ہم باہر جاتے
ہیں۔۔۔۔۔ عقیدت ان کو لے کر خود بھی باہر نکل گئی۔۔۔۔۔ مگر فری گہری
سوچ میں وہیں کھڑی تھی۔۔۔۔۔ کیونکہ آدم اسے صاف کہہ چکا تھا کہ اس
معاملے میں بالاج شاہ انولو نہیں اس کا مطلب نہیں تھا۔۔۔۔۔
پھر کیوں آیت اتنی شیور تھی اس بات پر کہ وہ سب۔ بالاج نے کروایا
آپی۔۔۔۔۔ مجھے۔۔۔ بالاج۔۔۔ بھائی۔۔۔ اور آدم بھائی سے بات کرنی ہے۔۔۔۔۔
۔۔۔۔۔ ان۔۔۔۔۔ کو بھیجیں

۔۔۔ ابھی تم آرام کرو جزا ہم یہ سب بعد میں

نہیں مج مجھے ابھی بات کرنی ہے۔۔۔۔ اس نے فری کی بات کاٹ کر کہا تو
۔۔۔۔ وہ فون کے کرباہر نکل گئی۔۔۔۔

یہی ایک موقع تھا وہ سالار پر لگے الزام کو غلط ثابت کر سکتی تھی۔۔۔۔
سالار کا خیال آتے ہی اس کی آنکھیں نم ہوئیں تھیں۔۔۔۔ وہ ایک بار بھی اسے
دیکھنے نہیں آیا تھا صبح سے سب آچکے تھے۔۔۔۔ مگر وہ دشمن جان پتہ نہیں
کہاں تھا۔۔۔۔
کیا اسے میری ذرا بھی فکر نہیں ہوئی۔۔۔۔ وہ دل میں ہی خود سے ہمکلام
تھی۔۔۔۔

عرش اور آدم ایک ساتھ داخل ہوئے تھے۔۔۔۔۔ وہ دونوں ہی اب کپڑے
بدل چکے تھے۔۔۔۔۔ جزائے ٹھیک ہو تم۔۔۔۔۔ آدم نے جزاکا ہاتھ تھام کر
پوچھا۔۔۔۔۔

بالاج بھائی۔۔۔۔۔ اس نے آدم سے بس اتنا پوچھا۔۔۔۔۔

وہ آرہا ہے۔۔۔۔۔ لیکن تم کیوں پریشان ہو۔۔۔۔۔ خود پر زیادہ بوجھ مت ڈالو
ہم ہیں نا تمہارے ساتھ۔۔۔۔۔
نہیں بھائی آپ ان کو ابھی بلائیں۔۔۔۔۔ مجھے ان کو کچھ بتانا ہے۔۔۔۔۔
وہ بضد تھی اس کو بتانے کے لئے۔۔۔۔۔

بالاج شاہ آدم خانزادہ کی کال پر اسپتال میں داخل ہوا تھا۔۔۔۔۔ سامنے سے
آتے فرجاد پر نظر پڑتے ہی چہرے کے تاثرات سخت ہو گئے
تھے۔۔۔۔۔ ماتھے پر بلوں کا اضافہ ہو گیا تھا۔۔۔۔۔

بھائی آپ یہاں میں بھی ابھی نکلنے ہی والا تھا کیونکہ اب سب ٹھیک ہے۔۔۔۔۔
بالاج شاہ کو دیکھتا وہ اس کے سامنے آکر رکھتا تھا۔۔۔۔۔
مگر اس کے چہرے کے تاثرات دیکھ کر وہ ایک پل کو ٹھٹکا تھا۔۔۔۔۔

بھائی۔۔۔۔۔

جسٹ شٹ اپ۔۔۔۔۔ اپنی زبان سے مجھے بھائی مت کہنا۔۔۔۔۔
تم سے تو میں گھر آ کر نمٹوں گا۔۔۔۔۔
بالاج سرد لہجے میں بولتا وارڈ کے اندر بڑھ گیا۔۔۔۔۔

آدم اور عرش جو آدم کے ہی انتظار میں تھے اس کے اندر آتے ہی آدم سائیڈ
پر رکھے صوفے پر بیٹھ گیا اور بالاج کو بھی اشارہ کیا بیٹھنے کا۔۔۔۔۔
جبکہ عرش اس کے بیڈ کے پاس رکھی چیئر پر بیٹھ چکا تھا۔۔۔۔۔

طبیعت ٹھیک ہے آپ کی۔۔۔۔۔ بالاج نے جزا کو دیکھ کر پوچھا کل رات ہی وہ
بہت بڑے حادثے سے گزری تھی۔۔۔۔۔ مگر اللہ نے معجزاتی طور پر اس کی
زندگی بچالی تھی۔۔۔۔۔

جی۔۔۔۔۔ میں ٹھیک۔۔۔۔۔ ہوں۔۔۔۔۔ مجھے آپ ک۔۔۔۔۔ کو کچھ۔۔۔۔۔ بتانا
ہے۔۔۔۔۔ اس نے اٹک اٹک کر اپنا جملہ۔۔۔۔۔ مکمل کیا۔۔۔۔۔

جی کہیے۔۔۔۔۔ بالاج نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا عرش اور آدم کا بھی
سارا دھیان اس پر تھا کہ وہ آخر کیا بات کرنا چاہتی ہے

ف۔ فاطمہ کا قاتل زندہ ہے۔۔۔۔۔ اپنی بات مکمل کر کے اس نے سب کے
تاثرات دیکھنے کی کوشش کی مگر سب کے چہرے پر مختلف تاثرات

تھے۔۔۔۔۔ عرش حیران تھا جزا کے الفاظ پر۔۔۔۔۔ زندہ تھے کا کیا مطلب
تھا کیا وہ جانتی تھی کہ انہوں نے غلطی سے کسی اور کو مار دیا تھا۔۔۔۔۔

اور آدم یہ سوچ رہا تھا کہ کیا وہ قاتل کو جانتی ہے۔۔۔۔۔

جبکہ بالاج ان سب میں بالکل نارمل تاثرات لئے بیٹھا تھا جبکہ دل وہ دماغ پر
عجیب ٹھیس سی اٹھی تھی یہ سوچ کر کہ وہ اپنی محبت میں گم ہو کر اپنی بہن کے
قاتل کو سزا دینے میں دیر کر گیا تھا

لیکن بہت جلد وہ سالار کو اس کے کئے کی سزا دے کر ہے گا۔۔۔۔۔

کیا مطلب ہے جزا تمہاری اس بات کا کیا تم جانتی ہو قاتل کون ہے۔۔۔۔۔
آدم کھڑے ہو کر اسے سوالیہ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔

کیونکہ وہ تینوں ہی جانتے تھے جزا پر گولی ارمان نیازی نے چلائی
تھی۔۔۔۔۔۔ تو کیا فاطمہ کو مارنے والا بھی ارمان نیازی ہی تھا۔۔۔۔۔ مگر
کیوں اس کی بھلا کیا دشمنی ہو سکتی تھی فاطمہ سے۔۔۔۔۔

یہ سوچنے والے صرف آدم اور عرش ہی تھے جبکہ آدم پر سوچ نظروں سے
انہیں ہی دیکھ رہا تھا

کیا تم نے گولی چلانے والے کی شکل دیکھی۔۔۔۔

----- آدم اٹھ کے اس کے پاس بیٹھتا ہے تاہی سے پوچھنے لگا

جزانے اثبات میں سر ہلایا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کون تھا وہ تم اسے جانتی

ہو۔۔۔۔۔ عرش نے بھی پریشانی سے ہو چھا۔۔۔۔۔

نہیں۔۔۔ میں۔۔۔ اسے نہیں جانتی۔۔۔ مگر۔۔۔ میں۔۔۔ نے

۔۔۔ اسے اس رات فارم ہاؤس سے نکلتے دیکھا تھا۔۔۔۔۔ پھر وہ انہیں سب بتا

نے لگی۔۔۔۔۔

انف از انف بہت ہوا۔۔۔۔۔ آپ اپنے شوہر کو بچانے کے لئے کہانی بنانا بند

کریں وہ ناجیاتے ہوئے بھی جزا سے انتہائی غصے سے بولا تھا۔۔۔۔۔

---- آدم اور عرش نے ناگواری سے بالاج شہاہ کا انداز دیکھا تھا

میں سچ

مجھے نہیں سننا بالاج شہاء جزا کی بات کاٹا وہاں سے نکلنے لگا۔۔۔۔۔

میرے۔۔۔ پاس۔۔۔ ثبوت ہے اسے۔۔۔ دیکھنے کے۔۔۔ بعد آپ کو

میری بات کا یقین ہو جائے گا۔۔۔۔۔

اس کے یقین سے کہنے پر بالاج شاہ کے قدم رکے تھے۔۔۔۔۔ مگر وہ

بنائے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔۔۔۔۔

کیا ثبوت ہے تمہارے پاس۔۔۔ اس کے جاتے ہی آدم نے محبت سے اس کا
 چہرہ تھاما تھا۔۔۔۔

اس اس دن میں نے اس آدمی۔۔۔ کی ویڈیو۔۔۔ بنائی تھی۔۔۔ مگر

۔۔۔۔۔ میں ڈر گئی تھی۔۔۔۔۔ اس لئے۔۔۔۔۔ میں نے کسی کو نہیں بتایا۔۔۔۔۔

بعد میں۔۔۔۔ جب میں بتانے والی۔۔۔ تھی تب میں نے عرش بھائی اور
سالار۔۔۔۔ کی باتیں سنی کہ وہ فاطمہ۔۔۔ کے قاتل کو سزا دے۔۔۔ چکے ہیں

اس لئے میں چپ ہو گئی۔۔۔ وہ بولتے ہوئے ہانپنے لگی تھی۔۔۔۔
شششش بس ریلکس۔۔۔ مجھے بتاؤ وہ فون کہاں ہے۔۔۔۔ آدم نے اسے پر
سکون کر کے پوچھا تھا۔۔۔
میرے۔۔۔ کبرڈ۔۔۔ کے۔۔۔ لا کر۔۔۔ میں پڑا ہے۔۔۔ اس نے اٹکتے
ہوئے جواب دیا۔۔۔۔۔

او کے تم ریلکس ہو جاؤ۔۔۔۔ ہم کر لیں گے اب سب ٹھیک ہو جائے
۔۔۔۔۔ گا۔۔۔۔۔ آدم اسے آرام کرنے کا کہتا باہر نکل آیا تھا

عرش بھی اس کے پیچھے تھا۔۔۔۔۔ بھائی کون ہے یہ ارمان نیازی۔۔۔۔۔
عرش نے نا سمجھی سے پوچھا۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ کیونکہ آج سے پہلے ایسا کوئی نام ان کی زندگی میں نہیں آیا تھا

۔۔۔۔۔ تم دونوں نے کس کو سزا دی ہے۔۔۔۔۔ آدم نے سنجیدگی سے پوچھا

پہلے تو وہ گڑ بڑایا۔۔۔۔۔ پھر سر جھکائے اسے سب بتاتا چلا گیا۔۔۔۔۔

بہت بڑے ہو گئے ہو تم لوگ اپنی من مانی کر رہے ہو۔۔۔۔۔

بہت اچھے پھر ہماری ضرورت ہی کیا ہے تم لوگوں کو۔۔۔۔۔ آدم ناگواری سے

کہتا۔۔۔۔۔ وہاں سے نکل گیا۔۔۔۔۔

پیچھے وہ شرمندہ سا واپس وارڈ میں چلا گیا۔۔۔۔۔



وہ سیدھا جزا کے پرانے کمرے میں آیا تھا وہاں آکر اس نے لا کر کھولنے کی
کوشش کی مگر اس میں لا لگا ہوا تھا۔۔۔۔۔

اس نے پہلے جزا کا ڈیٹ آف برتھ پر لیس کیا مگر نہیں کھلا۔۔۔ اس کے بعد اس
نے ایک دو اور کوڈ لگانے کی۔ کوشش کی مگر پھر بھی نہیں کھلا اس نے کچھ سوچ
کر سالار کی ڈیٹ آف برتھ لگایا۔۔۔ تو ملک کی آواز کے ساتھ کھل
گیا۔۔۔۔۔

اس نے گہری سانس خارج کی اور فون لا کر میں سے نکالا۔۔۔۔۔

اور اپنے کمرے میں آگیا۔۔۔۔۔ رات کے دس بج رہے تھے۔۔۔۔۔
شفا اور منت گہری نیند میں تھیں شاید کل پوری رات جاگنے کی وجہ سے وہ
دونوں جلدی سو گئیں تھی۔۔۔۔۔

اسپتال میں فری اور عرش رکے ہوئے تھے باقی کو اس نے زبردستی گھر بھیج دیا
تھا۔۔۔۔۔

وہ قدم قدم چلتا ان کے پاس آکر بیٹھا۔۔۔۔۔ اور جھک کر ان دونوں کے
ماتھے ہر بوسہ دیا۔۔۔ شفا سے اللہ کا انعام لگی۔۔۔ ضرور اس نے کچھ بہت
اچھا کیا تھا جس کے بدلے اللہ نے اسے شفا جیسی پاک اور نرم دل لڑکی سے
نوازا۔۔۔۔۔

وہ تھوڑی دیر بیڈ سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا اور۔۔۔۔۔ جزا کا فون آن کر کے اس میں
بھی سالار کی ڈیٹ آف برتھ کا کوڈ لگایا اور گیلری چیک کرنے لگا جو کہ خالی
تھا۔۔۔۔۔

کچھ سوچ کر اس نے گوگل فوٹوز آن کیا اور اس میں موجود پیکچرز دیکھنے لگا
۔۔۔۔۔ کمر کے نام سے ایک فائل تھی جسے آن کرنے پر دو تین تصویریں اور
ایک ویڈیو تھی۔۔۔۔۔

پیکچرز بیک سائیڈ سے لی گئی تھی۔۔۔۔۔ اور بکر ہونے کی وجہ سے اتنا صاف پتہ
نہیں چل رہا تھا شاید کانپتے ہاتھوں سے بنائی گئی تھی پیکچرز۔۔۔۔۔

ویڈیو میں ارمان نیازی اس فارم ہاؤس نکلتے ہوئے صاف دکھائی دے رہا تھا اور
--- گاڑی میں سے نکلنے والا سمیر ملک بھی نکل کے تالا اٹھاتے ہوئے نظر آیا

وہ جو پورے دو سال سے یہ معمہ حل نہیں کر پایا تھا ایک دم ایک گہری
سائنس ہوا میں خارج کی ایسا لگا ایک بہت بڑا بوجھ ختم ہو گیا ہو۔۔۔۔۔

لیکن ان سب کے پیچھے کی وجہ سے وہ لوگ ابھی بھی انجان تھے۔۔۔۔۔
آدم سب سے پہلے اٹھ کر اپنی بیوی اور بیٹی پر نظر ڈالتا کمرے سے نکلا پھر فروا
بیگم سے مل کر پولیس اسٹیشن رونہ ہوا تھا۔۔۔۔۔

سراسر عورت نے جینا حرام کر رکھا ہے۔۔۔۔۔ کافی بے ہودہ گالیاں بک رہی
ہے۔۔۔۔۔

اور جب سے اسے پتہ چلا ہے اس کی پیشہ ہے کل یہ صرف ایک آخری بار اپنی
بٹی سے ملنے کی ضد کر رہی۔۔۔۔۔

اس کے آتے ہی الطاف نے اسے تار ملک کی حرکتوں سے آگاہ کیا۔۔۔۔۔

کرنے دو اسے جو کرنا ہے بس پوری نگرانی رکھنا اس پر کسی کو اس کی یہاں
۔۔۔۔۔ موجودگی کا پتہ نہیں چلنا چاہیے

الطاف نے سنجیدگی سے جواب دیا اور مزید کچھ کیس کی فائل چیک کرنے لگا

۔۔۔۔۔

الطاف مجھے ارمان نیازی کی بچپن سے اب تک کی ساری ڈیٹیلز چاہیے وہ کہاں
پیدا ہوا اس کی فیملی میں کون کون ہے سب۔۔۔۔۔ اور یہ بھی پتہ
لگاؤ۔۔۔۔۔ سالار فاطمہ شاہ کے ساتھ اس کا کیا کنکشن ہے۔۔۔۔۔ آدم نے
۔۔۔۔۔ سنجیدگی سے کہا تو وہ سر ہلا گیا



وہ جب سے اسپتال سے آیا تھا۔۔۔۔۔ چھت پر بیٹھا سگریٹ پر سگریٹ پھونک
رہا تھا۔۔۔۔۔ ہاتھ میں اس کی فیملی پکچر تھی۔۔۔۔۔

اور ایک ڈائری تھی۔۔۔۔۔

آنکھیں ضبط سے شدید سرخ ہو رہی تھی۔۔۔۔۔ زندگی مزید اسے کیا کیا
دکھانے والی تھی وہ سمجھ نہیں پایا۔۔۔۔۔

وہ کیسے اب تک فرجاد کو سمجھ نہیں پایا۔۔۔۔۔ وہ اتنے سالوں سے اس کے ساتھ
تھا مگر ساتھ ہو کر بھی وہ اسے سمجھ کیسے نہیں پایا۔۔۔۔۔

بیت ساری ایک ساتھ اس کے دماغ میں گڈمڈ ہو رہی تھی۔۔۔ آیت کے
زہریلے الفاظ۔۔۔۔۔ جزا کی باتیں۔۔۔۔۔ فاطمہ کا سالار کی تعریف
کرنا۔۔۔۔۔

اماں جان کے الفاظ۔۔۔۔۔ ایک باغی آنسو اس کی آنکھ سے نکل کر گال پر بہہ
گیا۔۔۔۔۔

بھائی۔۔۔۔ فرجاد نے اسے پیچھے سے پکارا۔۔۔۔ مگر وہ ٹھس سے مس نہیں
ہوا۔۔۔۔

وہ آگے بڑھا اور بالاج کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔۔۔۔

بالاج نے اٹھ کر اس کے گال پر اپنے بھاری ہاتھ کا جتنا تیز ہو سکتا تھا تھپڑ دے
مارا۔۔۔۔۔

Novelistan

فرجاد حیرانی سے اپنے منہ پر ہاتھ رکھے بے یقینی سے اسے دیکھنے لگا۔۔۔۔
آج تک اس نے کبھی فرجاد سے سختی سے بھی بات نہیں کی تھی تو آج کیسے وہ
اس پر ہاتھ اٹھا گیا۔۔۔۔۔

دونوں کی عمروں میں تین چار سال سے زیادہ کا فرق نہیں تھا۔۔۔۔۔

مگر بالاج نے اسے ہمیشہ عزت اور محبت دی تھی۔۔۔۔

بھائی۔۔۔۔

بالاج نے ایک اور تھپڑ مارا تھا اس کے گال پر۔۔۔۔



اسے جب سے جزا کے ٹھیک ہونے کا پتہ چلا تھا وہ اللہ کا شکر آدا کرتے ہوئے
بہت رویا تھا۔۔۔۔ مگر اس میں ہمت نہیں تھی اس کے جاگتے ہوئے اس کا سامنا
کر سکے۔۔۔۔ اس لئے وہ رات گئے اس کے سونے کا یقین کرتے کمرے میں
داخل ہوا تھا۔۔۔۔

فری کمرے میں رکھے صوفے پر سوئی ہوئی تھی۔۔۔ جبکہ عرش کرسی پر بیٹھا
چائے پیتے ہوئے موبائل یوزر کر رہا تھا اس کو آتا دیکھ کر اٹھا اس کے کندھے پر
ہاتھ رکھتا باہر نکل گیا۔۔۔۔۔

وہ دونوں بن کہے بھی ایک دوسرے کی بات سمجھ جاتے تھے۔۔۔۔۔

وہ جا کر کرسی جزا کے بیڈ کے ساتھ رکھتا اس میں بیٹھ گیا۔۔۔۔۔

Novelistan

اور کسی پیاسے کی طرح اس کے چہرے کا طواف کرنے لگا۔۔۔ کل اسی ٹائم
اس کو گولی لگی تھی۔۔۔ اور ایک دن میں ہی جزا کا چہرہ مر جھا گیا تھا۔۔۔۔۔

وہ جھک کر اس کے ماتھے کو چھو کر دور ہوا۔۔۔۔۔

آدم اور سالار اس وقت ڈاکٹر کے روم میں موجود تھے۔۔۔۔ ڈاکٹر نے کوئی
ضروری بات کرنے کے لیے انہیں اپنے روم میں بلایا تھا۔۔۔۔ فری بھی وہاں
موجود تھی۔۔۔۔

ڈاکٹر کی نظریں اپنے ہاتھ میں موجود رپورٹ پر تھیں۔۔۔ انکے چہرے پر
سنجیدگی دیکھ سالار کا دل بہت بری طرح دھڑک رہا تھا۔۔۔۔

مسٹر سالار۔۔۔۔ یہ آپ کی وائف کی رپورٹ ہے۔۔۔۔

چونکہ ان کی جان بچنا ہی ایک معجزہ تھا ہمارے لیے۔۔۔۔ ایسا بہت کم کیس
میں ہوتا ہے کہ گولی جسم کے آر پار ہونے کے بعد کوئی زندہ بچ

جائے۔۔۔۔ لیکن اللہ کو ان کی زندگی منظور تھی تو اللہ نے انہیں مزید مہلت
دے دی۔۔۔۔

لیکن ایک بری خبر ہے میرے پاس۔۔۔۔۔ ڈاکٹر کی بات پر تینوں کے چہرے
پر سایہ سالہرا یا تھا۔۔۔۔۔

آپ کی بیوی اب کبھی ماں نہیں بن سکتی۔۔۔۔۔ ان کا جس طرح سے مسکیرج
ہوا جس جگہ ان کو گولی لگی۔۔۔۔۔ یہ اللہ کا بہت بڑا کرم ہے کہ وہ آپ لوگوں
کے پیچ سانس لے رہی

ڈاکٹر کی بات پر آدم اور سالار دونوں کے ہی چہرے دھواں دھواں ہوئے
تھے۔۔۔۔۔

ایک دم سالار کو وہاں آکسیجن کی۔ کمی محسوس ہوئی۔۔۔۔۔ وہ بنا کچھ کہے وہاں
سے نکل کر باہر آگیا۔۔۔۔۔

اس کا کوئی حل نہیں۔۔۔ کوئی تو علاج ہو گا۔۔۔۔۔ آدم نے ڈکٹر سے سنجیدگی سے
پوچھا۔۔۔۔۔ وہ جانتا تھا اس کی بہن بچوں کی دیوانی ہے۔۔۔۔۔ منت کو بھی سارا
دن اپنے ساتھ رکھنے کی کوشش کرتی ہے۔۔۔۔۔
تو کیسے اس کی اجھڑی گود وہ دیکھ پاتے۔۔۔۔۔

نہیں مسٹر آدم اس کا کوئی علاج نہیں۔۔۔۔۔ باقی ڈاکٹر فریحہ ایک بہترین ڈاکٹر
۔۔۔۔۔ ہیں وہ آپ کو بہتر طریقے سے گائیڈ کر سکتی ہیں
ڈاکٹر اپنی پیشہ ورانہ انداز میں کہہ کر وہاں سے اٹھ گئی۔۔۔۔۔
آدم اور فری جب وہاں سے باہر نکلے تو سالار کو دونوں ہاتھوں سے اپنا سر تھامے
بیٹھے پایا۔۔۔۔۔

سالار۔۔۔۔۔ آدم کی بھاری گھمبیر آواز پر سالار نے سراٹھایا۔۔۔۔۔
جی بھائی۔۔۔۔۔ ضبط سے اس کی آنکھیں شدید سرخ ہو رہی تھی۔۔۔۔۔

اس کا درد میں کمی محسوس ہوئی تھی۔۔۔۔

بسی سے کہا۔۔۔۔۔

کہیں نہیں جائے گی کیونکہ آگاہی زیادہ تکلیف دہ ہوتا ہے۔۔۔۔۔

فری کی بات پر آدم نے بھی اثبات میں سر ہلایا۔۔۔۔۔

بھائی میں بالاج اور اپنا مسئلہ آج ہی ختم کرنا چاہتا ہوں۔۔۔۔

پھر اس کے بعد جو بھی ہو مجھے پرواہ نہیں لیکن میں صرف اس وجہ سے روز روز
آیت کو اذیت میں نہیں دیکھ سکتا۔۔۔۔۔ سالار نے آدم کو دیکھ کر سنجیدگی
سے اپنا فیصلہ سنایا۔۔۔۔۔ وہ کل رات کی اپنی بہن کی حالت بھولا نہیں تھا۔۔۔۔۔
ڈونٹ وری آج یہ مسئلہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گا۔۔۔۔۔ تیار رہنا
رات میں تمہیں چلنا ہے میرے ساتھ۔۔۔۔۔ آدم کے چہرے پر اب اطمینان
تھا۔۔۔۔۔

عرش جزا کی طبیعت کی وجہ سے گھر نہیں آ پایا تھا۔۔۔۔۔ آج بھی پورے دو دن
بعد اس نے گھر میں قدم رکھا۔۔۔۔۔ تو رات کے اس پہر بالکل خاموشی
تھی۔۔۔۔۔

اسے فریش ہو کر واپس جانا تھا آدم کا کہنا تھا۔۔۔۔۔ آج اس مسئلے کو جڑ سے ختم
کرنا ہے اور ان تینوں کا ساتھ ہونا ضروری ہے۔۔۔۔۔

کمرے میں داخل ہوتے ہی اس کی پہلی نظر اپنی بیوی پر پڑی دیوار کا سہارا لئے
واش روم سے نکل رہی تھی۔۔۔۔۔

وہ پریشانی سے اس کی طرف بڑھا اور اسے بازوؤں میں اٹھا کر بیڈ پر بٹھایا۔۔۔۔۔

عقیدت نے نظریں اٹھا کر عرش خانزادہ کو دیکھا۔۔۔۔۔ جو آنکھوں میں فکر

مندی لئے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔

کیا ہوا میراجان طبیعت ٹھیک ہے تمہاری۔۔۔۔۔ عرش نے اس کے سرخ چہرہ

۔۔۔۔۔ تھتھپا کر پوچھا

میں ٹھیک ہوں بس میں جو بھی کھاتی ہوں وہ میٹنگ ہو جاتی

ہے۔۔۔۔۔ عقیدت نے عرش کے سینے میں سر چھپاتے کہا۔۔۔۔۔

چلو ڈاکٹر کے پاس چلتے ہیں۔۔۔ عرش اسے تھامتا ٹھننے لگا مگر عقیدت نے اس کی
شرٹ تھام کر اسے روک لیا۔۔۔۔۔

مجھے نہیں جانا۔۔۔۔۔ وہ کڑوی گولیاں دیں گے مجھے نہیں

کھانی۔۔۔۔۔ عقیدت نے منہ بناتے کہا تو عرش کے چہرے ہر مسکراہٹ بکھر
گئی۔۔۔۔۔

میری جان ایسے تو پھر تمہاری طبیعت خراب ہو جائے گی جب کچھ کھا نہیں پاؤ
گی۔۔۔۔۔ اور مجھے میری بیٹی بالکل صحت مند اور گولو مولوں سی چاہیے
۔۔۔۔۔ تمہاری طرح سو کھا کا نسا نہیں۔۔۔۔۔ عرش نے اسے چڑانے کے
لئے جان بوجھ کر اس کی صحت پر چوٹ کی۔۔۔۔۔

عقیدت جھٹکے سے اس سے دور ہوئی۔۔۔۔۔

کیا کہا۔۔۔۔۔ اس نے خونخوار نظروں سے عرش کو دیکھ کر کہا۔۔۔۔۔

کیا کہا میں نے۔۔۔۔۔ عرش نے انجان بنتے پوچھا۔۔۔۔۔

مجھے کیا بولا آپ نے۔۔۔۔۔

یہی کہ مجھے میری بیٹی گولو مولوں سی چاہیے۔۔۔۔۔ عرش نے سنجیدگی سے

جواب دیا۔۔۔۔۔

نہیں آپ نے مجھے سوکھا کاٹا کہا۔۔۔۔۔ عقیدت نے خونخوار نظروں سے اسے

گھورنے لگی۔۔۔۔۔

ہاں وہ تو تم ہو۔۔۔۔۔۔۔ عرش نے اس کا غصے سے پھولا ہوا چہرہ دیکھ مسکراہٹ

ظبط کرتے کہا۔۔۔۔۔

میں سوکھا کاٹا نہیں اسمارٹ ہوں۔۔۔۔۔ لیکن آپ موٹے انکل

ہو۔۔۔۔۔ بلڈوزر کہیں کے۔۔۔۔۔ وہ بھی عقیدت تھی بنا جواب دیئے بھلا

۔۔۔۔۔ کیسے سکون ملتا

کیا کہا میں موٹا بلڈوزر ہوں بتاتا ہوں تمہیں۔۔۔۔۔ ابھی وہ اسے پکڑ کر ہونٹوں
پر جھک گیا تھا۔۔۔۔۔

عقیدت نے اس کے سینے پر مکے برسائے۔۔۔۔۔ مگر وہ بھی عرش خانزادہ
تھا کیسے اپنا فائدہ چھوڑ دیتا۔۔۔۔۔

وہ اپنا مقصد پورا کر کے جیسے ہٹا عقیدت بیڈ سے اتر کر دور کھڑی ہو گئی تھی اور
۔۔۔۔۔ چہرہ شرم سے خطرناک حد تک لال ہو گیا تھا

عرش جو اتنے دن کی بے سکونی اور تھکاوٹ کی وجہ سے آج سکون حاصل کرنا
چاہتا تھا اس کے دور جانے پر چہرے پر ناگواری اتری۔۔۔۔۔

ادھر آؤ۔۔۔۔۔ اس نے خمار آلود نگاہوں سے اسے سر تا پاؤں دیکھ کر اپنی
طرف آنے کا اشارہ کیا۔۔۔۔۔

عقیدت تو بہت بری پھنسی تھی کاش وہ عرش کے آنے سے پہلے سو
جاتی۔۔۔۔۔ کیونکہ شرم کے مارے اس سے اپنی گردن نہیں اٹھائی جا رہی
تھی۔۔۔۔۔

یار کیوں تنگ کر رہی ہو ادھر آؤ۔۔۔۔۔ عرش اسے گھورتا ہوا بولا۔۔۔۔۔ جو
شرم سے دیوار سے چپک گئی تھی۔۔۔۔۔

اسے اپنی جگہ سے ناہلتے دیکھ عرش نے اس کی طرف قدم
بڑھائے۔۔۔۔۔ مگر اس کو آتا دیکھ عقیدت بھاگ کر دوسری طرف ہو گئی
تھی۔۔۔۔۔

اس کی حرکتیں دیکھ عرش کے ماتھے پر بل پڑے۔۔۔۔۔ وہ اس وقت صرف
سکون چاہتا تھا کیونکہ دو گھنٹے میں واپس جانا تھا۔۔۔۔۔

عقیدت تنگ مت کرو میری جان میرے پاس آؤ۔۔۔۔۔ وہ اسے پیار سے
پچھارتے کہنے لگا۔۔۔۔۔

مگر وہ تھی کہ اس کی قدموں پر نظریں جمائے اس سے دور ہوتی جا رہی
تھی۔۔۔۔۔

عرش مزید اس کے یہ نخرے برداشت کرنے کے موڈ میں نہ تھا اس لئے ایک
جھٹکے سے اس تک پہنچتا اسے بازوؤں میں اٹھا کر بیڈ پر پھٹکا تھا۔۔۔۔۔

عقیدت اس اچانک افتاد پر ہکا بکا سی اسے دیکھتی رہ گئی۔۔۔۔۔ عرش مزید اسے
کوئی موقع دیئے بغیر اس کے ہونٹوں پر جھک کر اس کو آنکھیں میچنے پر مجبور کر
گئی۔۔۔۔۔

اس کے لمس میں اچانک سختی آگئی تھی۔۔۔۔۔ عقیدت کو اپنے دور جانے پر
پچھتاوا ہوا۔۔۔۔۔

وہ اس کے ہونٹوں سے گردن تک کا صفر بہت جلدی طے کر رہا تھا۔۔۔۔۔

عرش نے اس کے بالوں کو مٹھی میں جھکڑ کر اس کا چہرہ اوپر کیا اور اس کی گردن پر جگہ جگہ اپنا لمس چھوڑنے لگا۔۔۔۔۔

ع۔۔۔۔۔ رش۔۔۔۔۔ عقیدت نے کپکپاتے ہونٹوں سے اسے پکارا۔۔۔۔۔

مگر عرش بس اسے محسوس کرنا چاہتا تھا اس لئے اس کی پکار کو ان سنا کیا۔۔۔۔۔
عرش کے لبوں کے ساتھ ساتھ اس کے ہاتھ بھی بہت بے باکی سے عقیدت کے جسم کو محسوس کر رہے تھے۔۔۔۔۔

بہت بے تاب رہا ہوں تمہیں محسوس کرنے کو۔۔۔۔۔ اب مجھے سکون

دو۔۔۔۔۔ اس کی مزاحمت دیکھ عرش نے اس کے دونوں ہاتھوں کو قید کیا

تھا۔۔۔۔۔

آج تمہارے وجود کو میں اپنے خوشبو سے مہکنا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔ وہ خمار ی میں
بولتا اس کے کان میں سرگوشی کر گیا۔۔۔۔۔

اس کے ہونٹوں کا لمس اپنے کان کی لو میں محسوس کرتی
وہ خود میں سمٹ گئی تھی۔۔۔۔۔

اس کی بے تابی دیکھ عقیدت بھی خود کو اس کے سپرد کر گئی۔۔۔۔۔
وہ لائٹ آف کرتا خود پر اور عقیدت پر کفر ٹرڈالتا۔۔۔۔۔ اسے خود میں سمیٹتا
چلا گیا۔۔۔۔۔

اس کا محبت بھرا لمس محسوس کر کے عقیدت کو اپنی قسمت پر رشک ہوا
تھا۔۔۔۔۔

وقت کے ساتھ ساتھ وہ پور پور اس کی محبت میں ڈوبتی جا رہی تھی۔۔۔۔۔



بالاج شاہ اپنے انڈر کنسٹرکشن فیکٹری میں گاڑی کے بونٹ پر بیٹھا آدم خانزادہ کا انتظار کر رہا تھا تھوڑی دیر میں فرجاد بھی ارمان نیازی کو لے کر آنے والا تھا۔۔۔۔۔

وہ آدم خانزادہ کا مجرم اس کے حوالے کرنے کے بعد اپنی بہن کے مجرم کو اس کے انجام تک پہنچانے والا تھا جس کے لئے اس نے کل کا دن ڈیسا ٹیڈ کیا تھا۔۔۔۔۔

اس وقت وہ رات کے اندھیرے میں خود بھی اندھیری رات کا حصہ لگ رہا تھا جو سگریٹ ہاتھ میں لئے گہری سوچ میں تھا۔۔۔۔۔

جب سے آیت نے بھرے مجمعے میں اس پر الزام لگایا تھا وہی جانتا تھا کیسے خود پر ضبط کر رہا ہے۔۔۔۔۔

سالار خانزادہ جو اس کا بھائی تھا اس کے خلاف ثبوت دیکھنے کے بعد بھی وہ اپنے
بھائی کو مجرم ماننے کو تیار نہیں تھی۔۔۔۔۔ جبکہ وہ ایک سیکنڈ میں ایک شک کی
بنیاد پر اس کی محبت اس کے منہ پر مار چکی تھی۔۔۔۔۔

اتنے میں دو گاڑیاں ایک ساتھ آکر رکی تھی۔۔۔۔۔ ایک میں سے آدم
خانزادہ کے ساتھ سالار اور عرش کو اترتے دیکھ اس کی آنکھوں میں خون اتر ا
تھا۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ دوسری گاڑی میں فرجاد تھا۔۔۔۔۔ مگر وہ گاڑی سے اتر نہیں
سالار کی جب بالاج شاہ پر نظر پڑی اس کو اپنے جسم میں شرارے سے دوڑتے
۔۔۔۔۔ محسوس ہوئے

اسے آیت کی کل رات کی حالت یاد آئی۔۔۔۔۔۔۔ خود پر ضبط کھوتے وہ اس پر
جھپٹ پڑا۔۔۔۔۔۔۔ بالاج شاہ نے بھی پھر کچھ نہیں دیکھا

دونوں ایک دوسرے کے ساتھ گتھم گتھا ہو چکے تھے۔۔۔۔۔ ان کو اس طرح

۔۔۔۔۔ لڑتے دیکھ کر فرجاد بھی گاڑی سے نکل آیا

عرش اور وہ دونوں ان کو چھڑانے آگے بڑھنے لگے مگر آدم کے اشارے پر
رک گئے۔۔۔۔۔

لڑنے دو ایک دوسرے کے اندر جو ایک دوسرے کے لیے بھڑاس ہے اسے
نکال دینے دو تاکہ۔۔۔۔۔ ایک ہی بار میں سب ختم ہو جائے۔۔۔۔۔

اچانک فرجاد کو اپنے کان کے پاس کچھ ٹھنڈا سا محسوس ہوا۔۔۔۔۔ عرش اور
آدم کا دھیان ان دونوں پر تھا۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ فرجاد نے مڑنے کی کوشش کی

خبردار اپنی جگہ سے مت ہلنا۔۔۔۔۔ ارمان نیازی بلند آواز میں چیخا تھا۔۔۔۔۔

سالار وربالاج نے ایک دم ایک دوسرے کو چھوڑ کر اس کی طرف دیکھا تھا

آدم و رعرش کا بھی یہی حال تھا۔۔۔۔۔

ارمان نیازی کو فرجاد پر گن تھانے دیکھ کر بالاج شاہ کی آنکھوں میں خون اتر ا

تھا۔۔۔۔۔۔۔

میرے بھائی پر سے گن ہٹاؤ۔۔۔۔۔ وہ سرد مہری سے بولا۔۔۔۔۔

اس کی بات پر ارمان نیازی مسکرایا تھا۔۔۔۔۔ میرا پہلا شکار تو یہی
ہو گا۔۔۔۔۔ انا مجھے اس حال میں پہنچانے والا تو یہی ہے پھر اس کو کیسے چھوڑ سکتا

ہوں میں۔۔۔۔۔ وہ چبا چبا کر بولا۔۔۔۔۔

آدم نے نفرت سے اسے دیکھا۔۔۔۔ جبکہ عرش اور سالار ابھی تک حیرت زدہ
سے ارمان نیازی کو دیکھ رہے تھے۔۔۔۔ کیونکہ وہ ان کے یونیورسٹی میں
دوسرے ڈیپارٹمنٹ کا تھا۔۔۔۔۔

بھلا اس کا سالار اور جزا سے کیا دشمنی۔۔۔۔ وہ بچارے ابھی فاطمہ کی کہانی سے
انجان تھے۔۔۔۔۔

گن پوائنٹ پر کھڑے ہونے کے باوجود فرجاد کے چہرے پر کسی قسم کا خوف
نہیں تھا۔۔۔۔۔

بالاج نے ضبط سے ارمان نیازی کی حرکت برداشت کی۔۔۔ زندگی چاہتے ہو تو
گن ہٹاؤ ورنہ ایسی موت دوں گا تمہاری سات نسلیں یاد رکھیں گی۔۔۔۔۔ بالاج
نے انتہائی سنجیدگی سے اسے وارن کیا تھا۔۔۔۔۔

ان کو مصروف دیکھ کر آدم خانزادہ نے نظر بچا کر اپنی گن پر گرفت مضبوط
کی۔۔۔۔

ارمان کی بات پر ارمان نیازی غصے میں آکر ٹریگر دبانے ہی والا تھا کہ ایک دم
ٹانگ پر لگنے والی گولی سے لڑکھڑا کر نیچے گرا۔۔۔۔۔

اس نے بے یقینی سے آدم کی طرف دیکھا جو بنا دیکھے اس پر نشانہ لگا گیا
تھا۔۔۔۔۔

اس کے نیچے گرتے ہی فرجاد نے گن اٹھایا تھا۔۔۔۔
اور سالار اسے گھسیٹتے ہوئے فیکڑی کے اندر لا کر زمین میں پھینکا تھا۔۔۔۔۔ درد
سے اس کی چیخیں گونج رہی تھی۔۔۔۔۔

وہ پانچوں اس کے سر پر کھڑے تھے۔۔۔۔۔

مجھے جانے دو میں نے کچھ نہیں کیا۔۔۔۔۔ ارمان نیازی درد سے سرخ پڑتے
چہرے کے ساتھ بولا۔۔۔۔۔

وہ پانچوں وہاں رکھی کر سیوں پر ٹانگ پر ٹانگ رکھے بیٹھ چکے تھے۔۔۔۔۔ اس
وقت ان سب کے دماغ میں اس سے نفرت کی وجہ الگ تھی۔۔۔۔۔

سالار خانزادہ کو اس وقت ارمان نیازی اس لئے زہر لگ رہا تھا کیونکہ اس کی وجہ
۔۔۔۔۔ سے وہ جزا کو کھونے والا تھا

عرش خانزادہ کو اس سے نفرت اس لئے ہوئی۔۔۔۔۔ کہ اس نے سالار کو
۔۔۔۔۔ مارنے کی کوشش کی

بالاج شاہ کو اس سے نفرت اس لئے تھی۔۔۔۔۔ کہ ارمان نیازی نے اس کی بیوی
پر غلط نظر ڈالی۔۔۔۔۔

فرجاد کو وہ اس لئے زہر لگا۔۔۔ کیونکہ وہ لڑکیوں کو گندی نظر سے دیکھتا
ہے۔۔۔۔ اور کچھ دیر پہلے۔۔۔۔ اس نے فرجاد پر گن تھانے تھی۔۔۔۔۔
ان سب میں بس ایک شخص ہی ایسا تھا جو ارمان نیازی کے سب سے بڑے گناہ
۔۔۔۔۔ سے واقف تھا اور وہ تھا۔۔۔۔۔ آدم خانزادہ
وہ سارے بلیک سوٹ میں تھے۔۔۔۔۔ یہ اتفاق تھا یا قسمت کا کھیل جو بھی تھا
مگر ارمان نیازی کو اپنی موت صاف نظر آرہی تھی۔۔۔۔۔
تمہاری مجھ سے دشمنی کیا تھی۔۔۔۔۔ سالار نے سنجیدگی سے پوچھا۔۔۔۔۔ جہاں
۔۔۔۔۔ تک اسے یاد تھا اس کا اور ارمان کی کبھی سلام دعا بھی نہیں ہوئی تھی
میں نے تمہیں نہیں مارا۔۔۔۔۔ یہ فرجاد اور سالار کی پلاننگ ہے۔۔۔۔۔ وہ
تمہیں مار کر اپنی بہن کا بدلہ لینا چاہتے ہیں اس لئے ان لوگوں نے تم پر فائرنگ
کر کے مجھے پھنسا یا۔۔۔۔۔

جھوٹ بول رہا ہے یہ اس کو میں نے رنگے ہاتھوں پکڑا ہے۔۔۔۔۔ گن لے کر

بھاگتے ہوئے۔۔۔۔۔ فرجاد اس کے جھوٹ پر دھاڑا تھا۔۔۔۔۔

تمہیں کیسے پتہ بالاج شاہ سالار سے اپنی بہن کا بدلہ لینا چاہتا ہے

----- آدم کے سوال پر ہر جگہ سناٹا چھا گیا تھا۔-----

کیونکہ خانزادہ ہاؤس اور شاہ مینشن کے مکینوں کے علاوہ کوئی بھی اس بات سے

واقف نا تھا۔۔۔۔۔ پھر کیسے ممکن کہ ارمان نیازی اس بات سے آگاہ

ہوتا

بالکل جو ٹیک لگا کر بیٹھا تھا ایک دم سیدھا ہو کر بیٹھا اسے جزا کی باتیں یاد آنے

گئی

تم۔ کیسے جانتے ہو یہ سب۔۔۔۔۔ بالاج نے ضبط سے سوال پوچھا۔۔۔۔۔

وہ۔۔ وہ۔ میں نے سنا تھا کسی سے یہ سب۔۔۔۔۔

کس سے۔۔۔۔۔ عرش نے بھی پوچھنا ضروری سمجھا۔۔۔۔۔

یاد نہیں مجھے جانے دو۔۔۔۔۔ میرا تم لوگوں سے کوئی لینا دینا نہیں۔۔۔۔۔ خود

کو بری طرح پھنستا دیکھ کر اس کا دم گھٹنے لگا تھا۔۔۔۔۔ ٹانگ پر لگنے والی گولی

نے مزید کسر نکال دی تھی۔۔۔۔۔ اسے افسوس ہوا کیوں موقع ملنے پر بھاگنے کے

بجائے۔۔۔۔۔ اس نے فرجاد پر گن تھانی۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ سمیر ملک کو جانتے کو۔۔۔۔۔ آدم نے سنجیدگی سے پوچھا

۔۔۔۔۔ نہیں

ارمان نیازی نے تکلیف سے آنکھیں میچتے جواب دیا۔۔۔۔۔

سوچ لو۔۔۔۔۔ ادم جیسے اسے موقع دے رہا تھا۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ نہیں جانتا میں

آدم نے عرش کو اشارہ کیا تو وہ جا کر گاڑی سے لیپ ٹاپ لے آیا۔۔۔۔۔ اور
سامنے ایک چیئر رکھ کر لیپ ٹاپ اس پر سیٹ کیا تاکہ وہاں بیٹھا ہر انسان دیکھ
سکے۔۔۔۔۔ سب نا سمجھی سے اس کا عمل دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔

اپنی جیکٹ کے جیب سے یو ایس بی نکال کر لیپ ٹاپ سے کنکٹ
کیا۔۔۔۔۔ ارمان نیازی کے چہرے کا رنگ اڑ چکا تھا۔۔۔۔۔

کیونکہ وہ ہو ایس بی وہ اچھے سے پہچان چکا تھا۔۔۔۔۔
وہ اس نے خانزادہ ہاؤس کی ایک ملازمہ کو پیسے دے کر سالار کے کمرے سے
چوری کروائی تھی۔۔۔۔۔

جس میں سالار کی بے گناہی کے ثبوت تھے۔۔۔۔۔ پھر وہ آدم کے ہاتھ کیسے
لگا۔۔۔۔۔

اس کے فق ہوتے چہرے کو بالاج شاہ نے بہت غور سے دیکھا تھا۔۔۔۔۔ جسے دیکھ کر کوئی بھی کہہ سکتا تھا کہ وہ اپنے پکڑے جانے کے خوف سے کانپ رہا تھا۔۔۔۔۔

جیسے جیسے ویڈیوں چلتی گئی بالاج اور فرجاد کا چہرہ حیرانگی میں بدلتا جا رہا تھا۔۔۔۔۔

آخر میں ایک کلپ تھی جس میں مسنر شہزاد سالار سے معافی مانگ رہی تھی غلط فہمی کے لئے۔۔۔۔۔

بالاج کو اپنے اندر باہر دھواں اٹھتا محسوس ہوا۔۔۔۔۔ اس میں سالار

خانزادہ کی بے گناہی کا ہر وہ ثبوت تھا۔۔۔ جو آدم نے شہزاد آہ کے سامنے پیش کئے تھے۔۔۔۔۔

تھا۔۔۔۔۔ تو پھر اصل مجرم کون تھا۔۔۔۔۔

رکھاتھا۔۔۔۔۔

اگر سالار بے قصور ہے تو کون ہے قصور وار۔۔۔۔۔ بالاج کو اپنی آواز کسی

----- گہری کھائی سے آتی محسوس ہوتی

— — — — — 6

سیونٹین برتھڈے پر گفٹ کیا تھا۔۔۔۔۔

اور پچھلے تین سال سے اس نے جزا کے ہاتھ میں وہ فون نہیں دیکھا تھا۔۔۔۔۔

بھلا اس کے موبائل کا یہاں کیا کام۔۔۔۔۔

آدم نے جیسے ہی ویڈیو چلائی۔۔۔۔۔ وہاں موجود ہر انسان کو جھٹکا لگا

تھا۔۔۔۔۔ یہ وہی ویڈیو تھی۔۔۔۔۔ جو جزا نے ارمان نیازی کے فارم ہاؤس سے

نکلنے وقت بنائی تھی۔۔۔۔۔

جس سے صاف ثابت ہو رہا تھا۔۔۔۔۔ سالار سے پہلے سے ہی ارمان نیازی وہاں

موجود تھا۔۔۔۔۔

انہیں قاتل کو پہچاننے میں ٹائم نہیں لگا۔۔۔۔۔

ان کے چہروں کو دیکھ کر ارمان نیازی کو اپنی موت بہت قریب سے نظر آئی تھی

۔۔۔۔۔

اس لئے اس نے آس پاس نظریں دوڑائی۔۔۔۔۔ وہ لڑکھڑاتے قدموں سے
اٹھا اور وہ سیلچا اٹھا کر اپنی پوری طاقت سے سالار پر وار کیا تھا۔۔۔۔۔
وہ جولیپ ٹاپ پر نظر آرہے منظر کی وجہ سے شاکڈ کے عالم میں تھے کچھ سمجھ
ہی نہیں پائے۔۔۔۔۔

خون کا ایک فوار سالار کے منہ سے نکل کر لیپ ٹاپ پر گرا تھا۔۔۔۔۔
بالاج نے اپنا ضبط کھوتے اپنی گن نکال کر ایک ساتھ تین فائر اس کی ٹانگ پر کئے
تھے۔۔۔۔۔

ارادہ تو اس کو جان سے مارنے کا تھا مگر جو گناہ اس نے کیا تھا۔۔۔۔۔ اتنی آسان
موت بالاج شاہ اسے دے ہی نہیں سکتا تھا۔۔۔۔۔

عرش اور آدم نے سالار کو اٹھایا تھا۔۔۔۔۔ اور باہر بھاگے۔۔۔۔۔
بالاج شاہ بھی ان کے پیچھے نکلا تھا۔۔۔۔۔

اس کے بعد فرجاد نے ارمان نیازی کے بے ہوش وجود کو اپنے خفیہ ٹھکانے پر
شفٹ کیا تھا۔۔۔۔۔



سالار خانزادہ کو چوٹ بہت گہری لگی تھی۔۔۔۔۔ مگر اللہ کا کرم ہوا کہ اس کی
جان بچ گئی۔۔۔۔۔ ابھی تک وہ انڈر اوپریٹیشن تھا۔۔۔۔۔ ادم اس کو اسی
اسپتال میں لائے تھے جہاں فریحہ اور احد اپنی ڈیوٹی سرانجام دے رہے
تھے۔۔۔۔۔

اپنے بھائی کی حالت دیکھ کر فری جیسی مضبوط لڑکی بھی رو پڑی۔۔۔۔۔ آدم
۔۔۔۔۔ نے اسے سینے سے لگا کر تسلی دی تھی

یار چپ ہو جاؤ۔۔۔۔۔ اس پورے ہفتے میں میرے کانوں میں شدید درد پڑ گیا ہے
یہ رونے کی آوازیں سن سن کر۔۔۔۔۔

آدم نے چڑ کر کہا تو فری نے اس کے سینے پر مکے برسائے تھے۔۔۔۔۔

وارڈ میں داخل ہوتے اُحد نے یہ منظر بہت چڑ کر دیکھا تھا۔۔۔۔۔ اس کی بیوی

۔۔۔۔۔ اپنے شوہر سے زیادہ آدم کی ہی مانتی تھی۔۔۔۔۔

میری بیوی سے زرا دور کھڑے ہو۔۔۔۔۔ اس کو سنبھالنے کے لئے میں

ہوں۔۔۔۔۔ اُحد نے فری کو اس سے دور کر کے اپنے سینے سے لگایا تھا۔۔۔۔۔

عرش نے اپنے بہنوئی کی جیلیسی پر مسکراہٹ روکی تھی۔۔۔۔۔ جبکہ آدم اس کو

تمسخر اڑاتے نظروں سے دیکھتا واپس صوفے پر بیٹھ گیا۔۔۔۔۔ نیند سے اس کی

آنکھیں شدید بو جھل تھی۔۔۔۔۔ دن کے دس بج رہے تھے۔۔۔۔۔

اور اس کو کورٹ بھی جانا تھا شفا کو لے کر۔۔۔۔۔

سالار دوائیوں کے زیر اثر گنودگی میں تھا مگر وہ خطرے سے باہر تھا۔۔۔۔۔

جبکہ بالاج اس کے ٹھیک ہونے کا سن کر ہی جاچکا تھا۔۔۔۔۔



اس وقت وہ اسی ٹھکانے پر تھا جہاں اس نے پہلے بھی بہت

سارے عزت کے لٹیروں کو ان کے انجام تک پہنچایا تھا۔۔۔۔۔

آج تو وہ مجرم تھا جو اسکی جان سے پیاری بہن کا قاتل ہی نہیں اس کی عزت کا

بھی لٹیڑا تھا۔۔۔۔۔

اس کی وہ بہن جو اس کے ساتھ دنیا میں آئی تھی وہ کیسے اس کے مجرم کو آسان

سزا دیتا۔۔۔۔۔

وہ ارمان نیازی کو کانپتے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔ جو تھوڑی دیر پہلے ہی ہوش میں آیا تھا

۔۔۔۔۔ کیونکہ فرجاد اپنے خاص ڈاکٹر کو بلوا کر اسے ٹریمنٹ دے چکا تھا۔۔۔۔۔

اس کی ٹانگیں ناکارہ ہو چکی تھی۔۔۔۔۔

بالاج کے ہاتھ میں تیز دھار آلہ دیکھ کر اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی۔۔۔۔۔

بس ایک سوال کیوں۔۔۔۔۔ بالاج نے پوچھا۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ میں نے نہیں

سچ۔۔۔۔۔ بالاج شاہ اتنی زور سے دھاڑا کہ ساتھ کھڑے فرجاد کو اپنے کان کے

۔۔۔۔۔ پردے پھٹتے محسوس ہوئے

وہ وہ سالار کے پیچھے رہتی تھی۔۔۔۔۔ میں اس سے محبت کرتا تھا مگر وہ نہیں

مانتی۔۔۔۔۔

اس کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی۔۔۔۔۔ بالاج نے وہی چھری زور سے

اس کے ہاتھ میں گھونپ دیا تھا۔۔۔۔۔

اس کے بعد اس کی چیخیں پورے کمرے میں گونجنے لگی۔۔۔۔۔

بالاج شاہ نے تیزاب کا گیلن اٹھایا اور پورا اس کے اوپر انڈھیل دیا۔۔۔۔۔

ارمان نیازی کی چیخوں سے پورا کمرہ گونج اٹھا تھا۔۔۔۔۔

فرجاد یہ سب برداشت نہ کر پاتے کمرے سے نکل گیا۔۔۔۔۔

اور باہر آکر وہ پیٹ پر ہاتھ رکھے ومیٹ کرنے لگا۔۔۔۔۔

تھوڑی دیر بعد جب بالاج کمرے سے نکلا تو اس کی آنکھیں نم تھیں۔۔۔۔۔ اس

نے آج اپنی بہن کا بدلہ لے لیا تھا۔۔۔۔۔

دل کر رہا تھا دھاڑے مار مار کر روئے۔۔۔۔۔ فرجاد نے اس کا نم چہرہ دیکھا تو

آگے بڑھ کر اس کو گلے لگا لیا تھا۔۔۔۔۔

آج ان کی بہن کو انصاف ملا تھا۔۔۔۔۔

اگر وہ بے خبری میں ڈالروک سزا دے دیتا تو اس کی بہن اسے کبھی معاف نہیں

... کر پاتی۔۔۔۔۔ یہ سوچ ہی سوہان روح تھی

آپ بالاج بھائی کی بات کیوں نہیں مان لیتے اس میں ہماری بھلائی تو
ہے۔۔۔۔۔ ہانیہ نے فرجاد کی ایک ہی ضد پر بلاخر اسے خود سمجھانا چاہا۔۔۔۔۔
کو نسی بات۔۔۔ فرجاد نے نا سمجھی سے موبائل سے نظر اٹھا کر دیکھا۔۔۔
وہ۔۔۔ وہ جو بھائی آپ کو پیپر ز پر سائن کرنے کا کہہ رہے تھے۔۔۔۔۔ اس نے
جھجھکتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

تم جانتی ہو تم کیا کہہ رہی ہو۔۔۔۔۔ ان سب چیزوں پر میرا کوئی حق نہیں
۔۔۔۔۔ وہ سب ان کا ہے۔۔۔۔۔ آئندہ یہ بات مت کرنا مجھ سے۔۔۔۔۔ اس
نے زرا سختی سے کہا۔۔۔۔۔

مگر یہ سب آپ کے ابو کا بھی ہے تو آپ کا بھی برابر کا حصہ ہے۔۔۔۔۔ ہانیہ
نے سنجیدگی سے کہا

میرا وہ باپ جنہوں نے مجھے کبھی اپنی اولاد مانا ہی نہیں۔۔۔۔۔ فرجاد نے ناگواری
سے دیکھا تھا۔۔۔۔۔

مگر انہوں نے واپس جا کر آپ لوگوں کو ڈھونڈنے کی کوشش بھی تو کی
تھی۔۔۔۔۔ ہانیہ کی بات پر اس نے جن نظروں سے دیکھا وہ شرمندہ ہو
گئی۔۔۔۔۔



فرجاد نے ایک دم اس کا بازو جھکڑا تھا۔۔۔۔۔ بات سنو میری۔۔۔۔۔ تم
۔۔۔۔۔ جن خوابوں میں ہونا وہاں سے حقیقت کی دنیا میں آ جاؤ

کیونکہ میں یہاں شہزاد شاہ کے بیٹے کے حیثیت سے نہیں صرف بالاج شاہ کے
بھائی کے حیثیت سے ہوں وہ میرے محسن ہیں۔۔۔۔۔ انہوں نے مجھے اس
وقت سہارا دیا تھا

جب مجھے ایک وقت کی روٹی کے لئے پورا دن گدھوں کی طرح کام کرنا پڑتا
تھا۔۔۔۔۔

انہوں نے ناصر ف مجھے اپنے ساتھ رکھا مجھے عزت دی۔۔۔۔۔ مجھے اس قابل بنایا
کہ آج لوگوں میں میری عزت ہے میرا ایک مقام ہے۔۔۔۔۔ آج میں اپنے
دم پر اپنے ساتھ ساتھ اپنی بیوی کی خواہشات پوری کرنے کی ہمت رکھتا
ہوں۔۔۔۔۔

امید کرتا ہوں تمہیں میری بات سمجھ آگئی ہوگی۔۔۔ فرجاد نے سنجیدگی سے
کہہ کر آخر میں اس کا گال تھپتھپایا تھا۔۔۔

ہانیہ بھی شرمندگی سے سر جھکا گئی۔۔۔۔۔
کیونکہ اسے شروع سے ہی گھر کے فرد کی طرح عزت ملی تھی۔۔۔۔۔ پھر
کیسے اس کے دل میں لالچ آگیا۔۔۔



امی عقیدت کہاں ہے۔۔۔ عرش شام میں گھر لوٹا تو اسے کمرے میں ناپا کر
سجدہ بیگم سے پوچھا۔۔۔۔

آج اس کی طبیعت میں زرا سی سستی تھی اس وجہ سے وہ جلدی گھر آگیا

تھا۔۔۔۔۔

بیٹا وہ تو اپنی کسی دوست کے پاس گئی ہے۔۔۔ بتا رہی تھی دوست کی طبیعت
خراب ہے تو میں نے اسلم (ڈرائیور) کے ساتھ بھیج دیا۔۔۔۔۔ سجدہ بیگم نے
سوئٹزر بھونٹے مصروف انداز میں جواب دیا۔۔۔۔۔

ایسی کونسی دوست آگئی جو مجھے نہیں پتہ۔۔۔۔۔ اس نے دل میں سوچا۔۔۔ اور
عقیدت کو کال ملائی۔۔۔۔۔

اس نے کال نہیں اٹھائی تو اسلم کے نمبر پر کال ملائی۔۔۔۔۔ جو دوسری ہی بیل
پر ریسو کر لی گئی تھی۔۔۔۔۔

ہاں اسلم کہاں ہو۔۔۔۔۔ اس نے کال اٹھاتے ہی پوچھا۔۔۔۔۔

سر میں میم کو لے کر آیا تھا ریسٹورنٹ وہ اپنی فرینڈ کے ساتھ اندر ہے۔۔۔۔۔
انہوں نے انتظار کا کہا ہے اس لئے میں ان کا انتظار کر رہا ہوں۔۔۔۔۔

اسلم نے تفصیلی جواب دیا۔۔۔۔۔
اچھا ٹھیک ہے خیریت سے آنا۔۔۔ اس نے مزید کچھ پوچھے بغیر کال بند کر دی
Novelistan

جب کے دماغ مختلف سوچوں میں غرق ہو چکا تھا۔۔۔۔۔
اگر دوست بیمار تھی تو وہ ریسٹورنٹ میں کیا کر رہی تھی۔۔۔۔۔ اور اگر دوست
سے ملنا ہی تھا تو گھر میں جھوٹ کیوں بولا۔۔۔۔۔

سر میں شدید درد تھا اس لئے وہ بنا فریش ہوئے بستر پر لیٹ کر سو گیا۔۔۔۔۔



اسے اسپتال آئے ایک مہینہ ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ زخم بھی اس کے تقریباً بھر چکے
تھے۔۔۔۔۔ مگر وہ دشمن جان اس دن کا گیا ابھی تک لوٹ کر نہیں آیا
تھا۔۔۔۔۔

وہ گھر میں سب سے بات کرتا تھا مگر نا اس کو کبھی کال کی نابات کرنے کی خواہش
ظاہر کی یہی بات اس کو بہت تکلیف دیتی تھی۔۔۔۔۔

سالار کی اتنی بے رخی اور دھتکار کے باوجود بھی اس کا دل سالار کے لئے تڑپ رہا تھا۔۔۔۔۔

اس دن جذبات میں آکر اس نے سالار کو جو واپس جانے کا کہا اس کا بہت پچھتاوا تھا۔۔۔۔۔ اس کا دل سالار کے مضبوط حصار کے لئے تڑپ رہا تھا۔۔۔۔۔

بے چینی سے کروٹ بدلتے بدلتے تھک گئی تو وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔۔۔۔۔ ماتھے پر غصے سے بل پڑے۔۔۔۔۔ کیوں وہ اس ظالم کو دیکھنے کے لیے ترس رہی تھی۔۔۔۔۔

پہلے بھی کبھی ان کے بیچ حالات سازگار نہیں رہے۔۔۔۔۔ مگر وہ آس پاس تو ہوتا تھا۔۔۔۔۔

کچھ سوچ کر وہ اٹھی اور سالار کے وارڈروب کی طرف بڑھی وہاں سے سالار کی
ایک شرٹ نکالی۔۔۔۔۔ یہ سالار کی وہی شرٹ تھی
جو اسلام آباد میں سالار اسے اپنے ہاتھوں سے پہنا چکا تھا۔۔۔۔۔ یہ سوچ کر ہی جزا
کا چہرہ سرخ کندھاری ہو گیا تھا۔۔۔۔۔
وہ ایک چور نظر آس پاس ڈالتی شرٹ اٹھا کر واش روم کی طرف بڑھ
گئی۔۔۔۔۔ دو آنکھوں نے مسکراتے اس کی ہر حرکت بغور دیکھی
تھی۔۔۔۔۔
تھوڑی دیر بعد وہ سالار خانزادہ کی شرٹ زیب تن کئے لہراتے سلکی بالوں کو
جھوڑھے میں باندھتی باہر نکلی تھی۔۔۔۔۔

ناجانے کیوں اسے خود پر کسی کی نظروں کی تپش شدت سے محسوس ہو رہی
تھی۔۔۔۔۔ مگر آس پاس کسی کو ناپا کر اپنا وہم سمجھتی کمفرٹ اوڑھ کر بستر پر لیٹ
گئی۔۔۔۔۔

سالار جو کیمرے میں اس کی ایک ایک حرکت نوٹ کر رہا تھا اس کی بے چینی
۔۔۔۔۔ دیکھ کر گہرا مسکرایا

۔۔۔۔۔ وہ لیپ ٹاپ بند کر تا موبائل جیب میں ڈال کر وہاں سے نکلتا چلا گیا

رات اندھیرے وہ گھر میں داخل ہوا تو گھر میں مکمل خاموشی تھی۔۔۔۔۔ وہ
دبے پاؤں اپنے کمرے میں داخل ہوا تو وہ جھانسی کی رانی اس کی نیند اڑائے اپنے
معصوم چہرے کے ساتھ۔۔۔۔۔ پر سکون نیند سو رہی تھی۔۔۔۔۔

اس نے جھک کر جزا کو بازوؤں میں بھر لیا۔۔۔۔ اور کمرے سے نکلتا اسے پورچ
میں کھڑی اپنی گاڑی کے بیک سیٹ میں لٹایا اور خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ کر
گاڑی کو خانزادہ ہاؤس سے نکال کر روڈ پر ڈال گیا۔۔۔۔۔

آدم خانزادہ نے اپنی کھڑکی سے یہ منظر سنجیدگی سے دیکھا تھا۔۔۔۔۔

مطلوبہ جگہ پر پہنچ کر اس نے جزا کو بازوؤں میں اٹھا کر گاڑی سے
نکالا۔۔۔۔۔ جزا مسکرا کر اس کے کندھے پر سر جما گئی۔۔۔۔ وہ شاید نیند میں
۔۔۔۔۔ اسے اپنا خواب سمجھ رہی تھی

وہ اسے اٹھائے اس بنگلے کے چھت پر آیا تھا جہاں پوری چھت کو بیت خوبصورتی
سے لالا گلاب اور سفید پردوں سے سجایا گیا تھا۔۔۔۔۔

پردوں کے بیچ میٹر لیس سیٹ کئے گئے تھے۔۔۔۔۔ جو سفید چادر سے کور تھے
۔۔۔۔۔ سالار اسے لاکر میٹر لیس میں آرام سے لٹا گیا۔۔۔۔۔

سالار کو اس کی اتنی پکی نیند پر حیرت ہوئی۔۔۔۔۔ جو ٹوٹنے کا نام ہی نہیں لے
رہی تھی۔۔۔۔۔
اس سے مزید جزا کا سکون برداشت نہ ہوا تو وہ جھک کر اس کی سانسوں کو قید کر
گیا۔۔۔۔۔ آہستہ آہستہ اس کے لمس میں شدت اختیار کرتی جا رہی
تھی۔۔۔۔۔

جزا جو اس کا اپنے پاس ہونا خواب سمجھ رہی تھی ایک دم جھٹکے سے آنکھیں
کھولی۔۔۔۔ اس کو خود پر جھکے دیکھ کر جزا نے اسے خود سے دور جھٹکا۔۔۔۔

حیرت سے اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں تھیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جہاں کبھی

سالار کے سر پر لا پرواہی سے بکھرے ہوئے خوبصورت بال ہوا کرتے
تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ آج وہاں چھوٹے چھوٹے سے بال تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ پرانے سالار سے
بلکل مختلف لگ رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

لیکن وہ ہر روپ میں کمال لگتا ہے۔۔۔۔۔۔ اس وقت جزا کے دل نے یہ بات قبول
کی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہیپی برتھڈے مائی لو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سالار اس کے کان میں دھیرے سے سرگوشی
کرتا اس کی کان کی لو کو چوم گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جزانے ارد گرد کے ماحول کو دیکھ کر اپنا حلق تر کیا تھا۔۔۔۔۔ یہ رومانوی ماحول
اس کے کمرے کا تو نا تھا۔۔۔۔۔ وہ یہاں کیسے آئی اسے سمجھنے میں وقت نہیں
لگا۔۔۔۔۔

میں کہاں ہوں۔۔۔۔۔ اس نے سنجیدگی سے پوچھا۔۔۔
تم یہاں میرے دل میں ہو۔۔۔۔۔ سالار نے بھاری گھمبیر لہجے میں
بولا۔۔۔۔۔

مجھے گھر جانا ہے۔۔۔۔۔ سالار کی بات پر اس کی پلکیں ایک پل کو لرزی مگر فوراً
خود کو سنبھال کر بولی۔۔۔۔۔

وہ کوئی خوش فہمی نہیں پالنا چاہتی تھی۔۔۔۔۔ کیا پتہ اگلے ہی پل بول
۔۔۔۔۔ دے۔۔۔۔۔ مجھے تم سے محبت نہیں

سالار نے کھینچ کر اسے سینے میں بھینچا تھا۔۔۔۔۔ اس کی اچانک حرکت پر جزا تھم گئی۔۔۔۔۔

دل سینہ توڑ کر باہر آنے کو مچل رہا تھا۔۔۔۔۔ دھڑکنوں نے الگ شور مچایا تھا۔۔۔ جبکہ روح میں سکون کی ایک لہر سرایت کر گئی تھی۔۔۔۔۔ اتنے دنوں کی جو بے چینی غصہ چڑچڑاپن تھا۔۔۔ وہ سکون میں بدل گیا تھا۔۔۔

دور جانے کی بات مت کرو۔۔۔۔۔ سالار کی سرگوشی پر اس نے سختی سے آنکھیں میچی تھی۔۔۔ مگر یہ کچھ سیکنڈ کے لئے تھا۔۔۔ اس نے جھٹکے سے سالار کو دور جھٹکا۔۔۔۔۔

مجھے ہاتھ مت لگانا۔۔۔۔۔ اسے غصہ الگ تھا خود کے دل پر۔۔۔۔۔ جو اس کے پاس آنے پر پگھل رہا تھا۔۔۔۔۔

نہیں رہ سکتا تمہارے بغیر بہت محبت کرتا ہوں تم سے۔۔۔۔۔ تم سے دور جانے کا
۔۔۔۔۔ سوچ کر ہی دل بند ہونے لگتا ہے
سالار آج اپنے عمل سے ہی نہیں اپنے لفظوں سے بھی اسے حیران کر رہا
تھا۔۔۔۔۔

جھوٹ بول رہے ہیں۔۔۔۔۔ آپ مجھ سے محبت کر ہی نہیں سکتے۔۔۔۔۔ آپ نے
ہمیشہ مجھے دھتکارا ہے۔۔۔۔۔ سالار کے اظہار پر اس کا دل بھر آیا تھا۔۔۔۔۔
کیا میری محبت کے لئے یہ کافی نہیں کہ تم میرے نکاح میں ہو۔۔۔۔۔ سالار
نے اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھر کر محبت سے کہا۔۔۔۔۔

مجبوری کے تحت کیا گیا نکاح تھا وہ آپ کی دلی رضامندی نہیں تھی۔۔۔۔۔ وہ
اپنے آنسو کو روکنے کی کوشش کرتی بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔۔۔۔۔

کیسی مجبوری۔۔۔۔۔ سالار نے سنجیدگی سے پوچھا۔۔۔
کیونکہ عین بارات والے دن میری بارات نہیں آئی تھی۔۔۔۔۔ اس لئے
خاندان کی عزت بچانے کے لیے آپ نے مجھ سے شادی کی۔۔۔۔۔ وہ شرٹ
کی آستین سے ناک پوچھتے ہوئے بولی۔۔۔

اس کو غائب کروانے والا بھی میں تھا کیونکہ میں تمہیں کسی اور کے ساتھ
برداشت نہیں کر سکتا تھا۔۔۔۔۔ یار۔۔۔۔۔ اس کی سنجیدگی سے کہنے پر جزانے
گردن اٹھا کر حیران نظروں سے دیکھا تھا۔۔۔۔۔

ہاں عرش کے کزن کو غائب کروانے میں میرا ہاتھ تھا۔۔۔۔۔
مگر کیوں۔۔۔۔۔ وہ جتنے آرام سے بولا جزا اتنی ہی زور سے چیخی تھی۔۔۔۔۔
اتنا بے غیرت ہوں کیا جو اپنی محبت کو کسی اور کے ساتھ رخصت ہونے
دیتا۔۔۔۔۔ وہ سرد لہجے میں بولا تو جزا نے اس کا گریبان جھکڑ لیا تھا۔۔۔۔۔

آپ کی وجہ سے میری کتنی بدنامی ہوئی بارات نا آنے پر لوگوں نے طرح طرح
کی باتیں بنائیں۔۔۔۔۔ پہلے آپ نے مجھے دھتکارا۔۔۔۔۔ پھر آپ نے مجھے
پورے خاندان کے سامنے رسوا کیا۔۔۔۔۔ پھر نکاح کر کے مجھ پر احسان
جتایا۔۔۔۔۔ اور بار بار میرے منہ پر میری محبت مارتے رہے۔۔۔۔۔ کیوں آخر
کیوں۔۔۔۔۔

وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ کر چلائی تھی۔۔۔۔۔

جزامیری جان چپ۔۔۔۔۔ سالار نے اسے سینے سے لگانے کی کوشش کی مگر
اس کا ہاتھ جھٹک کر وہاں سے اٹھی اور ان پر دوں سے باہر آگئی تھی۔۔۔
جہاں اس کی برتھڈے سیلیبرٹ کرنے کے لئے بہت پیارا ڈیکوریٹ کیا گیا
تھا۔۔۔۔۔

سالار نے پیچھے سے آکر اسے بانہوں میں بھرا تھا جو منہ پر ہاتھ رکھے ہچکیوں سے
رورہی تھی۔۔۔۔۔

میں مانتا ہوں ہر بار میری غلطی رہی ہے۔۔۔۔۔ مجھے بہت دیر سے اپنی محبت کا
احساس ہوا۔۔۔۔۔ اگر مجھے احساس ہوتا میں تمہارا رشتہ اس سے ہونے ہی نہیں
دیتا ان دنوں میں فاطمہ کی وجہ سے گلٹ میں تھا مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا جزا

لیکن جب تمہاری مہندی ہوئی اس وقت میں برداشت نہیں کر پایا اس لئے
عرش کے کزن کو میں نے کڈنیپ کر والیا۔۔۔۔۔ پلیز مجھے معاف کر دو
پلیز۔۔۔۔۔

میں تمہارے بغیر نہیں رہ سکتا۔۔۔۔۔

وہ اس کے لرزتے وجود کو بانہوں میں بھرے اس کے کان میں ہلکی ہلکی سرگوشی
کر رہا تھا۔۔۔۔۔

Novelistan

جزانے کوئی مزاحمت نہیں کی نا جانے کیوں اس کا دل اس کے ساتھ بغاوت کر
رہا تھا۔۔۔۔۔

مگر۔۔۔ آپ۔۔۔ فاطمہ سے۔۔۔ محبت۔۔۔۔۔ وہ اپنے آنسوؤں کی وجہ سے
بات مکمل نہیں کر پائی تھی۔۔۔۔۔

میں صرف تم سے محبت کرتا ہوں بے پناہ۔۔۔۔۔ اگر کوئی سالار خانزادہ کے
دل میں ہے وہ صرف جزا سالار ہے۔۔۔۔۔ سالار نے اسے موڑ کر اس کا رخ
اپنی طرف کیا تھا۔۔۔۔۔ رونے کی وجہ سے آنکھیں سوجھ چکی تھی۔۔۔۔۔ پورا
چہرہ آنسوؤں سے تر تھا۔۔۔۔۔

تم جانتی ہو فاطمہ میری بہت اچھی دوست تھی۔۔۔۔۔ صاف دل کی بنا کسی
غرض کے لوگوں کے کام آنے والی خوبصورت دل کی مالک تھی۔۔۔۔۔ وہ ایک
بہترین اور زندگی سے بھرپور لڑکی تھی۔۔۔۔۔

جب مجھے اپنے لئے تمہاری فیلینگز کا پتہ چلانا تو میں بہت ڈر گیا تھا۔۔۔۔۔ کیونکہ
میں نے پہلے کبھی تمہیں اس نظر سے نہیں دیکھا تھا۔۔۔۔۔ پھر میں نے فاطمہ
سے مدد مانگی تاکہ تم مجھ سے خود ہی دور ہو جاؤ۔۔۔۔۔

لیکن اس۔۔۔ سیاہ رات میں اسے میرا فون یوز کر کے فیملی فنکشن کے نام پر بلایا
گیا۔۔۔۔۔ اور وہ بچاری میرے نام پر بھروسہ کر کے وہاں چلی گئی۔۔۔۔۔ وہ
صرف میرے بھروسے آئی تھی لیکن اس جانور نے اسے بے دردی سے مار
دیا۔۔۔۔۔

میں آج بھی اس معصوم لڑکی کو بھول نہیں پاتا جزا کا ش وہ مجھ پر بھروسہ نہیں
کرتی تو آج زندہ ہوتی۔۔۔۔۔

سالار کی ضبط سے سرخ پڑتی آنکھوں کو دیکھ کر جزا اس کے سینے سے لگتی اس کے
گرد بازو باندھ گئی۔۔۔۔۔

میں صرف تم سے محبت کرتا ہوں۔۔۔۔۔ مجھے تھام لو۔۔۔۔۔ میں اپنی اس
ادھوری زندگی سے تھک چکا ہوں۔۔۔۔۔
سالار نے اس کے بالوں میں چہرہ چھپاتے گھمبیر لہجے میں کہا۔۔۔۔۔

آپ مکر جائیں گے۔۔۔۔۔ وہ دھیرے سے منمنائی۔۔۔۔۔ جبکہ دل اس کی باتوں
پر ایمان لے آیا تھا۔۔۔۔۔ اگر جو مکروں تو جان لے لینا۔۔۔۔۔ سالار نے اس کی
گردن پر لبوں کا لمس چھوڑا تھا۔۔۔۔۔

جبکہ جزا کا نارمل ریکشن دیکھ کر دل پر سکون ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ ورنہ اسے لگا تھا
وہ جزا کو مننا نہیں پائے گا۔۔۔۔۔

میں سچی میں آپ کی جان لے لوں گی۔۔۔ پھر خود کو بھی مار دوں
گی۔۔۔۔ وہ جنونی انداز میں بول کر اس کے گال پر ہلکے سے دانت گاڑھ
گئی۔۔۔۔



۔۔۔۔۔ سالار ایک دم شکوہ ہوا تھا اسے جزا سے اس بے باکی کی امید نہیں تھی
اس سے پہلے کہ وہ مدہوش ہو کر اس پر جھکتا وہ کھکھلا کر اس سے دور ہوئی
تھی۔۔۔۔۔ اپنے حلیے پر نظر پڑتے ہی ہونٹوں پر ایک شرمیلی مسکراہٹ بکھر
گئی۔۔۔۔۔

مجھے کیک کا ٹنا ہے۔۔۔۔ جزا نے اس کی نظروں سے گھبرا کر کہا۔۔۔۔

نہیں سالار مجھے ابھی کیک کاٹنا ہے مجھے بھوک لگی ہے ورنہ میں ناراض ہو جاؤنگی
 ----- اس نے سالار کو اپنے ارادے سے روکنے کے لیے کہا

اچھا ٹھیک ہے لیکن اس کے بعد تم میری بھوک کا انتظام کرو گی۔۔۔۔۔ مجھے
رو کو گی نہیں وہ زو معنی لہجے میں بولتا
اسے سٹپٹانے پر مجبور کر گیا۔۔۔۔۔

سالار کیک کے اوپر سے ٹرانسپیرنٹ باکس ہٹا کر اسے پاس آنے کا اشارہ
کیا۔۔۔۔۔ وہ پنک کمر کا بہت خوبصورت کیک تھا جس میں بڑے بڑے
لکھا ہوا تھا۔۔۔۔۔HBD..jaza salar --- لفظوں میں

وہ بچوں کی طرح خوش ہو کر اس کے پاس آئی۔۔۔۔۔ سالار نے اس کے ہاتھ پر
چھری پکڑا کر اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا۔۔۔۔۔

جزانے اس کی طرف دیکھا۔۔۔۔۔ پیپی برتھڈے میری جان۔۔۔۔۔ سالار نے
اس کی آنکھوں پر لب رکھے تو وہ مسکرا کر کیک کاٹنے لگی۔۔۔۔۔

اس نے سالار کی طرف کیک بڑھایا تو سالار نے اس کے ہاتھ سے کیک لے کر
پہلے جزا کو کھلایا۔۔۔۔۔ پھر تھوڑا سا کیک اس کے گال پر لگایا

یہ کیا کیا میرا گال گندا ہو گیا وہ منہ بنا کر بولی۔۔۔ سالار نے اس کا چہرہ اپنی طرف
کیا اور جھک کر اس کے گال اور ہونٹوں پر لگے کیک کو کھانے لگا

سا۔۔۔۔۔ سالار نے گھبرا کر پکارا۔۔۔۔۔ شش سالار اسے گود میں اٹھاتا اندر
بڑھنے لگا۔۔۔۔۔ جزا گھبرا کر اس کی شرٹ تھام چکی تھی
دل کانوں میں دھڑک رہا تھا۔۔۔۔۔
وہ اسے سفید پردوں سے ڈھکے اس خوبصورت بستر پر لٹاتا اپنی شرٹ اتارنے لگا

۔۔۔۔۔ دل اس نرم و نازک پر کشش وجود میں خود کو گم کر دینے کا تھا
جزا اس کو شرٹ اتارتے دیکھ کا پتے وجود سے اٹھ بیٹھی تھی دل کیا وہ اس کی
۔۔۔۔۔ نظروں سے بچ کر کہیں غائب ہو جائے

لیکن اس کی نظریں بہت بے باکی سے جزا کے وجود کے آر پار ہو رہی
تھی۔۔۔۔۔ جزا گھبرا کر ہمت کر کے اٹھی مگر سالار اسے کمر سے پکڑ کر اپنے
ساتھ بستر پر گرا چکا تھا۔۔۔۔۔

اس کے وجود سے اٹھتی مہک پوری طرح سالار کو مدہوش کر رہی
تھی۔۔۔۔۔ جزا کو اس کی دھڑکنیں اپنی پیٹھ پر دھڑکتے محسوس
ہوئی۔۔۔۔۔

سالار نے اس کے بالوں کو مٹھی میں دبوچ کر اس کا چہرہ اپنی طرف کیا اور اس
کے ہونٹوں پر جھک کر ان ہونٹوں کو قید کر گیا۔۔۔۔۔ جزا گھبرا کر اس کے
کندھوں سے تھام چکی تھی۔۔۔۔۔

اس کو ہونٹوں کو آزادی بخشے بغیر وہ اس کی شرٹ کی بٹن پر ہاتھ رکھتا نہیں

جزا اس سے خود کو چھڑا کر دور ہوئی۔۔۔ دل اتنی تیزی سے دھڑک رہا تھا کہ

کہ وہ اپنی ہی دھڑکنوں سے پریشان ہوئی۔۔۔۔۔

سالار اپنے کھر دری ہاتھوں کو اس کی کمر میں باندھ کر اسے بیڈ پر لٹا گیا اور بہت

بے تابی سے اس کی شرٹ کے بٹن کو کھول کر اس کے ہونٹوں پر جھک

کیا

سالار اس کے نچھلے ہونٹ کو اپنے ہونٹوں میں لے کر بری طرح چومنے
لگا۔۔۔۔۔

جبکہ دائیاں ہاتھ جزا کی گردن پر اس کی نرمی کو محسوس کر رہے تھے۔۔۔۔۔
دوسرے ہاتھ کو کندھے کے حدود پار کرتا محسوس کر جزا نے گھبرا کر سالار کا
ہاتھ پکڑ کے روکا تھا۔۔۔۔۔

سالار اس کے دونوں ہاتھوں کو قید کر تاخماری سے اس کی گردن پر جھک
گیا۔۔۔۔۔

وہ اب اپنے لبوں کا لمس رقم کرتا وہ جزا کی سانسیں روکنے کا باعث بن رہا
تھا۔۔۔۔۔

سالار اس کے کندھے سے شرٹ کھسکاتا نیچھے کر گیا۔۔۔۔۔ اور اس کے
خوبصورت خوشبو بکھیرتے وجود میں خود کو گم کرنے لگا۔۔۔۔۔

وہ دونوں ایک دوسرے کی دھڑکنوں کا شور آسانی سے سن رہے
تھے۔۔۔ ایک وجود میں بے تابی تھی تو دوسرا وجود اپنے ہی دھڑکنوں سے
خوفزدہ۔۔۔۔۔

جزا کا وجود اس کے لمس پر بری طرح لرز رہا تھا۔۔۔۔۔
اس کی بے باکی پر جزا نے سسکی بھری تھی جبکہ اس کی گھبراہٹ پر وہ مزید اس کا
دیوانہ ہوتا اس کے وجود پر اپنے لبوں سے مہر لگا رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔
اس کے پیٹ پر سالار کے کھر درے ہاتھ بہت بے باکی سے سفر کر رہے تھے
۔۔۔۔۔

بے باکی سے خود میں گم کرنا چلا گیا۔۔۔۔۔

آپ اس کے حوالے کر گئی تھی۔۔۔۔۔

جیسے جیسے رات گزرتی جا رہی تھی۔۔۔۔۔ سالار خان زادہ

جزا پر اپنا گرفت سخت کرتا گیا۔۔۔۔۔



بابا۔۔۔۔۔منت نے آدم کی گود میں لیتے اسے پکارا جس کی نظریں شفا پر جمی
تھی۔۔۔۔۔

ہمم۔۔۔آدم کی نظریں اب بھی شفا پر ہی تھی جو اپنا نم بالوں کا جوڑا بنائے منت
اور اپنے کپڑے نکال رہی تھی۔۔۔۔۔
کیونکہ رات میں جزا کی برتھڈے پارٹی تھی۔۔۔۔۔

آپ بال بال ممتا تو دیت رہے ہیں۔۔۔۔۔مدے نئی دیت رہے (آپ بار بار ممتا
کو دیکھ رہے ہیں مجھے نہیں دیکھ رہے۔۔۔۔۔منت کے منہ پھلا کر کہنے پر آدم
۔۔۔۔۔سیدھا ہو کر بیٹھا تھا ساتھ میں اسے بھی بٹھالیا

شفا بھی ان کی طرف متوجہ ہو چکی تھی۔۔۔۔۔

میرا بیٹا باا تو آپ کو دیکھ رہے ہیں آپ کی ماما کو تو میں نے دیکھا ہی نہیں

----- اس نے جلدی سے جھوٹ بولا کہیں ناراض نا ہو جائے -----

مما تہتی ہے۔۔۔ دوھٹ بولنا دنا ہے اللہ نالاز ہوتا ہے

(مما کہتی ہیں جھوٹ بولنا گناہ ہے اللہ ناراض ہوتا ہے)

منت نے اپنے باپ کو شرم دلانے کی کوشش کی تو شفا کے ہونٹوں پر مسکراہٹ
بکھر گئی اسے اپنی معصوم بچی پر ٹوٹ کر پیار آیا تھا۔۔۔ جو اس کی سکھائی ہر
بات کو ناصرف سیکھتی تھی بلکہ یاد بھی رکھتی تھی۔۔۔۔۔

شفا کے مسکرانے پر آدم نے اسے گھور کر دیکھا تھا جبکہ دل میں خوشی بھی
ہوئی۔۔۔ شفا کی تربیت پر۔۔۔۔۔



تہوں نئی دیتیں دے (کیوں نہیں دیکھیں گے) اس نے گھور کر اپنے باپ کو دیکھا۔۔۔۔۔

کیونکہ منت کی ممالکل بھی پیاری نہیں ہیں وہ شرارتی مسکراہٹ ہونٹوں پر
سجائے شفا کو دیکھ کر بولا۔۔۔۔۔

جو اپنا کام کرتے ہوئے بھی دھیمی مسکراہٹ کے ساتھ ان کی باتیں سن رہی تھی۔۔۔۔۔

نومیلی مم تب تے پیالی ہے پولی دنیا تے زیادہ پیالی (نومیری مماسب سے پیاری
(ہے پوری دنیا سے زیادہ پیاری)۔۔۔۔۔

وہ اپنے لال پھولے ہوئے گالوں کو مزید پھولا کر آدم کے پاس سے اٹھ کر شفا
سے لپٹ گئی تھی۔۔۔ جو صوفے پر بیٹھی کپڑے طے کر رہی تھی۔۔۔۔۔

شفانے کپڑے سائیڈ پر رکھتے اس کے گالوں کو چٹا چٹ چوم ڈالا۔ تھا۔۔۔۔۔
اور فخر یہ انداز میں آدم کو دیکھا۔۔۔۔۔

کبھی میرے گالوں پر تو یوں مہربان نہیں ہوئیں آپ۔۔۔۔۔ آدم کی بھاری گھمبیر
لہجے پر اس کی پلکیں لرزی تھی۔۔۔۔۔

میں آپ تے نالاز ہوں۔۔۔۔۔ منت نے آدم کو دیکھ کر کہا۔۔۔۔۔

کیوں بھی میں نے کیا کیا۔۔۔۔۔ آدم نے نا سمجھی سے پوچھا

آپ نے میلی ماما تو پیالی نی بولا (آپ نے میری ماما کو پیاری نہیں بولا۔۔۔۔۔ اس
نے زرا ناراضگی سے بولا۔۔۔۔۔)

اچھا منت کی ماما سب سے پیاری ہے۔۔۔۔۔ اوکے اب تو ناراضگی ختم
کرو۔۔۔۔۔ آدم نے اس چھوٹی سی لڑکی سے معافی مانگی۔۔۔۔۔ جو ماں کی موجودگی
میں باپ کو بھول جاتی تھی۔۔۔۔۔ اور اس کی ہر بات پر نقص نکال رہی
تھی۔۔۔۔۔

آئسٹریم پر مانوں دی۔۔۔۔ اس کی شرط پر آدم نے اسے گھورا تھا جو اتنی سی عمر
میں بھی اپنا فائدہ نکال رہی تھی۔۔۔۔۔

میں بھی گول گپے کھاؤں گی منت کے ساتھ ساتھ شفا نے بھی موقع سے فائدہ
اٹھانا ضروری سمجھا۔۔۔۔۔

بلکل نہیں گلا خراب ہو جائے گا۔۔۔۔ آدم نے قطعی طور پر منع کیا۔۔۔۔۔

اوکے ہم بھی نہیں مانے گے چلو منو ہم چلے جاتے ہیں۔۔۔۔۔ اس کے منع
کرنے پر شفا بھی اترا کر منت کا ہاتھ تھامتی اٹھی۔۔۔۔۔ جس کا مطلب تھا
۔۔۔۔۔ جب تک آئسٹریم اور گول گپے نہیں کھلائیں گے ہم نہیں مانیں گے

اچھا ٹھیک ہے بٹ رات میں۔۔۔۔۔ بر تھڈے سیلبرشن کے بعد۔۔۔۔۔ آدم
نے ان کی ناراضگی سے بچنے کے لئے ماننا ہی ضروری سمجھا۔۔۔۔۔

آپ تب سے بیت بابا ہو (آپ سب سے بیسٹ بابا ہو) منت نے خوش ہو کر
اس کے گال پر لب رکھے تھے۔۔۔۔۔



چھوڑیں مجھے ورنہ اب میں سچ میں رو دوں گی۔۔۔۔۔ آیت نے اس کے سینے پر
مکے برساتے کہا۔۔۔ جس نے اس کا جینا حرام کر رکھا تھا۔۔۔۔۔ اسے اپنے اس
دن کے فیصلے پر پچھتاوا ہوا تھا جب وہ اسے منانے کے لیے پاکستان سے دیئی آئی

تھی۔۔۔۔۔ پورے دو ہفتے سے وہ بچاری اپنی مرضی سے ناسو پائی نا جاگ
پائی۔۔۔۔۔

دو ہفتے پہلے۔۔۔۔۔

اپنا بہت خیال رکھنا وہاں پہنچتے ہی مجھے کال کرنا اور یہ ڈرائیور تمہیں لینے آئے گا
یہ تمہیں بالاج کے فلیٹ تک چھوڑ کے آئے گا۔۔۔۔۔ پریشان مت ہونا۔۔۔۔۔

Novelistan

آدم اسے ایئر پورٹ پر چھوڑا تاہم اسے سمجھانے لگا۔۔۔۔۔ ٹھیک ہے
بھائی۔۔۔۔۔ میں پہنچ کر آپ کو فون کر دوں گی۔۔۔۔۔

فلائٹ کی آناؤنسمنٹ پر وہ اپنا سوٹ کیس گھسیٹتے ہوئی اندر بڑھ گئی۔۔۔۔۔

اس کے اندر جاتے ہی سالار بھی اپنے ہاتھ میں پاسپورٹ اور ٹکٹ لئے آدم کی
----- طرف آیا تھا

او کے اپنا اور آیت کا خیال رکھنا۔۔۔۔۔ آدم اس سے مل کر بولا۔۔۔۔۔
وہ لوگ آیت کو اکیلے بھیجنے کے حق میں نہیں تھے اور آیت اکیلے جانا چاہتی
تھی۔۔۔۔۔ اس لئے سالار بنا اسے بتائے۔۔۔۔۔ اس کے ساتھ جا رہا تھا
۔۔۔۔۔ وہ اپنی آنکھوں کے سامنے اپنی بہن کو اس کے اصل مقام تک پہنچا کر
آنا چاہتا تھا۔۔۔۔۔

اس کے بعد سالار اس کے بالاج کے فلیٹ تک پہنچنے تک اس کے پیچھے رہا بعد
میں وہاں سے کچھ شاپنگ کر کے پاکستان کی فلائٹ پکڑ کے واپس پاکستان روانہ
ہو گیا تھا۔۔۔۔۔

آیت نے لرزتے دل کے ساتھ بیل پر ہاتھ رکھنا چاہا۔۔۔ لیکن کھلا دروازہ دیکھ
کر وہ آہستہ قدم اٹھاتی اندر بڑھی۔۔۔۔ اس نے اپنے آنے کا شاہ مینشن میں
بھی کسی کو نہیں بتایا تھا۔۔۔۔۔

کیونکہ وہ بالاج کو خود منالینا چاہتی تھی۔۔۔۔ فلیٹ پورا اندھیرے میں ڈوبا ہوا
تھا۔۔۔ لیکن آدم نے کہا تھا اس کے فلیٹ میں اس کے علاوہ کوئی نہیں ہو گا
اس لئے اس نے تسلی کے ساتھ ابھی پہلا قدم اندر رکھا ہی تھا کہ اچانک کسی نے
اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر کھینچ کر اس کے منہ پر ہاتھ رکھا تھا۔۔۔۔۔

اندھیرے کے باوجود وہ بالاج شاہ کے لمس اور خوشبو سے اسے پہچان چکی
تھی۔۔۔۔

کے ننھنوں سے ٹکرائی تھی۔۔۔۔۔ کیوں آئی ہو۔۔۔ بالاج کی لڑکھڑاتی
آواز سن کر اسے ایک جھٹکا لگا تھا۔۔۔ اسے سمجھنے میں سیکنڈ سے بھی کم وقت لگا
تھا کہ اس نے شراب پی ہے۔۔۔۔۔

اندھیرے کے باوجود وہ بالاج شاہ کے لمس اور خوشبو سے اسے پہچان چکی
تھی۔۔۔۔

لیکن ایک عجیب سی بدبو بھی اس کے نتھنوں سے ٹکرائی تھی۔۔۔۔۔ کیوں
آئی ہو۔۔۔ بالاج کی لڑکھڑاتی آواز سن کر اسے ایک جھٹکا لگا تھا۔۔۔ اسے
سمجھنے میں سیکنڈ سے بھی کم وقت لگا تھا کہ اس نے شراب پی ہے۔۔۔

ہمممہ آیت بولنے کے لئے پھڑپھڑانے لگی۔۔۔ کیونکہ بالاج شاہ کے مضبوط ہتھیلی نے اس کے منہ پر کفل لگایا ہوا تھا۔۔۔

----- بالاج نے اس کے منہ سے ہاتھ ہٹایا

وہ گہری گہری سانسیں بھرنے لگی۔۔۔۔ وہ جو بہت ہمت سے اکیلے پاکستان سے
دبئی آگئی تھی صرف اپنے شوہر کو منانے کے لئے۔۔۔۔۔ بالاج شاہ کونشے
میں دھت دیکھ کر اس کی ساری ہمت جواب دے گئی تھی۔۔۔۔۔

وہ اس وقت خود کو بہت بے بس محسوس کر رہی تھی۔۔۔۔۔
کیا لینے آئی ہو ایک قاتل کے پاس۔۔۔۔۔ وہ جب دوبارہ بولا تو لہجہ انتہائی سرد
تھا۔۔۔۔۔

جبکہ آیت اندھیرے میں بھی اس کی سرد آنکھوں کی تپش خود پر محسوس کر
رہی تھی۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ وہ۔۔۔۔۔ میں۔۔۔۔۔ وہ کچھ بول نہیں پارہی تھی

جبکہ وہ اس وقت بری طرح خوفزدہ تھی۔۔۔۔۔

میں نے۔۔۔ غلط۔۔۔ کیا۔۔

نہیں تم نے بالکل صحیح کیا تم غلط کیسے غلط کر سکتی ہو۔۔۔۔۔ تم نے مجھ پر اپنے بھائی

۔۔۔۔۔ کو ترجیح دی گڈ

اب جاؤ مجھے تمہاری ضرورت نہیں۔۔۔۔۔ اب کی بار اس کے لہجے میں

لڑکھڑاہٹ بالکل نہیں تھی وہ ہوش میں ہوتی تو جان پاتی۔۔۔۔۔

Novelistan

پلیز ایسا مت کہیں۔۔۔۔۔ میں واپس نہیں جاؤں گی۔۔۔۔۔ وہ اندھیرے میں ہی

اس کے چہرے کو تھام چکی تھی۔۔۔۔۔

بالاج نے اس کے دونوں ہاتھ جھٹکے اور جا کر لائٹ جلادی۔۔۔۔۔

ہال میں ہوتی روشنی نے دونوں کو ہی ٹھٹکنے پر مجبور کیا تھا۔۔۔۔۔ کیونکہ آیت اس وقت بلیک لونگ شیفون کے فراک میں اپنی دمکتی رنگت کے ساتھ ہونٹوں پر۔۔۔۔۔ ریڈ لپ اسٹک سجائے اسے زیر کرنے کا سارا سامان کر کے آئی تھی

نیچے اس کے پیروں کے پاس اس کی چادر گری ہوئی تھی جو شاید وہ پہن کر آئی تھی۔۔۔۔۔

جبکہ آیت اس وقت گرے ٹی شرٹ میں وائٹ ٹراؤزر پہنے کبجول حالت میں تھا۔۔۔۔۔ ہمیشہ کے برعکس

جبکہ سامنے رکھی ٹیبل پر شراب کی بوتل کے ساتھ گلاس رکھی ہوئی تھی۔۔۔۔۔

لیکن وہ کہیں سے بھی اسے اس وقت نشے میں نہیں لگا۔۔۔۔

ہو گیا معائنہ تو اب نکلویہاں سے۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ بالاج اسے ہر چیز کو غور سے دیکھتے دیکھ کر دھاڑا تھا



آیت اپنی جگہ سے اچھلی تھی۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ مگر اگلے ہی پل سنبھل کر اس کی طرف بڑھنے لگی

میں کیا بکواس کر رہا ہوں تمہیں سمجھ نہیں آرہی

آئی سیڈ گیٹ آؤٹ۔۔۔۔۔ وہ اتنی زور سے چیخا کہ آیت کا اپنی ٹانگوں پر
کھڑے رہنا مشکل ہو گیا۔۔۔۔۔

ب۔۔۔۔۔ بالاج۔۔۔۔۔ پلیز۔۔۔۔۔ میری۔۔۔۔۔ آنسو کا گولا حلق میں اٹک گیا تھا۔۔۔۔۔
جسٹ شٹ اپ۔۔۔۔۔ مجھے کچھ نہیں سننا جاؤ تم اپنے بھائیوں کے پاس جن
کے ساتھ تم خوش رہتی ہو کیونکہ میں نا صرف ایک قاتل ہوں بلکہ انسان
کہلانے کے لائق ہی نہیں۔۔۔۔۔ وہ تلخی سے بولتا گلاس اٹھا کر سامنے دیوار پر
دے مارا تھا۔۔۔۔۔

اس وقت وہ اپنے ہوش میں ہی نہیں تھا۔۔۔۔۔ اس نے کبھی بھی سالار کی
وجہ سے آیت کو تکلیف نہیں دی تھی۔۔۔۔۔ وہ سالار کی دشمنی سے ہٹ کر اس
کے ساتھ ایک اچھی زندگی گزارنا چاہتا تھا۔۔۔۔۔

لیکن آیت ہمیشہ ان کے بچ اپنے بھائیوں کو لائی تھی۔۔۔۔۔

ناصر ف لائی تھی بلکہ سارے گھر والوں کے سامنے اس پر الزام لگا کر تھپڑ دے
مارا تھا۔۔۔۔۔

وہ اپنی محبت کی وجہ سے مجبور ہو گیا تھا ورنہ وہ خود کو تھپڑ مارنے والے کا ہاتھ جڑ
سے اکھاڑ دیتا۔۔۔۔۔



میں مانت۔۔۔۔۔

بالاج اس کے بولنے سے پہلے ہی اس کا بازو پکڑ کر کھینچتے ہوئے باہر لے جانے
لگا۔۔۔۔۔ اس کو یقین تھا خانزادے کبھی بھی اپنی بہن کو اکیلے نہیں بھیجیں گے
ضرور ان میں سے کوئی اس کو چھوڑنے ضرور آیا ہو گا۔۔۔۔۔

کیونکہ جتنا غصہ اسے آیت پر تھا اسے امید تھی وہ کچھ غلط کر جائے جس کا بعد
میں صرف پچھتاوا ہی ہو گا۔۔۔۔۔ اس لئے وہ اسے وہاں سے بھیج دینا چاہتا
تھا۔۔۔۔۔

اچانک آیت کچھ نا سمجھتی جھٹکے سے اس سے اپنا ہاتھ چھڑاتی اس کے ہونٹوں پر
جھک گئی تھی۔۔۔۔۔

یہ سب اتنا اچانک ہوا کہ بالاج شاہ جیسا مضبوط شخص بھی شاکڈ میں جا چکا
تھا۔۔۔۔۔

اسے آیت جیسی شرمیلی لڑکی سے ان سب کی امید نہیں تھی۔۔۔۔۔

آیت اپنی ایڑھیوں کو اوپر کو اٹھائے۔۔۔۔ اس کے بالوں کو دونوں ہاتھوں میں
بھینچے اس کے ہونٹوں پر اپنے لب رکھ کر اپنے لمس سے بالاج کا غصہ ٹھنڈا
کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔۔۔

اور ایسا ہوا بھی۔۔۔۔ اس کے لمس سے بالاج شاہ کی آنکھوں میں موجود غصہ
۔۔۔۔۔ خماری میں بدلنے لگا

آیت کے دور ہونے سے پہلے ہی وہ اس کی کمر میں ایک بازو جمائل کرتا
دوسرے ہاتھ سے اس کے لمبے بالوں کو مٹھی میں جھکڑے بری طرح ان
ہونٹوں کو دانتوں میں دبوچ گیا تھا۔۔۔۔۔

کوئی نرمی نہیں تھی جیسے اس کی ہر غلطی کی سزا اپنے لبوں سے دینے کا ارادہ
ہو۔۔۔۔۔

آیت کو اپنے منہ میں خون کا ذائقہ محسوس ہوا مگر وہ پھر بھی بالاج کی ناراضگی
کے ڈر سے اس سے دور نہیں ہوئی۔۔۔۔۔

آخر اپنی سانسوں کو سکون دے کر وہ اس کے ہونٹوں کو آزادی بخشا اس کے
ماتھے سے ماتھا ٹکا گیا۔۔۔۔۔

دونوں ہی اپنی اپنی سانسیں سنبھالنے کی کوشش کر رہے تھے۔۔۔۔۔ بالاج کی
گرم سانسوں کی تپش سے آیت نے اپنا حلق تر کیا۔۔۔۔۔
کیوں آئی ہو۔۔۔۔۔ اس کا سوال اب بھی وہی تھا نا جانے کیا سنا چاہتا
تھا۔۔۔۔۔

میں نے آپ کے ساتھ غلط کیا مجھے احساس ہے۔۔۔۔۔ وہ دھیرے سے
بولی۔۔۔۔۔

او کے اب چلی جاؤ۔۔۔ وہ سرد لہجے میں بولا۔۔۔ جب کے ہاتھ اب بھی آیت
۔۔۔ کی کمر کے گرد لپٹا ہوا تھا

میں۔۔۔ نہیں جانا چاہتی۔۔۔ اس کی آواز اتنی دھیمی تھی کہ بالاج کا چہرہ اگر
اس کے چہرے کے پاس نہ ہوتا تو وہ سن نہ پاتا۔۔۔

اس کی بات پر بالاج نے اس کے بالوں میں گرفت سخت کی تھی۔۔۔
کیوں نہیں جانا چاہتی۔۔۔ دونوں کی آنکھیں اس وقت بھی بند تھی۔۔۔ مگر
ایک دوسرے کی سانسوں سے انہیں اپنا چہرہ جھلستا ہوا محسوس ہوا۔۔۔
آ۔۔۔ آپ کے ساتھ رہنا چاہتی ہوں۔۔۔ آخر وہ ڈرتے ڈرتے بولی۔۔۔

جانتی ہونا کتنا خطرناک ہوں میں۔۔۔۔ اگر میرے ساتھ رہی ہو تمہاری سانسیں
تنگ کر دوں گا۔۔۔۔ بالاج اس کے نچلے لب کو انگوٹھے سے مسلتا اسے لرز نے
پر مجبور کر گیا۔۔۔۔۔

بولو۔۔۔۔ آیت کی خاموشی پر اس نے آنکھیں کھول کر دیکھا۔۔۔۔ جو اس کی
باتوں پر سرخ پڑتی چہرہ مزید جھکا گئی تھی۔۔۔۔ بالاج اسے چھوڑ کر تھوڑا دور
ہوا۔۔۔۔

آیت نے اسے دور جاتے دیکھا تو گھبرا کر اس کے پاس آئی وہ اتنی دور آ کر اسے
منائے بغیر نہیں جاسکتی تھی۔۔۔۔۔

مجھے۔۔۔۔ قبول۔۔۔۔ ہے۔۔۔۔۔ وہ اس کی شرٹ سینے سے مٹھی میں بھینچ کر
۔۔۔۔۔ دھیمی آواز میں سرگوشی کر گئی

آج تو وہ اپنی بیوی کا الگ ہی روپ دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔ وہ اسے اٹھا کر صوفے پر
پھٹک کر خود اس پر جھک گیا تھا۔۔۔۔۔ قطرہ قطرہ اس کی سانسوں میں اپنی
سانسیں اندھیلتا وہ اسے کانپنے پر مجبور کر گیا۔۔۔۔۔

کیوں رہنا چاہتی ہو میرے پاس۔۔۔۔۔ وہ اس کی گردن پر لب پھیرتے دھیمی
آواز میں پوچھنے لگا۔۔۔۔۔
آیت نے سسکی بھری تھی۔۔۔۔۔ بولو۔۔۔۔۔ وہ اس کی گردن پر سختی سے دانت
۔۔۔۔۔ گاڑھ کر بولا

پتہ نہیں۔۔۔۔۔ وہ درد سے مچلی تھی۔۔۔۔۔ تو کیوں آئی ہو میرا سکون برباد
کرنے۔۔۔۔۔ وہ اس کی توڑی پر دانت گاڑھتا اس سے پوچھنے لگا۔۔۔۔۔

نہیں نہیں رہ پ۔۔۔ ارہی۔۔۔ آپ کے بنا۔۔۔۔۔ وہ اظہار کر کے اس اس کی
گردن پر منہ چھپا گئی۔۔۔۔۔

بالاج تو اس کی اظہار پر اندر تک سرشار ہوا تھا۔۔۔۔۔ فرجاد اسے شام کو ہی بتا
چکا تھا آیت کے آنے کا۔۔۔۔۔ تب سے وہ بہت بے تابی سے اس کا انتظار کر رہا
تھا۔۔۔۔۔ اس نے خود کو سکون دینے کے لئے شراب پینے کی کوشش کی مگر
۔۔۔۔۔ نہیں پی سکا

اب اس کے اظہار پر وہ خود کو ہواؤں میں محسوس کر رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔

بالاج جلدی سے اسے اٹھا کر کمرے میں گیا وہاں بیڈ پر لٹا کر دوبارہ باہر چلا
گیا۔۔۔۔۔ آیت بری طرح لرز رہی تھی۔۔۔۔۔

تھوڑی دیر بعد وہ شرٹ لیس کمرے میں داخل ہو کر دروازہ بند کر

گیا۔۔۔۔۔۔ آیت اس کے ارادے جان کر گھبرا کر دور ہوئی

تھی۔۔۔۔۔۔ اس کے چھ فٹ سے نکلتا قد آور کسرتی جسامت دیکھ آیت کو

اپنی ٹانگوں سے جان نکلتی محسوس ہوئی۔۔۔۔۔۔

اس کی آنکھیں میں خماری بھر گئی تھی۔۔۔۔۔۔

آیت نے اپنے گھٹنوں کو لپیٹ کر خود کو چھپانے کی کوشش کی کیونکہ اس کی چادر

اور دوپٹہ باہر ہی گر چکا تھا۔۔۔۔۔۔ اس شیفون کے اس فٹنگ فرائ میں اس کا

سراپا واضح ہو رہا تھا۔۔۔۔۔۔

جبکہ اسے اس حالت میں دیکھ کر بالاج کی آنکھوں میں نشہ سا بھرنے لگا

تھا۔۔۔۔۔۔

تم پر اور تمہاری سانسوں پر کس کا حق ہے۔۔۔۔۔ بالاج اسے کھینچ کر بیڈ پر لٹا کر
۔۔۔۔۔ خود اس پر جھک کر کان میں سرگوشی میں پوچھنے لگا
آ۔۔۔۔۔ آپ کا۔۔۔۔۔ وہ گھبرا کر بولی۔۔۔۔۔ جبکہ جسم الگ لرز رہا تھا اس کے لمس
پر۔۔۔۔۔

تم مجھ پر ان سالوں کو ترجیح نہیں دو گی۔۔۔۔۔ اب کے وہ اپنی بیئر ڈاس کے گال
پر رگڑتا سنجیدگی سے بولا۔۔۔۔۔

آپ ان کو گالی دے رہے۔۔۔۔۔ وہ اس کو دیکھ کر گھور کر بولی۔۔۔۔۔

میں نے گالی کب دی۔۔۔۔۔ بالاج نے نا سمجھی سے پوچھا۔۔۔۔۔ اسے سب
سے زیادہ مسئلہ ہی ان سالوں سے تھا پھر بھی وہ بڑی مشکل سے خود کو گالی دینے
سے روکتا تھا۔۔۔۔۔ لیکن اس کی بیوی اس پر ہر بار بے وجہ الزام لگا دیتی
تھی۔۔۔۔۔

ابھی آپ نے سالا کہا۔۔۔۔ اس نے جیسے بالاج کی عقل پر ماتم کیا۔۔۔۔۔

تو سالا لے کو سالا ہی کہوں گا خالہ تو کہنے سے رہا۔۔۔۔ بالاج نے ناک سے مکھی

اڑائی۔۔۔۔۔

آپ ان کو بھائی بھی بول سکتے ہیں نام بھی لے سکتے ہیں۔۔۔ آیت نے اسے

سمجھانا چاہا۔۔۔۔۔

دماغ مت خراب کرو۔۔۔۔ ان سالوں کا نام لے کر وہ ناگواری سے بول کر اس

۔۔۔۔ کی گردن پر جھک گیا تھا

اس نے کانپتے ہاتھوں سے بالاج کا سر پکڑ کر خود سے دور کرنے کی کوشش کے

۔۔۔۔ مگر وہ اور زیادہ اس کی گردن پر مزید لبوں سے مہر لگانے لگا

دونوں کے دلوں کی دھڑکنیں اس وقت بہت تیزی سے دھڑک کر ایک الگ ہی
--- شور برپا کر رہی تھیں

آیت ہلکان ہوتی گھرے گھرے سانس لینے لگی تھی۔۔۔۔۔ بالاج اسکی گردن کو
بری طرح لال کر چکا تھا۔۔۔۔۔

بالاج۔۔۔۔۔ اس نے تڑپ کر پکارا۔۔۔۔۔ مگر بالاج اس کی سن ہی کہاں رہا
تھا۔۔۔۔۔ وہ تو اس کے وجود میں بری طرح گم ہو کر اسے پاگل کر رہا
تھا۔۔۔۔۔
وہ چاہ کر بھی احتجاج نہیں کر پار ہی تھی۔۔۔۔۔

بالاج نے اس کی پیٹھ پر ہاتھ کے جھٹکے سے دوری کھینچی تھی۔۔۔۔۔
جس کی وجہ سے اس کا گہرا گلا مزید گہرا ہو گیا تھا۔۔۔۔۔

بالاج خمار آلود نگاہوں سے اسے دیکھتا ہاتھ بڑھا کر لائٹ آف کرتا اس پر جھک
کر جا بجا اس کی گردن پر لمس چھوڑنے لگا۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ اس کی بے باک جسارت پر آیت نے سسکی بھری تھی
بالاج۔۔۔۔۔ وہ گھبرا کر اسے پکار بیٹھی تھی۔۔۔۔۔

شش... اب میری محبت میں تم اتنی محنت سے پاکستان سے دبئی تک آگئی ہو تو
کچھ محبت مجھے بھی تو کرنے دو۔۔۔۔۔

وہ بے باکی سے اس کی آنکھوں میں دیکھتا اس کی کمر پر جھک گیا۔۔۔۔۔ وہاں بھی
وہ اپنے لبوں سے مہر لگانے لگا۔۔۔۔۔

وہ اس کی گرفت میں پھڑپھڑا کر رہ گئی تھی۔۔۔۔۔ اسے بالاج سے کبھی بھی اتنی
بے باکی کی امید نہیں تھی شرم و حیا کے مارے اس سے کچھ بولا بھی نہیں جا رہا
تھا۔۔۔

جتنی بے قراری سے بالاج شاہ اسے چھو رہا تھا اس کے بعد اس نے آیت کو کچھ
۔۔۔ سوچنے کا موقع نہیں دیا

پوری رات وہ اپنی دیوانگی اور سرگوشی سے اس کی جان ہلکان کر رہا



مزید ایک ہفتہ اس کی قربت میں گزار کر آیت بالاج کے ساتھ شاہ مینشن آگئی
تھی۔۔۔۔۔ لیکن جتنی بار وہ اپنے فیصلے پر پچھتا سکتی تھی پچھتائی۔۔۔ کیونکہ بالاج
۔۔۔۔۔ شاہ اتنے ہی دنوں میں اسے ناکوں چنے چبوا چکا تھا

اسے سکون سے سانس تک نہیں لینے دیتا تھا۔۔۔۔۔

اس دوران وہ دوبار خانزادہ ہاؤس بھی جا چکی تھی
سب اسے خوش دیکھ کر بہت خوش تھے۔۔۔۔۔

Novelistan

آج اسے جزا کی برتھڈے کے لئے خانزادہ مینشن جانا تھا مگر بالاج نے دن میں
بھی آپ ی بے باکی سے اس کی جان ہلکان کر رکھی تھی۔۔۔۔۔

اگر اب آپ نے مجھے نہیں چھوڑا میں اماں جان کے پاس چلی جاؤں
گی۔۔۔۔ اس نے غصے سے سرخ چہرے کے ساتھ سے دھمکی دی
تھی۔۔۔۔۔

جا کر دکھاؤ۔۔۔۔ وہ مزید اس کی گردن پر اپنے لبوں سے نشان
ڈالتا۔۔۔۔ اس کی بولتی بند کر گیا تھا۔۔۔۔۔

اچانک فون کی بٹی بیل نے اس کا موڈ خراب کیا پہلے تو وہ دوبارہ گنور کرتا رہا لیکن
تیسری بیل پر ناچاہتے ہوئے بھی فون اٹھا گیا۔۔۔۔۔

کیا مسئلہ ہے سکون نہیں ہے تمہیں۔۔۔۔ کال اٹھاتے ہی اس نے فرجاد کو جھڑکا
تھا۔۔۔۔۔

آیت موقع دیکھتے بھاگ کر واش روم میں بند ہوئی تھی۔۔۔۔

اب آپ دن میں بھی کمرے میں گھسے رہیں گے تو مجھے ہی کال کرنی پڑے گی۔۔۔۔ اس نے شرارتی انداز میں کہا تو فون کو کان سے ہٹا کر گھورا تھا۔۔۔۔

کیا موت پڑی ہے۔۔۔۔ اس نے سنجیدگی سے کہا۔۔۔۔
مجھے ہانی کو ڈاکٹر کے پاس لے کر جانا ہے۔۔۔۔ پلیز آج کی ملک یزادن کے ساتھ
۔۔۔۔ والی میٹنگ آپ اٹینڈ کر لینا

وہ مسکین شکل بنا کر بولا۔۔۔۔

شرم سے ڈوب مرو تم خود مجھ سے چھوٹا ہو کے باپ بننے جا رہا ہے۔۔۔

اور مجھے کوشش بھی نہیں کرنے دیتا۔۔۔۔۔ بالاج کی بات پر فرجاد کا قہقہہ گونجا
تھا۔۔۔۔۔

جسے سن کر بالاج منہ بنا کر فون بند کر گیا۔۔۔۔۔

کچھ دن پہلے ہی شاہ مینشن والوں کو ہانیہ کی طرف سے خوشخبری ملی

تھی۔۔۔۔۔ سب بے انتہا خوش تھے۔۔۔۔۔

ایک بالاج ہی تھا جسے آیت کو تنگ کرنے کا ایکسٹرا موقع مل گیا تھا۔۔۔۔۔

Novelistan



خانزادہ مینشن کے گارڈن کو بہت خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔۔۔۔۔

سالار دوپہر میں ہی جزا کو گھر لے کر آچکا تھا۔۔۔۔۔ ان دونوں کو خوش دیکھ کر

۔۔۔۔۔ فروا بیگم اور سجدہ بیگم نے بہت ساری دعائیں دی تھیں

۔۔۔۔۔۔۔ اس ایونٹ میں صرف فیملی والے ہی شامل ہو رہے تھے

فریحہ بھی اپنے شوہر اور بیٹے کے ساتھ صبح سے آچکی تھی۔۔۔

آج تو شہریار آفندی بھی پورے دو سال بعد اپنی بیوی کے ساتھ آنے والا
تھا۔۔۔۔۔

شفاء۔۔۔۔۔
Novelistan

اپنی شرٹ کے بٹن بند کرتا ہوئے آدم نے اسے پکارا جو پنک کالر کے گلابی
فراک میں لائٹ سی جیولری پہنے ہلکے سے میک اپ میں بے حد حسین لگ رہی
تھی۔۔۔۔۔

گلے میں اس کی گفٹ کی ہوئی گولڈ کی چین پہنی ہوئی تھی۔۔۔۔۔

جی۔۔۔ اس نے مصروف انداز میں کہا۔۔۔۔

آپ ساڑھی کیوں نہیں پہنتی۔۔۔۔ اس نے شفا کو نظروں کے حصار میں
رکھتے پوچھا ساتھ ساتھ وہ تیار بھی ہو رہا تھا۔۔۔۔

شفا نے چونک کر اسے دیکھا۔۔۔۔۔ کیونکہ اس میں جسم نمایاں ہوتا
ہے۔۔۔۔ اس نے سادگی سے جواب دیا۔۔۔ اور جلدی جلدی ساری چیزیں
سمیٹنے لگی۔۔۔۔

آدم خانزادہ کی محبت میں وہ مزید حسین ہو گئی تھی۔۔۔۔۔
اس نے شفا کو اتنی محبت دی تھی کہ وہ کچھ اور سوچ ہی نہیں پاتی تھی۔۔۔۔۔

آدم نے اپنی معصوم بیوی کو دیکھا جو سادگی میں بھی بے حد حسین لگتی تھی اور
اب تو اس کی قربت میں مزید نکھر گئی تھی۔۔۔۔۔

آدم نے اس کھینچ کر اپنے حصار میں لیا۔۔۔۔۔ شفا نے اس کے کھینچنے پر گھبرا کر اس کے کندھے کو تھاما تھا۔۔۔

۔۔۔۔۔ لیکن میں آپ کو ساڑھی میں دیکھنا چاہتا ہوں
آدم گھمبیر لہجے میں بول کر اس نے اپنا پسندیدہ پرفیوم اٹھایا اور اس پر اور خود پر
ڈھیر سارا اسپرے کیا۔۔۔

مگر۔۔۔ مجھے۔۔۔ شرم آتی ہے۔۔۔



شفا کی پلکیں حیا کے مارے سجدہ ریز ہوئیں تھیں۔۔۔۔۔ گال لال ٹماٹر کی طرح
سرخ ہو گئے تھے۔۔۔۔۔

مجھ سے کیسی شرم۔۔۔۔۔ آدم نے اس کی گردن پر جھک کر ایک گہری سانس

لی۔۔۔۔۔

کیونکہ آپ تنگ کرتے ہیں۔۔۔۔۔ شفا نے آنکھیں میچ لیں تھیں

آپ تو ایسے ہی میری جان نکال رہی ہیں۔۔۔۔۔ وہ خمار آلود لہجے میں بول کر اس

کے ہونٹوں پر جھک گیا۔۔۔۔۔ اس کے ہونٹوں کی نرمی کو اپنے ہونٹوں

سے محسوس کر کے وہ اندر تک سرشار ہوا

Novelistan

جبکہ شفا گھبرا کر اس کی شرٹ کالر سے تھامتی اس کے سہارے کھڑی ہو گئی

تھی۔۔۔۔۔

اس کا ارادہ تو مزید بھی کچھ کرنے کا تھا کیونکہ آج کل منت کی وجہ سے وہ بہت کم ہی اس کے ہاتھ آتی تھی اور رات کی ڈیوٹی ہونے کی وجہ سے وہ اسے رات میں ---- بھی میسر نہیں ہوتی تھی

بچہ اس کے ہونٹوں آزادی بخشتا گردن پر جھکنے ہی لگا تھا کہ ملازمہ کی آواز پر سخت جھنجھلا گیا۔۔۔۔

سر شہریار سر آچکے ہیں آپ کو بلارہے ہیں۔۔۔۔ ملازمہ کی آواز پر اس نے زیر لب شہریار کو بہت ساری گالیوں سے نوازا۔۔۔ جبکہ شفا ہونکوں کی طرح --- اس کو دیکھ رہی تھی

آدم اچانک اس کے ہونٹوں پر جھکا اور بری طرح اس کے ہونٹوں کے سارے رنگ چہرا کر دور ہوا تھا۔۔۔۔

شفا کے گلے میں سانس اٹکی تھی اس کے دور ہوتے ہی وہ کھانسنے لگی۔۔۔۔۔ آدم
مسکراتے ہوئے اپنی شرٹ صحیح کرتا باہر نکل گیا۔۔۔۔۔
اس کے جاتے ہی شفا نے دروازے کو ایسی نظروں سے گھورا جیسے وہاں آدم
کھڑا ہو۔۔۔۔۔

جلدی سے اٹھ کر اپنا حلیہ درست کیا۔۔۔ اور دوپٹہ اچھے سے پھیلا کر باہر نکل
آئی۔۔۔۔۔



جزا پیچ کلر کی برائڈل فراک میں تیار بالوں کامیابی جوڑا بنائے گلے میں باریک
ڈائمنڈ کاسیٹ پہلے کوئی دلہن لگ رہی تھی۔۔۔۔۔

جبکہ پہلی بار شرم کے مارے اس سے چہرہ نہیں اٹھایا جا رہا تھا۔۔۔۔۔
وہ تو برتھڈے سیلیبرٹ کرنے کے حق میں بھی نہیں تھی۔۔۔۔۔ لیکن سالار
نے سارا رینجمنٹ کروایا تھا۔۔۔۔۔ اور سب کی خوشی کے لئے وہ مان گئی۔۔۔

کل سالار نے جس طرح سے اپنی محبت کا اظہار کیا تھا وہ سوچ کر ہی صبح سے ایک
شرمیلی مسکراہٹ اس کے چہرے پر سجی تھی۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ سب کے آنے پر وہ عقیدت کے ساتھ باہر آگئی

اس وقت بھی کمرے میں بند ہو کر کیا کر رہا تھا۔۔۔۔۔ شہریار اس سے ملتے

۔۔۔۔۔ سنجیدگی سے پوچھنے لگا

جو تو بھابھی کے ساتھ کرتا ہے۔۔۔۔۔ آدم نے سنجیدگی سے غیر سنجیدہ جواب

دیا۔۔۔۔۔ شہریار نے اس کی کمر پر مکا جھڑا تھا۔۔۔۔۔

تب تک شفا بھی منت کا ہاتھ پکڑے گا رڈن میں آچکی تھی۔۔۔۔۔ اس نے شہریار

کو سلام کیا۔۔۔۔۔ تو اس نے مسکرا کر سلام کا جواب دیا۔۔۔۔۔ اور منت کو ایک

نظر دیکھ کر عالیہ (شہریار کی وائف) کو اشارے سے اپنے پاس بلایا تو بھی وہاں

۔۔۔۔۔ آگئی۔۔۔۔۔ شفا نے مسکرا کر اس کو سلام کیا

و علیکم السلام۔۔۔۔۔ کیسی ہیں آپ؟ عالیہ نے اس چھوٹی سی لڑکی کو دیکھ کر

۔۔۔۔۔ محبت سے پوچھا

میں بلکل ٹھیک ہوں آپ کیسی ہیں۔۔۔۔۔ شفا نے مسکراتے ہوئے
پوچھا۔۔۔۔۔

میں بھی بلکل ٹھیک یہ لٹل پرنسس آپ کی ہے۔۔۔۔۔ عالیہ نے منت کے گال
کو چھو کر پوچھا۔۔۔۔۔

جی میری بیٹی ہے منت۔۔۔۔۔ منت آنٹی کو سلام کرو۔۔۔۔۔ اس نے
منت سے کہا تو وہ شرماکر ماں کے دوپٹے من کے آگے کر گئی۔۔۔۔۔ جس کا
مطلب تھا اسے شرم آرہی ہے۔۔۔۔۔

سب کے چہرے پر مسکراہٹ بکھر گئی۔۔۔۔۔ ادم نے اسے گود میں اٹھالیا

۔۔۔۔۔

منت یہ آپ کے ماموں ہیں سلام کریں۔۔۔۔۔ آدم نے اسے شہریار کے
سامنے کرتے کہا تو شفا نے نا سمجھی سے اس کو دیکھا
جبکہ شہریار چہرہ سنجیدہ تھا۔۔۔۔۔

آدم کے کہنے پر منت نے ہاتھ آگے کیا۔۔۔ جسے شہریار نے فرط جذبات سے
تھام کر چوم لیا۔۔۔۔۔
وہ شرمناک جلدی سے اپنا ہاتھ کھینچ گئی۔۔۔ جبکہ شفا ابھی تک کنفیوز سی کھڑی
تھی۔۔۔۔۔

بالاج شاہ کو اپنی فیملی کے ساتھ آتے دیکھ سب اس کی طرف متوجہ ہو چکے
تھے۔۔۔۔۔

آیت آتے ہی اماں جان اور ہانیہ کے ساتھ عورتوں کی طرف بڑھ گئیں
تھیں۔۔۔ جبکہ فرجاد اور بالاج سارے مرد حضرات کے ساتھ ایک طرف
رکھے صوفے پر بیٹھ چکے تھے ٹھنڈی ہوا کی وجہ سے موسم نے سب پر خوشگوار
اثر ڈالا تھا۔۔۔

سالار نے بالاج کو دیکھ کر عجیب سا منہ بنایا تھا۔۔۔
وہ لوگ آپس میں بزنس کی باتیں کرنے لگے۔۔۔۔ اور کیسا چل رہا ہے تمہارا
بزنس۔۔۔ بالاج نے عرش کو دیکھ کر پوچھا۔۔۔۔

عرش نے جواب نہیں دیا تو سب نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔۔
جو کسی گہری سوچ میں گم تھا۔۔۔۔

سالار نے جو اسی کے ساتھ بیٹھا تھا اسے کہنی ماری۔۔۔۔

---- کیا ہوا کن خیالوں میں گم ہو۔۔۔ سالار نے اسے دیکھ کر پوچھا
ہاں نہیں کچھ نہیں اس نے چونک کر جواب دیا اور سب کی طرف دیکھا جو اسے
ہی گہری نظروں سے دیکھ رہے تھے۔۔۔

عرش کوئی پریشانی ہے کیا۔۔۔ شہریار نے اس کے کندھے ہر ہاتھ رکھ کر
پوچھا۔۔۔

نہیں بھائی سب ٹھیک ہے وہ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔۔۔ یقین تو کسی کو نہیں ہوا مگر
اسے فورس کرنا مناسب نہیں سمجھا۔۔۔

سب کی دعاؤں اور تالیوں کے بیچ جزا نے کیک کاٹا تھا اور سب سے پہلے منت کو
کھلایا جو اچھل اچھل کر تالیاں بجا رہی تھی۔۔۔ فری کے بیٹے اریب نے اس

میسنی کو دیکھ کر منہ بنایا جس کے آنے کے بعد اس کی اہمیت کم ہو گئی تھی ایسا اس کا ماننا تھا۔۔۔۔۔

جزا نے اس کو بھی کیک کھلایا تو اس نے فخر سے سب کو دیکھا تھا۔۔۔۔۔
اچانک جزا کی نظر سامنے اٹھی تو پلٹنا بھول گئی۔۔۔۔۔ اس کے گھبرائے ہوئے
چہرے کو دیکھ کر سب نے سامنے دیکھا تو سب کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی
تھی۔۔۔۔۔ جبکہ بالاج اور فرجاد کے علاوہ سب کے چہروں پر پتھر یلے تاثرات سج
گئے تھے۔۔۔۔۔

Novelistan

عورتوں میں بھی اماں جان اور ہانیہ نا سمجھی سے سامنے دیکھنے لگیں۔۔۔۔۔

جبکہ شفا اس خوبصورت لڑکی کو حیرانگی سے پہچاننے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔۔۔
بلیک سیلیولیس ساڑھی میں کھلے بالوں کے ساتھ۔۔۔۔۔ ہاتھ میں گفٹ باکس

پکڑے سہج سہج کر چلتی جزا کے پاس آئی تھی اور اس کے گالوں سے گال ٹچ
کرتی مسکرا کر اسے گفٹ پکڑا گئی۔۔۔۔۔

ہیپی برتھڈے میری جان۔۔۔۔۔ اس نے جزا کا گال تھتھپا کر کہا۔۔۔۔۔

جبکہ آدم کا بس ناچلا اس کو اٹھا کر باہر پھینک دے۔۔۔۔۔

زرش تم یہاں کیا کر رہی ہو۔۔۔۔۔ شہریار نے بمشکل خود پر ضبط کرتے سنجیدگی
سے پوچھا۔۔۔۔۔

Novelistan

ارے بھائی یہ کیسا عجیب سوال ہے۔۔۔۔۔

یہ میرے شوہر کا گھر ہے تو مجھے یہیں ہونا چاہیے۔۔۔۔۔ اس نے مسکرا کر ایک ادا

سے اپنے بال جھٹکے تھے۔۔۔۔۔ اور شفا کی طرف متوجہ ہوئی۔۔۔۔۔

بالاج نے دلچسپی سے یہ منظر دیکھا تھا اور اسے منت نہیں لگات سمجھنے میں اس نے ترحم بھری نگاہوں سے شفا کو دیکھا جو خود ابھی تک سب سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔۔

تھینکس بیٹا۔۔۔۔ اس نے آدم اور شفا کی عمر پر چوٹ کی تھی۔۔۔۔۔
میری بیٹی کا خیال رکھنے کے لئے تھینکس اب اس کی ماں آگئی ہے تمہاری
ضرورت نہیں۔۔۔۔۔ زرش نے شفا کا گال تھپتھپا کر تمسخر بھری
مسکراہٹ سے کہا اور اس کے ہاتھ سے منت کا ہاتھ چھڑا کر اسے گود میں اٹھانے
کی کوشش کی۔۔۔۔۔ جبکہ۔۔۔۔۔ منت شفا کی ٹانگوں کو سختی سے تھام گئی تھی۔۔۔۔۔ جیسے
اس کو زرش کا لمس پسند نہیں آیا ہو۔۔۔۔۔

شفا کو لگا اس کے سر پر کوئی چھت آگری ہو۔۔۔۔۔ وہ بالکل ساکت ہو گئی
تھی۔۔۔۔۔ کھلی جگہ پر ہونے کے باوجود اسے وہاں آکسیجن کی کمی محسوس
ہوئی تھی۔۔۔۔۔ اس نے سانس لینے کی کوشش کی مگر وہ سانس نہیں لے پارہی
۔۔۔۔۔ تھی۔۔۔۔۔ اسے لگا کسی نے اس کے منہ پر تکیہ رکھ کر دبا دیا ہوں

سب کی پریشان نظریں شفا کے چہرے پر جمی تھی۔۔۔۔۔

اس نے ایک آخری نظر آدم پر ڈالی جو اسی کے پاس آرہا تھا۔۔۔۔۔ اسے پوری
دنیا گھومتی ہوئی محسوس ہوئی وہ لہرا کر گرنے لگی تھی مگر فری اور عقیدت نے
۔۔۔۔۔ اسے زمین پر گرے سے پہلے ہی تھام لیا

منت نے زور و شور سے رونا شروع کر دیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

زرش نے ناگواری سے یہ منظر دیکھا تھا۔۔۔۔۔

اس کے پیچھے ہی اندر چلی گئی تھی۔۔۔۔۔

پوچھا۔۔۔۔۔

یہ سوال تو مجھے آپ سے پوچھنا چاہیے۔۔۔۔۔ آپ کی ہمت کیسے ہوئی میرے
گھر میں قدم رکھنے کی۔۔۔۔۔ کیونکہ مجھ سے ہر رشتہ تو آپ ختم کر چکے تھے
۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پھر یہاں کس حق سے آئے ہیں

زرش اپنے دونوں ہاتھ سینے میں باندھ کر اس سے سنجیدگی سے پوچھنے لگی
۔۔۔۔۔

Novelistan

زرش تم میرے صبر کا امتحان لے رہی ہو۔۔۔۔۔ جب تم اپنی مرضی سے یہ
سب چھوڑ کر گئی تھی تو آج واپس آنے کا مقصد کیا ہے۔۔۔۔۔

شہر یار کابس ناچلا اس لڑکی کا گلا دبا دے جو تھی تو اس کی بہن لیکن اس سے بہت

----- مختلف

اپنے کام سے کام رکھیں آپ میرے کام میں انٹر فرمت کریں۔۔۔۔۔ زرش
سنجیدگی سے جواب دے کر اندر کی طرف بڑھ گئی تھی۔۔۔۔۔ شہر یار نے
اپنے بالوں میں ہاتھ پھیر کر بڑی مشکل سے اپنا غصہ ضبط کیا۔۔۔۔۔

فرجاد کو وہاں رکنا مناسب نہیں لگا تو وہ بالاج کو بتاتا اماں جان اور ہانیہ کو لے کر
وہاں سے نکل گیا۔۔۔۔۔ جبکہ بالاج تنہا وہاں بیٹھا رہ گیا۔۔۔۔۔



سب عورتیں اس وقت حیران پریشان کھڑی تھیں۔۔۔۔۔ ان میں سے
کسی کو بھی امید نہیں تھی کہ زرش ایک دن واپس آجائے گی۔۔

شفا کو گہرا صدمہ پہنچا ہے اس لئے وہ بے ہوش ہو گئی تھی۔۔۔۔۔ وہ ایکسیپیکٹ بھی کر رہی ہے۔۔۔۔۔ اس حالت میں اس کے لئے کسی بھی قسم کا شکاٹ۔۔۔ برداشت کرنا ٹھیک نہیں

فری کی بات پر سب نے حیرانگی سے اس کی طرف دیکھا تھا۔۔۔۔۔
تم سچ کہہ رہی ہو۔۔۔۔۔ فروا بیگم نے خوشی سے پوچھا۔۔۔
۔۔۔۔۔ ہاں میرا تجربہ تو یہی کہتا ہے۔۔۔۔۔ کہ آپ دوبارہ دادی بننے والی ہیں
فری نے مسکراتے ہوئے بتایا۔۔۔۔۔
سب کے چہرے کھل چکے تھے۔۔۔۔۔

آدم اس کے ڈرپ لگے ہاتھ کو آرام سے پکڑے بیٹھا تھا۔۔۔ اور منت شفا کے
سینے میں منہ دئے لیٹی تھی چھوٹی سی ناک رونے کی وجہ سے شدید لال ہو چکی
تھی۔۔۔

ہیل کی ٹک ٹک پر سب نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔۔۔ زرش کو دیکھ کر سب کے
چہرے پر ناگواری چھا گئی تھی۔۔۔

آدم مجھے آرام کرنا ہے کمرہ خالی کرواؤ۔۔۔ اس نے ان سب کو انور کر کے
آدم اور اپنی بیٹی کی طرف دیکھا جو اس کل کی آئی لڑکی سے ایسے چپکے بیٹھے
تھے۔۔۔ جیسے انکے علاؤہ وہاں کوئی اور ناہو۔۔۔۔۔

امی گیسٹ روم صاف کروادیں۔۔۔۔ اس کے لئے۔۔۔۔۔ آدم نے بنا اسے
۔۔۔ دیکھے سنجیدگی سے فروا بیگم سے کہا

یہ میرا کمرہ ہے اور میں یہیں رہوں گی۔۔۔۔۔ زرش نے چباچبا کر کہا۔۔۔

عالیہ عقیدت اس لڑکی کو حیرانگی سے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔ عالیہ یہ تو جانتی تھی کہ وہ اس کے شوہر کی بہن ہے مگر ان کے بیچ کے مسئلوں سے وہ انجان تھی۔۔۔۔۔

آدم اسے گھر سے نکالو یہ میرے گھر کی خوشیاں برباد کرنے آئی ہے۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ فروا بیگم نے چیخ کر کہا تو زرش نے ان کو دیکھ نخوت سے سر جھٹکا

آدم نے شفا کا ہاتھ آرام سے بیڈ پر رکھا اور اٹھ کر زرش کا بازو جھکڑا اور کھینچتے

----- ہوئے باہر لے گیا

کمرے سے باہر نکل کر سیدھے گیسٹ روم میں لا کر اس نے زرش کا ہاتھ زور سے جھٹکا تھا کہ وہ بمشکل گرتے گرتے بچی۔۔۔۔۔

کیا چاہتی ہو۔۔۔۔۔ آدم نے اس کا جبر ادا بوج کر پوچھا۔۔۔۔۔
تمہیں۔۔۔۔۔ زرش نے بنا ڈرے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔۔۔۔۔
مجھے تم اپنی مرضی سے چھوڑ کر گئی تھی پھر کیا لینے آئی ہو۔۔۔۔۔ آدم سے اپنا
غصہ ضبط کرنا مشکل ہو گیا تھا۔۔۔۔۔

واپس آنے کے لئے گئی تھی میں اس لئے واپس آگئی تم ہمیشہ سے میرے تھے
اور میرے ہی رہو گے۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ مگر تم نے تو اپنا دل بہلانے کا سامان کر رکھا ہے یہاں لیکن خیر کوئی

اس کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی آدم کے بھاری ہاتھ کا تھپڑنا صرف اس کا
منہ بند کروا گیا۔۔۔۔۔ بلکہ اس کی ناک سے خون کی ایک لکیر نکلی تھی۔۔۔۔۔
چہرہ سن ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ زرش کو لگا وہ کبھی سن نہیں پائے گی۔۔۔۔۔
آدم نے اس کے بال مٹھی میں دبوچے تھے۔۔۔۔۔
بیوی ہی نہیں محبت بھی ہے وہل میری آئینہ اس کے لئے ایسے الفاظ استعمال
کئے تو تمہاری زبان گدی سے کھینچ لوں گا۔۔۔۔۔

Novelistan

اگر چاہتی ہو میں تمہیں طلاق نادوں تو چپ چاپ اسی روم کو اپنا ٹھکانہ بنا
لو۔۔۔۔۔ کیونکہ آدم خانزادہ کے دل اور کمرے میں صرف اور صرف شفا آدم
خانزادہ رہتی ہے۔۔۔۔۔ اور وہی رہے گی۔۔۔۔۔

وہ دانت بھینچے سرد لہجے میں بولتا وہاں سے واپس اپنے کمرے میں چلا گیا

تھا۔۔۔۔



۔۔۔ بی بی جی وہ جی صاحب آپ کو چھت پر بلارہے ہیں

ملازمہ نے آکر آیت کو اطلاع دی

جو سب کے لئے چائے بنا رہی تھی۔۔۔۔

کون صاحب اس نے مصروف انداز میں پوچھا۔۔۔۔۔

بالاج صاحب جی بڑے ہی غصے میں بھی ہیں وہ۔۔۔۔ ملازمہ نے ڈرتے ہوئے

بتایا تو۔۔۔ وہ پریشان ہوتی اسے چائے دیکھنے کا بولتی اوپر چھت پر چلی

گئی۔۔۔۔

بالاج سگریٹ سلگائے کین کی کرسی پر آسمان دیکھنے میں محو تھا۔۔۔۔۔
نیوی بلیو شلوار قمیض میں پشاوری چپل پہنے آستین کہنیوں تک فولڈ کئے وہ بے
انتہا ڈیشننگ لگ رہا تھا۔۔۔۔۔

بالاج اس نے دھیرے سے پکارا۔۔۔۔۔ بالاج نے بنا مڑے اسے کھینچ کر اپنی گود
میں بٹھالیا۔۔۔۔۔

آیت اس کی انہی حرکتوں سے بے انتہا پریشان تھی۔۔۔۔۔ اس نے گھبرا کر
اس کا بازو پکڑا تھا۔۔۔۔۔

کسی دن جان نکال لیں گے آپ میری۔۔۔۔۔ اس نے ناراضگی سے
کہا۔۔۔۔۔ اور اٹھنے کی کوشش کی۔۔۔۔۔

مگر سامنے بھی بالاج تھا جو اپنی مرضی کے بغیر اسے سانس بھی نہیں لینے دیتا
تھا۔۔۔ اس لئے اس کی کمر میں گرفت سخت کی۔۔۔۔

چھوڑیں کوئی آجائے گا۔۔۔۔ اس نے دھیرے سے کہا۔۔۔۔
سب کو چھوڑو مجھ پر دھیان دو۔۔۔۔ سنا ہے تمہارا بڑا بھائی بھی دوسری بار
۔۔۔۔ باپ بننے والا ہے۔۔۔۔۔ کچھ تو رحم کرو مجھ پر

Novelistan

بالاج گھمبیر لہجے میں بول کر اس کے چہرے ہر انگلی پھیرنے لگا۔۔۔۔ آیت نے
شرم کے مارے اسے گھور کر دیکھا تھا بہت بے شرم ہیں آپ۔۔۔۔۔ اس نے
غصے سے کہا۔۔۔۔۔

صرف تمہارے لیے۔۔۔۔۔ اس نے بھی دو بدو جواب دیا۔۔۔۔۔ اور اس
کے گال پر لب رکھے۔۔۔۔۔

بالاج پلیرز نہیں کریں۔۔۔۔۔ اس نے رونی صورت بنا کر کہا تو بالاج کو اس پر
ڈھیر سارا پیار آیا۔۔۔۔۔

یار کیسی بیوی ہو تم یہاں میرے سالے ایک ایک کر کے نمبر لیتے جا رہے ہیں اور
ایک تم ہو کہ مجھے کوشش بھی نہیں کرنے دیتی۔۔۔۔۔

اب فرجاد کو ہی دیکھو مجھ سے چار سال چھوٹا ہے۔۔۔۔۔ اس کا بے بی دنیا میں
جب آئے گا تو کوئی تو ہونا چاہیے اس کے ساتھ کھیلنے کے لئے۔۔۔۔۔ ہم اس

کے بڑے امی ابو ہونگے تو ہمارا حق بنتا ہے اسے سب سے اسپیشل گفٹ دیں

اس لئے کہتا ہوں مجھے زیادہ پیار کرنے دو جب میرا دل کرے تم مجھے مت

روکا کرو۔۔۔۔۔

بالاج شاہ کی بے باکی پر ناصرف آیت کا بلکہ اوپر بنے روم سے نکلتے سالار اور
عرش کے چہرہ خطرناک حد تک سرخ ہوئے تھے۔۔۔۔۔

وہ کمینہ ان کے گھر میں ان کی ہی بہن سے کس طرح کی بے ہودہ باتیں کر رہا

تھا۔۔۔۔۔

ابھی وہ اس صدمے سے نہیں نکلے تھے کہ ایک دم بالاج جھکا اور آیت کے
----- ہونٹوں کو قید کر گیا

عرش اور سالار ایک دم بھوکلا کر نیچھے بڑھ گئے۔۔۔۔

بالاج کے ہونٹوں پر ایک کمینی سی مسکراہٹ بکھر گئی۔۔۔۔
کیونکہ وہ عرش اور سالار کے سرخ چہرے دیکھ چکا تھا۔۔۔ اس لئے ان کو مزید
جلانے کے لئے اس نے یہ حرکت کی۔۔۔۔

اپنی خواہش پوری کر کے وہ تھوڑا دور ہوا۔۔۔۔۔ آیت نے گہری گہری
۔۔۔۔۔ سانس لی

بالاج۔۔۔۔۔ آیت نے اسے نظریں جھکائے پکارا۔۔۔۔۔
ہممم۔۔۔۔۔

آج رات میں یہاں رکوں گی۔۔۔۔۔ آیت نے ڈرتے ڈرتے اس کا چہرہ دیکھا
جو ایک دم اسپاٹ ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ کوئی ضرورت نہیں اس نے سنجیدگی سے
جواب دیا۔۔۔۔۔

پلیز میں ایک بار بھی نہیں رکی۔۔۔۔۔ اور شفا بھابھی کی طبیعت بھی ٹھیک نہیں
اور زرش بھابھی کے آنے کی وجہ سے گھر کا ماحول ہی ایک دم عجیب ہو گیا ہے
اس حالت میں میرا واپس جانا ٹھیک نہیں۔۔۔۔۔ بس آج رات رکنے
دیں۔۔۔۔۔

کل پکا پکا آجاؤں گی پرومیں۔۔۔۔۔ اس نے جلدی سے بالاج کا چہرہ ہاتھوں کے
پیالے میں بھر کر کہا۔۔۔۔۔

تمہاری زرش بھابھی کے آنے کی وجہ سے تمہارے بھائی کے دل میں لڑو پھوٹ
رہے ہونگے ایک ساتھ دو دو بیویاں ملی ہیں وہ بھی الگ الگ ٹیسٹ کی
کتنے وہ ہیں آپ۔۔۔۔۔ بالاج کی بے باک بات پر وہ کان کی لو تک سرخ ہوئی
تھی۔۔۔۔۔ وہ اس کے سامنے ہی اس کے بھائی کے لئے کیسی بے شرمی والی باتیں
کر رہا تھا۔۔۔۔۔

کیا وہ۔۔۔۔۔ بالاج نے اسے گھور کر دیکھا۔۔۔۔۔
کچھ نہیں پلیز مجھے یہاں رہنے دیں بس آج۔۔۔۔۔ پلیز پلیز۔۔۔۔۔
آیت جلدی سے اسے پیار سے منانے لگی۔۔۔۔۔

او کے لیکن میری ایک شرط ہے۔۔۔۔۔ بالاج نے اس کی بالوں کی لٹ کو کھینچا
تھا۔۔۔۔۔

کیا۔۔۔ آیت اس کے ماننے پر ہی پر جوش ہوئی۔۔۔۔۔
کس می۔۔۔۔۔ آیت نے اس کی ہونٹوں پر نظریں جمائے خمار آلود لہجے میں
کہا۔۔۔۔۔

۔۔۔ آیت کو اس سے کسی اچھی بات کی امید تھی اس لئے گھور کر دیکھا۔۔۔

او کے تمہاری اپنی چوائس ہے اگر یہاں رہنا ہے تو کس کرنی پڑے گی۔۔۔۔۔
بالاج نے اس کی گھوری کو نظر انداز کیا۔۔۔

۔۔۔۔۔ میں نہیں کر رہی۔۔۔۔۔ آیت اٹھ کر جانے لگی

ٹھیک کرتا اٹھا کھڑا ہوا۔۔۔۔۔

_____ رکھا

ظلم و ہمارے

بالاج جو اپنے ہونٹوں پر اس کے لمس کے انتظار میں تھا۔۔۔ گالوں پر ہلکے سے
اس کے لمس محسوس ہوئے اور دوڑنے کی آواز پر جھٹ سے آنکھیں کھولیں تو
وہ غائب تھی۔۔۔۔

بالاج سخت بد مزہ ہوا۔۔۔۔ دوبارہ بدلہ لینے کا سوچ وہ منہ بناتا سیڑھیاں اترتا
نیچھے چل دیا۔۔۔۔



یہ بے شرم انسان ہی رہ گیا تھا اللہ کے پاس ہمارا بہنوئی بنانے کے لئے
۔۔۔۔ سالار کا چہرہ انتہا کالال ہو گیا تھا۔۔۔۔

عرش بچارہ کیا جواب دیتا وہ خود شرمندہ ہو گیا تھا۔۔۔۔۔

ابھی وہ دونوں باتیں ہی کر رہے تھے کہ بالاج شاہ ان کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے
ان کے بیچ سے سالار کے کندھے پر کندھا مارتا آگے بڑھ گیا۔۔۔۔۔

سالار کا دل کیا اس کا سر پھاڑ دے۔۔۔۔۔

آدم تم پریشان مت ہو۔۔۔ میں زرش کو لے جاتا ہوں۔۔۔ شہر یار نے اس
کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔۔۔۔۔

نہیں شیری تم اسے یہی چھوڑ جاؤ فحال کیونکہ وہ نہیں جائے گی میں جانتا
ہوں۔۔۔۔۔ بعد میں دیکھیں گے کیا کرنا ہے۔۔۔۔۔

آدم نے سنجیدگی سے جواب دیا۔۔۔۔۔
یار میری وجہ سے پہلے ہی تیری لائف برباد ہو چکی ہے میں مزید کوئی تیری
خوشحال زندگی میں تماشہ نہیں چاہتا۔۔۔۔۔

شہر یار نے ندامت سے کہا۔۔۔۔۔

بکو اس مت کر جو بھی ہوا ایسا میرے نصیب میں لکھا تھا اور تو پریشان مت
ہو۔۔۔۔۔ یہ مسئلہ بھی بہت جلد میں ختم کر دوں گا۔۔۔۔۔
شہر یار کی بات پر اس نے بھڑک کر بولا۔۔۔۔۔

اگر تو میرے کہنے پر اس سے شادی نا کرتا تو آج یہ سب نا ہوا ہوتا۔۔۔۔۔ شہر یار
نے افسوس سے کہا۔۔۔۔۔

ماضی----

کہاں جارہے ہو تم۔۔۔۔ شہریار کو جلدی میں بھاگتے دیکھ کر آدم نے پوچھا وہ
دونوں ایک کیس کے سلسلے میں عدالت میں آئے تھے۔۔۔۔

۔۔۔۔ لیکن شہریار کال سن کر واپس جانے لگا تو آدم نے پوچھا

Novelistan

یار تجھے پتہ ہے زرش آرہی ہے آج اور اس نے مجھے بتایا نہیں ابھی خالہ کی کال
آئی تھی وہ کہہ رہی ہیں کہ وہ وہاں سے نکل چکی ہے۔۔۔۔ اور گھر کا حال ہی بہت
برا ہو رہا ہے۔۔۔۔ اس لئے اس کے پہنچنے سے پہلے مجھے جانا ہو گا۔۔۔۔


شہریار نے جلدی سے جواب دیا اور نکل گیا۔۔۔۔۔

احمد آفندی کے دو بچے تھے۔۔۔۔۔

-- شہریار اور زرش

- زرش شہریار سے دو سال چھوٹی تھی۔۔۔۔۔

شہریار بارہ سال کا تھا جب ان کی والدہ کا ایک بیماری کی وجہ سے دیتھ ہو گئی۔۔۔۔۔



تب زرش کو اس کی خالہ اپنے ساتھ لاہور لے گئی کیونکہ ان کی۔ کوئی اولاد نہیں تھی۔۔۔۔۔ پہلے پہل تو احمد صاحب نہیں مانے پھر اپنی سالی کی خالی گود دیکھ کر مان گئے۔۔۔۔۔

لیکن وہ اپنی بیٹی سے باقاعدگی سے ملنے جاتے تھے۔۔۔۔ اور شہریار بھی ان کے
ساتھ ہی جاتا تھا۔۔۔۔۔

ایک بار احمد صاحب زرش سے ملنے لاہور گئے اس وقت زرش کی عمر اٹھارہ سال
تھی لیکن شہریار اپنے پیپر کی وجہ سے نہیں جاسکا۔۔۔ تو احمد صاحب اکیلے چلے
گئے۔۔۔۔

Novelistan

وہاں نا جانے کیا ہوا کہ واپس آکر احمد صاحب نے اپنی ساری پراپرٹی شہریار کے
نام کر دی۔۔۔۔۔

شہریار ان سب سے انجان تھا پھر وہ بیمار رہنے لگے ان کا لاہور جانا بھی بہت کم ہو
گیا اور کچھ ہی سالوں بعد ہی ان کا بھی انتقال ہو گیا۔۔۔۔۔۔

تب زرش اپنی خالہ کے ساتھ کراچی اپنے باپ کی۔ میت پر آئی
تھی۔۔۔۔۔۔ وہاں جب اس نے آدم کو دیکھا تو وہ بہت بری طرح اس پر فدا ہو
گئی۔۔۔۔۔۔

لیکن ایک مہینہ رک کر وہ آدم کا نمبر حاصل کر کے واپس لاہور چلی گئی۔۔۔۔۔۔

وہ آدم کو کال میسجز کر کے تنگ کرنے لگی۔۔۔۔۔۔ آدم بہت مشکل سے یہ سب
برداشت کرتا تھا اس کے کئی نمبرز اس نے بلاک کئے لیکن وہ ہر بار نیا نمبر سے
اسے تنگ کرنے لگی۔۔۔۔۔۔

زرش کی ان سب حرکتوں کے بعد بھی اس نے کبھی شہریار سے اس بات کی
شکایت نہیں کی۔۔۔۔

پھر کچھ ٹائم بعد اس کا میسج کال آنا بند ہوا تو اس نے سکون کی سانس لی۔۔۔۔

آج پھر اتنے سالوں بعد اس کا نام سن کر آدم نے کوئی ریکشن نہیں دیا۔۔۔۔

۔۔۔۔ شہریار گھر آیا اور جلدی جلدی ملازم سے کہہ کر پورا گھر صاف کروایا

تب تک زرش بھی آچکی تھی۔۔۔۔۔ بھائی۔۔۔۔۔ زرش کی چیخ پر وہ کان پر
ہاتھ رکھے مڑا تھا جو بلیک جینز کے ساتھ گرین ٹاپ میں تھی۔۔۔۔۔

تم نے مجھے بتایا کیوں نہیں اپنے آنے کا شہر یار نے اسے گلے لگا کر پوچھا۔۔۔۔
اگر بتا دیتی تو یہ خوشی دیکھنے کو تھوڑی ملتی۔۔۔۔ اس نے مسکرا کر کہا۔۔۔۔
تھوڑی دیر باتوں کے بعد دونوں نے ڈنر کیا اور دونوں اپنے اپنے کمروں میں
سونے کی نیت سے چلے گئے۔۔۔۔۔

آدم اپنے کمرے میں آکر لیٹا ہی تھا کہ موبائل کی پیپ پر موبائل اٹھا کر دیکھا
اس میں ایک نیو نمبر سے میسج جگمگا رہا تھا۔۔۔۔

Novelistan

کیسے ہو۔۔۔۔۔؟ آدم نے ریپلائے کیا کون؟

آدم کی زرش۔۔۔۔۔ ریپلائے پڑھ کر آدم کا خون کھول اٹھا اس نے زرش کا
نمبر بلوک کیا اور آنکھیں موند کر سو گیا۔۔۔۔۔

پھر کچھ دنوں تک یہ سلسلہ چلتا رہا۔۔۔۔ آدم دن بدن بے زار ہوتا جا رہا تھا اس
کی حرکتوں سے اس نے شہریار سے بات کرنے کا سوچا۔۔۔۔

زرش میں چاہتا ہوں تمہاری شادی کروادوں۔۔۔۔ اگر کوئی پسند ہے تو
بتاؤ۔۔۔۔ وہ دونوں اس وقت کھانا کھا رہے تھے شہریار نے نرمی سے
پوچھا۔۔۔۔ کیونکہ کچھ دنوں سے اس کی موبائل میں کچھ زیادہ ہی دلچسپی وہ
شدت سے نوٹ کر رہا تھا۔۔۔۔۔

زرش نے چونک کر دیکھا۔۔۔۔۔ اپ۔ کو میری شادی کی جلدی کیوں ہو
گئی۔۔۔ کہیں آپ کو تو کوئی پسند نہیں آگئی۔۔۔۔۔

زرش نے مسکرا کر پوچھا۔۔۔۔۔

نہیں میں تمہاری ذمہ داری پوری کرنے کے بعد اپنے بارے میں سوچوں گا
فلحال تم مجھے بتاؤ۔۔۔۔۔

شہر یار نے مسکرا کر کہا۔۔۔ ان کی عمروں میں زیادہ فرق نہیں تھا اس لئے وہ
کھل کر ایک دوسرے سے ہر بات شئیر کر لیا کرتے تھے۔۔۔۔۔

اگر آپ پوچھ ہی رہے ہیں۔۔۔۔۔ تو آپ کے دوست میں کوئی برائی نہیں

۔۔۔۔۔

زرش کی بات پر شہر یار کا منہ پر جاتا نوالہ رکا تھا اس نے حیرت سے زرش کو دیکھا
اور اسے سمجھنے میں بھی وقت نہیں لگا کہ وہ کس دوست کی بات کر رہی کیونکہ
آدم کے علاوہ اس کا کوئی دوست نہیں تھا۔۔۔۔۔

اس نے حیرانگی سے زرش کو دیکھا۔۔۔۔۔

دیکھتا ہوں۔۔۔۔۔

پسند اور اس کی بہن میں زمین آسمان کا فرق ہے۔۔۔۔۔

بچار تو پریشان ہو گیا۔۔۔۔۔

نارا ضگی والا تھا۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ آخر مجبور ہو کر وہ زرش کے کمرے میں آیا تو وہ بخار میں پھنک رہی تھی

زرش یار تمہیں تو بہت تیز بخار ہے تم نے بتایا کیوں نہیں۔۔۔۔ شہر یار پریشانی
سے اس کا ماتھا چھونے لگا مگر زرش نے اس کا ہاتھ جھٹک دیا۔۔۔۔

آپ کو میری فکر کرنے کی ضرورت نہیں میں مر بھی جاؤں تو آپ کو فرق نہیں
پڑنا چاہیے۔۔۔۔ وہ سرد لہجے میں بولتی آنکھوں کے آگے ہاتھ رکھ گئی۔۔۔۔

زرش میری جان کیوں ناراض ہو مجھ سے بتاؤ۔۔۔۔ وہ اس کی ناراضگی کی وجہ
سمجھ نہیں پایا۔۔۔۔

آپ۔ کیسے بھائی ہیں اپنی بہن کی ایک چھوٹی سی خواہش پوری نہیں کر سکتے
۔۔۔۔ وہ اٹھ کر چیخ پڑی تھی جبکہ بخار کی حدت سے چہرہ لال تھا۔۔۔۔

تم حکم کرو تمہاری خوشی کے لئے جان بھی حاضر ہے۔۔۔۔۔ وہ محبت سے اس کا
چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھر کر بولا۔۔۔۔۔

مجھے آدم خانزادہ چاہیے بھائی۔۔۔۔۔ وہ ایسے بولی جیسے کسی انسان کی نہیں بلکہ
چیز کی بات کر رہی ہو۔۔۔۔۔

شہریار کے چہرے پر سختی چھا گئی تھی۔۔۔۔۔
ہوش میں رہ کر بات کرو زرش میں نے پہلے بھی تمہیں کہا ہے۔۔۔۔۔ وہ تمہارے
ٹائپ کا انسان نہیں ہے تم اس کے ساتھ خوش نہیں رہ سکتی اس لئے یہ خیال
اپنے دل سے نکال دو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ شہریار سختی سے بول کر وہاں سے جانے لگا

تو ٹھیک ہے اپنی بہن کو بھول جائیے گا آپ کیونکہ اگر مجھے وہ نہیں ملا تو میں خود کو
ختم کر دوں گی۔۔۔۔

اس کی بات پر شہریار کا ہاتھ اس کے گال پر پڑتے پڑتے رکا تھا بہت مشکل سے
اس نے خود پر قابو کیا اور کمرے سے نکل گیا۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ آدم کے میسج پر وہ اس کے پاس چلا گیا
Novelistan

شہریار پریشان سا اس کے آفس میں بیٹھا تھا پریشان تو آدم بھی تھا اسی لئے اس
نے شہریار کو بلایا تھا۔۔۔۔

تم ٹھیک ہو پریشان لگ رہے۔۔۔۔۔ آدم نے فکر مندی سے پوچھا۔۔۔۔۔ کیونکہ

شہر یار پہلے کبھی اتنا پریشان اسے نہیں لگا۔۔۔

ہمم ٹھیک ہوں میں تم بتاؤ کوئی ضروری بات کرنی تھی تم نے۔۔۔۔۔ شہریار

چاہ کر بھی مسکرا نہیں پایا۔۔۔۔۔

نہیں پہلے تم مجھے بتاؤ ہوا کیا ہے کیونکہ پہلے کبھی تم مجھے اتنے پریشان نہیں لگے

_____ آدم سنجیدگی سے پوچھنے لگا

میری بہن نے ایسی چیز مانگ لی ہے جو دینا میرے بس میں نہیں سمجھ نہیں آرہا کیا
کروں۔۔۔۔ شہریار نے آدم کو بتانا ضروری سمجھا۔۔۔۔

آدم اس کی بات کا مطلب سمجھتا سیدھا ہو گیا تھا چہرے پر سختی چھا گئی
تھی۔۔۔۔

ہر خواہش پوری کی جائے یہ ضروری نہیں۔۔۔۔۔ آدم نے سنجیدگی سے کہا
۔۔۔۔۔

شہریار مزید کچھ نہیں بول پایا۔۔۔۔۔ کیونکہ وہ بچپن سے آدم کو جانتا تھا اور اس
کی پسندنا پسند سے بھی واقف تھا۔۔۔۔۔

ہممم۔۔۔۔ تم بتاؤ سب خیریت ہے۔۔۔۔

ہاں سب خیریت ہے۔۔۔۔۔ کچھ بزنس کے حوالے سے ایڈوائس چاہیے تھی
تمہاری۔۔۔۔۔ وہ جو زرش کے بارے میں اس سے بات کرنا چاہتا
تھا۔۔۔۔۔ بات بدل دی۔۔۔۔۔ وہ شہریار کو مزید تکلیف نہیں دینا چاہتا
تھا۔۔۔۔۔

رات کو وہ سب کے ساتھ ڈنر کر رہا تھا۔۔۔۔۔ کہ اچانک شہریار کی کال پر حیران
ہوا کیونکہ ایک گھنٹہ پہلے ہی وہ اس سے مل کر گیا تھا۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ کال اٹھانے پر جو اس نے بات سنی وہ کھانا چھوڑ کر اٹھ گیا تھا

بیٹا خیریت ہے سب ٹھیک ہے نا۔۔۔۔۔ فروا بیگم نے پریشانی سے پوچھا۔۔۔۔۔

جی امی بس آپ دعا کیجئے گا ایک ضروری کام ہے وہ ان کو جواب دیتا جلدی سے

نکلا تھا۔۔۔۔۔

شہریار اسپتال کے کاریڈور میں پریشانی سے ادھر سے ادھر ٹہل رہا تھا۔۔۔۔۔
آدم کو دیکھتے ہی وہ اس کے گلے لگ گیا۔۔۔۔۔ میری بہن کو بچالو۔۔۔۔۔ پلیز تم
جانتے ہو میرا اس کے سوا کوئی رشتہ نہیں پیرا سے بچالو۔۔۔۔۔ اس سے نکاح
کر لو۔۔۔۔۔

وہ اٹھائیس سالہ شخص اپنے دوست کے گلے لگ کر اپنی بہن کو کھونے کے ڈر سے
رودیا تھا۔۔۔۔۔

آدم ساکت ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ اس نے کبھی بھی زرش کی حوصلہ افزائی نہیں کی
تھی۔۔۔۔۔

پھر کیسے وہ لڑکی اس کے لئے اس حد تک چلی گئی۔۔۔۔۔

شہر یار کا گڑ گڑانا وہ برداشت نہیں کر پایا۔۔۔۔۔ ان دونوں نے کبھی بھی بچپن
سے ایک دوسرے کو کبھی کسی چیز کے لئے منع نہیں کیا تھا پھر کیسے وہ اپنے
دوست کو منع کر دیتا۔۔۔۔۔

پریشان مت ہو سب ٹھیک ہو جائے گا جیسا تم بولو گے وہی ہو گا۔۔۔۔۔ اس نے
کوئی سوال کوئی تنقید کچھ بھی نہیں کیا تھا۔۔۔۔۔ بس خاموشی سے ہامی بھر لی
تھی۔۔۔۔۔

Novelistan

اس نے سوچا وہ اسے اپنی پسند میں ڈھال دے گا۔۔۔۔۔
بہت زیادہ مقدار میں نیند کی گولیاں کھالی تھی اس نے بروقت اسپتال پہنچنے پر
اس کی جان بچ گئی تھی۔۔۔۔۔ اور جب اسے پتہ چلا آدم اس سے شادی کے
لئے تیار ہے تو خوشی سے وہ پھولے نہیں سمار ہی تھی۔۔۔۔۔

تین دن اسپتال میں رہنے کے بعد وہ گھر آگئی تھی۔۔۔۔ اس کے بعد آدم نے
روایتی طریقے سے اپنی فیملی کو شہریار کے گھر رشتہ لے کر بھیجا تھا۔۔۔۔

سب کو ہی زرش بہت پسند آئی۔۔۔ وہ بہت اچھے طریقے سے ملی سب سے۔۔۔
ہمیشہ کے برعکس اس نے شلوار قمیض پہن رکھی تھی جس میں وہ سب کو ہی پسند
آئی۔۔۔

Novelistan

پھر وہ دن بھی آگیا جب وہ آدم کے کمرے میں اس کی دلہن کے حیثیت سے
سچی سنوری بیٹھی اس کا انتظار کر رہی تھی۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ آدم کو سر جھکائے بیٹھی دلہن کے روپ میں وہ پہلی بار اچھی لگی

---- وہ قدم قدم چلتا اس کے پاس بیٹھا

آدم نے ہمیشہ اپنے لئے ایک سیدھی سادھی شرمیلی لڑکی چاہی تھی۔۔۔۔
لیکن شہریار کی وجہ سے وہ مجبور ہو گیا اس کے باوجود اس نے دل سے زرش کو
اپنی بیوی قبول کر لیا تھا۔۔۔۔

آدم نے دھیرے سے سلام کیا تو زرش نے مسکرا کر جواب دیا اس کی خوشی اس
کی آواز سے ظاہر ہو رہی تھی۔۔۔۔۔
آدم نے اس کا گھونگھٹ ہٹایا تو دیکھتا رہ گیا وہ تھی اتنی خوبصورت۔۔۔۔۔ زرش
اسے ہی دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔۔۔۔

آدم بھی دھیرے سے مسکرا دیا۔۔۔۔۔ آدم نے اپنے جیب سے ایک

مخملی کیس نکالی اور اس میں سے ایک ڈائمنڈ کی رنگ نکال کر اس کے مخروطی
انگلیوں کی زینت بنا دی۔۔۔۔۔

زرش نے مسکرا کر تھینک یو کہا۔۔۔۔۔

تنگ گئی ہو گئی آپ چینج کر لیں آپ۔۔۔۔۔ آدم اٹھ کر واش روم کی طرف
بڑھ گیا۔۔۔۔۔ زرش کا ایک دم چہرہ بجھ گیا۔۔۔۔۔

آدم بیس منٹ بعد جب واپس آیا وہ تب بھی یونہی بیٹھی تھی۔۔۔۔۔ آدم نے نا
سمجھی سے اسے دیکھا جس کا تھوڑی دیر پہلے کھلتا چہرہ اب بجھ چکا تھا۔۔۔۔۔

آدم اپنے بال سکھاتا اس کی طرف آیا۔۔۔۔۔ زرش ٹھیک ہیں آپ۔۔۔۔۔ اس
نے زرش کا چہرہ تھاما۔۔۔۔۔

زرش نے نم آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔۔ کیا تم خوش نہیں ہو۔۔۔۔ اس
نے آپ جناب کے تکلف کے بغیر پوچھا۔۔۔۔

آدم اس کی بات کا مطلب سمجھتا آگے بڑھ کر اسے سینے سے لگا گیا۔۔۔۔ ایسی
بات نہیں ہے میں خوش ہوں۔۔۔۔۔ تم میری بیوی ہو اور یہ رشتہ میں نے
۔۔۔۔۔ دل سے قبول کیا ہے

اس کی بات پر زرش نے اپنے دونوں بازو اس کی کمر کے گرد باندھ دیئے

۔۔۔۔۔ آدم اسے بیڈ پر لٹاتا لائٹ آف کر گیا



کچھ مہینے تک زندگی نارمل گزرتی رہی۔۔۔۔ ایک دن اس نے آدم سے اپنی
خالہ سے ملنے جانے کی بات کی۔۔۔ آدم اس کے ساتھ جانا چاہتا تھا مگر زرش
نے منع کر دیا۔۔۔۔

آدم نے اس کی فلائٹ بک کروادی کراچی سے لاہور کی۔۔۔۔ وہ دو ہفتے تک
کرجب وہاں سے واپس آئی اس کا بیہیور بالکل چینج ہو چکا تھا وہ بات بات پر سب
سے لڑنے لگی۔۔۔ لیکن آدم کے ساتھ وہ پہلے کی طرح پیار محبت سے رہنے لگی

اس کی حرکتوں کی شکایت آدم سے کرنے کے بجائے گھر والوں نے اس سے
دوری اختیار کر لی۔۔۔۔۔

آدم کمرے میں آیا تو وہ ریڈنائٹی پہنے ہاتھ اور پیروں پر لوشن لگا رہی
----- تھی ----- آدم کو دیکھ کر وہ مسکرائی اور اپنے کام میں لگ گئی

آدم کو کبھی کبھی اس کے بولڈ نیس سے چڑھوتی تھی ----- مگر اگنور کر دیتا
تھا -----

----- وہ فریش ہو کر بیڈ پر آکر بیٹھا اور موبائل چیک کرنے لگا
زرش اٹھ کر نزاکت سے چلتی اس کے پاس آئی اور اس کی گود میں بیٹھ
گئی ----- آدم ایک پل کو تھا لیکن پھر مسکرا کر موبائل رکھ کر اس کو دیکھا

[illegible]

نقوش کو چھوتے پوچھا۔۔۔۔۔ یہ کیسا سوال ہے محبت تو محبت ہوتی ہے

--- آدم نے سنجیدگی سے جواب دیا۔---

پھر بھی کتنی بتاؤنا۔۔۔۔۔ وہ بضد تھی۔۔۔۔۔

جتنی ایک شوہر اپنی بیوی سے کرتا ہے اتنی ہی محبت میں تم سے کرتا

ہوں۔۔۔۔۔ تم بتاؤ کیوں پوچھ رہی۔۔۔۔۔

Novelistan

آدم نے سادگی سے جواب دے کر اس سے پوچھا۔۔۔۔۔

اسے آدم کا جواب پسند تو نہیں آیا مگر خاموش رہی۔۔۔۔۔

بولو زرش۔۔۔۔۔ اس نے زرش کا پھولا ہوا چہرہ سامنے کیا۔۔۔۔۔

میں چاہتی ہوں ہم دونوں لاہور شفٹ ہو جائیں۔۔۔۔۔ وہاں خالہ اکیلی رہتی
ہیں۔۔۔۔۔ وہ بیمار رہنے لگی ہیں بہت۔۔۔۔۔

آدم نے حیرانگی سے اسے دیکھا جو اتنی بڑی بات اتنی آسانی سے کر رہی تھی
جیسے حلوہ مانگ رہی ہو۔۔۔۔۔

دماغ ٹھیک ہے تمہارا کیا بول رہی ہو۔۔۔۔۔ آدم اٹھ کر کھڑا ہو گیا
تھا۔۔۔۔۔ چہرہ انتہائی سرد تھا۔۔۔۔۔

اس میں دماغ خراب ہونے والی کیا بات ہے تم میرے شوہر ہو ظاہر سی بات ہے
جہاں میں رہنا چاہوں گی تمہیں بھی وہاں رہنا پڑے گا۔۔۔۔۔ زرش نے
۔۔۔۔۔ سنجیدگی سے کہا

صحیح کہا میں تمہارا شوہر ہوں بیوی نہیں۔۔۔۔۔ اور دوسری بات تمہاری خالہ
اتنی بیمار ہیں تو ان کو کراچی شفٹ ہونے کا کہو۔۔۔۔۔ تمہارے ساتھ ساتھ ہم
بھی ان کا خیال رکھ سکے گے۔۔۔۔۔

آدم سرد لہجے میں بول کر وہاں سے جانے لگا۔۔۔۔۔

تم کیوں میرے ساتھ لاہور شفٹ نہیں ہو سکتے آخر کیا وجہ ہے۔۔۔۔۔
زرش نے اس کا بازو پکڑ کر سیدھا کیا تھا آدم نے ناگواری سے اس کی یہ حرکت
دیکھی۔۔۔۔۔

کیونکہ میری فیملی یہاں ہے میں ان سب کو چھوڑ کر نہیں جاسکتا۔۔۔۔۔ اس نے
سرد لہجے میں جواب دیا۔۔۔۔۔

تمہاری فیملی میں دو دو جوان مرد ہیں تمہارے جانے سے ان کو کوئی فرق نہیں
پڑے گا۔۔۔۔۔ اور ویسے بھی ان مردوں کی نظروں سے میں انکفر ٹیبل ہوتی
۔۔۔۔۔ ہوں وہ مجھے عجیب نظروں

شٹ اپ جسٹ شٹ اپ۔۔۔۔۔ آدم اتنی زور سے دھاڑا کہ ایک پل کو وہ
بھی سہم گئی۔۔۔۔۔

آئینہ یہ بکواس کرنے سے پہلے ہزار بار سوچنا تم کس کے بارے میں بات کر رہی
ہو۔۔۔۔۔ بھائی ہیں وہ میرے۔۔۔۔۔ تمہیں اپنی ماں کے برابر عزت دینے
ہیں۔۔۔۔۔ اس لئے یہ بکواس دوبارہ نہیں وہ انگلی اٹھا کر اسے وارن کرتا کمرے
سے ہی نکل گیا۔۔۔۔۔

اس کے جاتے ہی زرش نے کمرے کی ہر چیز توڑ کر تھس نہس کر دی
تھی۔۔۔۔۔

آدم کے جاتے ہی زرش اپنا سامان پیک کرتی شہریار کے پاس چلی آئی تھی

۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ رات بارہ بجے اس کو بیگ لے کر آتے دیکھ شہریار حیران ہوا تھا
۔۔۔۔۔ زرش کیا ہوا ہے سب ٹھیک ہے۔۔۔۔۔ اس نے فکر مندی سے پوچھا

Novelistan

میں آدم کا گھر چھوڑ کر آگئی ہوں۔۔۔۔۔ اس نے سنجیدگی سے جواب دیا۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ کیا۔۔۔۔۔ لیکن کیوں۔۔۔۔۔ وہ تو شکڑ ہو گیا تھا

کیونکہ وہ میرے ساتھ لاہور شفٹ ہونے کے لئے راضی نہیں۔۔۔۔۔ اور میں
اس مچھلی بازار میں مزید نہیں ایڈجسٹ کر سکتی تھی اس لئے میں آگئی۔۔۔۔۔ کل
میں یہاں سے لاہور چلی جاؤں گی خالہ کے پاس۔۔۔۔۔ اس کے چہرے پر کوئی
افسوس نہ تھا۔۔۔۔۔

پاگل ہو گئی ہو کیا اس گھر میں آخر پرو بلم کیا ہے تم نے سب دیکھ کر اپنی مرضی
سے شادی کی تھی۔۔۔۔۔ پھر آج وہ گھر چھوڑنے کا کیا مقصد ہے۔۔۔۔۔ شہریار
نے سختی سے پوچھا۔۔۔۔۔

بھائی اسے کہے میرے ساتھ لاہور شفٹ ہو جائے ورنہ میں سب کچھ برباد
کر دوں گی۔۔۔۔۔

وہ اس کے سوال کو اگنور کر کے جنونی انداز میں بولی۔۔۔۔۔

تم اس وقت اپنے ہوش میں نہیں ہو کمرے میں جاؤ۔۔۔ ہم کل بات کریں گے
اس بارے میں۔۔۔۔۔ اس کی ضدی طبیعت کو دیکھ کر شہریار نے سنجیدگی سے
کہا۔۔۔۔۔

زرش بھی خاموشی سے اپنے کمرے میں چلی گئی۔۔۔۔۔
شہریار پریشانی سے آدم کا نمبر ملانے لگا جو کہ بند تھا۔۔۔۔۔
Novelistan
اس نے آدم سے کل بات کرنے کا سوچا اور خود بھی کمرے میں چلا گیا۔۔۔۔۔

ہاں میں پہنچ جاؤں گی۔۔۔ ٹھیک ہے۔۔۔ لیکن کسی کو بھی اس بارے میں کانو
۔۔۔۔۔ کان خبر نہیں ہونی چاہیے

یار میں اس بچے کے چکر میں اپنا کریر برباد نہیں کرنا چاہتی اس لئے اسے ختم کرنا
بہت ضروری ہے۔۔۔۔۔ نہیں نہیں میں آدم کو کسی صورت چھوڑنا نہیں
چاہتی۔۔۔۔۔ ہم ڈونٹ وری میں اسے منالوں گی۔۔۔۔۔ اوکے پھر شام میں
ملتے ہیں ہسپٹل میں۔۔۔۔۔ بائے کہہ کر اس نے فون رکھ دیا۔۔۔۔۔

وہ زرش کو لپچ کے لئے بلانے آیا تھا لیکن اس کی باتیں سن کر وہ سکتے میں جا چکا تھا
اس کی بہن اس قدر خود غرض ہو سکتی ہے اسے یقین نہیں آ رہا تھا۔۔۔۔۔ وہ اندر
جانے کے بجائے واپس پلٹ گیا۔۔۔۔۔

وہ سیدھا وہاں سے نکل کر آدم کے پاس آیا تھا جو سنجیدگی سے بیٹھا اپنا کام کر رہا تھا
۔۔۔۔۔ اسے دیکھ کر بھی اس نے کوئی ریسپونس نہیں دیا شہریار چیئر کھینچ کر
خود ہی اس کے سامنے بیٹھ گیا۔۔۔۔۔

کیسے ہو ؟

ٹھیک۔۔۔ ادم نے سنجیدگی سے جواب دیا۔۔

زرش گھر چھوڑ کر کیوں آئی ہے۔۔۔۔۔ شہریار نے اس سے جاننا چاہا۔۔۔۔

تم اپنی بہن سے خود پوچھ لو۔۔۔ ادم کا چہرہ اسپاٹ تھا۔۔۔ البتہ نظریں ابھی تک اپنی فائل پر ہی جمی تھی۔۔۔۔۔

کیا تم اس کی پریگنسی سے واقف ہو۔۔۔۔۔ شہریار کو یقین تھا کہ ادم لا علم ہو گا اس بات سے اور ہوا بھی یہی۔۔۔۔۔ وہ جو فائل پر جھکا کام کر رہا تھا جھٹکے سے سراٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔۔۔ آنکھوں میں خوشی اور بے یقینی تھی۔۔۔۔۔

کیا کہہ رہے ہو تم وہ ابھی تک یقین نہیں کر پایا تھا۔۔۔۔۔

ہاں تم بابا بننے والے ہو۔۔۔ مجھے صبح ہی پتہ چلا۔۔۔ شہر یار نے سنجیدگی سے
جواب دیا۔۔۔۔۔

آدم اٹھ کھڑا ہوا چہرہ خوشی سے تھمتھمارہا تھا۔۔۔۔۔ وہ شہر یار کے پاس آیا اور
کھینچ کر اسے گلے لگایا تھا۔۔۔۔۔

مبارک باد تو دو مجھے تمہارا یار باپ بننے والا ہے۔۔۔۔۔
یار میں بتا نہیں سکتا میں کتنا خوش ہوں۔۔۔۔۔ چلو میں زرش کو لینے جا رہا ہوں
امی والے یہ سن کر بہت خوش ہو گئے۔۔۔۔۔ آدم شہر یار کو خاموش دیکھ کر اپنی
گاڑی کی چابی اٹھانے لگا۔۔۔۔۔

لیکن وہ آج شام ابارشن کروانے جارہی ہے۔۔۔۔ کیونکہ وہ یہ بچہ نہیں چاہتی
۔۔۔۔ شہریار کی بات پر اس کے قدم تھمے تھے سینے میں سانس اٹکی تھی۔۔۔۔ وہ
اس کی پہلی اولاد کو ختم کرنے کے بارے میں کیسے سوچ سکتی ہے۔۔۔۔

جان سے مار دوں گا میں اسے اگر اس نے ایسا سوچا بھی تو۔۔۔۔۔ آدم نے
شہریار کا گریبان پکڑ لیا تھا۔۔۔۔۔

آرام سے بیٹھ کر سوچتے ہیں اسے اس کے عمل سے کیسے روکنا
ہے۔۔۔۔۔ کیونکہ جتنی وہ ضدی ہے اب مجھے اس سے کچھ اچھے کی امید نہیں
۔۔۔۔۔ شہریار نے آرام سے اس کا ہاتھ گریبان سے ہٹایا اور شکست خوردہ لہجے
میں بولا۔۔۔۔۔

شیری میرا دماغ گھوم گیا تو میں تمہارا بھی لحاظ نہیں کروں گا آلریڈی میں اس

کے ساتھ ضرورت سے زیادہ نرمی سے پیش آچکا ہوں۔۔۔۔۔ آدم کا بسنا

چلا سب جلا کر بھسم کر دے۔۔۔۔۔

یار مجھے خود سمجھ نہیں آ رہا وہ یہ سب کیوں کر رہی ہے۔۔۔۔ شہر یار نے پریشانی

سے کہا۔۔۔۔۔

تم اپنی خالہ کو کراچی شفٹ کرواؤ وہ ان کی بیماری کی وجہ سے ان کے ساتھ رہنا

چاہتی ہے شاید اسی لئے یہ سب کر رہی۔۔۔۔۔ آدم کو جو سمجھ آیا اس نے بول

دیا۔۔۔۔۔

خالہ میری بیمار نہیں ہیں وہ بالکل صحت مند ہیں۔۔۔۔۔ یہ سب اپنے کسی
کیرئیر کے لئے کر رہی ہے۔۔۔۔۔ وہ۔ لاہور بھی صرف اسی وجہ سے شفٹ
۔۔۔۔۔ ہونا چاہتی ہے

مجھے نہیں سمجھ آرہا کچھ۔۔۔۔۔ اب تم اس کو ایک ہی چیز سے روک سکتے ہو یہ
عمل کرنے سے۔۔۔۔۔ وہ ہے طلاق۔۔۔۔۔ زرش کو تم طلاق کی دھمکی
دو۔۔۔۔۔ وہ دیکھنا ایسا مر کر بھی نہیں کرے گی۔۔۔۔۔ کیونکہ وہ تم سے
علیحدگی کسی صورت نہیں چاہتی۔۔۔۔۔
کونسا کریئر آدم نے نا سمجھی سے پوچھا۔۔۔۔۔ وہ پچھلے چھ مہینے سے اس کے
ساتھ تھی۔۔۔۔۔ اس کا پہناوا اس کی بولڈ حرکتیں کبھی بھی اسے پسند نہیں رہی
۔۔۔۔۔ اس کے باوجود بھی آدم نے کبھی اس پر کوئی پابندی نہیں لگائی

یہ سب بعد میں پتہ کریں گے فلحال تم میرے ساتھ گھر چلو۔۔۔ جیسے چاہو جو
طریقہ اپنانا چاہو میں بیچ میں نہیں بولوں گا۔۔۔ تم بس اسے ابارشن سے روک لو

شہریار سنجیدگی سے بول کر اٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔۔۔۔ آدم بھی اس کے ساتھ ہی
اٹھا تھا۔۔۔ اس وقت ان دونوں کے چہروں پر پتھر لیلے تاثرات تھے۔۔۔۔۔

وہ دونوں جب گھر میں داخل ہوئے زرش تیار ہو کر آنکھوں پر گلاس لگائے
نکل رہی تھی دوپٹہ سرے سے اس کے وجود میں نہیں تھا۔۔۔۔۔

دونوں کو ایک ساتھ داخل ہوتے دیکھ کر وہ ٹھٹکی مگر پھر ان کو اگنور کئے نکلنے
لگی۔۔۔ کیونکہ اسے ٹائم پر اسپتال پہنچنا تھا اور دوسرا وہ آدم کو اپنی ناراضگی جتنا
چاہتی تھی۔۔۔۔

کہاں جا رہی ہو۔۔۔۔۔ آدم نے اس کا ہاتھ پکڑ کر روکا۔۔۔ جبکہ شہر یاران
دونوں کو اکیلے چھوڑ کر اندر بڑھ گیا تھا۔۔۔۔۔
زرش نے اس کا ہاتھ جھٹکا۔۔۔۔۔ تم سے مطلب۔۔۔ اس نے انتہائی بد تمیزی
سے پوچھا۔۔۔۔۔

بیوی ہو تم میری مجھے پتہ ہونا چاہیے تم کہاں جاتی ہو کہاں نہیں۔۔۔۔۔ آدم نے
سنجیدگی سے جواب دیا۔۔۔۔۔

بیوی ہوں غلام نہیں جو تمہاری ہر بات مانتی پھروں تمہارے پورے خاندان کی
جی حضوری کروں۔۔۔۔۔ زرش کی آواز اتنی اونچی تھی کہ آس پاس کے
ملازموں نے مڑ کر دیکھا۔۔۔۔۔

آدم نے لب بھینچے اس کی حرکت برداشت کی اور اسے کھینچ کر کمرے میں لا کر

چھوڑا۔۔۔۔۔

--- کیا چاہتی ہو تم مجھ سے۔۔۔ اس نے ڈائریکٹ سوال کیا

میں چاہتی ہوں تم میرے ساتھ لاہور شفٹ ہو جاؤ۔۔۔ اس نے بول کر کندھے

اچکائے۔۔۔

ٹھیک ہے لیکن اس کے لئے میری ایک شرط ہے۔۔۔۔۔ آدم نے اس کو دیکھ
۔۔۔۔۔ کر کہا

اس کو مانتے دیکھ زرش کے چہرے پر مسکراہٹ بکھر گئی۔۔۔۔۔ مجھے پتہ تھا تم
میری جیسی خوبصورت بیوی کے بغیر رہ ہی نہیں سکتے۔۔۔۔۔
مجھے یقین تھا تم میری بات ضرور مانو گے۔۔۔۔۔ زرش دو قدم چل کر اس کے
پاس آئی اور اس کے سینے سے لگ گئی۔۔۔۔۔

بتاؤ کیا شرط ہے تمہاری۔۔۔ اس کی بات پر آدم نے لب بھینچ کر ضبط کیا تھا
۔۔۔۔۔

میں چاہتا ہوں پہلے تم میری اولاد کو صحیح سلامت اس دنیا میں لے
---- آو---- اس کے بعد تم جو چاہو گی میں روکوں گا نہیں تمہیں
جیسا چاہو گی وہی ہو گا---- آدم سنجیدگی سے ایک ایک لفظ پر زور دے کر
بولا----

اس کی بات پر زرش کرنٹ کھا کر اس سے دور ہوئی تھی۔
کیا مطلب ہے تمہاری اس بات کا----
وہی جو تم نے سنا----
لیکن ایسا کچھ نہیں ہے تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔۔۔۔ زرش نے گھبرا کر
کہا۔۔۔۔

او کے چلو میرے ساتھ ہسپٹل ابھی پتہ چل جائے گا۔۔۔۔ آدم اس کا بازو پکڑ
کر نکلنے لگا۔۔۔

آدم میری بات سنو۔۔۔ میں تمہیں سب بتاتی ہوں۔۔۔ اس کی بات پر آدم رکا
تھا۔۔۔۔

دیکھو میں یہ بچہ نہیں چاہتی سمجھو میری بات کو آدم میں تم سے بہت محبت کرتی
ہوں یارا ابھی سے بچہ میں نہیں سنبھال سکتی۔۔۔۔ اور ناہم اپنی لائف انجوائے
کر سکتے ہیں۔۔۔۔۔ بچہ بہت بڑی ذمہ داری ہے۔۔۔۔ میں ابھی اس کے
لئے ریڈی نہیں ہوں۔۔۔۔۔ زرش اس کا چہرہ تھام کر بولی۔۔۔۔۔

کیسی عورت ہو تم اپنی انجوائمنٹ کی وجہ سے تم اپنی ہی اولاد کو مارنا چاہتی
ہو۔۔۔۔ لوگ ترس جاتے ہیں اس نعمت کے لئے زرش تم ہوش میں ہو یا نہیں
۔۔۔۔۔ آدم بری طرح بھڑک اٹھا تھا۔۔۔۔۔

لیکن مجھے نہیں چاہیے یہ نعمت۔۔۔۔ میں اسے ختم کر دوں گی اور تم مجھے روک
۔۔۔۔ نہیں سکتے۔۔۔۔ زرش بنا ڈرے سنجیدگی سے بولی اور نکلنے لگی

ٹھیک ہے شوق سے جاؤ لیکن اگر تم نے میرے بچے کو ختم کرنے کی کوشش بھی
کی تو میں تمہیں طلاق دے دوں گا۔۔۔۔ آدم سرد لہجے میں بول کر اسے
پتھر کا کر گیا۔۔۔۔

تم ایسا نہیں کر سکتے۔۔۔۔ زرش اس کے پاس آ کر چیخی تھی۔۔۔۔
میں ایسا ہی کروں گا۔۔۔۔ اس کا لہجہ سرد تھا۔۔۔۔

آدم تم میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے۔۔۔۔ تم جانتے ہو میں تمہارے بغیر
نہیں رہ سکتی۔۔۔۔ میں مر جاؤں گی۔۔۔۔ وہ اس وقت جنونی ہو رہی تھی۔۔۔۔

تو مر جاؤ۔۔۔ لیکن میں اپنی اولاد کے بغیر تمہیں اپنے نکاح میں نہیں رکھوں
گا۔۔۔۔

اور اگر تم میری اولاد کو اس دنیا میں لے آئی تو قسم کھاتا ہوں تمہیں تمہاری
مرضی کرنے سے نہیں روکوں گا۔۔۔۔۔

آدم سنجیدگی سے بول کر وہاں سے نکل گیا۔۔۔۔۔
پچھے زرش زمین پر بیٹھتی چلی گئی وہ کیسے اس کو طلاق دینے کی بات کر سکتا
ہے۔۔۔۔۔



آدم رات کو گھر آیا تو زرش کمر اوڑھے سو رہی تھی۔۔۔۔۔ پتہ نہیں وہ کب
واپس آئی تھی۔۔۔۔۔ اس نے ایک نفرت بھری نظر اس پر ڈالی۔۔۔ اور واش
روم میں گھس گیا ایک گھنٹے تک ٹھنڈے پانی کا شور لے کر وہ واپس آیا اور لائٹ
آف کرتا سو گیا۔۔۔۔۔



اگلی صبح جیسے ہی سب کو پتہ چلا زرش کی پریگنسی کا
سب کے چہرے کھل گئے تھے۔۔۔۔۔
سب نے اسے ہاتھوں ہاتھ لیا تھا۔۔۔۔۔ فروا بیگم نے اس کے صدقے
دیئے۔۔۔۔۔ اس کی نظر اتاری۔۔۔۔۔ اور اسے تحفے میں اپنے کنگن دیئے
تھے۔۔۔۔۔ گھر میں سب خوش تھے صرف اس کے علاوہ جو خود اس رتبہ پر فائز
۔۔۔۔۔ ہوئی تھی

پورے نو مہینے سب نے اس کے سر درو پے کے باوجود بہت خیال رکھا
----- آخر کا وہ دن بھی آگیا جب اس نے ایک پیاری سی بیٹی کو جنم
دیا-----

آدم کو بیٹی کی ہی خواہش تھی----- اس لئے اس کی خوشی دیکھنے لائق
تھی----- وہ اپنی بیٹی کو اٹھائے زرش کے پاس آیا جو آنکھیں موندے لیٹی
تھی-----
Novelistan
زرش----- اس نے دھیرے سے پکارا----- زرش نے آنکھیں کھول کر آدم کو
دیکھا اور اس کے ہاتھ میں موجود گلابی کمبل میں لیٹی اپنی بیٹی کو دیکھا-----

آدم اسے ہی غور سے دیکھ رہا تھا جس کے چہرے پر ڈھونڈنے سے بھی ممتا کی
--- خوشی اسے نظر نہیں آئی

یہ دیکھو اللہ نے ہمیں رحمت سے نوازا ہے۔۔۔۔۔ آدم نے مسکرا کر اپنی بیٹی کو
آگے کیا۔۔۔۔۔

جسے زرش نے تھامنے کے بجائے سنجیدگی سے آدم کو دیکھا۔۔۔۔۔
میں نے تمہیں تمہاری بیٹی دے دی ہے اب تمہیں میری ہر بات ماننی پڑے
--- گی۔۔۔۔۔ زرش نے سنجیدگی سے کہا

آدم کو اس وقت اس سے ایسی بات کی امید نہیں تھی۔۔۔۔۔

وہ تو سمجھا تھا وقت کے ساتھ وہ اپنی ضد سے ہٹ جائے گی۔۔۔۔ اور اپنی اولاد
کو ہاتھ میں اٹھاتے ہی سب بھول جائے گی مگر اسے اپنی بات پر ڈٹے دیکھ کر
آدم کا چہرہ سرد ہو گیا تھا۔۔۔۔

گھر جا کر بات کریں گے اس بارے میں۔۔۔۔ آدم سنجیدگی سے کہہ کر اپنی بیٹی
کو اٹھائے باہر نکل گیا۔۔۔۔

شہر یار جو باہر ہی اس کا انتظار کر رہا تھا اس کے چہرے پر چھائی سنجیدگی دیکھ کر
اس کے آپس آیا۔۔۔۔

کیا ہوا وہ خوش تو ہے نا۔۔۔ اس نے فکر مندی سے پوچھا۔۔۔۔

وہ اپنی بات پر قائم ہے۔۔۔۔ ابھی بھی وہ لاہور شفٹ ہونا چاہتی

ہے۔۔۔۔۔ آدم نے سنجیدگی سے جواب دیا۔۔۔۔۔

شہریار کو بھی آدم کی طرح لگا تھا کہ وہ بچے کے بعد اپنی ضد سے ہٹ جائے گی مگر

اس کی ڈھٹائی سن کر شہریار کو انتہا کا غصہ آیا اس پر۔۔۔۔۔

آدم سنجیدگی سے فروا بیگم کی طرف بڑھ گیا۔۔۔۔۔

وہ گھر آنے کے بعد بھی اب روز روز آدم سے ایک ہی بات کی ضد کرنے لگی

تھی۔۔۔۔ اس نے منت کو پوری طرح فراموش کر دیا تھا۔۔۔۔ منت کو فروا

۔۔۔۔۔ بیگم ہی سنبھالنے لگی تھی

تم یہ سب ختم کیوں نہیں کر دیتی زرش تمہیں اپنی بیٹی پر ترس نہیں
آتا۔۔۔۔۔ آدم تنگ آتا اس سے پوچھنے لگا۔۔۔

وہ تمہاری بیٹی ہے آدم تم مجھ سے اولاد چاہتے تھے میں نے تمہیں دے دی اب
تم اپنی بات سے مکر نہیں سکتے۔۔۔۔۔ زرش نے سنجیدگی سے کہا۔۔۔۔۔

لاہور جا کر کیا کرنا چاہتی ہو تم۔۔۔۔۔ تمہاری خالہ بھی تو یہاں آسکتی
ہے۔۔۔۔۔ آدم نے اسے پیار سے سمجھانے کی کوشش کی جبکہ وہ خود بھی جانتا تھا
لاہور جانے کی وجہ اس کی خالہ نہیں کچھ اور ہے۔۔۔۔۔

تم سے اب میں کچھ نہیں چھپاؤں گی۔۔۔۔۔ سچ یہ ہے کہ میں لاہور اپنا کرئیر بنانے
کے لئے جانا چاہتی ہوں۔۔۔۔۔ میں پچھلے کچھ سالوں سے ایکٹنگ میں اپنی قسمت

آزما رہی ہوں۔۔۔۔۔ چھوٹے موٹے ماڈلنگ کے شوٹ بھی کئے ہیں۔۔۔۔۔ اب مجھے وہاں ایک بہت بڑی فلم میں آفر ہوئی ہے آدم اور میں یہ موقع گنوانا نہیں چاہتی نا میں تمہیں کھونا چاہتی ہوں پلیز میرا یہ خواب پورا کرنے میں میرا ساتھ دو۔۔۔۔۔ میرے بچپن کا خواب ہے یہ آدم۔۔۔۔۔

آدم تو اس کی خواہش سن کر سکتے میں جا چکا تھا وہ صرف فلموں میں کام کرنے کے لئے اپنی اولاد تک کو فراموش کر چکی تھی۔۔۔۔۔

تم نے سوچ بھی کیسے لیا میں تمہیں یہ سب کرنے دوں گا۔۔۔۔۔ مجھے تمہارے پہناوے سے ہمیشہ مسئلہ تھا لیکن تمہاری خوشی کی خاطر تمہیں کبھی نہیں روکا۔۔۔۔۔ اس کا یہ مطلب نہیں میں اپنی بیوی کو نا محرم مردوں کے ساتھ فلموں میں کام کرنے دوں گا۔۔۔۔۔

اس لئے یہ جو تمہارے دماغ میں فضول خواب بھن رہی ہو تم اسے یہیں دفنادو
کیونکہ میرے ساتھ رہتے تو تم یہ سب نہیں کر سکتی۔۔۔۔۔ آدم انتہائی غصے
سے ٹیبل کو ٹھوکر مار کر اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔۔۔

آدم تم مجھے میری خواہش پوری کرنے سے نہیں روک سکتے۔۔۔۔۔ زرش نے
اس کا گریبان جھکڑا تھا پیچھے سے

آدم نے مڑ کر اس کا گال دبوج لیا۔۔۔۔۔ اگر تمہیں اپنا خواب اتنا ہی پیارا
ہے تو ٹھیک ہے میں تمہیں طلاق دے دیتا ہوں۔۔۔ پھر شوق سے اپنے سارے
خواب پورے کرنا۔۔۔ کیونکہ آدم خانزادہ کو یہ بات بالکل بھی گوارا نہیں کہ
لوگ اس کی بیوی کی خوبصورتی کے قصیدے پڑھے۔۔۔۔۔
میرے نام کے ساتھ تو تمہارا خواب پورا ہونا ممکن ہے۔۔۔۔۔

اگر تم نے مجھے طلاق دی تو میں منت کو لے کر چلی جاؤں گی۔۔۔۔۔ اس کی
بات پر زرش اس سے زیادہ زور سے چلائی تھی۔۔۔۔۔

کس بیٹی کی بات کر رہی ہو جس کو تم نے ایک بار بھی اپنی ممتا تک محسوس نہیں
کروایا اس بیٹی کو لے کر جاؤ گی تم۔۔۔۔۔
آدم خانزادہ کا دماغ بھنا اٹھا تھا اس کی دھمکی پر۔۔۔۔۔ اس لئے غصے دھاڑ
اٹھا۔۔۔

ہاں اسی بیٹی کو کیونکہ دنیا کی کوئی بھی طاقت کوئی بھی قانون ایک بچی کو اپنی ماں
سے نہیں چھین سکتا۔۔۔ اس لئے مجھے طلاق دینے سے پہلے ہزار بار سوچنا

---- میں ابھی یہ گھر چھوڑ کر جا رہی ہوں۔۔۔۔ ایک دن جب دنیا مجھے چاہیں
---- گی تب تمہیں ہی مجھ پر فخر ہو گا کہ میں تمہاری بیوی ہوں

لیکن ایک بات یاد رکھنا جس دن تم نے مجھے طلاق دی اس دن میں تم سے
تمہاری اس بیٹی کو چھین کر لے جاؤں گی اس کے لئے قانون بھی میرا ساتھ دے
گی۔۔۔۔

زرش اس کے منہ پر ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولتی بنا اپنا کوئی بھی سامان اٹھائے
وہاں سے نکلتی چلی گئی۔۔۔۔

وہ وہاں سے شہر یار کے گھر آئی تھی جب شہر یار کو اس کی حرکت کا پتہ چلا غصے
سے پاگل ہو گیا تھا۔۔۔۔

زرش تم پچھتاؤ گی یہ چکا چوند کے چکر میں تم اپنی جنت ٹھکرا کر جا رہی
ہو۔۔۔۔۔ اس نے غصے سے کہا۔۔۔۔۔

مجھے کچھ نہیں سننا مجھے بس میرا حصہ دے دیجئے جو میرا پاپا کی پراپرٹی میں بنتا
ہے۔۔۔۔۔ اس کے بعد مجھے کچھ نہیں چاہیے۔۔۔۔۔ رہی آدم کی بات تو وہ تو
مرتے دم تک میرا رہے گا۔۔۔۔۔

Novelistan

اور اسے میرا ہی رہنا پڑے گا۔۔۔۔۔۔۔ وہ ہٹ دھرمی سے بولتی شہریار کو اپنی
بہن نہیں لگی۔۔۔۔۔ اس کی ماں کی پرورش تو ایسی نہیں تھی جو اس کی بہن میں
نظر آرہی تھی۔۔۔۔۔ یہ اس کی خالہ کی دی ہوئی آزادی تھی جو آج وہ بھگت رہا
تھا۔۔۔۔۔

شہریار نے اپنے پاپا کے لائٹر کو کال کر کے بلایا جس کے پاس اس پر اپرٹی کے
پیپر ز اور اس کے باپ کی وصیت تھی۔۔۔۔۔

آپ کا دماغ خراب ہے کیا بکو اس کر رہے ہیں میرے پاپا ایسا نہیں
کر سکتے۔۔۔۔۔ وہ وکیل کے اوپر بھڑکی تھی۔۔۔

دیکھیے یہ میں نہیں کہہ رہا یہ احمد صاحب کی وصیت ہے جس میں انہوں نے اپنی
ساری پر اپرٹی شہریار سر کے نام کر دی ہے۔۔۔۔۔ اور وصیت میں صاف لکھا ہے
کہ اس پر اپرٹی میں جو آپ کا حصہ بنتا ہے وہ آپ کو نہیں آپ کی اولاد کو ملے
گی۔۔۔۔۔ لیکن اگر شہریار سر چاہیں تو یہ آپ کو بھی مل سکتی ہے۔۔۔۔۔

ورنہ اس کے علاوہ آپ کا ان سب چیزوں پر کوئی حصہ نہیں وکیل نے سنجیدگی
----- سے احمد صاحب کی وصیت پڑھ کر سنائی

لیکن کیا آپ جانتے ہیں پاپا نے ایسا کیوں کیا----- شہریار خود بھی اپنے باپ
کے فیصلے پر حیران پریشان تھا-----

جبکہ زرش کا بس نہیں چلا کہ وہ سب کو جلا کر راکھ کر دے-----

Novelistan

یہ ایک خط ہے جو کہ زرش میڈم کے لئے ہے----- وکیل نے ایک اینڈولپ

نکال کر زرش کے حوالے کیا جسے اس نے چھین کر کھولا اور اس میں سے لیٹر

نکالا-----

خط۔۔۔

بیٹا تمہیں میری وصیت کا پتہ چل گیا ہو گا۔۔۔ لیکن اسی میں تمہاری بھلائی ہے
تم نے مجھے بہت مایوس کیا ہے میں نے تمہیں تمہاری خالہ کے پاس صرف اس
لئے چھوڑا تھا تاکہ تمہیں ماں کی کمی نہ ہو لیکن مجھے نہیں پتہ تھا کہ وہ تمہیں اس
قدر آزادی دے گی کہ تم صحیح غلط گناہ ثواب کی پہچان بھول جاؤ۔۔۔

اس دن جب میں نے تمہیں نشے میں کلب میں بیٹھ کر مردوں کے ساتھ جوا
کھیلنے دیکھا تو مجھے لگا کسی نے میرا دل نکال کر نچوڑ دیا ہو۔۔۔

میری بیٹی ایسی تو نا تھی۔۔۔ میں نے تمہیں اپنے ساتھ واپس آنے کو کہا لیکن تم
نہیں مانی کیونکہ تم اس اندھیر نگری میں پوری طرح ڈوب چکی تھی۔۔۔۔۔ پہلی
بار لگ رہا ہے میں ایک اچھا باپ نہیں بن سکا۔۔۔۔۔ میں کوشش کے باوجود

_____و

اس لئے آج میں تمہیں اپنی جائیداد سے عاق کرتا ہوں۔۔۔۔۔ لیکن فکر مت کرو۔۔۔۔۔ اگر تم برائی کو چھوڑ کر اچھائی کی طرف لوٹ آئی اور کسی اچھی جگہ شادی کر کے اپنا خوشحال گھر بسایا تو تمہارے حصے کی ہر چیز تمہاری اولاد کو مل جائے گی۔۔۔۔۔ میں تمہارے ساتھ نا انصافی نہیں کروں گا۔۔۔ تمہارا بے بس باپ۔۔۔۔۔

خط پڑھ کر زرش شرمندہ ہونے کے بجائے غصے سے پاگل ہو گئی تھی ان کی ہمت
کیسے ہوئی میرے ساتھ یہ نا انصافی
کرنے کی۔۔۔۔۔ وہ وکیل کا گریبان پکڑ کے چیخی تھی۔۔۔۔۔

شہریار تو شکڈ میں تھا کہ اس کی بہن یہ سب کرتی رہی ہے۔۔۔۔ اس نے زرش
کو اس وکیل سے دور کیا اور اس سے معذرت کی تو وکیل خاموشی سے وہاں سے
نکل گیا۔۔۔۔

میں نے کہا مجھے میرا حصہ دیں۔۔۔۔ زرش نے سنجیدگی سے کہا۔۔۔۔

تم نے پایا کی وصیت پڑھ لی نا اب بھی تمہارے پاس موقع ہے تم سب پاسکتی
ہو۔۔۔۔ لیکن اس کے لئے تمہیں اپنی بیٹی اور شوہر کے پاس جانا ہو گا
۔۔۔۔۔ شہریار نے اسے سمجھایا۔۔۔۔

میں نہیں جاؤں گی مجھے میرا خواب پورا کرنا ہے۔۔۔ آپ لوگ مجھے نہیں روک
سکتے۔۔۔۔ مجھے یقین ہو گیا وہ انسان میرا باپ ہو ہی نہیں

شہر یار نے اپنے بھاری ہاتھ کا زور دار تھپڑ اس کے منہ پر مارا تھا بس بہت ہوا
بہت کر لی بکو اس اب ایک لفظ نہیں

اگر تم اپنے خواب کی طرف گئی تو سمجھ جانا میرا تم سے کوئی رشتہ نہیں مر گئی تم
میرے لئے۔۔۔۔ نکل جاؤ میرے گھر سے۔۔۔۔ شہر یار غصے کی شدت سے
چیخا تھا اسے یقین ہی نہیں ہو رہا تھا اس کی بہن ایک خواب کے چکر میں سب برباد
کرنے پر تلی تھی۔۔۔۔ اسے لگا اب زرش اپنی ضد سے پیچھے ہٹ جائے
گی۔۔۔۔

مگر وہاں بھی زرش نے اسے غلط ثابت کیا۔۔۔۔۔ وہ وہاں سے اپنے کمرے میں گئی اور اپنا سامان پیک کر کے گھر سے ہی نکل گئی۔۔۔۔۔

ٹی وی پر اس کی کامیابی اور آئے دن اسکیئنڈل کے بہت چرچے سنے انہوں نے۔۔۔۔۔ لیکن آدم اپنی بیٹی کی وجہ سے مجبور تھا وہ اسے طلاق نہیں دے سکا۔۔۔۔۔ وہ بس اپنی بیٹی کے بڑے ہونے کا انتظار کر رہا تھا جب وہ خود اپنی ماں کے بجائے باپ کو چنتی۔۔۔۔۔

حال_____

لیکن آج اچانک وہ پورے ڈھائی سال بعد لوٹی تھی تو سب کو پریشان کر دیا
تھا۔۔۔۔۔

شفانے آہستہ سے اپنی آنکھیں کھولی تو آدم اس کا ہاتھ تھامے آنکھیں موندے
بیڈ پر بیٹھا تھا جبکہ دوسری طرف منت اس کے سینے میں منہ دیئے سو رہی
تھی۔۔۔۔۔

وہ اپنے کمرے میں موجود تھی۔۔۔ تو کیا جو اس کے ساتھ تھوڑی دیر پہلے ہوا وہ
خواب تھا۔۔۔۔۔



نہیں وہ خواب نہیں تھا۔۔۔۔۔ سب یاد آتے ہی آنکھوں میں آنسو جمع ہونا
شروع ہو گئے۔۔۔۔۔ اس کے کسمسانے پر آدم کی آنکھ کھلی۔۔۔۔۔ شفا کو روتے
دیکھ وہ پریشان ہوا تھا۔۔۔۔۔

شفا کیوں رو رہی ہیں آپ سب ٹھیک ہے وہ شرمندگی کی اتھاہ گہرائیوں میں
تھا۔۔۔۔۔

شفانے اسے نظریں اٹھا کر دیکھا تو ان آنکھوں میں کیا کچھ نا تھا۔۔۔۔۔ ادم نے
آگے بڑھ کر اسے سینے میں بھینچ لیا۔۔۔۔۔

م۔۔۔ میں۔۔۔ کہ۔۔۔ کہاں
جاؤں۔۔۔ گی۔۔۔ میر۔۔۔ میرا۔۔۔ کوئی۔۔۔ نہیں۔۔۔ آپ کے
سوا۔۔۔۔۔ م۔۔۔ میں منت۔۔۔۔۔ آپ کے
۔۔۔۔۔ بغیر۔۔۔۔۔ نہیں۔۔۔۔۔ جی۔۔۔۔۔ سکتی۔۔۔۔۔

مجھے۔۔۔ مت نکال۔۔۔۔۔ میں مر جاؤں۔۔۔۔۔ گی۔۔۔۔۔ مجھے مجھے ڈر
لگتا۔۔۔۔۔ پلیز مجھ۔۔۔۔۔ مجھے۔۔۔۔۔ کسی۔۔۔۔۔ کونے میں جگ۔۔۔۔۔ جگہ۔۔۔۔۔ دے
۔۔۔۔۔ دیں۔۔۔۔۔ وہ ہچکیوں سے بولتی اس وقت آدم کو وہی پرانی والی شفا لگی

شفا پلیز مت روئیں آپ کو کوئی نہیں نکال رہا یہ آپ کا گھر ہے آپ کا کمرہ
ہے۔۔۔۔۔ منت اور مجھ پر صرف آپ کا حق ہے۔۔۔۔۔ آپ اتنی انسکیور کیوں ہو
رہی ہیں۔۔۔۔۔ ادم نے اسے سختی سے سینے میں بھینچ لیا تھا۔۔۔۔۔ اس کی
آنکھیں ضبط سے لال ہو رہی تھی۔۔۔۔۔

نہیں وہ۔۔۔۔۔ وہ آپ۔۔۔۔۔ کی بیوی ہیں۔۔۔۔۔ مج۔۔۔۔۔ مجھے تو آپ
نے۔۔۔۔۔ سہارا دیا۔۔۔۔۔ تھا۔۔۔۔۔ میں ن۔۔۔۔۔ ے آپ
کو۔۔۔۔۔ مجبور۔۔۔۔۔ کیا۔۔۔۔۔ مجھ سے شادی۔۔۔۔۔

ششش محبت ہو آپ میری بس آپ کے سوا کوئی نہیں بھروسہ رکھیں مجھ پر میں

---- سب ٹھیک کر دوں گا پر سکون رہیں

آدم نے اسے مزید بولنے سے روک دیا تھا۔۔۔۔۔

لیکن۔۔۔۔۔ اس نے کچھ بولنا چاہا

شفا مجھ پر یقین ہے نا۔۔۔۔۔ آپ سے آپ کا مقام کوئی نہیں چھین سکتا وعدہ کرتا

۔۔۔۔۔ ہوں۔۔۔۔۔ اس طرح خوفزدہ ہو کر آپ مجھے شرمندہ کر رہی ہیں

آدم خانزادہ جنون کی حد تک صرف آپ سے محبت کرتا ہے بس مجھ پر بھروسہ

رکھیں۔۔۔۔۔ آدم بھاری گھمبیر لہجے میں بولتا اسے پر سکون کر گیا۔۔۔۔۔

تھوڑی دیر بعد وہ گنودگی میں جانے لگی تو آدم نے اسے سیدھا کر کے بیڈ پر لٹایا

اور اس پر کمفرٹر ڈال کر خود بھی اس کے برابر میں لیٹ گیا۔۔۔۔۔



موبائل کی آواز پر اس کی نیند خراب ہوئی تھی مگر وہ پھر بھی آنکھیں بند کئے لیٹا
رہا۔۔۔۔۔

اسے عقیدت کے پیروں کی آواز دور جاتی محسوس ہوئی۔۔۔۔۔
کچھ دن سے وہ عقیدت کی مشکوک حرکتوں سے پریشان تھا لیکن اس نے
عقیدت پر کبھی شک نہیں کیا۔۔۔۔۔

پلیز اس وقت تم مجھے فون مت کرو۔۔۔۔۔ دیکھو اگر عرش کو پتہ چل گیا تو ہماری
ساری پلاننگ خراب ہو جائے گی۔۔۔۔۔
وہ سرگوشی میں بات کر رہی تھی۔۔۔۔۔

مگر شاید وہ عرش کی تیز سماعت سے انجان تھی۔۔۔۔۔ وہ بیڈ پر لیٹے ہونے کے
باوجود اس کی سرگو شیوں کو با آسانی سن سکتا تھا۔۔۔۔۔

دیکھو میں کل نہیں آسکتی۔۔۔۔۔ یہاں ایک مسئلہ ہو گیا ہے۔۔۔۔۔
پلیز سمجھنے کی کوشش کرو۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ اوکے لیکن آدھے گھنٹے سے زیادہ نہیں رک پاؤں گی میں
اوکے۔۔۔۔۔

عرش اس کی ایک بات اچھے سے سن چکا تھا مگر اس کی قدموں کی آواز پر
سوتا بن گیا۔۔۔۔۔

اگلی صبح وہ آفس کے لئے نکل گیا تو عقیدت سجدہ بیگم سے آدھے گھنٹے کی اجازت
لے کر ڈرائیور کے ساتھ نکل آئی

تھی مگر وہ انجان تھی اس بات سے کہ کوئی اس کی گاڑی کا پیچھا کر رہا
ہے۔۔۔۔۔

شفا کی آنکھ صبح اپنے چہرے پر ہلکے ہلکے لمس سے کھلی۔۔۔ وہ بند آنکھوں سے
بھی اسے پہچان چکی تھی۔۔۔۔۔ اس نے کھینچ کر منت کے گال پر لب رکھے تھے
۔۔۔۔۔ وہ کھکھلا کر ہنس دی۔۔۔۔۔ آدم کہیں بھی نہیں تھا
میری جان کب اٹھی۔۔۔ اس نے منت کو فریش دیکھ کر پوچھا۔۔۔۔۔
پاپا نے اتاھیا۔۔۔۔۔ بوو و تنت تو باہ۔۔۔۔۔ (پاپا نے اٹھایا بہمتنت صبح) اس نے
۔۔۔۔۔ ہاتھوں کو کھول کر بتایا تو شفا کو بے ساختہ اس پر پیار آیا

اس نے گھڑی میں ٹائم دیکھا تو دوپہر کے دو بج رہے تھے۔۔۔۔۔ وہ جلدی سے
بالوں کا جھوڑا بنا کر اٹھی تو اچانک اٹھنے سے اسے پوری دنیا گھومتی ہوئی محسوس
ہوئی۔۔۔ اس نے جلدی سے بیڈ کا سہارا لیا۔۔۔۔۔

اس کو سر پر ہاتھ رکھے دیکھ کر منت جلدی باہر بھاگی۔۔۔۔۔

پاپا ماما تو چتر آیا ہے (پاپا ماما کو چکر آیا ہے) وہ اوپر سیڑھی پر کھڑے ہو کر زور
سے بولی۔۔۔۔۔

آدم جو کمرے کی طرف ہی آرہا تھا اس کی بات پر جلدی سے کمرے کی طرف
بھاگا۔۔۔ منت بھی اس کے پیچھے گئی۔۔۔

لیکن سامنے سے زرش کو بھی ان کی طرف آتے دیکھ کر منت نے دروازہ اس کے منہ پر بند کیا تھا۔۔۔۔۔

اسے وہ گندی آنٹی بلکل بھی پسند نہیں آئی تھی جس کی وجہ سے اس کی ماما بیمار ہو گئی تھی۔۔۔۔۔

منت کی اس حرکت ہر زرش کا خون کھول اٹھا تھا۔۔۔۔۔ وہ اس کی بیٹی ہو کر ایک پرانی لڑکی کے لئے اس کے منہ پر دروازہ بند کر گئی تھی۔۔۔۔۔ اس کا بس نا چلا وہ منت کو دور رکھ کر لگائے اور بتائے کہ شفا اس کی ماں نہیں بلکہ وہ خود ہے۔۔۔۔۔

کاش وہ سمجھ پاتی صرف پیدا کرنے والی ہی ماں نہیں ہوتی۔۔۔۔۔ پالنے والی بھی سگی ماں سے بڑھ کر ہوتی ہے۔۔۔۔۔

----- شفا بیڈ پر ٹیک لگا کر بیٹھی تھی۔۔۔۔۔ آدم جلدی سے اس کے پاس آیا

ٹھیک ہیں آپ۔۔۔۔۔ آدم نے اسے تھام کر پوچھا۔۔۔۔۔

شفا نے ایک نظر اس کے فکر مند چہرے پر ڈالی پھر منت کو دیکھا جو پریشانی سے
اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔

میں ٹھیک ہوں بس چکر آرہے مجھے۔۔۔ وہ دھیمی آواز میں بولی۔۔۔۔۔ اپ
اٹھیں فریش ہو جائیں پھر کھانا بھجواتا ہوں میں آپ کے لئے۔۔۔۔۔

آدم نے اسے بازوؤں میں اٹھایا تھا۔۔۔۔۔ منت کے سامنے اس کی ایسی حرکت
پر وہ کان کی لوتک سرخ ہوئی۔۔۔۔۔

میں چل سکتی ہوں۔۔۔۔۔ وہ دھیرے سے منمننائی۔۔۔۔۔ اسے ڈھیروں شرم
نے آگھیرا تھا اس وقت۔۔۔۔۔

آدم نے کوئی جواب نہیں دیا اور اسے جا کر واش روم میں چھوڑا خود باہر آگیا

منت منہ پر ہاتھ رکھے ہونک بنی اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔ جیسے کچھ انوکھا دیکھ لیا

---- ہو

کیا ہوا میری پرنسس کو آدم کو اس کے کیوٹ ایکسپریشن پر ہنسی آئی تھی۔۔۔
آپ نے مما تو دود میں اٹھایا۔۔۔۔۔

اس نے جیسے آدم کے علم میں اضافہ کیا۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ ہاں تو۔۔۔ آدم نے نا سمجھی سے پوچھا

تو مما بوت بڑی ہے۔۔۔۔۔ آپ نے تیسے اٹھایا۔۔۔۔۔ منت نے حیرانگی سے

پوچھا۔۔۔۔۔

میری جان آپ کی ممتا تو چھوٹا سا بچہ ہے۔۔۔۔ اس لئے
میں نے آپ کی ممتا کو ایسے اٹھایا جیسے میں اپنے بڑے بچے کو اٹھاتا
ہوں۔۔۔۔ اس نے منت کو گود میں اٹھا کر گھمانا شروع کر دیا تھا جس پر منت کی
کھکھلاہٹ پورے کمرے میں گونج رہی تھی اور باہر کھڑی زرش اندر تک جل
کر راکھ ہو گئی تھی۔۔۔۔۔



آدم شفا اور منت کا ہاتھ پکڑے نیچھے آیا تھا۔۔۔۔۔ فروا بیگم نے اٹھ کر شفا کا
ماتھا چوما۔۔۔۔۔ کیسی طبیعت ہے اب تمہاری۔۔۔۔۔
امی ٹھیک ہوں میں۔۔۔۔۔ اس نے مسکرا کر جواب دیا۔۔۔۔۔

بہت بہت مبارک ہو بیٹا اللہ پاک تمہیں نیک اور صحت مند اولاد سے نوازے

ان کی دعا پر وہ حیران بھی ٹھیک سے نہیں ہو پائی تھی۔۔۔۔۔

سب اٹھ کر باری باری اس کو مبارک باد دینے لگے۔۔۔۔۔

تم ماں بننے والی ہو شفا اب منت کا چھوٹا بھائی آئے گا۔۔۔۔۔ بہت بہت مبارک

ہو۔۔۔۔۔ تمہیں۔۔۔۔۔ فری نے اس کے حونک چہرے کو دیکھ کر مسکراتے

۔۔۔۔۔ اسے گلے لگایا تھا



آدم صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ رکھے بیٹھ چکا تھا۔۔۔۔۔

شفانے بے یقینی سے فری کو دیکھا پھر آدم کو۔۔۔۔۔ آدم کی مسکراہٹ نے سب

کی بات پر تصدیق کر دی تھی۔۔۔۔۔ ایک دم تیزی سے اس کا چہرہ لال ہوا

تھا۔۔۔۔۔

چہرہ بھاپ اڑانے لگا تھا۔۔۔۔۔ اس کے شرم سے لال پڑتے چہرے کو دیکھ کر
۔۔۔۔۔ فروہ بیگم نے اسے اپنے ساتھ بٹھایا تھا

اب بالکل کوئی ٹینشن مت لینا۔۔۔۔۔ ہم سب تم سے بہت پیار کرتے ہیں تم
ہمارے لئے بہت اہم ہو۔۔۔۔۔ اس لئے بالکل فکر مت کرنا بس اپنا اور اپنے
ہونے والے بچے کا خیال رکھو۔۔۔۔۔ فروہ بیگم سگی ماں کی طرح اسکو سمجھا رہی
تھی۔۔۔۔۔

Novelistan

لیکن اس وقت وہ کچھ سمجھ نہیں پارہی تھی خبر ہی ایسی تھی۔۔۔۔۔ کہ وہ ٹھیک سے
۔۔۔۔۔ ہضم بھی نہیں کر پائی۔۔۔۔۔ جبکہ نظریں جھکی ہوئی تھیں

آدم کی نگاہوں کا مرکز وہی تھی۔۔۔۔۔ شرم و حیا سے لبریز نیک اور پاکیزہ لڑکی
اللہ نے اس کی قسمت میں لکھی تھی۔۔۔۔۔
اسے اپنی قسمت پر رشک ہوا۔۔۔۔۔

دادو۔۔۔۔۔ منت نے فروا بیگم کو پکارا۔۔۔۔۔ لہجے میں پریشانی تھی۔۔۔۔۔
جی میرا بیٹا۔۔۔۔۔ انہوں نے محبت سے اس کی طرف دیکھا جو جزا کو چھوڑ کر ان
کی طرف آئی تھی۔۔۔۔۔

Novelistan

(مما تھا بچہ تو میں ہونا) مما کا بچہ تو میں ہوں نا

۔۔۔۔۔ اس نے فکر مندی سے پوچھا

سب نے دلچسپی سے منت کو دیکھا۔۔۔۔۔ چھوٹی سی کاٹن کی گلابی فراک میں دو
پونی بنائے وہ اپنے پھولے ہوئے گالوں کے ساتھ سب کی نگاہوں کا مرکز
تھی۔۔۔۔۔

ہاں آپ ہی اپنی ماما کا بچہ ہو۔۔۔۔۔ فروا بیگم نے مسکرا کر جواب دیا۔۔۔۔۔
تو ماما تھا ہونے والا بچہ تو ن ہے؟ وہ ان سب کی باتوں کا مطلب سمجھ نہیں پار ہی
تھی۔۔۔۔۔

Novelistan

اس کے سوال پر شفا کی گردن مزید جھک گئی تھی۔۔۔۔۔ شرم سے اس سے
گردن نہیں اٹھائی جا رہی تھی۔۔۔۔۔ ادم نے دلچسپی سے اپنی بیوی کا یہ روپ
دیکھا۔۔۔۔۔

اور کوئی بہت نفرت سے اوپر کھڑی یہ سارا منظر دیکھ رہی تھی اس وقت زرش کو
سب سے زیادہ نفرت اپنی بیٹی اور شفا سے ہوئی۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ ادھر آؤ منت فری نے اسے اپنے پاس بلایا تو اس کے پاس آئی

۔۔۔۔۔ جی پھپھو

بیٹا آپ اپنی ماما کو سب سے بڑا بچہ ہونا۔۔۔ تو اللہ آپ کے ساتھ کھیلنے کے لئے
ایک نیا بچہ بھیج رہا ہے جو صرف آپ کے ساتھ کھیلے گا جو آپ کی ماما کا چھوٹا بچہ
ہو گا پھر آپ دونوں اپنی ماما کے ساتھ کھیلنا۔۔۔۔۔

فری نے اس کی عقل کے مطابق اسے سمجھایا۔۔۔۔۔

فری کی بات سن کر منت کچھ دیر تک عمران خان کے انداز میں سوچتی رہی

اتھا۔۔۔ پھل میلی طلاح ماما اس تو تے بچہ تو بھی دود میں اٹھائے گی

؟ تیا۔۔۔ دیسے پاپا اپنے تو تے بچے تو دود میں اٹھاتے ہیں

اچھا پھر میری طرح ماما اس چھوٹے بچے کو بھی گود میں اٹھائیں گی کیا۔۔۔ جیسے
(۔۔۔۔۔ پاپا اپنے چھوٹے بچے کو گود میں اٹھاتے ہیں)

منت کی بات پر سب نے نا سمجھی سے اسے دیکھا تھا کون چھوٹا بچہ۔۔۔ جزا نے

حیرانگی سے پوچھا۔۔۔

منت ادھر آؤںچے۔۔۔۔ آدم نے جلدی سے اسے بلایا کہیں اس کی بیٹی اس کی
عزت کا فالودہ بنا کر دے۔۔۔۔

مما پاپا تھا۔۔۔۔ چھوٹا بچہ ہے نا۔۔۔۔ تو باہ پاپا نے مماتو دود میں اٹھایا تھا

(مما پاپا کا چھوٹا بچہ ہے نا۔۔۔۔ صبح پاپا نے مماتو کو دود میں اٹھایا تھا۔۔۔۔)

سامنے بھی اس کی بیٹی تھی اپنی بات مکمل کر کے باپ کی طرف آئی۔۔۔ اس کی
بات پر آدم نے پہلو بدلہ تھا۔۔۔۔

جبکہ سب نے مسکراہٹ روکی۔۔۔۔۔

اور شفا کو دیکھ کر تو ایسا لگ رہا تھا جیسا سارا الہو چہرے پر جمع ہو گیا ہو۔۔۔۔۔

یہ سب کیا تماشہ لگا رکھا ہے۔۔۔۔۔ زرش دھدھناتی ہوئی وہاں آکر چیخی
تھی۔۔۔۔۔

اس کو سامنے دیکھ کر شفا ایک دم سہم گئی تھی۔۔۔ جبکہ سب کے چہرے پر
ناگواری چھا گئی۔۔۔ اور ان میں منت بھی تھی جو اپنی چھوٹی سی ناک پھلائے
غصے سے زرش کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔

آواز نیچی کر کے بات کرو۔۔۔۔۔ آدم نے سنجیدگی سے کہا۔۔۔۔۔
میں آواز نیچی کروں یہاں تم میرا حق کسی اور کو دے کر۔۔۔۔۔

جزا منت کو اندر لے جاؤ۔۔۔۔۔ آدم اس کی بات کاٹ کر بولا۔۔۔۔۔ وہ اپنی بیٹی پر
کسی بھی قسم کا برا اثر نہیں پڑنے دینا چاہتا تھا۔۔۔۔۔

وہ اندر نہیں جائے گی۔۔۔۔۔ اس کو بھی تو پتہ چلے اس کا باپ اس کی ماں کی جگہ
دوسری عورت کے ساتھ عیاشی۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ جسٹ شٹ اپ۔۔۔۔۔ آواز نہیں
تم اندر جاؤ گی یا نہیں۔۔۔۔۔ وہ زرش کو سنا کر جزا سے بولا تو وہ جلدی سے منت
کو اٹھا کر اندر بڑھ گئی۔۔۔۔۔

ان کے شور کی آواز سن کر آیت جو اریب کے ساتھ باہر کھیل رہی تھی وہ بھی
اندر آ گئی۔۔۔۔۔ جبکہ منت کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر اریب بھی ان کے پیچھے
چلا گیا تھا۔۔۔۔۔

اب بولو کیا بول رہی تھی۔۔۔۔۔ اس نے سر دلہے میں زرش سے
پوچھا۔۔۔۔۔ شفا کی نظریں ان دونوں پر ہی جمی تھی۔۔۔
کتنے مکمل اور خوبصورت تھے دونوں۔۔۔۔۔ وہ شفا کی طرح ڈرپوک نہیں تھی
وہ ایک کانفیڈنٹ عورت تھی جو آدم کے ساتھ کھڑی بہت بچ رہی
تھی۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ شفا کو اس وقت اپنا وجود ان دونوں کے بیچ لڑائی کی وجہ لگی

تم اس لڑکی کو ابھی کے ابھی طلاق دو اور چلتا کرو۔۔۔۔۔ زرش نے شفا نفرت
سے دیکھ کر کہا۔۔۔۔۔

جبکہ اس کی بات پر شفا کو لگا وہ سانس نہیں لے پائے گی۔۔۔

۔۔۔۔ اور میں ایسا کیوں کروں۔۔۔۔۔ آدم نے سنجیدگی سے پوچھا
کیونکہ تم پر میرا حق ہے صرف تم کسی اور کو میری جگہ نہیں دے
سکتے۔۔۔۔۔ زرش دو قدم اس کے قریب آئی

مجھ پر اور میری بیٹی پر صرف شفا کا حق ہے اور ہمیشہ رہے گا یہ بات اپنے زہن
میں بٹھالو۔۔۔ آئندہ میری بیٹی کے سامنے چیخنے کی کوشش بھی کی تو جان سے مار
دوں گا۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ آدم انگلی اٹھا کر سختی سے اسے وارن کر گیا

تم جانتے نہیں ہو مجھے آدم تمہیں حاصل کرنے کے لئے کیا کچھ نہیں کیا میں نے
تمہیں کیا لگتا ہے میں اتنی آسانی سے دستبردار ہو جاؤں گی اپنے حق سے بھول
ہے تمہاری۔۔۔۔۔ تمہیں میرے پاس ہی آنا پڑے گا۔۔۔۔۔ وہ بھی بہت جلد
یاد رکھنا۔۔۔۔۔

وہ آدم کو دیکھ کر چبا چبا کر بولتی وہاں سے گیسٹ روم کی طرف بڑھ گئی تھی جہاں
وہ کل سے رکی ہوئی تھی۔۔۔۔۔



اس کے جاتے ہی آدم نے شفا کی طرف دیکھ جو کانپ رہی تھی۔۔۔۔۔ چہرہ سفید
ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ آدم نے آگے بڑھ کر اس کے کندھے پر بازو رکھا
تھا۔۔۔۔۔ یہ ایک انداز تھا اسے پرسکون کرنے کا۔۔۔۔۔



دن بدن خوبصورت ہوتی جا رہی ہو لگتا ہے اس امیر زادے کی محبت کچھ زیادہ ہی پسند آرہی ہے۔۔۔۔ احمد نے حباثت سے اس کے بھرے بھرے وجود کو دیکھ کر کہا۔۔۔۔

نقاب میں ہونے کے باوجود عقیدت نے اپنا دوپٹہ ٹھیک کیا تھا۔۔۔۔ اس کی بات پر بمشکل عقیدت نے ضبط سے اسے دیکھا تھا۔۔۔۔ نہیں ایسی بات نہیں تم تو جانتے ہو میں بس مجبوری میں اس کے ساتھ ہوں۔۔۔۔

ہاں یہ بھی تم نے خوب کہی جتنی جلدی ہو سکے۔۔۔۔ سار اماں سمیٹ لو۔۔۔۔ اور اس بوجھ سے آزاد ہو جاؤ میں مزید انتظار نہیں کر سکتا۔۔۔۔ احمد کے چہرے میں اس وقت حباثت اور لالچ کی وجہ سے پھٹکار برس رہی تھی۔۔۔۔۔

وہی دوسرے ٹیبل پر بیٹھے عرش کے سر پر چھت آگری تھی۔۔۔۔۔ اسے اپنی
آنکھوں پر یقین نہیں آیا تھا۔۔۔۔۔

کیسے اس کی بیوی دوست کے بہانے اپنے کزن سے مل رہی تھی۔۔۔۔۔

احمد نے ابھی ہنستے ہوئے اس کے ہاتھ کو تھامنے کے لئے ہاتھ اٹھایا ہی تھا کہ
عرش مزید برداشت نہیں کر پایا اور اٹھ کر ان کے ٹیبل کے پاس آیا اور عقیدت
۔۔۔۔۔ کا ہاتھ پکڑ کر کھینچتے ہوئے وہاں سے نکلا تھا

احمد اس کے شوہر کو دیکھ کر ایک دم گھبرا گیا تھا۔۔۔۔۔

عرش کو دیکھ کر عقیدت کا چہرہ زلزلے کی زد میں آ گیا تھا۔۔۔۔۔ اسے امید نہیں
تھی کہ وہ اس طرح عرش کے سامنے پکڑی جائے گی۔۔۔۔۔

عرش کے چہرے پر چٹانوں سی سختی تھی۔۔۔۔۔ اس کی گرفت عقیدت کے ہاتھ
پر اتنی سخت تھی کہ اسے لگا اس کی کلائی کی ہڈی ٹوٹ جائے گی۔۔۔۔۔

عرش نے اسے لا کر سیٹ پر پھٹکا تھا۔۔۔۔ اور دوسری طرف آکر ڈرائیونگ
سیٹ پر بیٹھے گاڑی آگے بڑھالے گیا۔۔۔۔

اس کے ماتھے کی ابھری رگیں اس کے ضبط کا پتہ دے رہی تھی۔۔۔۔ عقیدت
ڈر کے سیٹ سے چپک گئی۔۔۔۔۔
وہ ریش ڈرائیونگ کر تا گھر پہنچا تھا۔۔۔۔ اور پیچھے کے دروازے سے اسے
کمرے میں لا کر چھوڑا تھا۔۔۔۔۔ ابھی وہ ٹھیک سے کھڑی بھی نہیں ہو پائی
تھی عرش نے اپنے ہاتھ کا جتنا تیز ہو سکتا تھا تھپڑ اس کے منہ پر دے مارا تھا۔۔۔

فروا بیگم اسے جار خانہ تیور لئے عقیدت کو کھینچ کر لاتے دیکھ ان کے کچھے ہی
کمرے میں آئیں تھیں۔۔۔۔۔ عرش کی حرکت پر دم بخود رہ گئیں۔۔۔۔۔ کم از
کم انہیں عرش سے ایسی حرکت کی امید نہیں تھی۔۔۔۔۔

عقیدت کو اپنے گال کے ساتھ ساتھ اپنا پورا جسم سن ہوتا محسوس
ہوا۔۔۔۔۔ حجاب اس کے چہرے سے راستے میں ہی اتر چکا تھا۔۔۔۔۔

عرش کی حالت اس وقت زخمی شیر کی مانند تھی۔۔۔ وہی جانتا تھا کیسے وہ اپنے
سینے میں جلتی آگ کو برداشت کر رہا ہے۔۔۔۔۔

اس نے اپنی سخت انگلیوں سے عقیدت کا جھڑا دبوچا۔۔۔۔۔ کیا کرنے لگی تھی تم
وہاں۔۔۔۔۔ بولو۔۔۔۔۔ اس کی دھاڑ پر عقیدت کو اپنی جان نکلتی محسوس
ہوئی۔۔۔۔۔ وہ بری طرح کانپ رہی تھی۔۔۔۔۔

عرش وہ تمہارے بچے کی ماں بننے والی ہے ہوش میں تو ہو تم۔۔۔۔۔ فروا بیگم نے
اسے بازوؤں سے کھینچ کر غصے سے پیچھے کیا۔۔۔۔۔
بڑی امی اسے کہیں یہاں سے دفع ہو جائے ورنہ میں کسی کا لحاظ نہیں کروں
۔۔۔۔۔ گا۔۔۔۔۔ وہ غصے سے دھاڑا

میں اسے ایک منٹ اپنے کمرے میں برداشت نہیں کر سکتا۔۔۔۔۔ وہ کہتا اس کے
پاس جا کر اس کا بازو دبوچا اور کھینچ کر باہر لے جانے لگا۔۔۔۔۔ پیچھے فروا بیگم
۔۔۔۔۔ آوازیں دیتی رہ گئیں مگر لگتا تھا جیسے آج وہ ہوش میں ہی ناہو

شام کے وقت سب شام کی چائے پی رہے تھے مگر وہ اپنی ہی بیوی کو کھینچتے ہوئے

---- باہر لایا اور لاؤنج میں سب کے بیچ لا کر چھوڑا

کہ اگر شفا نہیں ہوتی تو وہ منہ کے بل گر جاتی۔۔۔۔۔

اس نے بے یقینی سے اپنے شوہر کو دیکھا۔۔۔

حیرت زدہ تو خانزادہ ہاؤس کا ہر فرد تھا کسی کو بھی اس سے ایسی امید نہیں
تھی۔۔۔

اب یہ لڑکی اگر میرے کمرے کے آس پاس بھی آئی تو میں اسے طلاق۔۔۔۔

اس سے پہلے کہ اس کا جملہ مکمل ہوتا آدم کے ہاتھ سے پڑنے والے تھپڑ نے

اسے وہی روک دیا وہ غصہ و بے بسی سے اپنے بھائی کو دیکھنے لگا۔۔۔

خبردار تم نے اپنے منہ سے ایک لفظ بھی باہر نکالا تو زندہ گاڑھ دوں گا۔۔۔

آدم کے لہجے میں شیر جیسی پھنکار تھی۔۔۔۔

--- سب نے گھبرا کر اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لیا

اس نے سرخ انگارا آنکھوں سے اس لڑکی کو دیکھا جو تھر تھر کانپ رہی تھی
--- وہ جانتی تھی اس کی غلطی ہے لیکن --- وہ ایک بار پوچھتا تو صحیح

آیت اور جزا نے فوراً اسے سہارا دیا۔۔۔۔۔ سجدہ بیگم شور کی آواز سن کر
کمرے سے باہر آئی تھی۔۔۔۔۔ عرش کو غصے میں دیکھ اور عقیدت کے
چہرے پر انگلیوں کے نشان دیکھ کر وہ غم و غصے سے عرش تک پہنچی تھی۔۔۔۔۔

Novelistan

عرش تمہارا دماغ خراب ہے کیوں مارا تم نے اسے۔۔۔۔۔ وہ چیختی
تھی۔۔۔۔۔ عرش نے خونخوار نگاہوں سے اس لڑکی کو دیکھا جو سب کر کے
معصوم بنی کھڑی تھی۔۔۔۔۔

وہ بنا کسی کو جواب دیئے وہاں سے نکل گیا۔۔۔۔۔ سجدہ بیگم نے آکر عقیدت
کو سینے سے لگایا تھا۔۔۔۔۔

امی۔۔۔۔۔ میری۔۔۔۔۔ غلطی ہے۔۔۔۔۔ وہ مجھ سے ناراض۔۔۔۔۔ ہو
گئے۔۔۔۔۔ عقیدت ہچکیوں سے رونے لگی تھی۔۔۔۔۔

تمہاری غلطی کوئی بھی ہو اسے کوئی حق نہیں اس طرح کا سلوک کرے تمہارے
ساتھ۔۔۔۔۔ تمہیں ڈانٹ سکتا تھا سمجھا سکتا تھا لیکن اس طرح بے رحمانہ سلوک
کرنے کی اجازت میں اسے نہیں دوں گی۔۔۔۔۔ سجدہ بیگم کورہ رہ کر عرش پر
غصہ آ رہا تھا۔۔۔۔۔

آدم وہاں سے جا چکا تھا۔۔۔۔۔

سالار آکر اس کے پاس بیٹھا عرش نے ایک نظر اسے دیکھا پھر سامنے دیکھنے لگا

کیا بہت تکلیف ہو رہی۔۔۔ سالار نے سنجیدگی سے پوچھا۔۔۔

ہاں۔۔۔۔ اس نے یک لفظی جواب دیا۔۔۔۔

تو اس پر ہاتھ اٹھایا ہی کیوں جب اتنی تکلیف ہو رہی۔۔۔۔ سالار نے افسوس سے کہا۔

مجھے اس پر ہاتھ اٹھانے کا دکھ نہیں تکلیف اس بات کی ہے کہ اس نے مجھے دھوکا دیا۔۔۔۔ عرش کے لہجے میں درد ہلکورے لے رہا تھا۔۔۔

۔۔۔۔ کیسا دھوکا۔۔۔۔ سالار نے نا سمجھی سے پوچھا
جانتے ہو وہ پچھلے کچھ دنوں سے دوست کے بہانے اپنے اس کزن سے ملتی رہی ہے جس سے اس کا نکاح ہونے والا تھا۔۔۔

اور آج تو میں نے اسے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔۔۔۔ عرش نے اپنے ہاتھ کی لکیروں پر نظریں جمائے کہا۔۔۔۔ انداز تھکن زدہ تھا۔۔۔

ایک پل کو تو سالار کو سمجھ نہیں آیا کیا کہے۔۔۔۔۔ کیونکہ اتنے ٹائم سے
عقیدت ان کے سامنے تھی تو وہ اس طرح کی کسی بھی غلط حرکت کی امید اس
سے نہیں کر سکتا تھا۔۔۔

کیا تم ان کے کردار پر شک کر رہے۔۔۔ سالار نے سنجیدگی سے پوچھا۔۔۔
نہیں کیونکہ اس کی پاکیزگی کا گواہ میں خود ہوں میں۔۔۔ مجھے دکھ اس بات کا
ہے کہ ایسی کیا وجہ رہی ہو گی کہ وہ چپ چپ کے اس سے ملتی رہی اور ایک بار
بھی اس نے مجھے کیوں نہیں بتایا۔۔۔ نامیری عزت کا اس نے خیال
کیا۔۔۔ وہ میری بیوی ہے میرے نام سے پہچانی جاتی ہے وہ کیسے باہر کسی
غیر مرد سے ملتی رہی وجہ چاہے جو بھی ہو۔۔۔۔۔ عرش نے اپنی تکلیف
اس کے سامنے بیان کر دی۔۔۔

ہو سکتا ہے وجہ بہت بڑی ہو اب اس طرح خود کو اور ان کو تکلیف دینے کا کوئی
فائدہ نہیں بہتر یہی ہے کہ تم اس مسئلے کا حل ڈھونڈو۔۔۔ ان سے وجہ
پوچھو۔۔۔۔

۔۔۔۔ سالار نے سنجیدگی سے اسے سمجھایا

عرش نے کوئی جواب نہیں دیا۔۔۔۔ سالار کا موبائل رنگ ہو رہا تھا
۔۔۔۔ آدم کا نام دیکھ کر اس نے کال ریسیو کی۔۔۔۔



۔۔۔۔ جی بھائی

جہاں بھی ہو تم دونوں شرافت سے گھر جاؤ۔۔۔۔ آدم سنجیدگی سے حکم دیتا
فون بند کر گیا۔۔۔

چلو گھر چلتے ہیں اٹھو۔۔۔۔۔ سالار نے اٹھ کر اسے بھی اٹھانا چاہا۔۔۔۔۔
نہیں تم جاؤ میں آج گھر نہیں جانا چاہتا۔۔۔۔۔ سالار نے سنجیدگی سے جواب
دیا۔۔۔۔۔

بھائی کی آج ڈیوٹی ہے اور تم جانتے ہو سب۔۔۔۔۔ ایسے میں ہمارا گھر پر ہونا بہت
ضروری ہے بے وقوفی مت کرو اٹھو۔۔۔۔۔

سالار نے اسے زبردستی اٹھایا تھا۔۔۔۔۔ ناچاہتے ہوئے بھی وہ اس کے ساتھ گھر
کے لئے نکل گیا۔۔۔۔۔



عرش کمرے میں داخل ہوا تو وہ بیڈ پر بیٹھی گھٹنوں میں سر دیئے اپنے رونے کا
شغل فرما رہی تھی۔۔۔۔۔۔ عرش نے ایک سر دنگاہ اس پر ڈالی اور واش روم
میں بند ہو گیا۔۔۔۔۔۔ دروازے کی آواز پر وہ جھٹکے سے اٹھی تھی۔۔۔۔۔۔

رونے کی وجہ سے چہرہ لال تھا۔۔۔۔۔۔ وہ بے صبری سے عرش کے باہر نکلنے کا
۔۔۔۔۔۔ انتظار کرنے لگی
وہ فریش ہو کر باہر نکلا تو عقیدت جلدی سے اس کی طرف بھاگی۔۔۔۔۔۔ اور اس
کے ہاتھ تھام لئے جنہیں عرش نے بے دردی سے جھٹکا تھا۔۔۔۔۔۔

عرش اس نے تڑپ کر پکارا تھا اس نے کب اس کا اتناا جنبی اور سر درو یہ دیکھا
تھا۔۔۔۔۔۔

عرش بنا کوئی جواب دیئے بیڈ سے اپنا تکیہ اٹھا کر صوفے پر جا کر آنکھوں پر بازو
رکھ کر لیٹ گیا۔۔۔۔۔

عرش جیسا آپ سوچ رہے ہیں ویسا کچھ نہیں ہے۔۔۔ قسم لے لیں لیکن میرے
کردار پر شک مت کریں۔۔۔۔ میں مانتی ہوں میں نے غلط کیا لیکن قسم سے
میری نیت غلط نہیں تھی
وہ اس کے پیروں کے پاس بیٹھ کر روتے ہوئے اپنی صفائی دے رہی
تھی۔۔۔۔۔

لیکن عرش خود پر ضبط کے کڑے پہرے بٹھائے لیٹا رہا۔۔۔۔

آپ جانتے ہیں اس گھر میں ابو کے علاوہ ایک ثمرہ ہی ہے جو ہمیشہ میرے ساتھ
مخلص رہی۔۔۔۔۔ اس نے میرا ہمیشہ خیال رکھا میرا۔۔۔۔۔ اور شاید وہ ناہوتی
تو آج میں آپ کے نکاح میں بھی ناہوتی۔۔۔

کچھ دن پہلے مجھے ثمرہ کی کال آئی تھی۔۔۔۔۔ احمد اس کی شادی اپنے کسی
دوست کے ساتھ کروانا چاہ رہا تھا وہ نشئی انسان ہے۔۔۔۔۔ اس کی طرح ہر غلط
کام کرتا ہے۔۔۔۔۔

Novelistan

ثمرہ یہ شادی نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔۔۔ جہاں وہ پڑھاتی ہے وہاں کے ایک
میل ٹیچر و قاص اس میں انٹر سٹڈ تھے انہوں نے احمد اور تائی امی سے اس کا
رشتہ بھی مانگا۔۔۔۔۔

۔۔۔۔ لیکن احمد نے یہ کہہ کر منع کر دیا کہ وہ ثمرہ کا رشتہ طے کر چکا ہے

احمد نے ثمرہ کو بہت مارا بھی اس بات پر۔۔۔۔۔

وقاص ایک اچھا انسان ہے پڑھا لکھا شریف۔۔۔ ثمرہ خود بھی

وقاص میں انٹر سٹڈ ہے لیکن وہ کوئی بھی ایسا قدم نہیں اٹھانا چاہتی جس سے تایا ابو

کا نام خراب ہو۔۔۔۔۔

اس نے مجھ سے کہا کہ میں احمد سے بات کروں۔۔۔ اس لئے میں نے اس سے

بات کی۔۔۔۔۔ مگر وہ نہیں مانا اس نے شرط رکھی کہ اگر میں خود اس سے شادی

کروں گی تب ہی وہ ثمرہ اور وقاص کی شادی ہونے دے گا۔۔۔۔۔

پھر میں نے سوچا میں کچھ دن تک جھوٹ موٹ کا نالک کرتی ہوں ایک بار ثمرہ
کی شادی ہو گئی تو میں یہ نالک بند کر دوں گی۔۔۔۔۔
میرا یقین کریں۔۔۔۔ میں نے صرف ثمرہ کی وجہ سے یہ کیا ورنہ میرا دل جانتا
ہے میں سب نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔۔۔

دو دن بعد اس کا نکاح ہے۔۔۔۔۔
عرش پلیریوں منہ مت موڑیں میں آپکی یہ بے رخی برداشت نہیں
کر سکتی۔۔۔۔ میری غلطی ہے مجھے سزا دے لیکن ایسا مت کریں میرے ساتھ
اس کو مسلسل خاموش دیکھ کر عقیدت نے روتے ہوئے اس کے پیروں پر ہاتھ
رکھا تھا۔۔۔۔ اور یہی عرش کا ضبط جواب دے گیا تھا۔۔۔۔۔

وہ جھٹکے سے اٹھا تھا۔۔۔۔۔ اور عقیدت کا بازو جھکڑ لیا۔۔۔۔۔ عقیدت تم
اگر نہیں چاہتی کہ میں کچھ برا کر جاؤں تو شرافت سے اٹھو اور بیڈ پر جا کر سو
جاؤ۔۔۔۔۔ اس نے سر دلہجے میں کہا۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ مگر میری

جاؤ۔۔۔۔۔ وہ اتنی زور سے دھاڑا کہ عقیدت کو اپنے کان کے پردے پھٹتے
محسوس ہوئے۔۔۔۔۔ وہ اس کے غصے کے ڈر سے اٹھی اور مردہ قدموں سے چل
کر بیڈ پر جا کر لیٹ گئی۔۔۔۔۔

Novelistan

اس کو لیٹتے دیکھ عرش اٹھا اور موبائل اٹھا کر بالکنی میں چلا گیا۔۔۔ وہ اچھا سبق
سکھانے والا تھا۔۔۔۔۔ احمد کو اس بار

شفامنت کو سینے سے لگائے گہری نیند میں تھی صرف شفا کا ہی چہرہ نظر آرہا تھا جبکہ منت کمفرٹر کے اندر سوئی ہوئی تھی۔۔۔۔۔ زرش نے نفرت سے یہ منظر دیکھا اور دبے پاؤں ان کی طرف بڑھی۔۔۔۔۔

----- آنکھوں میں ان دونوں کے لئے ہی بے انتہا نفرت چھلک رہی تھی
اس کو لگ رہا تھا آدم اور شفا کو اتنے قریب لانے میں اس کی بیٹی کا ہی ہاتھ ہے
اس لئے آج وہ شفا کے ساتھ ساتھ منت کو بھی ختم کر دینے کا ارادہ رکھتی تھی
تاکہ آدم صرف اس کا ہو کر رہ جائے۔-----

زرش نے پاس رکھا آدم کا تکیہ اٹھایا۔۔۔۔ اور منت کے منہ پر رکھ کر دبا دیا۔۔۔۔۔ آج وہ سب سے پہلے منت نامی اس کانٹے کو ہمیشہ کے لیے اپنی زندگی سے ختم کر دینا چاہتی تھی۔۔۔۔۔

کیونکہ اس کے بعد ہی آدم اور اس کے بیچ اختلافات پیدا ہوئے تھے۔۔۔۔

اس سے پہلے کہ اس کی وجہ سے منت کی سانسیں بند ہو جاتی کسی نے اسے کھینچ کر
جتنا تیز ہو سکتا تھا اپنے ہاتھ کے زوردار تھپڑ اس کے چہرے پر مارے
تھے۔۔۔۔

اپنے سامنے آدم کو دیکھ کر اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی تھی۔۔۔۔
وہ تو اس کے سامنے ڈیوٹی پر چلا گیا تھا پھر یہاں کیسے۔۔۔۔
۔۔ وہ اپنے چہرے ہاتھ رکھے حیرانگی سے اسے دیکھنے لگی

شفا کی کمرے میں ہو رہی ہلچل کی وجہ سے آنکھ کھل گئی تھی۔۔۔ آدم کا تھپڑ مارنا
دیکھ وہ اپنی جگہ سے ہل بھی ناسکی۔۔۔۔۔

تمہاری ہمت کیسے ہوئی میری بیٹی کو مارنے کی کوشش کرنے کی تم ماں ہو یا ڈائن
جو اپنی ہی اولاد کو مارنے چلی تھی۔۔۔۔

شفا تو آدم کے الفاظ پر ساکت ہو گئی تھی۔۔۔۔ اس نے مڑ کر دیکھا تو تکیہ منت
کے پیروں کے پاس رکھا تھا۔۔۔۔۔

مطلب وہ اس کے پیروں کو اس کا چہرہ سمجھ کر اس کو مارنے آئی تھی۔۔۔۔۔
کیا وہ اپنی نفرت میں اتنا گر گئی تھی کہ اپنی ہی اولاد کو مارنے آگئی تھی۔۔۔

ان دونوں کو ہی نیند میں بار بار اپنی جگہ بدلنے کی عادت تھی۔۔۔ اور آج منت
اپنی اسی عادت کی وجہ سے بچ گئی تھی۔۔۔۔

شفا کو اپنا جسم سن ہوتا محسوس ہوا۔۔۔۔ کوئی سگی ماں اپنی ہی اولاد سے اتنی
نفرت کیسے کر سکتی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

تمہاری ہمت کیسے ہوئی یہ سب کرنے کی۔۔۔۔۔ آدم نے بنا کسی لحاظ کے اس
۔۔۔۔۔ کے بالوں کو مٹھی میں دبوچ لیا
اس کا بس نہیں چلا کہ اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے۔۔۔۔۔

وہ جانتا تھا جتنی وہ جنونی ہے ضرور شفا کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرے
گی۔۔۔۔۔ اس لئے کل ہی اس نے اپنے کمرے میں کیمرے لگوائے تھے
۔۔۔۔۔ اور شفا سے بھی کمرہ لاک کر کے سونے کا کہا تھا۔۔۔

لیکن اسے یہ امید نہیں تھی کہ وہ منت کو جان سے مارنے کی کوشش کرے گی وہ
تو صرف کچھ ضروری فائلز لینے آیا تھا۔۔۔۔۔

اور ڈیپلیکٹ کی سے روم کھول کے وہ اندر آیا اور سیدھا اسٹڈی میں چلا گیا
تھا۔۔۔۔۔

لیکن وہ ایک پولیس والا تھا ہلکی سی آہٹ بھی آسانی سے سن لیتا تھا۔۔۔۔ کسی کی پیروں کی آہٹ پر وہ جب اسٹڈی سے نکلا تو زرش منت کا منہ سمجھ کر اس کے پیروں پر تکیہ رکھ کر دوبارہی تھی۔۔۔۔۔

اگر عین وقت پر وہ وہاں موجود ناہوتا تو کیا ہوتا یہ سوچ کر ہی اس کے جسم میں۔۔۔۔ آگ بھڑک اٹھی تھی

اس نے زرش کے بالوں کو سختی سے دبوچے تھے۔۔۔۔ پہلے تو زرش گھبرائی مگر پھر اس گھبراہٹ کی جگہ اس کی ہٹ دھرمی نے لے لی۔۔۔۔۔

میں ہمارے بیچ آنے والے ہر انسان کو ختم کر دوں گی کیونکہ تم صرف میرے ہو۔۔۔۔۔ اور یہ طوائف تمہیں مجھ سے۔۔۔۔۔ آدم نے اس کے منہ سے در پے تھپڑ رسید کئے تھے۔۔۔۔۔

---- وہ کیسے اس کی بیوی کے بارے میں ایسا بول اور سوچ سکتی تھی
خبردار ایک لفظ بھی اس زبان سے تم نے اور نکالا میں قسم کھاتا ہوں زرش
تمہیں زندہ زمیں میں گھاڑ دوں گا۔۔۔۔۔ آج تم نے ہر حد پار کر دی
ہے۔۔۔۔۔ تم اپنی ہی اولاد کو کھانے چلی تھی۔۔۔۔۔ آدم کی دھاڑ پر وہ وہ
درد کے باوجود مسکرا کر بولی۔۔۔۔۔

Novelistan
آدم کو وہ اس وقت کوئی سانس نہ لگی۔۔۔۔۔

آدم نے اسے زمین پر پھٹکا اور شہریار کو کال کی۔۔۔۔۔ تمہاری بہن کو میں اپنی
بیٹی پر ایٹم بوم ڈر کے کیس میں اریسٹ کر رہا ہوں۔۔۔۔۔ ایویڈنس بھی
۔۔۔۔۔ موجود ہے میرے پاس ریکارڈنگ کی صورت میں

مجھ سے پولیس اسٹیشن آکر ملنا۔۔۔۔۔ اس نے کہہ کر کال بند کر دی۔۔۔ اور
زرش کو کھینچتے ہوئے باہر لے جانے لگا۔۔۔۔۔ جبکہ اس نے ایک نظر بھی شفا پر
نہیں ڈالی اس وقت۔۔۔۔۔

وہ زرش کو آج اس کے انجام تک پہنچانے والا تھا۔۔۔۔۔

زرش کے تو اس کے ارادے جان کر ہوش اڑ گئے تھے۔۔۔۔۔ اس نے آدم کا
بازو پکڑ لیا۔۔۔۔۔ تم میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے۔۔۔۔۔ میں بیوی ہوں تمہاری
اگر تم نے میرے ساتھ ایسا کچھ بھی کیا تو میرا بھائی تمہیں چھوڑے گا نہیں

۔۔۔۔۔

تم اس کل کی آئی لڑکی کے لئے میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے میں محبت کرتی
ہوں تم سے۔۔۔۔۔ جب سے وہ لڑکی پیدا ہوئی ہے ہمارے بیچ دوریاں آگئی
تھی۔۔۔۔۔ اس کئے میں اسے ختم کر رہی تھی۔۔۔۔۔

آدم چھوڑ مجھے میں اس لڑکی کو اور اس کی وجہ سے تمہارے قریب آنے والی ہر
عورت کو ختم کر دوں گی۔۔۔۔۔

اس وقت وہ ڈر اور غصے کے ملی جلی کیفیت کے زیر اثر چلائی تھی۔۔۔۔۔
مگر آدم خانزادہ اس وقت اپنے ناک کان سب بند کئے اسے کھینچ کر گاڑی تک
لایا اور اسے اندر پھٹکا اور گاڑی خانزادہ ہاؤس سے نکال کر روڈ پر ڈال
دی۔۔۔۔۔

زرش کی چیخوں سے فروا بیگم اور سجدہ بیگم جاگ گئیں تھی جبکہ سالار اور جزا بھی
اپنے کمرے سے نکل آئے تھے۔۔۔۔۔ آیت اور فری اپنے اپنے گھر جا چکی تھیں

اس کے لفظوں پر گھبرا کر سب شفا کے کمرے کی طرف بھاگے تھے۔

بیڈ کے بچوں بیچ شفا منت کو سینے سے لگائے گھبرا ئی ہوئی رو رہی تھی سب سے
پہلے فروا بیگم آگے بڑھی اور اس کے کانپتے وجود کو اپنی ممتا بھری آغوش میں
لے لیا۔۔۔۔۔

منت اتنی گہری نیند میں تھی کہ اسے کسی چیز کا ہوش ہی نہیں تھا شاید قدرت
بھی اسے اپنی ماں کی سفاکیت سے انجان رکھنا چاہتی تھی۔۔۔۔۔

جزا نے جلدی سے منت کو اس کے بازوؤں سے کے کر کاٹ پر لٹایا وہ نہیں چاہتی
تھی شفا کے رونے کی آواز پر وہ اٹھ جائے۔۔۔۔۔

بیٹا تم ٹھیک ہو۔۔۔۔۔ سجدہ بیگم نے اس سے پوچھا تو وہ فروا بیگم کے سینے سے لگی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔۔۔۔

اس کے رونے پر ان عورتوں کی آنکھیں بھی نم ہو گئیں تھیں۔۔۔۔۔ سالار
وہاں سے نکل گیا۔۔۔۔۔

امی۔۔۔ان۔۔۔سے۔۔۔کہیں وہ۔۔۔مجھے چھوڑ۔۔۔دے۔۔۔وہ ان کو
۔۔۔اپنے پاس۔۔۔رکھے۔۔۔میں۔۔۔کسی۔۔۔کی

نفرت۔۔۔ برداشت۔۔۔ نہیں۔۔۔ کر سکتی۔۔۔ وہ۔۔۔ مجھ سے نفرت
ہر آج منت کو مارنے آئی تھی۔۔۔ امی ان سے کہیں۔۔۔ وہ مجھے

۔۔۔ اور منت کو کہیں اور چھوڑ دیں۔۔۔۔۔ یا وہ خود اس کے ساتھ چلے جائیں

اگر آج وہ۔۔۔۔۔ ٹائم پر نہیں۔۔۔۔۔ آتے تو ہم منت۔۔۔۔۔ کو کھو
دیتے۔۔۔۔۔

وہ ہچکیوں کے درمیان بولتی سب کو رلا گئی۔۔۔۔۔

وہ شیشے کی طرح شفاف لڑکی تھی جس نے اس گھر کے لوگوں کو اپنی محبت اور
سادگی سے جیتا تھا۔۔۔۔۔ اس گھر میں رہنے والا ہر فرد اس سے محبت کرتا تھا
کیسے ناہم ہوتی سب کی آنکھیں۔۔۔۔۔ اس وقت ہر کوئی اس کی تکلیف محسوس
کر رہا تھا۔۔۔۔۔

شفانچے بس رونا بند کرو۔۔۔۔۔ آدم ہے نا وہ سب ٹھیک کر دے گا۔۔۔۔۔ تم اسی
گھر میں ہم سب کے ساتھ رہو گی۔۔۔۔۔ اور منت بالکل ٹھیک ہے تم پریشان مت

ہو کوئی بھی تم دونوں کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔۔۔۔۔ ہم سب تمہارے ساتھ
ہیں رونا بند کرو۔۔۔۔۔ طبیعت خراب ہو جائے گی۔۔۔۔۔

فروا بیگم اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتی نرمی سے اسے سمجھانے لگی۔۔۔۔۔ مگر
وہ تو کچھ اور ہی سوچے بیٹھی تھی۔۔۔۔۔

جبکہ جزا اور سجدہ بیگم ابھی تک حیران تھی کیسے زرش ایسا کچھ کر سکتی ہے۔۔۔۔۔

Novelistan



آدم نے اسے لا کر ایک لیڈی کانسٹیبل کے حوالے کیا۔۔۔۔۔ اور جا کر اپنے
آفس میں بیٹھ گیا۔۔۔۔۔ اس کے چیخنے کی آوازیں باہر تک آرہی تھی۔۔۔۔۔

آدم غصے سے اٹھ کر باہر آیا۔۔۔۔۔ آپ اس کو اندر والے سیل میں بند
کریں اسکی آواز نہیں آنی چاہیے مجھے۔۔۔۔۔ وہ غصے سے چیخا تھا۔۔۔۔۔

وہ جلدی سے اٹھ کر زرش تک آئی اور اسے کھینچتے ہوئے اندر بنے خفیہ سیل میں
لا کر اس کے منہ پر ٹیپ لگا دیا۔۔۔۔۔

۔۔۔ ابھی پانچ منٹ بھی نہیں گزرے ہونگے شہر یار دوڑتا ہوا اندر آیا

کہاں ہے زرش کیا کیا ہے اس نے۔۔۔۔۔ شہر یار نے آدم سے پوچھا
۔۔۔ وہی جانتا تھا کتنی بار روڈ پر ایکسیڈنٹ ہوتے ہوتے پچا تھا۔۔۔۔۔

قسم خدا کی شہریار صرف تمہاری وجہ سے آج وہ زندہ ہے۔۔۔۔۔ ورنہ جتنا اس
نے میرا صبر آزمایا ہے نایہ میں جانتا ہوں آج اگر میں وقت ہر گھر نہیں پہنچا ہوتا
تو آج میں سر پکڑ کر یہاں بیٹھا رو رہا ہوتا۔۔۔۔۔

آدم انتہائی ضبط سے بولا تھا اس کے باوجود اس کے الفاظ اور لہجے سے زرش کے
۔۔۔۔۔ لئے صاف نفرت جھلک رہی تھی

شہریار ندامت سے سر جھکا کر بیٹھ گیا۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ یقین کرو۔۔۔ میں نے بہت نرمی محبت سب کر کے دیکھا ہے اس کے
باوجود وہ صرف اپنا سوچتی ہے میں کچھ نہیں کر پار ہا یا۔۔۔۔۔ آدم اس کے ساتھ
رکھی چیئر پر بیٹھ گیا تھا۔۔۔۔۔ شفا سے اس کی نفرت سمجھ آتی ہے لیکن کوئی ماں

اپنی ہی اولاد کو کیسے مار سکتی ہے یار۔۔۔۔۔ وہ اس وقت شدید ازیت میں

تھا۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔

میں جانتا ہوں یار تم نے اپنی ہمت سے زیادہ برداشت کیا ہے اسے۔۔۔۔۔ کاش
میں نے اس کی پہلی ضد پوری نہیں کی ہوتی تو آج یہ سب ناہوا ہوتا۔۔۔۔۔ لیکن
مجھے زرش سے اس طرح کے کسی عمل کی امید نہیں تھی وہ بری ہے مانتا ہوں
۔۔۔۔۔ لیکن کیسے وہ منت کے ساتھ کرے گی مجھے یقین نہیں آ رہا

Novelistan

اس کا دل ماننے کو تیار ہی نہیں تھا کہ اس کی بہن اپنی ہی اولاد کی قاتل ہو سکتی

ہے۔۔۔۔۔

آدم نے اس کی بات پر اپنا موبائل نکال کر اس کے آگے کیا جس میں سالار نے
کچھ دیر پہلے کی ریکارڈنگ بھیجی تھی۔۔۔۔

شہریار کو لگا وہ وہاں سے اٹھ کر جا نہیں پائے گا۔۔۔۔۔ اس کا دل کیا زمین
پھٹے اور اس میں سما جائے۔۔۔۔

میں اس سے ملنا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔ شہریار سنبھل کر سنجیدگی سے بولا
Novelistan

او کے چلو۔۔۔۔۔ آدم اسے لئے اس سیل میں آیا تھا جہاں اسے رکھا گیا
تھا۔۔۔۔۔ کرسی سے بندھی ہوئی بکھرے بالوں کے ساتھ بیٹھی وہ آنکھوں میں
بے تحاشہ نفرت لئے بیٹھی زرش ہی تھی۔۔۔۔۔

اپنی حرکت اور الفاظوں سے یہ میری برداشت کے آخری حد تک آزما چکی
ہے۔۔۔۔۔ از رش کا منہ کھولتے ہوئے بولا۔۔۔۔۔

شہر یار نے کوئی جواب نہیں دیا۔۔۔۔۔ ایک کرسی آگے کر کے زرش کے سامنے
بیٹھ گیا۔۔۔۔۔

آدم ان دونوں کو اکیلا چھوڑ کر باہر نکل گیا۔۔۔۔۔

شہر یار نے زرش کی خود سر آنکھوں میں جھانکا جہاں کوئی ندامت شرمندگی
افسوس کچھ نہیں تھا۔۔۔۔۔ بلکہ اب بھی اپنی ہر خواہش پوری کرنے کا ایک
عزم تھا۔۔۔۔۔

۔۔۔ کیا چاہتی ہو تم۔۔۔۔۔ شہر یار کا چہرہ اسپاٹ تھا

آدم اس لڑکی کو چھوڑ کر میرے پاس آجائے۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ وہ لڑکی آدم کی بیوی ہے

میں اس کی پہلی بیوی ہوں۔۔۔

تم اسے چھوڑ کر گئی تھی۔۔۔

واپس آنے کے لئے گئی تھی۔۔۔۔۔

کس حق سے واپس آئی ہو۔۔۔۔۔ ڈھائی سال جب تمہاری بیٹی اور شوہر کو
تمہاری ضرورت تھی تب تم اپنی خواہشات کے پیچھے سب کی محبتیں ان کے منہ
پر مار کر گئی تھی۔۔۔۔۔

اب تمہیں کوئی حق نہیں بنتا واپس آنے کا۔۔۔ اور تھوڑی بہت جو امید تھی وہ
بھی تم اپنے ہاتھوں سے آج ختم کر چکی ہو۔۔۔۔۔

شہر یار نے سنجیدگی سے۔۔۔۔۔

آدم صرف میرا ہے اگر اس نے اس طوائف کو نہیں چھوڑا تو میں اس کو اور
اسکی بیٹی کو ختم کر دوں گی۔۔۔

۔۔۔۔۔ زرش زبان کو لگام دو۔۔۔۔۔ شہر یار دھاڑا تھا

کیوں لگام دوں کیا اس نے آپ کو بھی اپنی اداؤں کے جال میں پھنسا لیا
کیا۔۔۔۔۔ وہ انتہائی بد تمیزی سے بولی تھی اور وہیں شہر یار کے بھاری ہاتھ کا تھپڑ
۔۔۔۔۔ اس کے منہ پر پڑا تھا

کاش تمہاری جگہ میری ماں کی کوکھ سے اس لڑکی نے جنم لیا ہوتا تو آج میں سر
فخر سے بلند کئے سب کے آگے چل رہا ہوتا۔۔۔۔۔ ناکہ شرمندہ ہو
کر۔۔۔۔۔ ارے تم نے تو اپنی ہی سگی بیٹی کو نہیں بخشا۔۔۔۔۔ تمہارے ہاتھ
نہیں کانپے زرش یہ سب کرتے ہوئے۔۔۔۔۔ وہ دکھ اور حیرانگی سے
بولا۔۔۔۔۔

تم نے اس گھٹیا لڑکی کے لئے مجھ پر ہاتھ اٹھایا ہے۔۔۔۔۔ زرش غصے سے جھپٹاتی
چینچ پڑی۔۔۔۔۔



چپ ایک دم چپ تم ایک ماں ہی نہیں ایک عورت کے نام پر بھی دھبہ
ہو۔۔۔۔۔ تمہارے ہر کرتوت کی خبر مجھ تک پہنچ چکی ہے مجھے شرم آرہی ہے

تم میری بہن ہو تمہاری وجہ سے میرا باپ ٹینشن لیتے لیتے اس دنیا سے چلا
گیا۔۔۔۔

اور تم آدم کے نکاح میں تھی نا اس سے محبت کی دعویٰ دار اس کے نکاح میں
ہوتے ہوئے تم نے کیسے کسی اور سے حرام رشتہ بنایا۔۔۔۔۔
اس وقت شہریار کے لہجے میں شرمندگی اور حقارت کے سوا کچھ نا تھا اپنی بہن
کے لئے۔۔۔۔۔

جبکہ زرش تو اس کی بات پر ساکت ہو گئی تھی۔۔۔۔۔ اور حیرانگی سے اسے
دیکھنے لگی۔۔۔۔۔

تمہیں کیا لگا مجھے کچھ نہیں پتہ۔۔۔۔۔ تمہارے کئے گناہ میرے گھر تک پہنچ چکا ہے۔۔۔۔۔

تمہارے ہر گناہ کے ثبوت دے کر گیا ہے۔۔۔۔۔ یہاں تک کہ جس ہسپتال سے تم نے اپنا ابارشن کروایا وہاں کی ایک ایک سلیپ اور رپورٹ سب موجود ہے میرے پاس۔۔۔۔۔ شہریار نفرت سے اسے دیکھ کر بولا۔۔۔۔۔

بھائی مجھے معاف کر دیں۔۔۔۔۔ لیکن یہ سب آدم کو مت بتانا
اس وقت بھی اس کی آنکھوں میں شرمندگی نہیں تھی بلکہ ہلکا سا ڈر تھا آدم کا
۔۔۔۔۔ وہ شاید بھول چکی کہ وہ کہ وہ آدم کے سامنے ہی منت کو مارنے کی
کوشش کر چکی ہے

وہ ابھی بھی آدم سے اچھے کی امید کر رہی تھی۔۔۔۔۔

تم یہاں اس کی بیٹی پر قاتلانہ حملہ کرنے کے جرم میں بند ہو۔۔۔۔۔۔ اور اس
۔۔۔۔۔۔ بات کا ثبوت اس کے پاس موجود ہے

آرام سے اندر جاؤ گی تم۔۔۔۔۔۔ اور جس طرح تمہارے افیئر اور ان ڈھائی
سالوں کی۔۔۔۔۔۔ کارکردگی ہے۔۔۔۔۔۔ عدالت یوں چٹکیوں میں اس کیس کا
فیصلہ آدم کے حق میں دے گی اور تم پوری زندگی جیل میں سڑتی
رہو گی۔۔۔۔۔۔ اور اس کی طرف سے یہ کیس تمہارے خلاف میں لڑوں
گا۔۔۔۔۔۔

شہریار چبا چبا کر بولتے اس کا سارا سکون غارت کر گیا تھا۔۔۔۔۔۔

آپ میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے میں آپ کی اکلوتی بہن ہوں۔۔۔۔۔ میں
جیل نہیں جانا چاہتی مجھے یہاں سے نکالو۔۔۔۔۔ وہ بے بسی سے چلائی۔۔۔۔۔

تم نے بہن ہونے کا فرض کب نبھایا میری عزت دو کوڑی کی کر دی تم نے
۔۔۔۔۔ تم چاہتی ہو میں تمہیں بچاؤں۔۔۔۔۔ کیوں؟؟؟

شہریار غم و غصے سے چیخ پڑا۔۔۔۔۔
پلیز بھائی مجھے یہاں سے نکالیں۔۔۔۔۔ جو جو آپ کہیں گے میں کروں گی
میں یہاں سے چلی جاؤں گی لیکن مجھے اس قید سے نکالیں آپ میرا ساتھ نہیں
چھوڑ سکتے۔۔۔۔۔ اس وقت وہ قید کے ڈر سے گڑ گڑا رہی تھی۔۔۔۔۔

شہریار کا دل پسینہ لپٹ گیا مگر اس کے گناہ اتنے کم تو نہ تھے کہ وہ معاف کرتا۔۔۔۔۔

ٹھیک ہے لیکن اس کے لئے میری ایک شرط ہے۔۔۔۔۔ تم ہمیشہ کے لئے یہ
شہر چھوڑ کر چلی جاؤ گی۔۔۔۔۔ منت اور شفا کو کوئی نقصان نہیں پہنچاؤ گی نا ان
۔۔۔۔۔ کے آس پاس بھی جاؤ گی تم کبھی

ٹھیک ٹھیک ہے جیسا آپ کہیں گے میں سب کروں گی۔۔۔۔۔ بس مجھے یہاں
سے نکالیں۔۔۔۔۔ وہ جلدی سے بولی۔۔۔۔۔
کل تک بیل کے پیپر ریڈی کرواتا ہوں میں لیکن آج کی رات تمہیں یہاں
گزارنی پڑے گی۔۔۔۔۔ شہر یار سنجیدگی سے کہہ کراٹھ گیا۔۔۔۔۔

نہیں مجھے ابھی یہاں سے نکلنا ہے کچھ کریں بھائی۔۔۔۔۔ وہ پیچھے سے روتے
ہوئے بولی مگر شہر یار اپنے کان بند کئے وہاں سے نکل گیا۔۔۔۔۔



آیت کل رات ہی گھر واپس آگئی تھی۔۔۔ فری اپنے گھر جاتے ہوئے اسے
بھی شاہ مینشن چھوڑ گئی تھی مگر یہاں آکر اسے پتہ چلا بالاج کسی میٹنگ کی وجہ
سے دوسرے شہر گیا ہوا ہے۔۔۔۔۔ صبح ہی لوٹے گا۔۔۔ اس نے اللہ کا شکر
ادا کیا اور اچھے سے اپنی نیند پوری کر کے اٹھی اور باہر آگئی۔۔۔۔۔
Novelistan
آج اس نے سب کے لئے ناشتہ بنانے کا سوچا تھا۔۔۔ ہانیہ پہلے ہی کچن میں
ملازمہ کے ساتھ ناشتہ بنا رہی تھی۔۔۔۔۔

ارے تم کیوں اٹھی تمہیں اس حالت میں آرام کرنا چاہیے۔۔۔۔ آیت نے
اسے دیکھ کر فکر مندی سے کہا۔۔۔۔۔

نہیں بھا بھی میں ٹھیک ہوں فرجاد کو میرے ہاتھ کے ناشتے کی ہی عادت ہے
ورنہ وہ ناشتہ کئے بغیر آفس چلے جاتے ہیں۔۔۔۔۔ ہانیہ نے مسکرا کر جواب
دیا۔۔۔۔۔

یہ تم نے فرجاد بھائی کو کچھ زیادہ ہی سرپر چڑھا لیا ہے یہ کیا بات ہوئی بھلا کہ اپنی
ہی بیوی کے ہاتھ کا ناشتہ کرنا ہے۔۔۔۔ آیت نے منہ بنا کر کہا۔۔۔۔۔

ہانیہ کھکھلا کر ہنس دی۔۔۔۔۔

اچھا ایک بات تو بتاؤ یہ بالاج کوناشتے میں کیا پسند ہے۔۔۔۔ اس نے کان کھجاتے
ہوئے پوچھا۔۔۔۔۔

اچھا اب آپ بھی بھائی کو سر پر چڑھانے کا ارادہ رکھتی ہیں کیا۔۔۔۔ ہانیہ نے
منستے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

جی نہیں وہ پہلے ہی بہت فری ہو چکے ہیں۔۔۔ میں تو بس نالج کے لئے پوچھ رہی
ہوں۔۔۔۔ اس نے بات بنائی۔۔۔۔۔

اچھا ویسے ناشتہ تو وہ بہت لائٹ سا کرتے ہیں۔۔۔ بٹ آلو کے پراٹھے وہ شوق
سے کھاتے ہیں۔۔۔۔ ہانیہ نے اس کے علم میں اضافہ کیا اور اپنا کام کرنے لگی وہ
۔۔۔۔ بھی اپنا دوپٹہ کمر پر باندھے اپنے کام میں جھٹ گئی

دونوں نے ملازمہ۔ کو باہر بھیج کر سب کا ناشتہ ریڈی کیا۔۔۔ اور ڈائننگ ٹیبل پر لگا دیا۔۔۔ باہر سے بالاج کی آواز آرہی تھی وہ شاید ابھی لوٹا تھا۔۔۔۔

اماں جان بھی ناشتہ کے لئے آچکی تھی۔۔۔۔۔ بالاج شاہ فرجاد کے ساتھ اندر داخل ہوا اس کی پہلی نظر اپنی بیوی پر پڑی۔۔۔۔۔ جو گھر کی بڑی بہو کی زمرہ داری نبھاتے ہوئے۔۔۔۔۔ ناشتہ سیٹ کر رہی تھی۔۔۔۔۔

بالاج کا دل اس کو دیکھ کر ایک دم مچل گیا۔۔۔۔۔ لیکن وہ ناچار آگے بڑھا اور بھاری گھمبیر آواز میں سب کو سلام کیا اور اماں جان کے ساتھ بیٹھ گیا۔۔۔۔۔

اس کو دیکھ کر آیت کی دھڑکن تیز ہوئی تھی۔۔۔۔۔ لیکن وہ نظریں جھکائے اپنا
کام کرنے لگی۔۔۔۔۔ ان دونوں کو ناشتہ سرو کر کے وہ بالاج کے ساتھ رکھی چیئر
۔۔۔۔۔ پر بیٹھ گئی

جبکہ ہانیہ فرجاد کے ساتھ بیٹھی تھی۔۔۔۔۔

بالاج نے پراٹھا اٹھایا اور ایک نوالہ توڑ کر منہ میں رکھا۔۔۔۔۔ آیت نے پر جوش
ہو کر اسے دیکھا۔۔۔۔۔

بالاج کے منہ کا زاویہ بگڑا۔۔۔۔۔ اس نے بمشکل نوالہ حلق سے

اتار ا۔۔۔۔۔ یہ کس نے بنایا اتنا تیز نمک۔۔۔۔۔ جب بنانا نہیں آتا تو ان کو رکھا

کیوں ہے۔۔۔۔۔ بالاج زرا تیز آواز میں بولا۔۔۔۔۔ ایک تو اسے بھوک لگی

۔۔۔۔۔ تھی۔۔۔۔۔ اوپر سے تیز نمک نے اس کے منہ کا ذائقہ خراب کر دیا تھا

آیت جو اس کے منہ سے تعریف سننے کے انتظار میں تھی۔۔۔۔۔ اس کی اس طرح غصہ کرنے پر سہم گئی۔۔۔۔۔ آنکھوں میں تیزی سے آنسو جمع ہونا شروع ہو گئے۔۔۔۔۔ اماں جان اور ہانیہ نے آیت کو دیکھا۔۔۔۔۔

بالاج نے بھی اپنے ساتھ بیٹھی آیت کو دیکھا اس کے آنکھوں میں آنسو دیکھ وہ پریشان ہو گیا اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتا آیت وہاں سے اٹھ کر اپنے کمرے میں بھاگی تھی۔۔۔۔۔ وہ حیران پریشان رہ گیا۔۔۔۔۔

بھابھی نے بہت محنت سے آپ کے لئے ناشتہ بنایا تھا ہانیہ نے اسے دیکھ کر افسوس سے کہا۔۔۔۔۔

ہر چیز پر نقص ناکلا کرو۔۔۔۔۔ پہلے انسان پوچھ لیتا ہے کس نے بنایا تم تو
ڈائریکٹ سنانے لگ گئے۔۔۔۔۔ اماں جان نے غصے سے کہا۔۔۔۔۔

بالاج خود بھی شرمندہ ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ تو پہلے بتانا تھا کہ میری بیوی نے بنایا ہے
بے وجہ آپ لوگوں کی وجہ سے میں نے غصہ کیا۔۔۔۔۔ اس نے ایک ٹرے
میں اپنے اور آیت کے لئے ناشتہ نکالا اور کمرے کی طرف بڑھ گیا۔۔۔۔۔

اس نے جیسے ہی دروازہ کھولا ایک تکیہ آکر اس کے منہ پر لگا تھا۔۔۔۔۔
آیت نے ایک اور تکیہ اٹھا کر اس پر پھینکا مگر وہ بروقت سائیڈ پر ہو گیا۔۔۔۔۔ ورنہ
سارا ناشتہ زمین بوس ہو جاتا۔۔۔۔۔ اس نے جلدی سے ناشتہ دروازے کے
پاس رکھے ٹیبل پر رکھا اور اپنی ناراض بیوی کو دیکھا جو اس وقت غصے سے اس پر
۔۔۔۔۔ سامان پھینکتی ہوئی چڑیل لگ رہی تھی

بکھرے بال آنکھوں سے بہتا کاجل جو اس کی آنکھوں سے بہتے گالوں پر نشان
بنا گیا تھا۔۔۔۔۔ اگر کوئی کمزور دل کا بندہ ہوتا تو ڈر کے بے ہوش ہو جاتا۔۔۔۔۔
۔۔۔۔۔ یار دیکھو وہ آگے بڑھنے لگا
رک جائیں وہیں اگر میرے پاس بھی آئے تو میں آپ کا سر پھاڑ دوں گی۔۔۔ وہ
پھاڑ کھانے والے انداز میں بولی۔۔۔۔۔
بالاج شاہ تو اپنی بیوی کا یہ جلالی روپ دیکھ کر عیش عیش کر اٹھا تھا۔۔۔۔۔
جانم مجھے نہیں پتہ تھا کہ میری بیوی نے اتنی محبت سے میرے لئے ناشتہ بنایا
یہ۔۔۔۔۔ اس نے صفائی دی۔۔۔۔۔

مجھے کچھ نہیں سننا آپ نے میرے کھانے کی برائی کی۔۔۔۔ آپ نے کہا مجھے
کھانا بنانا نہیں آتا آج کے بعد میں آپ کے لئے کبھی بھی کچھ بھی نہیں بناؤں
گی۔۔۔۔۔

وہ غصے سے روتے ہوئے منہ موڑ گئی۔۔۔۔ بالاج نے جلدی سے اسے پیچھے
سے بانہوں کے گھیرے میں لیا۔۔۔۔
اچھا رونا تو بند کرو۔۔۔ وہ اس کے کان میں دھیرے سے سرگوشی کر گیا۔۔۔

چھوڑیں مجھے۔۔۔ آیت اس کے حصار میں جھپٹاتی خود کو چھڑانے لگی۔۔۔ مگر
سامنے بھی بالاج شاہ تھا جس کی گرفت سے اس کی مرضی کے بغیر کوئی نہیں نکل
سکتا تھا۔۔۔۔

جانم آئی ایم سوری مجھے سچ میں نہیں پتہ تھا ورنہ میں اپنی جان کے ہاتھ سے زہر
بھی ہنتے ہنتے پی جاؤں۔۔۔۔۔ وہ دھیرے دھیرے اس کے کان میں سرگوشی
کرنے لگا۔۔۔۔۔

آیت کی دھڑکن تیز ہوئی مگر وہ پھر بھی منہ پھلائے کھڑی رہی۔۔۔۔۔
بالاج نے اسے سیدھا کیا اور اس کا چہرہ توڑی سے پکڑ کے اوپر کیا۔۔۔۔۔ اب
تو غصہ چھوڑ دو۔۔۔۔۔ وہ مسکین سی شکل بنا کر بولا۔۔۔۔۔ آیت کو اس کی شکل
دیکھ کر ہنسی آئی مگر وہ ضبط کر گئی۔۔۔۔۔

میں ایک شرط پر معاف کروں گی۔۔۔ آیت نے گردن اکڑا کر کہا۔۔۔
مجھے میری جان کی ہر شرط منظور ہے۔۔۔ بالاج نے اس کو مانتے دیکھ جلدی سے
کہا۔۔۔۔۔

آپ بیس بار اٹھک بیٹھک کریں گے تب جا کر مانوں گی میں۔۔۔ اس نے دو
ٹوک انداز میں کہا۔۔۔

جبکہ بالاج تو اپنی بیوی کی شرط پر حیران ہو گیا تھا۔۔۔۔۔
یار میں کیسے کر سکتا ہوں۔۔۔۔۔ بالاج نے پریشانی سے کہا۔۔۔۔۔
او کے پھر میرے پاس آنے کی ضرورت نہیں وہ اس سے خود کو چھڑا کر جانے
لگی۔۔۔۔۔

یار رکو تو۔۔۔۔۔ اس نے آیت کا ہاتھ پکڑ کر روکا۔۔۔۔۔

یار اتنا بڑا ہو کر میں اٹھک بیٹھک کرتا اچھا لگوں گا کیا کچھ تو نرمی کرو۔۔۔۔۔ وہ اس وقت بچوں کی طرح بولتا آیت کو اتنا پیارا لگا کہ کوئی اور وقت ہوتا تو وہ اس کا منہ چوم لیتی۔۔۔۔۔ اپنی ہی سوچ پر اس نے فوراً استغفار کہا۔۔۔۔۔

نہیں بس بس اٹھک بیٹھک پھر صلح ورنہ آپ جاسکتے ہیں۔۔۔۔۔ آیت سنجیدگی سے بول کر صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر اک ادا سے بیٹھ گئی۔۔۔۔۔ اس کو نامانتے دیکھ بالاج اٹھا اور دروازہ اچھے سے بند کیا کہ کوئی اسے یہ حرکت کرتے دیکھ نالے۔۔۔۔۔ کیا سوچے گا اتنا بڑا بزنس مین اپنی بیوی کے اشاروں پر اٹھک بیٹھک کر رہا ہے۔۔۔۔۔

آیت نے اس کی احتیاطی تدابیر پر اپنی اڈتی ہنسی کو بمشکل روک رکھا تھا۔۔۔۔۔

نے التجاء کرتی نظروں سے کہا۔۔۔

اٹھک بیٹھک۔۔۔ آیت نے اسے اشارہ کیا۔۔۔

نکلی۔۔۔ بالاج گھبرا کر اس کی طرف بڑھا اور اسے تھام لیا۔۔۔

گئی۔۔۔۔۔

پہلے پہل تو بالاج کو سمجھ نہیں آیا لیکن جیسے ہی اسے بات سمجھ آئی بالاج کا
دلفریب قہقہہ پورے کمرے میں گونجتا تھا۔۔۔۔۔

اس نے ہنستے ہوئے آیت کو سینے میں بھینچ لیا تھا۔۔۔ اس کو ہنستے دیکھ آیت نے
ڈرتے ڈرتے آنکھیں کھولی۔۔۔۔۔

کک۔۔۔ کیوں ہنس رہے۔۔۔ اس نے گھبرا کر پوچھا۔۔۔۔۔ ششش
بھوک لگی ہے مجھے۔۔۔۔۔ بالاج کہہ کر اس کے ہونٹوں پر جھک گیا اور قطرہ
قطرہ اس کی سانسوں کو پینے لگا۔۔۔

آیت گھبرا کر اس کی شرٹ کو تھام گئی۔۔۔۔۔ بالاج کے لمس میں سختی کے
ساتھ ساتھ بے قراری بھی تھی وہ ہر بار اس طرح سے اس کے قریب آتا تھا
جیسے پہلی بار ہو۔۔۔۔۔

بالاج۔۔۔۔ آزادی ملتے ہی اس نے بالاج کو پکارا جواب اس کی گردن پر جھکا
اپنی محبت رقم کر رہا تھا۔۔۔
اور پھر وہ اسے دنیا سے بے گانہ کرتا خود میں گم کر گیا۔۔۔۔



عقیدت کے اٹھنے سے پہلے ہی وہ جاچکا تھا وہ شرمندگی سے کتنی ہی دیر وہاں بیٹھی
رہی پھر فریش ہو کر نیچے آگئی جہاں ساری خواتین بیٹھی شفا کو کسی بات پر سمجھا
رہی تھی۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ طبیعت ٹھیک ہے بیٹا۔۔۔۔۔ اس کو آتا دیکھ سجدہ بیگم نے پوچھا

جی امی میں ٹھیک ہوں۔۔۔۔۔ بھابھی کو کیا ہوا روکیوں رہی۔۔۔۔۔ اس نے
فکر مندی سے شفا کو دیکھ کر پوچھا۔۔۔۔۔

اس کے سوال پر جزا اسے رات ہوئے سانحہ کے بارے میں سب بتاتی چلی
گئی۔۔۔۔۔ عقیدت تو حیران رہ گئی تھی۔۔۔۔۔

کیسے کوئی عورت اتنی آسانی سے اپنی ہی اولاد کی جان لینے کی کوشش کر سکتی ہے
وہ بھی منت جیسی معصوم بچی کی۔۔۔۔۔

Novelistan

جبکہ شفا ان سب کے بیچ خاموشی سے بیٹھی گہری سوچ میں تھی۔۔۔۔۔ اس وقت
اسے کچھ سنائی نہیں دے رہا تھا

فریحہ کو جیسے ہی خبر ملی وہ بھی آگئی تھی۔۔۔۔۔عالیہ کو بھی شہریار منت کا پوچھنے
کے لئے چھوڑ کر گیا تھا اس میں ہمت نہیں تھی کہ وہ اس گھر کے کسی بھی فرد
سے سامنا کر پاتا۔۔۔۔۔

منت کیسی ہے۔۔۔۔۔۔۔عالیہ کو اس بچی کی فکر ہوئی تھی۔۔۔۔۔
شکر ہے بیٹا بالکل ٹھیک وہ تو اس بارے میں جانتی نہیں وہ معصوم تو اس وقت
گہری نیند میں تھی۔۔۔۔۔جب زرش نے یہ حرکت کی۔۔۔۔۔ابھی بھی سالار
باہر لے کر گیا ہے۔۔۔۔۔فروا بیگم نے دکھ سے کہا۔۔۔۔۔

ہم لوگ بہت شر مندہ ہے آنٹی ہمیں بالکل بھی زرش سے اس حرکت کی امید
نہیں تھی۔۔۔۔۔شہریار تو رات سے نہیں سوئے
بہت پریشان ہیں وہ۔۔۔۔۔عالیہ شر مندگی سے بولی۔۔۔۔۔

شہر یار بھائی کو یا آپ کو شرمندہ ہونے کی ضرورت نہیں ہر انسان اپنے کئے کا
خود ذمہ دار ہوتا ہے۔۔۔ زرش نے جو کیا وہ اس کے اپنے کارنامے اور اندر کی
۔۔۔۔۔ جلن ہے وہ شفا کے ساتھ ساتھ اپنی ہی بیٹی سے جلتی ہے

اس میں آپ لوگوں کا عمل دخل نہیں پلیز ایسا بول کے ہمیں شرمندہ مت
کریں۔۔۔۔۔ فری نے عالیہ کا ہاتھ تھامتے کہا۔۔۔۔۔
باقی ہمیں پریشان ہونے کے بجائے شکر ادا کرنا چاہیے کچھ بھی غلط ہونے سے
۔۔۔۔۔ پہلے آدم پہنچ گیا۔۔۔۔۔ فریحہ کی بات پر سب نے شکر ادا کیا تھا

عالیہ کی نظریں اس چھوٹی لڑکی پر جمی ہوئی تھی جو سب کے بیچ ہو کر بھی نہیں
تھی۔۔۔۔۔ پتہ نہیں کن خیالوں میں تھی۔۔۔۔۔



سائن کرو اس میں۔۔۔۔۔ شہر یار نے سنجیدگی سے پیپر زرش کے سامنے
رکھے۔۔۔۔۔ اس وقت اس کا چہرہ انتہائی سنجیدہ تھا۔۔۔۔۔ اس وقت وہ ایک
مکمل وکیل کے گیٹ اپ میں تھا۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ یہ کس چیز کے پیپر ز ہیں۔۔۔۔۔ زرش نے بے چینی سے پوچھا
اس میں لکھا ہے کہ تم کبھی بھی خاندانہ مینشن نہیں جاؤ گی۔۔۔۔۔ اور اگر تم
جاتی ہو تو آدم تمہیں دوبارہ اس کیس میں اندر کر دے گا۔۔۔۔۔

پہلے مجھے یہاں سے نکالیں آپ۔۔۔۔۔ زرش نے غصے سے کہا۔۔۔۔۔

تمہیں یہاں سے نکلنے کے لئے پہلے ان سب پیپرز میں سائن کرنا پڑے
گا۔۔۔۔۔ اگر نہیں کرنا چاہتی تو کوئی فورس نہیں کرے گا۔۔۔۔۔ وہ سر دلہے
۔۔۔۔۔ میں بول کر اٹھنے لگا

آپ میرے بھائی ہیں یا اس کے جو ہمیشہ اس کے حق میں بولتے ہیں کبھی میرے
بارے میں سوچا ہے آپ نے۔۔۔۔۔ میرا حق تک تو آپ کھا کر بیٹھے ہیں
۔۔۔۔۔ اپ جیسا بھائی اللہ کسی کو بھی نادے۔۔۔۔۔
زرش نے انتہائی بد تمیزی سے اس کو جاتے دیکھ کر کہا۔۔۔۔۔

شہریار کے بڑھتے قدم ر کے آنکھوں میں تکلیف تڑپ کیا کچھ نا تھا۔۔۔۔۔

سچ کہا تم نے واقع میں ایک اچھا بھائی نہیں بن پایا۔۔۔۔۔ اگر میں اچھے بھائی بن کر
تمہاری بے جاد پوری نہیں کرتا تو تم آج اس حال میں نا
ہوتی۔۔۔۔۔ شہر یار نے نم لہجے میں کہا۔۔۔۔۔

زرش نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا۔۔۔۔۔

دیکھو زرش تم اگر ان پیپر ز پر سائن کر دو گی تو نا صرف تم یہاں سے رہا ہو جاؤ گی
بلکہ تمہارا سارا حصہ تمہارے حوالے کر دوں گا تم اپنی مرضی سے اپنی زندگی
جینا جیسا تم چاہتی ہو ویسے۔۔۔۔۔ شہر یار نے اس کے پاس بیٹھ کر اس کا ہاتھ
تھام کر کہا۔۔۔۔۔ وہ جیسی بھی تھی اس کی بہن تھی وہی جانتا تھا اپنی بہن کو اس
حالت میں دیکھ وہ کتنا ٹرپ رہا ہے۔۔۔۔۔

گی۔۔۔۔۔ زرش نے سنجیدگی سے کہا۔۔۔۔۔

اور ایک ایک پیپر اس کے سامنے رکھنے لگا۔۔۔

جہاں شہریار بولتا گیا وہاں وہاں وہ سائن کرتی گئی۔۔۔۔۔

اگر کچھ تھا تو وہ تھا سکون۔۔۔۔۔

--- جزا --- کیا ہوا سالار نے فکر مندی سے پوچھا

وہ جب سے کمرے میں آیا تھا وہ گہری سوچ میں مبتلا تھی اس کے آنے کا بھی کوئی خاص نوٹس نہیں لیا۔۔۔۔۔

--- جی --- کچھ نہیں۔۔۔ اس نے چونک کر سالار کو دیکھا

سالار نے بیڈ پر اسے اپنے پاس بلایا۔۔۔ اور اپنے سینے سے لگا لیا۔۔۔۔۔ جزا

--- سکون سے آنکھیں موند گئیں

کوئی بات پریشان کر رہی تھیں؟؟؟ سالار نے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے

پوچھا۔۔۔۔۔

ہممم۔۔۔۔۔ اس نے سر ہلایا

کیا۔۔۔ سالار نے اس کے چہرے سے بال ہٹائے۔۔۔۔۔

میں آپ کو نہیں بتا سکتی۔۔۔۔۔ اس کا چہرہ لال ہوا۔۔۔۔۔

سالار نے جھک کر اس کے ماتھے پر بوسہ دیا۔۔۔۔۔ مجھ سے کیا چھپانا۔۔۔۔۔

آپ کو پتہ ہے نا عقیدت بھابھی اور شفا بھابھی کے گھر بے بی آنے والا

۔۔۔۔۔ ہے۔۔۔۔۔ اس نے چہرہ جھکائے سرخ چہرے کے ساتھ کہا

ہاں پتہ ہے۔۔۔ سالار نے اس کے گال کو چھوا۔۔۔۔۔

مجھے بہت پسند ہیں۔۔۔۔۔ جزا کہہ کر اس کے سینے میں منہ چھپا گئی۔۔۔۔۔

اس کی بات سمجھتا سالار کے چہرے پر سنجیدگی چھا گئی جبکہ آنکھوں میں تکلیف
چھا گئی تھی۔۔۔۔۔

جزا کے بالوں میں چلتا ہاتھ تھم گیا تھا۔۔۔۔۔ جب اس کی طرف سے کوئی

ریسپونس نہیں آیا تو جزا نے سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا جو سنجیدہ ہو گیا

تھا۔۔۔۔۔

کیا ہوا آپ کو نہیں پسند بچے۔۔۔۔۔ اس نے سالار کے سنجیدہ چہرے پر نظریں
جمائے پوچھا۔۔۔۔۔

بہت پسند ہیں بچے۔۔۔۔۔ لیکن ابھی تم خود بہت چھوٹی ہو۔۔۔۔۔ تھوڑی بڑی ہو
جاؤ تو اللہ ہمیں بھی اپنا بے بی دے گا۔۔۔۔۔ سالار نے بمشکل مسکرا کر اس کی
ناک پر لب رکھے تھے۔۔۔۔۔

کوئی چھوٹی نہیں ہو میں پورے اکیس سال کی ہو چکی ہوں۔۔۔۔۔ جزا اس سے دور
ہوتی گردن اکڑا کر کہنے لگی۔۔۔۔۔
اچھا زرا پاس آ کر بتاؤ کتنی بڑی ہوئی ہو۔۔۔۔۔ سالار نے خمار آلود نگاہوں سے
۔۔۔۔۔ اس کے سراپے کو دیکھ کر کہا

جزا کو اپنے ارد گرد خطرے کی گھنٹی بجتی نظر آئی وہ دو قدم اور دور ہوئی۔۔۔۔۔
نہیں وہ مجھے امی نے بلایا تھا۔۔۔۔۔ وہ جلدی سے ہڑبڑا کر اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔۔۔

جزا جلدی سے ادھر آؤ۔۔۔ سالار نے گھور کر اسے دیکھا۔۔۔۔۔

بلکل بھی نہیں میں پاگل تھوڑی جو شیر کے منہ میں ہاتھ ڈالوں گی۔۔۔۔۔ وہ

۔۔۔۔۔ اس کی طرف دیکھ کر زبان چڑھا کر کمرے سے باہر بھاگ گئی

اس کے نکلتے ہی سالار نے ایک گہری سانس ہوا کے سپرد کی۔۔۔۔۔

وہ جزا سے بے انتہا محبت کرنے لگا تھا اس کی آنکھوں میں اداسی وہ برداشت نہیں

کر پاتا تھا۔۔۔۔۔ وہ اس کی ہر خواہش پوری کرنا چاہتا تھا۔۔۔۔۔ اپنی اولاد کی

خواہش اسے بھی تھی لیکن اللہ کے فیصلے پر بھی وہ راضی تھا بس وہ جزا کے لئے

پریشان تھا ابھی تو زیادہ وقت نہیں ہوا تھا بس سال ہونے والا تھا ان کی شادی کو

لیکن جیسے جیسے وقت گزرے گا وہ جانتا تھا جزا کی پریشانی بڑھتی جائے

گی۔۔۔۔۔ اور جب اسے حقیقت کا علم ہو گا اس کے بعد کیا ہو گا یہ سوچ کر ہی وہ

پریشان تھا۔۔۔۔۔



عرش تھکا ہار اگھر آیا تو سب کو لاؤنج میں جمع دیکھ وہ پریشان ہوا تھا۔۔۔۔۔ کل وہ
رات کو ہی گھر سے چلا گیا تھا اور اپنا نمبر بھی بند کر دیا تھا۔۔۔۔۔ وہ کچھ وقت اکیلا
۔۔۔۔۔ رہنا چاہتا تھا۔۔۔۔۔ اس لئے کسی سے بھی رابطہ نہیں کیا
۔۔۔۔۔ کیا ہوا سب ٹھیک ہے امی۔۔۔۔۔ اس نے سجدہ بیگم سے پوچھا
تمہیں کیا تم جاؤ باہر بند رکھو اپنا نمبر گھر میں کوئی جئے یا مرے تمہیں کیا فرق
پڑے گا۔۔۔۔۔ سجدہ بیگم نے غصے سے کہا۔۔۔۔۔ ان کو ویسے ہی عقیدت کی
۔۔۔۔۔ وجہ سے عرش پر غصہ تھا اوپر سے وہ کل رات کا گیا اب واپس آ رہا تھا
اب بھی وہاں گھر کی ساری خواتین جمع تھیں۔۔۔۔۔ سوائے شفا اور منت کے۔۔۔۔۔
۔۔۔۔۔ عقیدت نے عرش کی طرف دیکھا جواب بھی غصے میں لگ رہا تھا

بڑی امی آپ مجھے بتائیں ہوا کیا ہے کیوں پریشان ہیں آپ سب۔۔۔۔ اس نے

۔۔۔۔ سنجیدگی سے فروا بیگم سے پوچھا

پھر فروا بیگم اسے سب بتاتی چلی گئیں۔۔۔۔ عرش پریشانی سے کھڑا ہو

گیا۔۔۔۔ کہاں ہے منت اب کیسی ہے۔۔۔۔ اس نے فکر مندی سے

پوچھا۔۔۔۔۔

وہ شفا کے پاس روم میں ہے۔۔۔۔ لیکن شکر ہے اللہ کا بلکل ٹھیک ہے

۔۔۔۔ فری نے اسے بتایا

آپی چلیں میرے ساتھ مجھے منت کو دیکھنا ہے۔۔۔۔ وہ فری کو بولتا خود بھی آگے

بڑھ گیا۔۔۔۔ فریجہ بھی اس کے پیچھے چل دی۔۔۔۔

عقیدت نے تکلیف سے اسے دیکھا تھا جس نے ایک نظر بھی اپنی بیوی پر ڈالنا

ضروری نہیں سمجھا۔۔۔۔۔

لیکن وہ جانتی تھی۔۔۔ اس کی غلطی معافی لائق نہیں ہے اس لئے وہ اپنی نم
۔۔۔۔ آنکھیں جھکا گئی

پہلے فری کمرے میں داخل ہوئی پھر عرش بھی اجازت لیتا کمرے میں داخل
ہوا۔۔۔۔

شفا کا وچ پر بیٹھی منت کے ساتھ کھیل رہی تھی۔۔۔۔

ان کو دیکھ کر اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔۔۔ عرش نے آگے بڑھ کر منت کو اٹھا
لیا۔۔۔۔

چاچو کی جان کیسی ہے۔۔۔۔ اس نے محبت سے اس کا ماتھا چھو کر پوچھا۔۔۔۔

اس نے جب سے زرش کی حرکت کا سنا تھا اس کا دل بہت تیزی سے دھڑک رہا
تھا۔۔۔۔۔

منت اس گھر کی جان تھی۔۔۔۔۔ ہر کسی کی جان بستی تھی اس میں۔۔۔۔۔ ہر
کوئی گھر آکر سب سے پہلے اسے ہی پیار کرتا تھا۔۔۔۔۔

اور اس گھٹیا عورت نے منت پر ہی نہیں ان سب کی جان پر حملہ کیا
تھا۔۔۔۔۔ عرش کا بس ناچلا اس عورت کو جان سے مار دے۔۔۔۔۔

میں تیٹ ہو۔۔۔۔۔ منت نے اس کے چہرے کو دونوں ہاتھوں میں بھر کر عرش
کی طرح ہی عرش کے ماتھے پر بوسہ دیا۔۔۔۔۔ اور شرمائی۔۔۔۔۔
اوہ میرا بچہ بہت کیوٹ ہے۔۔۔۔۔ عرش اس کے گال پر لب رکھ کر مسکرا کر
بولا۔۔۔۔۔

بھابھی میں منت کو لے کر جا رہا ہوں ایک گھنٹے تک آ جاؤں گا۔۔۔۔۔ اس نے
شفا کو اطلاع دی تو وہ سر ہلا گئی۔۔۔۔۔

ان کے جانے کے بعد فری نے شفا کی طرف دیکھا۔۔۔۔۔ کیا سوچ رہی
ہو۔۔۔۔۔

اس نے پر سوچ نظروں سے اس کا چہرہ دیکھا تھا۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ ان دونوں کے بیچ کیا ہوا تھا۔۔۔۔۔ اس نے دھیرے سے پوچھا

کن دونوں کے بیچ۔۔۔۔۔ فری نے نا سچھی سے پوچھا منت کے پاپا اور ماما کے

بیچ۔۔۔۔۔ اس نے نظریں جھکائے کہا۔۔۔۔۔

ادھر دیکھو شفا۔۔۔۔۔ اس عورت نے بھلے ہی منت کو جنم دیا ہو۔۔۔۔۔ لیکن اس

۔۔۔۔۔ کی ماں تم ہو اس کی پرورش تم کر رہی ہو

وہ تو اسے پیدا بھی نہیں کرنا چاہتی تھی لیکن آدم نے اسے مجبور کیا تب جا کر

منت اس دُنیا میں آئی۔۔۔۔۔ اور دوسرے ہی ہفتے وہ یہ گھر چھوڑ کر چلی

گئی۔۔۔۔۔ یہاں تک کہ اس نے پیدا ہونے کے بعد بھی اپنی بیٹی کو ایک بار سینے

سے نہیں لگایا۔۔۔۔۔ وہ ماں کہلانے کے لائق نہیں اس لئے اس کو منت کی
ماں مت کہو۔۔۔۔۔ اس نے آج منت کی جان لینے کی کوشش۔۔۔۔۔ جو تھوڑا
بہت پیدا کرنے کا حق تھا اس کا وہ آج وہ حق بھی کھو چکی ہے۔۔۔۔۔ اس کی
ماں تم ہو صرف تم۔۔۔ اس پر تمہارا حق ہے۔۔۔ تمہاری بیٹی ہے وہ۔۔۔۔۔
فری نے اسے سنجیدگی سے سمجھایا۔۔۔۔۔ شفا نے اس کی طرف دیکھا ان
آنکھوں میں ایک ڈر تھا اس گھر سے دور جانے کا ڈر اپنی بیٹی کو کھونے کا
ڈر۔۔۔۔۔

آدم نے ان سے محبت کی شادی کی تھی۔۔۔۔۔ مجھے لگتا ہے میں ان کے بیچ میں
آگئی اس لئے سب خراب ہو گیا۔۔۔ وہ اپنے آنسوؤں کو بہنے سے روک نہیں
پائی تھی۔۔۔۔۔

غلط سوچتی ہو تم۔۔۔ تم سے کس نے کہا ان کی شادی محبت کی تھی۔۔۔۔۔ یہ
شادی آدم نے شہریار بھائی کی محبت میں کی تھی۔۔۔۔۔ اس کے بعد فری
شروع سے آخر تک اسے سب بتاتی چلی گئی۔۔۔ کیونکہ خاندانہ مینشن میں
صرف ایک فری ہی تھی جو آدم کی زندگی کے ہر پہنے سے واقف تھی۔۔۔۔۔ وہ
اس کی بہن دوست ہمراز سب تھی۔۔۔۔۔

آج بھی گھر والوں کو لگتا تھا زرش سے شادی آدم نے اپنی پسند سے
کی۔۔۔۔۔ کیونکہ اس نے گھر میں سب کو یہی بتایا تھا تا کہ کوئی بھی زرش کے
بارے میں غلط فہمی نہ پکڑے۔۔۔۔۔

آدم اپنے رشتوں میں ایمانداری کا قائل ہے۔۔۔۔۔ وہ ہر رشتے کو اہمیت دیتا
ہے۔۔۔۔۔ وہ سب کو ساتھ لے کر چلنا جانتا ہے۔۔۔۔۔ لیکن آدم کی پہلی اور
آخری محبت تم ہو۔۔۔ جب تم بے ہوش ہوئی تھی وہ پاگل ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ میرا

یہ کیا ہے۔۔۔۔۔ اس نے آدم کی طرف دیکھ کر دھڑکتے دل سے پوچھا

وہ اس وقت شہریار کے ساتھ آدم کے آفس میں تھی۔۔۔۔۔

ڈائورس پیپرز۔۔۔۔۔ آدم نے سنجیدگی سے کہا تو زرش کے سر پر کوئی پہاڑ
آگرا تھا۔۔۔۔۔

کیا کہا۔۔۔۔۔ اس نے ہنسنے کی ناکام کوشش کی۔۔۔۔۔ اسے لگا اس سے سننے میں
کوئی غلطی ہوئی ہے۔۔۔۔۔
شہریار بھی سنجیدگی سے وہیں بیٹھا تھا۔۔۔۔۔

یہی کی میں آدم خانزادہ اپنے پورے ہوش وہ حواس میں تمہیں طلاق دیتا
ہوں۔۔۔۔۔ اس نے ایک ہی جملہ تین بار دہرایا تھا۔۔۔۔۔ شہریار نے تکلیف سے
آنکھیں میچ لیں

وہ اپنی آنکھوں کے سامنے اپنی بہن کو برباد ہوتے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔ اور اس
بربادی کی وجہ اس کی بہن خود تھی

نہ نہ نہیں آدم تم کیا بول رہے ہو۔۔۔۔۔ بھائی سن رہے آپ۔۔۔۔۔ زرش
۔۔۔۔۔ بھوکلا کر اٹھ گئی تھی

تم میرے ساتھ ایسا کچھ نہیں کر سکتے میں ان سب کو نہیں مانتی۔۔۔۔۔ تم میرے
ہو۔۔۔۔۔ وہ گھبرا کر بولتی اس کی طرف بڑھنے لگی۔۔۔۔۔ مگر شہریار نے اس کا
ہاتھ تھام لیا۔۔۔۔۔ چھوڑو مجھے جاؤ تم یہاں سے یہ ہم دونوں کا مسئلہ ہے ہم خود سولو
کر لیں گے۔۔۔۔۔ وہ شہریار کا ہاتھ جھٹکتی غصے سے چیخی اور آدم کی طرف
بڑھی۔۔۔۔۔ مگر آدم اس کے پاس آنے پر دو قدم دور ہوا۔۔۔۔۔ وہ اب
اس کے لئے نامحرم ہو چکی تھی۔۔۔

زرش چلو یہاں سے اب تم میرے صبر کا امتحان لے رہی ہو۔۔۔۔۔ شہریار نے
اسے بازوؤں سے جکڑا تھا۔

تم نے میرا گھر برباد کیا ہے میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گی وہ شہریار کے
بازو پر دانت گھاڑتی خود کو چھڑا گئی۔۔۔۔۔ آدم سنجیدگی سے یہ سب دیکھ رہا
تھا۔۔۔۔۔ وہ شہریار کی آنکھوں میں موجود تکلیف پر شرمندہ تھا۔۔

خدا کا واسطہ ہے تمہیں میری حالت پر رحم کرو یا۔۔۔ شہریار نے اس کے دونوں
بازوؤں پکڑ کر بے بسی سے جھنجھوڑا تھا۔۔۔۔۔

زرش نے اسے پیچھے دھکیلنے کی کوشش کی مگر شہریار اس کے بازو کو سختی سے جھکڑ
گیا اور کھینچتے ہوئے باہر لے گیا۔۔۔

آدم بے بسی سے کرسی پر ڈھے گیا۔۔۔۔۔ اور آنکھیں موند لیں۔۔۔۔۔ اس نے
بہت کوشش کی تھی اپنے رشتے کو نبھانے کی۔۔۔۔۔ وہ اپنے اصولوں کے

خلاف جا کر اس کی ہر جائز ناجائز بات بھی مانتا تھا۔۔۔۔۔ اس نے زرش کی بہت بڑی بڑی غلطیوں کو معاف کیا تھا۔۔۔۔۔ یہاں تک کہ جب وہ اسے اور اس کی بیٹی کو چھوڑ کر گئی اس نے زرش کو طلاق نہیں دی۔۔۔۔۔ صرف منت کی وجہ سے نہیں بلکہ اسے لگتا تھا وہ کچھ دنوں بعد تھک کر واپس آجائے گی۔۔۔۔۔ وہ اپنی بیٹی کو ماں سے محروم نہیں کرنا چاہتا تھا اور نا ہی وہ زرش جیسی جزباتی لڑکی کو اکیلا چھوڑنا چاہتا تھا۔

اس کے بعد وہ ناچاہتے ہوئے بھی شفا سے نکاح کر گیا وہ یہ نکاح بھی نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔ تب شہریار اور فری ہی تھی جس نے اسے راضی کیا اس نکاح کے لئے۔

پھر جب اس کی زندگی میں شفا آئی پہلی بار اس کے سینے میں موجود مردہ دل دھڑکا تھا۔۔۔۔۔ وہ ایک نیک اور پاکیزہ لڑکی تھی۔۔۔۔۔ اپنے سے جڑے

رشتوں سے محبت کرنے والی حسد اور بغض سے پاک۔۔۔۔۔ ہر کسی کی عزت کرنے والی۔

وہ تو پہلی رات ہی اس کی محبت میں گرفتار ہو گیا تھا۔۔۔ جب وہ دلہن بنی ڈری سہمی سی اس کے سامنے بیٹھی تھی۔۔

لیکن وہ ڈرتا تھا خود سے ہی وہ انصاف نہیں کر پار ہا تھا نا کوئی فیصلہ۔۔۔۔۔ پھر شفا اپنی محبت اور اور سادگی سے اس کو ہی نہیں اس کی بیٹی کو بھی جیت گئی۔۔

وہ چاہ کر بھی اس سے دور نہیں رہ پایا۔۔۔۔۔ پھر جب زرش واپس آئی وہ کچھ سمجھ نہیں پایا وہ کیا کرے۔۔۔۔۔ اس نے زرش کو نکالا نہیں تھا وہ ٹھنڈے

دماغ سے فیصلہ کرنا چاہتا تھا۔۔۔۔۔ کیونکہ وہ اپنے لئے زرش کے پاگل پن سے

واقف تھا۔۔۔۔۔ وہ زرش کو بھی کوئی تکلیف نہیں پہنچانا چاہتا تھا اسے زرش سے

محبت نہیں تھی لیکن وہ اس کے نکاح میں تھی۔۔۔۔۔ لیکن اس نے پھر وہاں

منت کو مارنے کی کوشش کی تھوڑی بہت جو گنجائش زرش کے لئے اس کی زندگی
میں تھی وہ اسی وقت ختم ہو گئی اس کی جگہ نفرت نے لے لی۔۔۔۔۔ وہ اپنی ہی بیٹی
کے قاتل کو اپنی زندگی میں نہیں رکھ سکتا تھا

اس لئے اس نے زرش کو طلاق دینے کا فیصلہ کیا۔۔۔ جس میں شہریار بھی متفق
تھا۔۔۔۔۔ کیونکہ وہ اپنی بہن کی وجہ سے منت یا کسی کی بھی زندگی پر رسک نہیں
لے سکتا تھا۔۔۔۔۔


وہ اسے کسی بھی طرح اپنے گھر لے آیا تھا۔۔۔۔۔

عالیہ ان دونوں کو دیکھ کر گھبرا گئی تھی۔۔۔۔۔ آپ ٹھیک ہیں۔۔۔۔۔ اس نے
۔۔۔۔۔ زرش کی بکھری حالت دیکھ کر ترحم بھری نگاہوں سے اسے دیکھ کر پوچھا

شہریار سے اپنا ہاتھ آزاد کرواتی وہ عالیہ کے پاس آئی۔۔ اور سر تاپاؤں اسے
عجیب نظروں سے دیکھا۔۔۔۔۔

عالیہ ایک کانفیڈنٹ لڑکی تھی اس کے باوجود اس وقت اسے زرش سے خوف آیا
تھا۔۔۔۔۔

شہریار تھک کر وہیں صوفے پر بیٹھ چکا تھا۔۔

تو تم ہو وہ لڑکی جس کی وجہ سے میرا بھائی اپنی بہن تک کو بھول گیا۔۔۔۔۔ اس
نے سر دلچے میں بولا۔۔

عالیہ نے حلق تر کیا۔۔ جبکہ شہریار نے زرش کو دیکھا۔۔

زرش آرام کرو تم کمرے میں جا کر۔۔۔۔۔ تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں

۔۔۔۔۔ اس نے سنجیدگی سے کہا۔۔

میں آرام کروں۔۔۔ مجھے آرام کے قابل چھوڑا کب تم نے تم اس لڑکی کی
محبت میں اتنے اندھے ہو گئے اپنی بہن کو انصاف نہیں دلا سکے۔۔۔۔۔ اس آدم
کو اپنی منمائی کرنے دی تم نے۔۔۔۔۔ تم چاہتے تو تم اسے روک سکتے
تھے۔۔۔۔۔ لیکن تم نے نہیں روکا۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ اس لڑکی کو تو میں چھوڑوں گی نہیں
زرش نے اچانک بنا کسی کو سمجھنے کا موقع دئے بغیر ٹیبل پر پڑا اس اٹھا کر عالیہ
کے سر پر دے مارا تھا۔۔۔۔۔
اور وہیں خون تیزی سے عالیہ کا چہرہ بھگونے لگا۔۔۔۔۔ شہریار بھاگ کر عالیہ کو
تھام گیا جو گر رہی تھی۔۔۔۔۔ اسے سمجھ ہی نہیں آیا کیا ہوا ہے۔۔۔۔۔ جبکہ
زرش اس کو مار کر باہر کی طرف جا چکی تھی۔۔۔۔۔

ش..یری۔۔۔۔۔عالیہ نے بند ہوتی آنکھوں سے اسے پکارا تو وہ جلدی سے
اسے اٹھا کر باہر بھاگا تھا۔۔۔۔۔



آدم کو جیسے ہی خبر ملی وہ شہریار کے پاس آگیا تھا۔۔۔۔۔شہریار کے گارڈز نے
اسے عالیہ کو زخمی اٹھاتے بھاگتے دیکھ کر آدم کو کال کی تھی۔۔۔۔۔
شہریار سر ہاتھوں میں گرائے بھینچ پر بیٹھا تھا۔۔۔۔۔وہ آکر اس کے پاس بیٹھ
گیا۔۔۔۔۔پریشان مت ہو بھا بھی ٹھیک ہو جائیں گی۔۔۔۔۔آدم نے اس کے
کندھے پر ہاتھ رکھا۔۔۔۔۔

شہریار نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا تو آدم دھنگ رہ گیا۔۔۔۔۔وہ لمبا چوڑا مرد
رورہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔اس کے ہاتھوں پر بھی خون لگا تھا آدم نے بے ساختہ اسے
گلے لگالیا۔۔۔۔۔

کسی کا سہارا پاتے ہی وہ بے آواز رو دیا۔۔۔۔۔ لیکن آدم کو اس کے آنسو اپنے
کندھے پر محسوس ہو رہے تھے۔۔۔۔۔

حوصلہ رکھ سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔ آدم نے دھیرے سے کہا۔۔۔۔۔

میں نا ایک اچھا بھائی بن پایا نا شوہر نا ہی دوست۔۔۔۔۔ میں اپنی بہن کو صحیح غلط
کی پہچان نہیں سکھا سکا۔۔۔۔۔ میں اپنی بیوی کی حفاظت نہیں کر سکا۔۔۔ میں
اپنے ہی دوست کو مشکل میں ڈالنے کا سبب بنا۔۔۔۔۔ اس وقت وہ بری طرح رو
رہا تھا۔۔۔۔۔

شیری تم ایسا کیوں سوچ رہے ہو۔۔۔۔۔ یار ان سب میں تمہارا کوئی قصور نہیں
۔۔۔۔۔ آدم نے اسے سیدھا کیا۔۔۔۔۔

ابھی کہاں ہے وہ۔۔۔۔۔ آدم نے سنجیدگی سے زرش کا پوچھا

گھر پر ہوگی۔۔۔۔۔ شہریار نے شرٹ کی آستین سے اپنا چہرہ صاف کیا

نہیں وہ وہاں نہیں ہے تمہارے گارڈز سے پوچھا ہے میں نے آدم نے بتایا تو وہ

اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔۔۔

نہیں وہ کہاں جاسکتی ہے پتہ نہیں کس حال میں ہوگی۔۔۔۔۔ جس طرح کی اس کی

کنڈیشن ہے وہ اپنے ساتھ کچھ غلطی کر دے آدم تم اسے ڈھونڈو

۔۔۔۔۔ پلیز۔۔۔۔۔ شہریار پریشانی سے بولا

آدم نے تاسف سے اسے دیکھا جو اتنا کچھ برداشت کرنے کے بعد بھی اپنی بہن

کے بارے میں سوچ رہا تھا۔۔۔

ٹھیک ہے پریشان مت ہو میں ڈھونڈتا ہوں اسے لیکن کسی بھی چیز کی ضرورت

وہ تو تم مجھے لازمی کال کرنا۔۔۔ اور میں سالار کو بھیجتا ہوں تمہارے

پاس۔۔۔۔۔ پریشان مت ہوں سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔۔۔ وہ شہریار کو
گلے لگا کر بولتا وہاں سے نکلا تھا۔۔۔۔۔ پوری رات وہ اور اس کی ٹیم زرش کو ہر
جگہ ڈھونڈ چکی تھی۔۔۔ لیکن وہ کہیں نہیں ملی۔۔۔۔۔ ریلوے اسٹیشن بس
۔۔۔ اسٹاپ آس پاس کے گھر ہر جگہ جہاں اس کے ہونے کے امکان تھے
کہیں نہیں ملی۔۔۔۔۔ وہ اپنے لوگوں کو اسے ڈھونڈنے کا عمل جاری رکھنے کا
بولتا صبح کے ٹائم واپس شہریار کے پاس آیا تھا۔۔۔۔۔
سالار بھی اس کے ساتھ ہی بیٹھا تھا۔۔۔۔۔
عالیہ کو ہوش آچکا تھا لیکن اس کے ماتھے پر گہری چوٹ آئی تھی جس پر ٹانکے
لگے تھے۔۔۔۔۔

شہریار کو جیسے ہی زرش کی گمشدگی کا پتہ چلا وہ مزید پریشان ہو گیا تھا۔۔۔۔۔

اس نے اپنے طور پر بھی تلاش کیا لیکن اسے نہیں ملنا تھا نہیں ملی۔۔۔۔۔ وہ

--- خالی ہاتھ واپس لوٹ آیا

عالیہ کو بھی تین دن بعد ڈسٹارج کر دیا گیا تھا۔۔۔۔ اس نے شہریار سے کوئی شکایت نہیں کی وہ اپنے شوہر کے چہرے پر اداسی سے پریشان تھی۔۔۔۔۔

ان دنوں آدم سائے کی طرح شہریار کے ساتھ رہا اور ساتھ ساتھ زرش کی تلاش بھی جاری رکھی۔۔۔۔

مگر وہ انہیں کہیں نہیں ملی۔۔۔ نا جانے زمین کھا گئی تھی یا آسمان نکل گیا تھا

آئی ایم سوری میں تمہاری حفاظت نہیں کر سکا۔۔۔۔۔ شہر یار عالیہ کا ہاتھ تھامے

ندامت سے بولا۔۔۔۔۔

پلیز ایسا مت بولیں۔۔۔۔۔ جو ہوا اسے بھول جائیں۔۔۔۔۔ اس میں آپ کا کوئی
قصور نہیں۔۔۔۔۔ میرے لئے یہی بہت ہے کہ آپ میرے ساتھ ہیں

عالیہ اپنا سر اس کے سینے سے لگا کر آنکھیں موند گئی۔۔۔۔۔ شہر یار نے پٹی کے
اوپر سے اس کے ماتھے پر بوسہ دیا۔۔۔۔۔

عرش نے احد کے خلاف سارے ثبوت جمع کر کے اسے پولیس کے حوالے
کر دیا تھا۔۔۔۔۔ اور تائی امی کو کچھ پیسے پکڑا کر ثمرہ کی شادی بھی خود کروائی
تھی۔۔۔۔۔ وہ بھی پیسوں کے لالچ میں عرش کی ہر بات مانتی گئیں اس بات سے
۔۔۔۔۔ انجان کہ عرش احد کو پولیس کے حوالے کر چکا ہے

ان کو لگا کہ ہمیشہ کی طرح وہ کہیں چلا گیا ہو گا کچھ دنوں میں لوٹ آئے

-----گ



سالار کمرے میں آیا تو وہ کمرے میں نہیں تھی۔۔۔۔۔ وہ سب سے پہلے جا کر
فریش ہوا اور بے چینی سے اس کا انتظار کرنے لگا۔۔۔۔۔ دو دن سے وہ گھر نہیں
آپایا تھا۔۔۔۔۔

اور اب اسے اپنی بیوی کی شدید یاد آرہی تھی۔۔۔۔۔

وہ ابھی کمرے سے باہر جانے ہی لگا تھا کہ کمرے میں داخل ہوتی جزا سے زور

۔۔۔۔۔ سے ٹکرایا۔۔۔۔۔ جزا نے اس چٹان نما وجود کو گھور کر دیکھا

سالار اس کی گھوری کی پرواہ کئے بغیر اسے کمرے سے پکڑ کے اندر لایا اور دروازہ بند

کر کے اس کے ساتھ لگا دیا۔۔۔۔۔ اور بنا اس کو کچھ بھی سوچنے کا موقع دیئے وہ

۔۔۔۔۔ اس کی سانسوں کو قید کر گیا تھا

_____گی

کے ارادے جان کر حلق خشک ہوا تھا۔۔۔۔۔ وہ تو اسے کھانے کے لیے

بلائے آئی تھی۔۔۔۔۔ مگر وہ تو کسی اور ہی موڈ میں تھا۔۔۔۔۔

سالار پلینز۔۔۔ اس نے گھبرا کر پکارا۔۔۔۔۔

مگر وہ اسے بیڈ پر لٹا کر لائٹ آف کر تانائٹ بلب جلا گیا تھا۔۔۔۔۔

وہ نیم اندھیرے میں بھی اس کے اڑتے رنگوں کو بخوبی دیکھ سکتا تھا۔۔۔۔۔

تمہاری یہ شرم وہ حیا مجھے مزید تمہارا اسیر کر رہی ہے۔۔۔۔۔ وہ اس کے چہرے

--- پر اپنے لبوں کا لمس چھوڑتا دھیرے سے سرگوشی کرنے لگا

سالار نہیں کریں۔۔۔۔۔ نیچے سب ہمارا انتظار کر رہے ہیں۔۔۔۔۔ کوئی آجائے
گا۔۔۔۔۔ وہ روہانسی ہو کر بولی۔۔۔۔۔ سالار کا پاس آنا ہی اس کی جان نکال
۔۔۔۔۔ دیتا تھا کہاں وہ اس کی قربت کا خواہاں تھا

وہ اتنے قریب تھا کہ جزا کے لئے کھل کر سانس لینا محال ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ اوپر
سے اس کی نظریں اس کے ہتھیلی کو پسینے سے نم کر گیا۔۔۔۔۔

سب کو پتہ ہے ہم میاں بیوی اس وقت مصروف ہے کوئی نہیں آئے گا
بلانے۔۔۔۔۔ سالار زو معنی لہجے میں بولتا اس کی گردن سے دوپٹہ نکال کر زمین
پر پھینک گیا۔۔۔۔۔

سالار کی نظر اس کے بیوٹی بون پر پڑی تھی۔۔۔۔۔ اور پھر نظریں بھٹک کر
تھوڑی نیچے گئی۔۔۔۔۔ جزا نے گھبرا کر گھٹنوں کو فولڈ کر کے خود کو چھپانے کی
۔۔۔۔۔ کوشش

مگر سالار تو کچھ اور ہی ارادہ کئے بیٹھا تھا ایک جھٹکے سے اسے کھینچ کر بیڈ پر لٹایا اور اس کی گردن پر جھک گیا۔۔۔۔۔ جا بجا اپنے لبوں سے اس کی جان ہلکان کرنے لگا۔۔۔۔۔

جزا کی جان تو تب نکلی۔۔۔ جب وہ گردن کا سفر طے کر تا مزید حد و دپار کر
گیا۔۔۔۔۔ جزا نے سختی سے اس کی گردن پر ناخن گاڑھے تھے۔۔۔۔۔

جزا کو لگا وہ مر جائے گی۔۔۔۔۔

وہ اس کے حال پر رحم کرتا دوبارہ ہونٹوں پر جھک کر اس کی سانسیں الجھا گیا۔۔۔ اس کے عمل میں بہت شدت تھی۔۔۔۔۔

مگر ابھی اس کا ہٹنے کا کوئی ارادہ نہ تھا۔۔۔۔۔ وہ اپنی دیوانگی اس کے ہونٹوں پر نکال کر اس سے تھوڑا دور ہوا۔۔۔۔۔

---- جزا گھرے گھرے سانس لے کر اپنی رکی ہوئی سانسیں بحال کرنے لگی

مگر اس کے سانسوں کے زیر و بم سے اس کے وجود میں ہوتی ہلچل نے سالار کو
مزید بے خود کیا تھا۔۔۔۔۔ وہ بے خودی میں جھک کر اس کے دل کے مقام پر
۔۔۔۔۔ لب رکھ گیا۔۔۔۔۔ جزا نے سختی سے اس کے بال دبوچے تھے

اس کے ہاتھ بری طرح کانپ رہے تھے۔۔۔۔۔ سالار نے اس کے ہاتھوں کو اپنے
بالوں سے آزاد کر کے بیڈ سے لگائے تھے۔۔۔۔۔ اور آہستہ آہستہ اپنے لبوں سے
اس کے وجود کے ہر نقش کو چھونے لگا۔۔۔۔۔

سالار۔۔۔۔۔ نہیں۔۔۔۔۔ میں مر۔۔۔۔۔ جاؤں گی۔۔۔۔۔ اس کے لمس سے گھبرا کر
وہ روپڑی تھی۔۔۔۔۔

میری جان میں تمہیں مرنے نہیں دوں گا یقین رکھو مجھ پر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جب تک
تمہاری وجود سے میں خد کو مہکانا دوں

مجھے سکون نہیں ملے گا۔۔۔۔۔ وہ آہستہ آہستہ اس کے کان میں سرگوشی کرنے لگا۔۔۔۔۔

اس کی خمار آلود سرگوشی جزا کے جان کا آزاد بنی ہوئی تھی۔۔۔۔۔ آج تو وہ کوئی اور ہی سالار لگ رہا تھا۔۔۔۔۔

وہ تھوڑا اس سے دور ہوا اور اپنی شرٹ اتار کر دور پھینکی۔۔۔۔۔ اس کے بعد وہ جزا کے ہر پردے کا دشمن بننا اس کے ہر پردے کو گراتا۔۔۔۔۔ جزا کی سانسیں روک گیا تھا۔۔۔۔۔

وہ شرم وہ حیا سے لبریز آنکھیں سختی سے میچ گئی۔۔۔۔۔ اپنے فرار کی تمام راہیں بند دیکھ وہ خود کو حالات کے حوالے کر گئی تھی۔۔۔۔۔ سالار کی بے باکی اور اور شدت دیکھ۔۔۔۔۔ وہ اس سے بچنے کو اسی کے سینے میں چپ گئی

تھی۔۔۔۔۔ سالار قطرہ قطرہ اسے اپنی محبت میں پگھلانے لگا تھا۔۔۔۔۔

کمرے کے معنی خیز اندھیرے میں بس ان کی دھڑکنوں کا شور رقصاں تھا۔۔۔

وہ اپنی قربت اور سرگوشی سے اسے معتبر کرتا اپنے دیئے ہر غم کا ازالہ کر گیا۔



اسے گئے تین دن ہو گئے تھے مگر وہ لوٹ کر نہیں آیا تھا۔۔۔۔۔ اس نے اپنے دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر اسے بہت بار فون کیا مگر ہر بار اسے مایوسی ہی ملی۔۔۔۔۔

تنگ آکر وہ کمرے سے باہر نکل آئی دل بہت بے چین ہو رہا تھا۔۔۔۔۔ منت کو بھی فروا بیگم نے اپنے ساتھ سلا لیا تھا۔۔۔۔۔ پہلے اس نے سوچا باہر جا کر گارڈن میں چہل قدمی کرے۔۔۔۔۔ مگر پھر گارڈز کی موجودگی کا سوچتی قدم اوپر جاتی سیڑھیوں کی طرف موڑ گئی۔۔۔۔۔ نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔۔۔۔۔ اوپر آکر ٹھنڈی ہوا کے جھونکوں نے اس کا استقبال کیا تھا۔۔۔۔۔

وہ قدم بڑھاتی رینگ کی طرف بڑھ گئی جہاں سے مینشن کا پورا گارڈن بہت
خوبصورت نظر آتا تھا۔۔

اسے نہیں پتہ تھا آگے زندگی کیا موڑ لینے والی والی ہے۔۔ لیکن اسے آدم پر پورا
بھروسہ تھا۔۔۔۔۔ وہ اسے کبھی تنہا نہیں چھوڑے گا۔۔۔ ابھی اسے آئے
کچھ ہی دیر گزری تھی کہ اچانک ہوتی تیز بارش سے وہ بھوکلا
گئی۔۔۔۔۔ اسے سمجھ نہیں آیا کیا کرے۔۔۔ اس نے آگے بڑھنے کی
کوشش کی مگر بارش اور تیز ہوانے اس کے قدم جھکڑ لئے۔۔۔ پہلے ہی وہ
دھان پان سی تھی۔۔۔۔۔ مگر اچانک ہوئی بارش نے اسے پوری طرح بھگو کر
کانپنے پر مجبور کر دیا تھا۔۔۔۔۔ سردی کی شدت ایک دم بڑھ گئی تھی۔۔۔۔۔ وہ
لرزتے قدموں سے خود کو گھسیٹتے سیڑھیوں کی طرف بڑھ گئی۔۔۔۔۔ مگر
اندھیرے میں نظر آتے حیولے پڑتے ہی اس کے منہ سے زوردار چیخ نکلی

کھڑی اپنی بیوی پر گئی تھی۔۔۔۔۔

اسے کمرے میں لا کر بیڈ پر لٹا گیا۔۔۔۔۔ کمرہ اندھیرے میں ڈوبا ہوا

تھا۔۔۔ شفا بری طرح کانپ رہی تھی۔۔۔ اسے بارش بہت پسند تھی مگر وہ

بارش میں بھگنے کی وجہ سے ہمیشہ بیمار پڑ جاتی تھی۔۔۔۔۔ ہونٹ نیلے پڑ چکے
تھے۔۔۔۔۔ اور ہاتھ پاؤں کی کپکپاہٹ واضح تھی۔۔۔۔۔

آدم دروازہ بند کرتا واپس آیا۔۔۔۔۔ اور اپنی گیلی شرٹ اتارتا اس کے پاس بیٹھ
گیا۔۔۔۔۔

آدم اس کی حالت دیکھتا اس کی شرٹ اتارنے لگا۔۔۔۔۔ مگر شفا اس کا ہاتھ سختی
سے تھام گئی۔۔۔۔۔
آپ مجھے پاگل کر رہی ہیں۔۔۔۔۔ آدم اس کے بھگے سر آپ کو دیکھ کر ضبط سے
گویا ہوا۔۔۔۔۔

تین دن بعد اپنی بیوی کو اس حالت میں دیکھ کر اس کا دل الگ ہی لے لے پر دھڑک
رہا تھا۔۔۔۔۔

مجھے سرد۔۔۔ دی لگ۔۔۔ رہی۔۔۔ وہ کپکپاتے ہونٹوں سے بولتی اس کے
سینے سے چپک گئی تھی۔۔۔۔۔

مت کریں پلیز ورنہ صبح آپ کی شکایتوں میں اضافہ ہو جائے گا۔۔۔۔۔
اس کے نرم وجود کو خود میں گم ہوتے دیکھ وہ بے بسی سے بولا تھا۔۔۔

جبکہ شفا اس کے مزید قریب ہوتی گئی۔۔۔۔۔ آدم کے وجود سے اسے الگ
سکون مل رہا تھا۔۔۔۔۔

شفا۔۔۔ اس نے دھیرے سے پکارا۔۔۔ مجھ۔۔۔ سکون۔۔۔ مل
رہا۔۔۔ وہ بے ربط جملے بولتی اس کے سینے میں جلتی آگ کو مزید بھڑکا گئی
تھی۔۔۔۔۔

آپ میرا صبر آزما رہی ہیں۔۔۔۔۔ لہجہ مدھم اور خمار آلود تھا۔۔۔۔۔

شفا کے ہونٹوں کی کپکپاہٹ اپنے چوڑے سینے پر محسوس کرتا وہ بے قابو ہوا تھا وہ
اسے بیڈ پر لٹاتا بنا اسے سمجھنے کا موقع دیئے اس کے ہونٹوں پر قابض ہوا
تھا۔۔۔۔

اپنی تشنگی بے قراری اس کے ہونٹوں پر لٹاتا وہ اس سے دور ہوا تھا۔۔۔۔۔ شفا
۔۔۔۔ اس کے سینے سے سر ٹکائے گہری گہری سانس لینے لگی
آپ وہ واحد لڑکی ہیں جس کی قربت میں آدم خانزادہ دنیا بھول جاتا
ہے۔۔۔۔۔

پہلی بار آپ نے اس پھتر دل کو دھڑکنا سکھایا تھا۔۔۔۔۔ تب سے یہ سانسیں
آپ کی مقروض ہو گئیں ہیں۔۔۔۔۔ وہ اپنے لفظوں سے اس کی سماعتوں میں
رس گھولتا اسے شرماتے پر مجبور کر گیا۔۔۔۔۔ اس کے لفظوں سے شفا کے دل
۔۔۔۔۔ میں چھائی اداسی کہیں گم ہوتی چلی گئی تھی

مجھے چیخ۔۔۔۔۔ وہ کانپتے لہجے میں کہنے لگی۔۔۔ مگر آدم جھکتا اس کے لفظوں کو
اپنے ہونٹوں سے قطرہ قطرہ پینے لگا۔۔۔۔۔

آدم اس کی کمر کی طرف ہاتھ بڑھاتا اس کی فراک کی زپ کو شرٹ سے جدا کر
گیا۔۔۔۔۔ شفا نے گھبرا کر اس کے وجود میں پناہ چاہی

مگر آدم اسے خود سے دور کرتا ایک جھٹکے سے اس کی قمیض اس کے وجود سے
جدا کر گیا۔۔۔۔۔

شفا شرم سے دہری ہوتی کروٹ بدل گئی۔۔۔ مگر آدم اسے سیدھا کرتا اس کے
وجود پر قابض ہوا تھا۔۔۔۔۔

شفا کا دل دھڑکنا بھول گیا تھا۔۔۔۔۔ آدم کے ہونٹوں کا لمس اپنی کمر اور
پیٹ پر محسوس کر کے اسے اپنا جسم جھلستا ہوا محسوس ہوا۔۔۔۔۔

اس کی بیئرڈز کی چھبن اور ہونٹوں کے لمس سے شفا شرم سے دہری ہوتی اپنی
--- سانسیں روک گئی تھی

آدم کے لمس پر الفاظ اس کی زبان سے نکلنے سے انکاری ہوئے۔۔۔۔۔ مگر وہ
ہاتھوں سے اسے دور کرنے کی کوشش میں ہلکان ہوتی گہرے گہرے سانس لینے
لگی۔۔۔۔۔ آدم نے مزید اسے خود میں بھینچا۔۔۔۔۔ اور اس کے شہ رگ پر اپنے
لب رکھ گیا۔۔۔۔۔

اس کے ہونٹوں نے آج بے باکی کی قسم کھالی تھی جو اس کے وجود پر کسی پیاسے
کی طرح گردش کر رہے تھے۔۔۔۔۔

آ۔۔۔۔۔ دم۔۔۔۔۔ اس کی بڑھتی گستاخیوں پر شفا نے تڑپ کر اس کو پکارا تھا۔۔۔۔۔

مگر وہ ان سنا کرتا اس پر پوری طرح قابض ہوتا اس کی دھڑکنوں میں طلاطم برپا
کر گیا تھا۔۔۔۔ شفا کا بس نہیں چلا وہ کہیں غائب ہو جائے۔۔۔۔ آدم کی اس
قدر بے باکی اس کی برداشت سے باہر تھی۔۔۔۔

آدم خانزادہ تو آج ہر حد بھلائے آخری پردہ بھی ہٹاتا پوری طرح خود کو اس میں
گم کرتا اس کے ہوش ٹھکانے لگا گیا تھا۔۔۔۔

صبح فجر کی آذان پر شفا کی آنکھ کھلی تھی گزری رات کا ایک ایک پل یاد آتے ہی
اس کا چہرہ سُرخ کندھاری ہو گیا تھا

آدم اپنے عمل سے ہی نہیں بلکہ لفظوں سے بھی پوری طرح اسے اپنے سحر میں
۔۔۔۔۔ جکڑ چکا تھا

وہ آدم کے برہنہ سینے سے نظریں چرائے خود پر کبل لپیٹے اٹھنے لگی۔۔۔۔۔ مگر
آدم نے کھینچ کر اسے خود میں بھینچا تھا خوف سے اس کی چیخ نکلتے نکلتے رکی
تھی۔۔۔۔۔

سو جایئے۔۔۔ آدم بند آنکھوں سے سرگوشی کرتا اسے خود سے لگا گیا۔۔۔۔۔
نن۔۔ نماز۔۔ اس نے دھیرے سے کہا۔۔۔۔۔

ساتھ پڑھیں گے۔۔۔ ابھی سو جائیں۔۔۔۔۔ وہ اس کی کمر کو سہلاتا اس کی ریڑھ
کی ہڈی میں سرسراہٹ پیدا کر گیا۔۔۔۔۔
مج۔۔ مجھے نہانا ہے۔۔۔ وہ اس کے سینے پر منہ چھپائے دھیرے سے منمننائی
۔۔۔۔۔

آدم جھٹکے سے آنکھیں کھولتا گھڑی پر نظر ڈال گیا۔۔۔۔۔ جہاں ساڑھے پانچ ہو
رہے تھے۔۔۔۔۔ اسے پانچ بجے میٹنگ کے لئے پہنچنا تھا۔۔۔۔۔ مگر وہ شفا میں
اتنا گم ہوا کہ اسے ٹائم کا خیال ہی نہیں رہا۔۔۔۔۔

آپ مجھے کسی کام کا نہیں چھوڑیں گی۔۔۔۔۔ وہ اس کے گال پر شدت سے لب
رکھتا مصنوعی خفگی سے بولا اور وارڈروب سے اپنا دوسرا یونیفارم لیتا واش روم
بھاگا تھا۔۔۔۔۔

اس کے جانے کے بعد شفا منہ کھولے ہونکوں کی طرح واش روم کے دروازے
کی سمت دیکھنے لگی۔۔۔۔۔ جہاں وہ اس پر سارا الزام ڈال کر چلا گیا تھا۔۔۔۔۔
وہ اس کے آنے تک انتظار کرنے لگی۔۔۔

تاکہ اس کے جانے کے بعد آرام سے فریش ہو سکے۔۔۔۔۔۔۔

آدم کے نکلتے ہی وہ فریش ہونے چلی گئی۔۔۔۔۔۔۔

آدم جب تک اسٹڈی روم سے اپنی فائلز وغیرہ ریڈی کر کے آیا تب تک وہ بھی
فریش ہو کر آچکی تھی۔۔۔۔۔

چہرہ سرخ تھا مگر آنکھیں اداس ہو گئیں تھی۔۔۔۔۔

آدم جلدی جلدی اپنے بالوں کو سکھاتا ڈریسنگ مرر سے اس کو دیکھنے لگا جو
اچانک اداس ہو گئی تھی۔۔۔۔۔

وہ کلائی پر گھڑی باندھتا اس کے پاس آیا۔۔۔۔۔ کیا ہوا میری جان کو کوئی
پریشانی ہے۔۔۔۔۔ وہ شفا کے چہرے سے چپکے نم بالوں کو ہٹاتا فکر مندی پوچھنے
لگا۔۔۔۔۔

شفانے نم آنکھیں اٹھا کر اس کو دیکھا تو وہ پریشان ہو گیا۔۔۔۔۔

کیا ہوا ہے میری جان۔۔۔۔۔ وہ اس کے پاس بیٹھتا گھمبیر لہجے میں پوچھنے لگا

۔۔۔۔۔

انہوں نے منت کو مارنے کی کوشش کیوں کی۔۔۔۔۔ اس نے اداسی سے
پوچھا۔۔۔۔۔

کیوں کیا کیسے کیا اس پر ہم کوئی بات نہیں کریں گے۔۔۔۔۔ لیکن آج کے بعد وہ
کبھی بھی ہماری زندگی میں لوٹ کر نہیں آئے گی۔۔۔۔۔ کیونکہ میرے دل اور
۔۔۔۔۔ نکاح میں صرف آپ ہیں اب اور کوئی نہیں

اس لئے اس کے بارے میں سوچنا چھوڑ دیں صرف ہمراہ اور ہمارے بچوں کے
بارے میں سوچیں۔۔۔۔۔ وہ اس کے ماتھے پر بوسہ دیتا اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔۔۔
آدم اپنے لفظوں سے اس کے تمام ڈر دور کر گیا تھا۔۔۔۔۔ وہ مطمئن ہوتی آدم کی
۔۔۔۔۔ تیاری میں مدد کرنے لگی



تین مہینے بعد۔۔۔۔۔

شدید تکلیف کے احساس سے عقیدت کی آنکھ کھل گئی۔۔۔۔۔ ڈاکٹر نے اسے
چار دن بعد کا ٹائم دیا تھا۔۔۔۔۔ لیکن آہستہ آہستہ درد اس کی برداشت سے باہر
۔۔۔۔۔ ہوتا جا رہا تھا

عرش۔۔۔۔۔ کارویہ اس کے ساتھ ویسا ہی سرد تھا۔۔۔۔۔ وہ محبت اپنائیت تو جیسے
ختم ہی ہو گئی تھی۔۔۔۔۔ وہ اسے ہر طریقے سے منانے کی کوشش کر چکی تھی
اس کے باوجود وہ پہلے جیسا نہیں ہو پایا۔۔۔۔۔

وہ اس کے ایک کمرے میں ایک ہی بستر پر سوتا تھا اس کا خیال بھی رکھتا
۔۔۔۔۔ تھا۔۔۔۔۔ لیکن چہرے پر ہمیشہ سنجیدگی چھائی رہتی تھی

وہ زبردستی اس کے سینے میں سردے کر سوتی تھی۔۔۔۔۔ لیکن عرش خود سے
اسے سینے سے لگانا چھوڑ چکا تھا۔۔۔۔۔

ابھی بھی درد کی وجہ سے وہ کراہ کراٹھ بیٹھی تھی۔۔۔۔۔

عرش جو گہری نیند میں تھا اس کے کراہنے پر جھٹ سے آنکھیں

کھولی۔۔۔۔۔ اسے ضبط سے ہونٹ بھینچے پیٹ پر ہاتھ رکھے دیکھ کر وہ اٹھ بیٹھا

تھا۔۔۔۔۔

عقیدت ٹھیک ہو تم کیا ہوا ہے بتاؤ مجھے۔۔۔۔۔ وہ اس کی نم آنکھوں کو دیکھ کر

پریشانی سے بولا۔۔۔۔۔

درد۔۔۔۔۔ وہ بمشکل بول پائی۔۔۔۔۔ چہرہ پسینے سے تر ہو گیا تھا آنکھوں میں

آنسو تیزی سے جمع ہونا شروع ہو گئے تھے

عرش اس کی حالت دیکھ کر پریشان ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ اس کے اپنے ہاتھ پاؤں

پھول گئے تھے۔۔۔۔۔ اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کیا کرے۔۔۔۔۔ اس نے

عقیدت کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھرا۔۔۔۔۔ اور اس کا چہرہ صاف

کیا۔۔۔۔۔ رومت میں امی کو بلاتا ہوں ہم ہسپٹل چلتے ہیں سب ٹھیک ہو جائے
گا۔۔۔۔۔

وہ جلدی سے اسے بول کر باہر بھاگا تھا۔۔۔۔۔ اگلے دو منٹ میں وہ سجدہ بیگم اور
فروا بیگم کو لے کر آیا تھا۔۔۔۔۔

عرش تم گاڑی نکالو جلدی۔۔۔۔۔ فروا بیگم نے اسے بولا۔۔۔۔۔
اور سجدہ بیگم اس کے درد سے تڑپتے وجود کو سنبھالنے لگی۔۔۔۔۔

وہ سالار کو گاڑی نکالنے کا بولتا خود واپس آیا تھا اور عقیدت کو بازوؤں میں اٹھاتا
۔۔۔۔۔ باہر بھاگا

وہ اسپتال پہنچے تھے۔۔۔۔۔ عقیدت کو جب اسٹریچر میں لٹایا گیا اس نے تڑپ کر
عرش کا ہاتھ تھامتا تھا۔۔۔۔۔

عرش نے اسے دیکھا اور اس کے ہاتھ کو۔۔۔۔ گھبراؤ نہیں ہمت رکھنا سب
ٹھیک ہو گا۔۔۔ عرش نے اس کے گال سہلا کر کہا۔۔۔۔

مجھے۔۔۔۔ معاف۔۔۔۔ کر دیں۔۔۔۔ پلیز۔۔۔۔ میں اب۔۔۔۔

آپ۔۔۔۔ کی ناراض۔۔۔۔ گی۔۔۔۔ برداشت۔۔۔۔ برداشت۔۔۔۔

نہیں۔۔۔۔ کر سکتی۔۔۔۔ وہ درد برداشت کرتی روتے ہوئے بولی۔۔۔۔

اس کی بات پر عرش تڑپ گیا تھا۔۔۔۔ وہ جھک کر سب کے سامنے اس کے

ماتھے پر لب رکھ گیا۔۔۔۔ نہیں ہوں میں ناراض۔۔۔۔ تم بس ہمت رکھنا بہت

محبت کرتا ہوں تم سے نہیں رہ سکتا تمہارے بغیر۔۔۔۔۔ وہ اپنے لفظوں سے

اسے پر سکون کر گیا تھا۔۔۔۔۔

نرس اسٹریچر گھسیٹتی ہوئی اندر لے گئیں۔۔۔۔۔ سالار نے اس کے کندھے پر

ہاتھ رکھا فکر مت کر سب اچھا ہو گا۔۔۔۔۔ اس نے سنجیدگی سے

۔۔۔۔۔ کہا۔۔۔۔۔ لیکن عرش کے چہرے پر فکر مندی تھی

عرش بیٹا بیٹھ جاؤ۔۔۔۔۔ ایسا وقت ہر ماں پر آتا ہے۔۔۔۔۔ ایسے ہی نہیں اللہ

نے ماں کے پیروں تلے جنت رکھی۔۔۔۔۔ سجدہ بیگم نے اسے پیار سے

کہا۔۔۔۔۔

تو عرش ان کے ساتھ بیٹھ کر ان کے کندھے پر سر رکھ گیا۔۔۔۔۔

اس نے سوائے سالار کے کسی کو بھی عقیدت کی غلطی کے بارے میں نہیں بتایا

تھا۔۔۔۔۔ سب جانتے تھے ان کے پیچ کوئی بڑی بات ہوئی ہے۔ لیکن اصل وجہ

۔۔۔۔۔ سے سب انجان تھے

وہ اسے پوری زندگی ناراضگی کی مار مارنا چاہتا تھا۔۔۔ لیکن آج جب اسے تکلیف میں دیکھا وہ برداشت نہیں کر پایا۔۔۔ وہ اس کی پہلی نظر کی محبت تھی۔۔۔ اور آج اس کی اولاد کو دنیا میں لانے جا رہی تھی۔۔۔ آخر کب تک ناراض رہتا اس کا دل عقیدت کو تکلیف میں دیکھ کر ٹرپ گیا تھا۔۔۔۔

تھوڑی دیر بعد ہی ڈاکٹر ایک کمبل میں لپیٹا خوبصورت سا بچہ گود میں اٹھائے باہر آئی تھی۔۔۔۔۔ عرش اور سب اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔۔۔۔۔

عرش کی آنکھوں میں بے صبری تھی۔۔۔۔۔ مبارک ہو آپ کو بیٹا ہوا ہے۔۔۔۔۔ ڈاکٹر نے بچہ اس کے حوالے کیا تو اس نے کانپتے ہاتھوں سے اسے

تھاما تھا۔۔۔۔۔

ہاتھ بری طرح لرز رہے۔۔۔۔۔

میری بہو کیسی ہے۔۔۔۔۔ سجدہ بیگم نے ڈاکٹر سے پوچھا۔۔۔۔۔

شی از کمپیٹلی فائن ناؤ۔۔۔۔۔ تھوڑی دیر بعد انہیں روم میں شفٹ کر دیا جائے گا
آپ لوگ مل سکتے ہیں۔۔۔۔۔ ڈاکٹر پیشہ ورانہ انداز میں بولتی واپس چلی گئیں

عرش خوشی وہ حیرانگی سے اپنے ہاتھ میں موجود کمبل میں لپٹے اس وجود کو دیکھ رہا
تھا۔۔۔۔۔ جس کی آنکھیں بند تھی سرخ وہ سفید رنگت والا وہ خوبہو عرش جیسا
تھا

عرش کی آنکھیں نم تھی۔۔۔۔۔ اس نے جھک کر اپنے بیٹے کے ماتھے پر بوسہ
دیا۔۔۔۔۔ امی یہ کتنا پیارا ہے۔۔۔۔۔ اس نے اسے سجدہ بیگم کے ہاتھ میں
دیتے جزبات سے لبریز آواز میں کہا۔۔۔۔۔

سالار نے عرش کے چہرے پر موجود اس چمک کو بہت شدت سے محسوس کیا
تھا۔۔۔۔۔ اس کا دل اس وقت بہت شدت سے ہمکلام ہوا تھا رب

سے۔۔۔۔۔ اللہ اسے بھی اس نعمت سے نوازے۔۔۔۔۔ وہ وہاں سے
ہٹ گیا تھا۔۔۔۔۔

ماشاء اللہ بلکل عرش جیسا ہے۔۔۔۔۔ فروا بیگم اور سجدہ بیگم دونوں نے ہم
آواز کہا تھا۔۔۔۔۔

عرش مسکرا دیا۔۔۔۔۔ اس نے مڑ کر دیکھا تو سالار وہاں نہیں
تھا۔۔۔۔۔ وہ اسے ڈھونڈتے باہر آیا تو وہ ایک بھینچ پر اداس بیٹھا تھا۔۔۔۔۔
وہ بہت بڑا ہے۔۔۔۔۔ وہ سب کو نوازنے والا ہے لیکن وہ ہمیں ہماری پیاری
چیزوں سے آزماتا ہے۔۔۔۔۔ جب ہم آزمائش میں صبر کرتے ہیں تو وہ ہمیں اتنا
نوازتا ہے کہ ہم دونوں ہاتھ پھیلا کر بھی سمیٹ نہیں پاتے۔۔۔۔۔ عرش اس
کے پاس بیٹھتا گھمبیر لہجے میں بولا۔۔۔۔۔ وہ سالار کے رگ رگ سے واقف
تھا کیسے اس کی اداسی سمجھ نہیں پاتا۔۔۔۔۔

سالار نے مڑ کر اس کی طرف دیکھا۔۔۔۔ اور مسکرا کر عرش کو سینے میں بھینچ
لیا۔۔۔۔۔ میں بہت خوش ہوں تمہارے لئے۔۔۔۔۔ سالار نے مسکرا کر
کہا۔۔۔۔۔

تو چلو اٹھو اس کے کان میں آزان تم دو گے اور نام جزا رکھے گی۔۔۔۔۔ عرش
اسے بھی کھڑا کر گیا۔۔۔۔۔

نہیں یہ تم دونوں کا حق ہے۔۔۔۔۔ بھئی تم اور بھائی کرو سب۔۔۔۔۔ سالار نے
صاف انکار کیا۔۔۔۔۔

شرافت سے چل اندر زیادہ ڈرامے نہیں کر۔۔۔۔۔ اگر تم اور جزا نہیں ہوتے تو
عقیدت مجھے واپس ملتی ہی نہیں۔۔۔۔۔ عرش سنجیدگی سے بولتا اسے اندر لے
گیا۔۔۔۔۔



تین سال بعد

آپ کبھی ماں نہیں بن سکتی۔۔۔ ڈاکٹر کے الفاظ ہتھوڑے کی طرح اس کے
کان میں برس رہے تھے۔۔۔۔۔

وہ پچھلے چار سال سے انتظار کرتے کرتے اپنے آپ سے ہی مایوس ہو گئی
تھی۔۔۔۔۔ وہ اپنا آپ بہت خالی محسوس کرتی تھی۔۔۔ جب سب اپنے اپنے
بچوں کے ساتھ کھیلتی تھی۔۔۔۔۔

عرشمان تو اپنے ماں باپ سے زیادہ اس سے کلوز تھا۔۔۔۔۔
بچے اس کے ساتھ بھی بہت اٹیچ تھے لیکن وہ کوئی ایسا چاہتی تھی جو اسے بھی ماں
کہہ کر پکارے۔۔۔۔۔

اور جب جب وہ سالار سے ڈاکٹر کو دکھانے کی بات کرتی۔۔۔ وہ صاف منع کر
دیتا اس کا کہنا تھا جب اللہ کی مرضی ہوگی اللہ ہمیں اولاد سے نواز دے گا۔۔۔۔۔

دو دن پہلے وہ سجدہ بیگم اور فروا بیگم کی باتوں پر عمل کرتی سالار سے چپ کے
اسپتال گئی تھی۔۔۔ جہاں اس کے مختلف ٹیسٹ وغیرہ ہوئے تھے۔۔۔۔
آج وہ اپنی رپورٹ لینے آئی تھی مگر ڈاکٹر کے الفاظوں نے اس کے سر پر کوئی
پہاڑ توڑا تھا۔۔۔۔

وہ لرزتے قدموں اور بھیگی آنکھوں سے وہاں سے نکل آئی تھی۔۔۔۔ اور اب
ایک ایسے راستے پر گامزن تھی جس کی منزل سے ہی وہ انجان تھی وہ چلتے چلتے
۔۔۔ ایک سنسان سڑک پر آگئی تھی
اسے نہیں پتہ تھا وہ کہاں جا رہی ہے۔۔۔ اس وقت وہ اپنے ہوش و حواس میں
نہیں تھی۔۔۔۔

آخر بیچ سڑک پر آکر وہ گھٹنوں کے بل نیچے بیٹھ گئی۔۔۔۔۔ خالی خالی نظروں سے
اپنے ہاتھ کی لکیروں کو گھورنے لگی۔۔۔۔۔ جبکہ آنسو زار و قطار بہہ رہے
تھے۔۔۔۔۔

کیوں اللہ اتنی آزمائش۔۔۔۔۔ اللہ میں تیری بہت گناہگار بندی ہوں لیکن مجھ
میں حوصلہ نہیں میں یہ سب برداشت کر سکوں۔۔۔۔۔ میں نے کبھی تیری نا
فرمانی نہیں کی۔۔۔۔۔ ہر بار تیرے آگے ہاتھ پھیلا دیا۔۔۔۔۔ تو نے مجھے ہر نعمت
سے نوازا مگر۔۔۔۔۔ تو نے مجھے اولاد کی نعمت سے محروم کیوں رکھا
اللہ میں اپنے گناہوں کی تجھ سے معافی مانگتی ہوں۔۔۔۔۔ تو مجھے معاف
کردے۔۔۔۔۔ مگر میری آزمائش ختم کر دے۔۔۔۔۔

اللہ۔۔۔۔۔ وہ تڑپ کر اللہ کو پکار رہی تھی۔۔۔۔۔ وہ اس وقت اتنی قابل رحم
لگ رہی تھی کہ کہ اگر کوئی اسے دیکھ لیتا تو اس کا دل پھٹ جاتا۔۔۔۔۔

اللہ میری آزمائش ختم کر دے۔۔۔۔۔ تیرے سامنے تجھ سے رحم کی بھیک
مانگتی ہوں تو بہت بڑا رحیم ہے تو مجھے نواز سکتا ہے۔۔۔ تو مجھے اولاد سے نواز
دے۔۔۔۔۔ وہ ہاتھوں میں سرگرائے گڑگڑا کر اللہ سے مانگ رہی تھی

۔۔۔ روتے روتے اس کی ہچکیاں بندھ گئی تھی

وہ تو ہر چیز پر قادر تھا کیسے اس کی پکار کو ان سنا کرتا۔۔۔۔۔

اچانک اسے اپنے دائیں طرف سڑک کے کنارے سے سرسراہٹ محسوس
ہوئی۔۔۔۔۔ اس نے مڑ کر دیکھا تو ایک کتا کسی کاغز کے کاٹن کو پھاڑنے کی
کوشش کر رہا تھا۔۔۔۔۔

وہ بے خیالی میں اٹھی اور اس طرف بڑھ گئی اسے خود بھی نہیں پتہ تھا وہ اس
طرف کیوں جا رہی ہے رات کا اندھیرا پھیلنے لگا تھا۔۔۔۔۔

جیسے جیسے اس کے قدم اس طرف بڑھنے لگے تھے۔۔۔۔۔ اسے ہلکی۔ ہلکی سی
کسی بلی کی رونے کی آواز آنے لگی۔۔۔۔۔ پہلے تو اسے وہ آواز کسی بلی کے بچے کی
لگی اسی خیال کے تحت وہ کتے سے اس بلی کی حفاظت کے لئے جلدی سے بھاگتی
ہوئی آگے بڑھی۔۔۔

مگر پاس پہنچنے پر جو منظر اس نے دیکھا اسے اپنے پیروں سے زمین کھسکتی محسوس
ہوئی۔۔۔۔۔

وہ ہوش میں آتی ایک پھتر اٹھا کر کتے پر حملہ آور ہوئی تھی۔۔۔۔۔
کتا پھتر لگنے کی وجہ سے بھونکتے ہوئے وہاں بھاگ نکلا تھا۔۔۔۔۔

جزا بے قراری سے اس بوکس تک پہنچی تھی جسے کتے نے پھاڑ دیا
تھا۔۔۔۔۔ اس بوکس میں وہ کوئی بلی نہیں بلکہ ایک بچی تھی جو بمشکل چند
گھنٹوں کی ہی ہوگی۔۔۔۔۔

ایک پرانے سے کپڑے میں لپٹی وہ بچی اپنی نیلی آنکھوں کو کھولے جزا کو ہی دیکھ
رہی تھی اور بھوک کی وجہ سے بار بار اپنی زبان نکال رہی تھی جزا نے بے چینی
سے اسے اٹھا کر سینے میں بھینچ لیا تھا۔۔۔۔۔

اس کا دل اتنی تیزی سے دھڑک رہا تھا۔۔۔ کہ سینہ توڑ کر باہر جائے
گا۔۔۔۔۔ اگر وہ وقت پر نہیں پہنچتی تو وہ جانور اسے چیر پھاڑ چکا ہوتا۔۔۔۔۔
اس نے آس پاس اس بچی کے والدین کو ڈھونڈنا چاہا مگر وہاں اس وقت کوئی نہیں
تھا۔۔۔۔۔

جیسے جیسے اس کے حواس بخل ہوئے۔۔۔ اس نے ایک نظر اس بوکس کو
دیکھا۔۔۔ وہ بچی تو نا تھی جو اس بچے کی اس کاٹن میں موجود گی کونا
سمجھتی۔۔۔۔۔

کوئی اپنی ان چاہی اولاد کو راستے میں پھینک کر چلا گیا تھا۔۔۔۔۔ اس نے غور سے دیکھا

اس نے ایک نظر آسمان کی طرف دیکھا..... اور اپنی چادر سے اس بچے کو لپیٹ کر سینے سے لگاتی وہاں سے واپس اپنے راستے کی طرف نکل گئی۔۔۔۔۔



بڑی امی جزا کہاں ہے۔۔۔۔۔ سالار ابھی آفس سے آیا تھا مگر اسے کمرے میں نا پاتا فروا بیگم کے پاس آیا۔۔۔۔۔

بیٹا وہ اپنی ایک دوست کی طرف گئی ہے تھوڑی دیر تک آجائے گی۔۔۔۔۔ تم بیٹھو

میں چائے بنواتی ہوں۔۔۔۔۔ انہوں نے فوراً بات بنائی۔۔۔۔۔ کہ کہیں وہ غصہ نا کرنے لگ جائے۔۔۔۔۔

نہیں میں چائے نہیں پیونگا۔۔۔۔۔ تھوڑی دیر میں سب آجائیں گے تو ان کے
ساتھ ہی ڈنر کروں گا۔۔۔۔۔ سالار ان کو بولتا اوپر کمرے کی طرف بڑھ
گیا۔۔۔۔۔

آپ کی بیٹی بہت تنگ کرتی ہے میں اس کو نہیں اٹھا رہی اب۔۔۔۔۔ شفا اپنی
ڈھائی سالہ بیٹی آدم کی گود میں پھٹکتی روہانسی لہجے میں بولی۔۔۔۔۔

پانچ سالہ منت نے گھور کر آدم کی گود میں بیٹھی اپنی چھوٹی بہن صفا کو دیکھا جو
اپنے باپ کی بیئر ڈز سے کھیل رہی تھی۔۔۔۔۔

تمہیں شرم نہیں آتی ممّا کو تنگ کرتی ہو۔۔۔۔۔ منت نے اپنی چھوٹی سی ناک پھلا
کر کہا۔۔۔۔۔ اور شفا کے ساتھ کھڑی ہو گئی۔۔۔۔۔

پاپا۔۔۔۔۔ صفّا نے اپنے ہونٹوں کو باہر نکال کر کہا آدم تو اپنی بیٹی کی اس ادا پر ہی
فدا ہو گیا تھا۔۔۔۔۔

خبردار آپ دونوں نے میری پرسنز کو ڈانٹا تو۔۔۔۔۔ آدم نے مصنوعی گھوری
سے منت اور شفا کو نوازا۔۔۔۔۔

پاپا یہ بہت چالاک ہے۔۔۔۔۔ اس نے میری اسکول کی کاپی بھی پھاڑ دی۔۔۔۔۔ اور
مما کو بھی سونے نہیں دیتی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ان کو بہت تنگ کرتی

ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ منت نے منہ بنا کر آدم سے اس کی شکایت کی۔۔۔۔۔

صفا بچے آپ نے دید اکی کاپی کیوں پھاڑی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ آدم نے صفا سے سنجیدگی سے
پوچھا۔۔۔۔۔

نو۔۔۔۔۔ اس نے فوراً نفی میں گردن ہلائی

اس کے جھوٹ پر شفا اور منت نے حیرانگی سے ایک دوسرے کو دیکھا

تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ چھوٹی سی پٹاخہ منت سے بھی دوہا تھ آگے تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

باہر سے شازم اور جازم کی آواز پر منت باہر بھاگی تھی۔۔۔۔ اس کی تقلید میں
چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی صفا بھی باہر نکل گئی۔۔۔۔

آدم نے سر تا پاؤں اپنی ناراض بیوی کو دیوانہ وار نظروں سے دیکھا
تھا۔۔۔۔ جو غصے سے منہ پھلائے بیٹھی تھی۔۔۔۔

غصہ کیوں ہے منت کی ماما۔۔۔۔ وہ اسے پیچھے سے بانہوں میں بھرتا گھمبیر لہجے
میں اس کے کان کے پاس بولا۔۔۔۔
شفا جو منہ پھلائے بیٹھی تھی اچانک اس کے اس قدر قریب آنے پر بھوکلا
گئی۔۔۔۔

نہ نہیں وہ میں۔۔۔۔ وہ ہمیشہ کی طرح اس کے قریب آنے پر کچھ بول نہیں
پائی۔۔۔۔ پلکیں لرز گئیں تھیں

بہت تنگ کرتی ہے آپ کو میری بیٹی۔۔۔۔۔ آدم نے سرگوشی میں اس سے
پوچھا۔۔۔۔۔ جب کہ بولتے ہوئے لب اس کے کان کی لو کو چھو رہے تھے جس
۔۔۔۔۔ سے شفا کے چہرے پر سرخی چھا گئی تھی
جی۔۔۔۔۔ اس نے اثبات میں سر ہلایا۔۔۔۔۔

چلیں اس کا بھی ایک حل ہے میرے پاس۔۔۔۔۔ وہ اسے سیدھا کر تا شفا کا رخ
اپنی طرف کر گیا۔۔۔۔۔
۔۔۔۔۔ کیا۔۔۔۔۔ اس نے پر جوش ہو کر پوچھا
میں سوچ رہا ہوں اس کو بڑی کرنے کے لئے ہمیں ایک عدد اس کے بھائی کا
انتظام کر دینا چاہیے۔۔۔۔۔ تاکہ وہ آپ کو تنگ کرنے بجائے اپنے بھائی کو تنگ
۔۔۔۔۔ کرے

اور ہم دونوں کو ایک دوسرے کو تنگ کرنے کا موقع دے۔۔۔۔۔

وہ جس قدر سنجیدگی سے بولا تھا شفا کا چہرہ اس حد تک سرخ ہو گیا
تھا۔۔۔۔۔ اس سے پہلے کہ وہ بھاگتی آدم نے اسے کھینچ کر بیڈ پر لٹایا اور اس
کے بالوں کو مٹھی میں دبوچ کر اس کے لبوں کو قید کر گیا۔۔۔۔۔
شفا گھبرا کر اس کے کالر کو تھام گئی۔۔۔۔۔ آدم ہمیشہ کی اچانک ہی اس کے
ہونٹوں کو قید کر کے اس کی سانسوں کو خود سے الجھا گیا۔۔۔۔۔
اچانک دروازہ کھلنے پر وہ جھٹکے سے اس سے دور ہوا تھا۔۔۔۔۔ شفا بچاری خود کو
ٹھیک سے سنبھال بھی نہیں پائی۔۔۔۔۔ وہ بیڈ پر لیٹی رہ گئی۔۔۔۔۔
دروازے پر صفاروتے ہوئے کھڑی تھی۔۔۔۔۔ کیا ہوا میرے بچے
کو۔۔۔۔۔ آدم ایک نظر اپنی بیوی کے بکھرے سر آپے پر ڈالتا صفا کے پاس آیا اور
اس کو لئے باہر نکل گیا۔۔۔۔۔

اس کے نکلتے ہی شفا نے دروازے کو گھور کر دیکھا آدم وقت کے ساتھ ساتھ
مزید بے باک ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ عمر کا اثر تو اس پر ہوا ہی نہیں تھا پینتیس سال کی
عمر میں اس کی

۔۔۔۔۔ شخصیت میں مزید کشش آگئی تھی

جبکہ شفا اول روز کی طرح وہی معصوم شفا ہی تھی۔۔۔۔۔ جو چھوٹی چھوٹی باتوں
پر شرمایا کرتی تھی مگر آدم کی محبت میں اس کے چہرے پر مزید نکھار آگیا
تھا۔۔۔۔۔

وہ سرخ چہرے کے ساتھ اپنی حالت سدھارتی باہر نکل آئی جہاں آج فروا بیگم
نے سب کی دعوت کی تھی۔۔۔۔۔

فری اور احد اپنے دونوں بچوں آٹھ سالہ احد اور ایک سالہ ہادیہ کے ساتھ آئے
۔۔۔۔۔ تھے

آیت اور بالاج کو اللہ نے دو جڑواں بیٹوں سے نوازا تھا شازم اور

جازم۔۔۔۔۔ جازم ماں کی طرح ہی معصوم اور سب کا خیال رکھنے

والا۔۔۔۔۔ جبکہ شازم اتنا ہی سنجیدہ اور مار دھاڑ کرنے والا تھا۔۔۔۔۔ بنا ہاتھ کے تو

وہ بات کرنا ہی گوارا نہیں کرتا تھا۔۔۔۔۔ شازم کی اس عادت سے آیت بے

انتہا تنگ تھی۔۔۔۔۔

شہر یار اور عالیہ کا بھی ایک بیٹا تھا جو ابھی دو سال کا تھا۔۔۔۔۔ از لان زرش کے

جانے کے بعد بھی وہ زرش کو ہر جگہ تلاش کرتا رہا لیکن وہ نہیں ملی۔۔۔۔۔ آخر

میں وہ سب اللہ کے سپرد کرتا اپنی فیملی کی خوشیوں میں مصروف ہو گیا۔۔۔۔۔

لیکن اب بھی اسے اپنی بہن شدت سے یاد آتی تھیں وہ بس اس کے لئے دعا ہی

کرتا تھا کہ وہ جہاں بھی ہو خوش ہو اور سکون میں ہو۔۔۔۔۔

عقیدت اور عرش کا ایک ہی بیٹا تھا تین سالہ عریشان جس کا نام جزا نے اپنی پسند
سے رکھا تھا۔۔۔۔۔ اور وہ جزا کا سب سے لاڈلہ بھتیجا تھا۔۔۔۔۔ اس کی عادتیں
۔۔۔۔۔ آدم کی طرح تھیں۔۔۔۔۔ سمجھدار اور سب کا خیال رکھنے والا
فرجاد اور ہانیہ کی ایک بیٹی تھی دعا۔۔۔۔۔ لیکن اپنی فیملی کے ساتھ دبئی جانے
۔۔۔۔۔ کی وجہ سے وہ آج کی دعوت میں شامل نہیں ہوئے تھے
سب مرد حضرات گارڈن میں ایک طرف رکھے صوفے پر بیٹھے ہوئے
تھے۔۔۔۔۔

جبکہ اریب اور منت سارے بچوں کو گارڈن کے دوسرے سائیڈ میں بٹھا کر
پڑھانے میں مصروف تھے۔۔۔۔۔

اور عورتیں کھانے کے انتظامات کرنے میں مصروف تھیں۔۔۔۔ سالار بار بار
بے چینی سے جزا کا نمبر ٹرائے کر رہا تھا۔۔۔۔ اور دروازے پر بھی نظر ڈال
لیتا۔۔۔۔

فروا بیگم اور سجدہ بیگم بھی پریشان ہو گئیں تھیں۔۔۔ کیونکہ رات کے آٹھ بج
رہے تھے۔۔۔ جبکہ وہ چھ بجے تک واپس آنے کا بول کر اسپتال گئی تھی۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ جزا کہاں گئی ہے ابھی تک آئی نہیں

وہ سب بزنس کی باتیں کر رہے تھے۔۔۔ لیکن سالار کے چہرے پر فکر مندی
۔۔۔ دیکھ کر آدم نے اسے مخاطب کر کے پوچھا

بڑی امی بتا رہی تھی کسی دوست کی طرف گئی ہے آتی ہی ہوگی۔۔۔۔ سالار
سنجیدگی سے جواب دے کر سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔۔۔۔۔

یار تم دونوں اپنے بیٹوں کو سنبھالو میری ہی بیٹیوں کے پیچھے کیوں پڑے رہتے
ہیں۔۔۔ آدم نے بچوں کی طرف دیکھ کر احد اور بالاج کو مخاطب کیا
تھا۔۔۔۔۔

اریب اور منت غصے سے ایک دوسرے کو گھور رہے تھے۔۔۔۔۔

وہیں شازم صفا کی چوٹی پکڑ کے کھڑا تھا۔۔۔۔۔

اور عریشان شازم سے صفا کو بچانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔۔۔

اپنے ماموں پر گیا ہے میں کیا کروں۔۔۔۔۔ دونوں نے یک زبان ہو کر سالار کی
طرف دیکھ کر کندھے اچکائے تھے۔۔۔۔۔

جیسے کہہ رہے ہو جو کہنا ہے اسے کہو۔۔۔۔۔

ویسے آپ لوگوں کا اپنی حرکتوں کے بارے میں کیا خیال ہے۔۔۔۔۔ سالار

کے بدلے عرش نے دونوں کو جواب دیا تھا

جبکہ سالار نے صرف ان کو گھورنے پر ہی اکتفا کیا۔۔۔۔ اس سے پہلے کہ وہ اٹھ کر بچوں کی طرف جاتا۔۔۔ دروازے سے اندر آتی جزا پر نظر پڑتے ہی اس کے قدم تھمے تھے۔۔۔۔

وہی حال وہاں موجود تمام مردوں کا بھی تھا وہ سارے مرد اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔۔۔۔

بچے کی طرح اٹھائے اس چادر کو دیکھ سب حیران ہوئے تھے۔۔۔۔

سب سے پہلے آدم حیرانگی سے اس کی طرف بڑھا۔۔۔۔ بڑھانچے یہ کیا ہے۔۔۔۔ اس نے جزا کے ہاتھ سے وہ چادر لینی چاہی مگر وہاں موجود بچے کو

دیکھ کر اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں تھیں۔۔۔۔

بھائی یہ میری بیٹی ہے۔۔۔۔۔ جزا نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔۔

اس کے چہرے اور آنکھوں کی چمک دیکھ کر سالار بھی اس کے پاس آیا تھا اس
کی گود میں موجود بچے کو دیکھ کر وہ بھی تھم گیا تھا۔۔۔۔۔

جزا کی پر جوش آواز پر ساری خواتین باہر نکل آئی تھی۔۔۔۔

مگر اس کے ہاتھ میں بچے کو دیکھ کر وہ بھی حیران پریشان ہو گئیں تھیں

۔۔۔۔۔

کس کا بچہ ہے یہ سالار نے سنجیدگی سے پوچھا جزا کی آنکھوں کی چمک دیکھ کر
اسے مزید تکلیف ہوئی تھی۔۔۔۔۔

یہ میری بیٹی ہے دیکھیں اسے بالکل میری طرح ہے۔۔۔۔۔ آپ۔ کو پتہ ہے

میں ڈاکٹر کے پاس گئی تھی لیکن اس نے کہا میں کبھی بھی ماں نہیں بن

سکتی۔۔۔۔۔ لیکن اللہ نے میری سن لی اور اس نے مجھے میری بیٹی دے

دی۔۔۔۔۔

وہ روتے ہوئے بولتی وہاں موجود ہر انسان کی آنکھیں نم کر گئی۔۔۔۔۔

لیکن اس کی آنکھیں مسکرا رہی تھی۔۔۔۔۔ سالار اس کی بات پر تڑپ گیا۔۔۔۔۔

اور اس کے پاس آیا۔۔۔۔۔ آدم اس کی طرف سے چہرہ موڑ کر کھڑا ہو گیا تھا وہ اپنی بہن کی یہ بے بسی مزید نہیں دیکھ پارہا تھا۔۔۔۔۔

جزا یہاں دیکھو تم سے ڈاکٹر نے جو بھی کہا سب بھول جاؤ ہم سب ہیں نا تمہارے ساتھ کیوں فکر کرتی ہو۔۔۔۔۔

سالار ضبط سے اس کا چہرہ تھامے بے بسی سے بولا تھا۔۔۔۔۔

میں بھول چکی ہوں سالار جو ڈاکٹر نے کہا مجھے اس بات کا اب کوئی غم نہیں ہے۔۔۔۔۔ جزا نے مسکرا کر جواب دیا۔۔۔۔۔

اور اس بچی کی طرف متوجہ ہو گئی۔۔۔۔۔ جسے شاید بھوک لگی تھی۔۔۔۔۔

یہ کس کی بچی ہے کہاں سے لائی ہو مجھے بتاؤ۔۔۔۔۔ میں اسے واپس کر کے آتا
ہوں۔۔۔۔۔ اس نے جزا کے ہاتھ سے بچی لی تھی۔۔۔۔۔

یہ میری بچی ہے یقین کیوں نہیں کر رہے اللہ نے میرے صبر کا انعام دیا ہے
مجھے۔۔۔۔۔ جزا ان سب کی آنکھوں میں بے یقینی دیکھ غصے سے چیخی
تھی۔۔۔۔۔

بھائی آپ میرا یقین کریں۔۔۔۔۔ وہ آدم کے پاس آکر اس کا بازو تھام
گئی۔۔۔۔۔

میری جان۔۔۔۔۔ مجھے تم پر یقین ہے۔۔۔۔۔ لیکن تم بتاؤ تو اس کو تم کہاں سے
لائی ہو۔۔۔ دیکھو اس کے ماں باپ پریشان ہو رہے ہونگے۔۔۔۔۔ آدم اسے
سینے سے لگا کر محبت سے بولا

شہریار عرش احد اور بالاج سب کے چہرے پر جزا کے لئے پریشانی تھی۔۔۔۔۔

بھائی میرا یقین کریں میں اسے کہیں سے چرا کر نہیں لائی یہ تو مجھے راستے میں ملی

----- جزا ان کو شروع سے لے کر آخر تک سب بتاتی چلی گئی

سب بے انتہا حیران تھے----- تم سچ کہہ رہی ہو----- آدم نے کسی

--- حدشے کے تحت پوچھا

میں نے آج تک کبھی جھوٹ بولا آپ سے----- اس نے شکایتی نظروں سے

آدم کو دیکھا تھا-----

نہیں میری گڑیا مجھے آپ پر یقین پے----- آدم نے فرط جذبات سے اس

کے ماتھے پر بوسہ دیا تھا-----

لیکن سالار بالکل سنجیدہ ہو گیا تھا۔۔۔۔ وہ اپنی بیوی کے چہرے سے اس خوشی

کے چھن جانے کے ڈر سے خوفزدہ ہو گیا تھا۔۔۔۔ آدم کے اشارے پر عرش

وہاں سے نکلا تھا تاکہ جزا کی بات کی تصدیق ہو سکے۔۔۔۔۔ بالاج بھی اس کے ساتھ ہی گیا تھا

امی اسے بھوک لگی ہے کیا کروں۔۔۔۔۔ وہ پریشانی سے بچی کو لے کر فروا بیگم کے پاس آئی تھی۔۔۔۔۔

تم فکر مت کرو میں اس کے لئے دودھ بنا کر لاتی ہوں تم اسے سجدہ کے حوالے
کرو اور فریش ہو کر آؤ۔۔۔۔۔ فروا بیگم نے جلدی سے کہا۔۔۔۔۔ وہ فلحال کوئی
بھی ایسی بات نہیں کرنا چاہتی تھی جس سے جزاکو تکلیف ہو۔۔۔۔۔ ان کے کئے
تو اس بات کو ہضم کرنا ہی مشکل ہو گیا تھا کہ وہ کبھی ماں نہیں بن سکتی۔۔۔

چھوٹی امی پہلے اسے نہلانا پڑے گا۔۔۔ آپ مجھے ایک بار سکھا دیں اگلی بار سے اس کے سارے کام میں کروں گی۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ جزا کے ہونٹوں پر مسکراہٹ ہی الگ تھی

ٹھیک ہے چلو تم میرے ساتھ۔۔۔۔ میں تمہیں سکھا دیتی ہوں سجدہ بیگم اس کی
خوشی دیکھتی اسے اپنے ساتھ کمرے میں لے گئی تھی۔۔۔۔

بھائی اگر اس بچے کے والدین آکر اسے لے گئے تھے وہ پوری طرح ٹوٹ جائے
گی۔۔۔۔۔ سالار نے بے بسی سے کہا۔۔۔۔۔

انشاء اللہ ایسا نہیں ہو گا میرا دل کہہ رہا ہے جزا کی ہر بات میں صداقت
ہے۔۔۔۔۔ آدم نے یقین سے کہا۔۔۔۔۔

سالار آگے سے کچھ بول نہیں سکا۔۔۔۔ اور بے بسی سے واپس بیٹھ گیا۔۔۔۔
تھوڑی ہی دیر بعد بالاج اور عرش پر چیز کا اچھے سے معائنہ کر کے واپس آ گئے
تھے۔۔۔۔۔

بھائی جزا بلکل سچ کہہ رہی ہے۔۔۔۔۔ کیونکہ جب وہ اسپتال سے نکلی وہ بلکل خالی ہاتھ تھی۔۔۔۔۔ اور جس جگہ کا اس نے بتایا وہاں واقع ہی ایک خالی کاٹن پڑا ہوا تھا جس کو شاید کسی جانور نے پھاڑا تھا۔۔۔۔۔

اور اس کاٹن کو دیکھ کر صاف پتہ چل رہا تھا کہ اس میں کوئی بچہ سویا ہوا تھا۔۔۔۔۔ کیونکہ وہ گندا ہو گیا تھا۔۔۔۔۔

اور دوسری بات جہاں سے جزا کو یہ بچی ملی ہے اس روڈ کے دوسری طرف لگی سی سی ٹی وی کیمرے میں صاف دیکھا جاسکتا ہے کہ ایک چادر میں لپیٹی عورت اس بوکس کو اٹھا کر اس طرف گئی۔۔۔۔۔ جس کا مطلب صاف ہے کہ جس نے بھی اس بچی کو وہاں پھینکا اس نے جان بوجھ کر پھینکا۔۔۔۔۔

اس کا مطلب یہی ہے اس بچی کا اب کوئی وارث نہیں۔۔۔۔۔ بالاج کی بات پر آدم نے سالار کی طرف دیکھا تھا۔۔۔۔۔

جبکہ سب حیران تھے کیسے کوئی ماں باپ اپنی ہی اولاد کو اس طرح بے آسرا
----- پھینک دیتے ہیں

بھائی اگر اس بچی کا کوئی نہیں تو میں اس کو اپنی بیٹی بنانا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔ سالار نے
سنجیدگی سے کہا جبکہ آنکھیں اس کی بھی روشن ہو گئیں تھیں۔۔۔۔۔

اس کے فیصلے پر سب ناصر متفق تھے بلکہ خوش بھی تھے۔۔۔۔۔

انشاء اللہ تمہارا یہ فیصلہ بہترین ثابت ہو گا۔۔۔۔۔ شہریار کی بات پر سب نے
یک زبان ہو کر آمین کہا تھا۔۔۔

یہ کتنی پیاری ہے نا آپ۔۔۔۔۔ وہ بچوں کی طرح خوش ہوتی بولی۔۔۔۔۔ فری

نے محبت سے جزا کو دیکھا جو اس بچی کو پا کر بے انتہا خوش تھی۔۔۔۔۔

شفا عقیدت آیت عالیہ سب اس کے چہرے پر مسکراہٹ دیکھتی بہت خوش
تھیں۔۔۔۔۔

ہاں بہت پیاری ہے بلکل تمہاری طرح آج سے یہ صرف تمہاری ہے اب سے
اس کا خیال تم نے رکھنا ہے۔۔۔۔۔ فری نے اس بچی کو کپڑے پہنا کر جزا کے
حوالے کیا اس نے کسی متاعِ جاں کی طرح اس بچی کو اپنے بازوؤں میں بھر لیا
تھا۔۔۔۔۔


اس کی ہیزل گرین آنکھوں نے سب کو اپنی طرف متوجہ کر لیا تھا۔۔۔۔۔
یہ دودھ پلائیں اسے۔۔۔۔۔ بھوک لگی ہے۔۔۔۔۔ شفا نے دودھ کے بوتل جزا کے
۔۔۔۔۔ حوالے کرتے کہا۔۔۔۔۔ تو اس نے مسکرا کر تھام لیا
پیٹ میں خوراک جاتے ہی وہ بچی مسکرا کر آنکھیں موند گئی۔۔۔۔۔

پھر سب اسے لے کر باہر آگئے تھے۔۔۔۔۔ جیسے ہی بچوں کو پتہ چلا گھر میں
ایک ننھی مہمان آئی ہے وہ تو اسے دیکھنے کے لئے پاگل ہو رہے

تھے۔۔۔۔۔ عقیدت نے بچی کی نیند کی وجہ سے سب کو اس سے دور
رکھا۔۔۔۔۔

عرشان نے اپنی فیورٹ پھپھو کی گود میں اس معصوم پری کو گھور کر دیکھا
تھا۔۔۔ جس کے آنے کی وجہ سے جزا نے اسے ایک بار بھی نہیں دیکھا۔۔۔۔۔
وہ رات ان سب نے جزا کی خوشی میں خوش ہوتے گزاری تھی۔۔۔۔۔ پھر
سب اپنے اپنے گھروں کو لوٹ گئے۔۔۔۔۔
سالار اس کا نام کیا رکھیں گے ہم۔۔۔۔۔ جزا اس بچی کو بیڈ پر لٹائے اس کے
چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے کھیلتے ہوئے پوچھا
سالار اپنی گھڑی اور موبائل سائیڈ ٹیبل پر رکھتا اس کے کندھے پر بازو پھیلا کر
اس کے ساتھ بیٹھ گیا۔۔۔۔۔

جزا نے اسے مسکرا کر دیکھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تم کیا نام رکھنا چاہتی ہو۔۔۔۔۔ سالار
نے محبت سے اس کے چہرے پر نظریں جمائے گھمبیر لہجے میں پوچھا۔۔۔۔۔
میں چاہتی ہوں ہماری بیٹی کا نام آپ رکھیں۔۔۔۔۔ جزا مسکرا کر
بولی۔۔۔۔۔ مسکراہٹ اس کے چہرے سے غائب ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی
تھی۔۔۔۔۔



سالار نے اس بچی کے چہرے کی طرف دیکھا۔۔۔۔۔ فاطمہ۔۔۔۔۔ ایک دم
سالار کی آنکھوں کے سامنے فاطمہ کا مسکراتا چہرہ لہرایا تو اس کے منہ سے بے
ساختہ نکلا۔۔۔۔۔

اور گھبرا کر جزا کی طرف دیکھا کہ کہیں وہ برانا مان جائے۔۔۔۔۔ مگر اس کے چہرے پر مسکراہٹ دیکھتا وہ پُر سکون ہوا تھا۔۔۔۔۔

تم جو بولو گی وہی نام رکھیں گے۔۔۔۔۔ سالار سنبھل کر بولا۔۔

آج سے اس کا نام فاطمہ ہو گا ہماری فاطمہ۔۔۔۔۔ جزا طمانیت بھرے لہجے میں
بولتی سالار کے سینے پر سر ٹکائی۔۔۔۔۔

سالار نے بھی اس کے گرد بازو باندھ دیئے تھے۔۔۔۔۔
چار سال بعد۔۔۔۔۔

آپ کے بیٹے نے فاطمہ کو تھپڑ مارا ہے میں آپ کو بتا رہی ہوں یہ مجھ سے پٹ
جائے گا پھر مجھے مت بولنے گا کچھ۔۔۔۔۔ عقیدت غصے سے عر شان کا بازو

پکڑے کھینچتے ہوئے عرش کے پاس لائی تھی۔۔۔۔۔
مام وہ بہت گندی ہے۔۔۔۔۔ اس لئے تھپڑ مارا میں نے۔۔۔۔۔ اس نے سنجیدگی سے
اپنی ماں کی طرف دیکھ کر کہا۔۔۔۔۔

مان بری بات ہے بہن ہے وہ آپ کی ایسا نہیں بولتے۔۔۔۔۔ عرش نے اسے
سنجیدگی سے سمجھایا تھا۔۔۔۔۔

ہونے کے بجائے غصے سے بولا۔۔۔۔۔

سے ایسی ہیں مجھے بلیم مت کریں۔۔۔۔۔

وہ دوفٹ کا بیچہ سنجیدگی سے بولتا کندھے اچکا گیا۔۔۔۔۔

عرش نے اسے گھور کر دیکھا تھا مگر سامنے بھی عریشان خانزادہ تھا جس پر اس کی
گھوری کا کوئی اثر نہیں ہوا۔۔۔۔۔



مام۔۔۔۔۔ جازم نے آیت کو پکارا جو اسپتال جانے کی تیاری کر رہی
تھی۔۔۔۔۔ گزرے سالوں میں ناصر ف اس نے اپنے میڈیکل کی ڈگری مکمل کی
تھی بلکہ آدم کے بنائے گئے اسپتال میں ڈاکٹر کی ڈیوٹی بھی سرانجام دے رہی
تھی۔

Novelistan

جی میرا بچہ۔۔۔۔۔ اس نے مصروف انداز میں پوچھا۔

آپ شازم کو سمجھائیں۔۔۔۔۔ وہ اسکول میں بچوں سے لڑتا ہے۔۔۔۔۔ مجھے
اس کی یہ عادت بالکل اچھی نہیں لگتی۔

جازم نے سنجیدگی سے ماں سے شازم کی شکایت کی

آیت نے ہاتھ روک کر جازم کی طرف دیکھا جو اپنے بھائی کی حرکتوں کی وجہ سے بہت شرمندہ ہوتا تھا۔

کہاں ہے شازم۔۔۔۔ آیت نے سنجیدگی سے پوچھا۔۔

وہ ڈیڈ اور چاچو سے فائننگ کی کلاس لے رہا ہے۔۔ جازم نے سنجیدگی سے کہا۔۔۔۔

آج تو میں ان تینوں کو اچھے سے بتاتی ہوں۔۔۔۔ آیت غصے سے کمرے سے نکل کر بیک سائیڈ پر بنے گارڈن میں آئی تھی۔۔۔۔ جہاں بالاج شاہ شازم کو مارنے کے اشارہ کرتا اپنی طرف بلاتا تھا۔۔۔۔۔

اس سے پہلے کہ وہ اپنے پاؤں کا وار بالاج کے پیٹ میں کرتا۔۔۔۔۔ آیت دھدھناتی ہوئی آئی اور اسے کھینچ کر پیچھے کیا تھا۔۔۔۔۔

واٹ ہسپین مام۔۔۔۔۔ شازم نے سنجیدگی سے پوچھا۔۔۔۔۔ بالاج نے اپنی جانم کے
غصے سے سرخ پڑتے چہرے کو مسکرا کر دیکھا تھا۔۔۔۔۔ جبکہ فرجاد مسکرا کر
۔ وہاں رکھی چیئر پر بیٹھ چکا تھا

کہیں کے گنڈے لگے ہو تم جو یہ مار دھاڑ سیکھ رہے ہو۔۔۔ آیت نے گھور کر اسے دیکھا۔

نہیں لیکن ہر انسان کو یہ سب آنا چاہیے کیونکہ ہاتھوں کے ہوتے ہوئے زبان کا استعمال کیوں کر نا بھل

۔ وہ سنجیدگی سے کہتا دوبارہ اپنی یوزریشن سنبھالنے لگا

شازم میں تمہاری پٹائی کر دوں گی۔۔۔۔۔ وہ تنگ آ کر چٹختی ہوئی بولی
ہممم گڈ او کے ڈیڈ پہلے آپ مام کو کلاس دیں۔

میں بعد میں آجاؤں گا۔۔۔۔۔ شازم مسکرا کر کہتا وہاں سے نکل گیا۔۔۔۔۔ آیت نے غصے سے بالاج اور فرجاد کو گھورا جو مسکراہٹ ضبط کرتے اسے ہی دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔

اللہ پوچھے گا آپ دونوں سے جو میرے معصوم بچے کو بگاڑ رہے ہیں۔۔۔ وہ غصے سے بولتی وہاں سے نکل گئی۔۔۔ پیچھے ان دونوں کا قہقہہ گونجتا تھا شازم کو معصوم کہنے پر۔

بری بات ڈیڈ۔۔۔ ارے جاؤ پورے کے پورے ماں کے تجھے ہو۔۔۔۔۔ بالاج نے اسے گوھر کر کاہ تو وہ منہ بناتا اپنی ماں کے پیچھے چلا گیا۔۔۔۔۔ اندھیرے کمرے میں بیٹھی وہ عورت سامنے بورڈ پر موجود تصویروں کو دیکھ کر۔۔۔۔۔ پراسرار مسکرا رہی تھی۔

آدم خانزادہ شفا شہریار اور منت کی تصویریں تھی جن پر اس نے کراس لگایا ہوا
تھا۔۔

مام آریو اوکے۔۔۔ کسی بچے کی آواز پر وہ اپنے چہرے پر اداسی سجاتی باہر نکل
آئی۔۔۔

ختم شدہ

